صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک زندگیوں
کے بعض گوشوں کی جھلک پر مشتمل ایک نادر تالیف

(مترجم)

عُیُونُ الحِکَایَات

(حصہ دُوُم)

مؤلِّف: امام ابوالفَرَج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی

اَلْمُتَوَفّٰی ۵۹۷ھ

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک زندگیوں
کے بعض گوشوں کی جھلک پر مشتمل ایک نادر تالیف

(مترجم)

(حصہ دُوُم)

مؤلف

امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی

المتوفیٰ ۵۹۷ ھ

مترجمین: مدنی علماء (شعبۂ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : عُیُونُ الحِکَایَات (مترجم)

مؤلف : امام ابو الفَرَج عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی

مترجمین : مدنی علماء (شعبہ تراجمِ کتب)

سن طباعت : صَفَرُ الْمُظَفَّر ۱۴۳۰ھ بمطابق فروری 2009ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی، پاکستان۔

قیمت :

تصدیق نامہ

تاریخ: ۸ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

حوالہ نمبر: ۱۵۶

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلی الہ واصحا بہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ''عُیُونُ الْحِکَایَات'' کے ترجمہ

''عُیُونُ الْحِکَایَات (مترجم)''

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

04 - 02 - 2009

E.mail.ilmia@dawateislami.net

تنبیہ: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ
مولٰینا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

”اولیاء کی قابلِ رشک زندگیاں“ کے 22حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”22 نیّتیں“

فرمانِ مُصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم: **نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(معجم کبیر طبرانی حدیث ۵۹۴۲ ، ج ٦ ص ۱۸۵ بیروت)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صَفْحَہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔ {۵} رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالعہ کروں گا۔ {٦} حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور {۷} قِبلہ رُو مُطالَعَہ کروں گا {۸} قرآنی آیات اور {۹} اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا {۱۰} جہاں جہاں ”**اللہ**“ کا نام پاک آئے گا وہاں **عَزَّوَجَلَّ** اور {۱۱} جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پڑھوں گا۔ {۱۲} اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلف کو ایصالِ ثواب کروں گا۔ {۱۳} (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضَّرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔ {۱۴} (اپنے ذاتی نسخے کے) ”یادداشت“ والے صَفْحَہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ {۱۵} اولیاء کی صفات کو اپناؤں گا۔ {۱٦} دوسروں کو یہ **کتاب** پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ {۱۷، ۱۸} اس حدیثِ پاک ”**تَھَادَوْا تَحَابُّوْا**“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ {مؤطاامام مالک، ج۲،ص ۴۰۷، رقم:۱۷۳۱} پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ {۱۹} اس کتاب کے مطالعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ {۲۰} اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کیا کروں گا اور ہر اسلامی ماہ کی دس تاریخ تک اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروا دیا کروں گا۔اور {۲۱} عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر کیا کروں گا۔ {۲۲} کتابت وغیرہ میں شَرعی غلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المد ینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ علیٰ اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلَّی اللہ تعالی علیہ وسلَّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدَّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینة العلمیة**'' بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب
(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''**المد ینة العلمیة**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المد ینة العلمیة**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّؔار** قادری رَضَوی مدظلہ العالی اپنے رسالے ''گلدستہ عطاریہ'' کے صفحے پر کسی دانا کا قول نقل کرتے ہیں: ''قَصَصُ الْاَوَّلِیْنَ مَوَاعِظُ الْاٰخِرِیْنَ یعنی اگلوں کے قصے پچھلوں (یعنی بعد والوں) کے لئے نصیحت ہوتے ہیں۔''

زیرِ نظر کتاب ''**عُیُوْنُ الْحِکَایَات**'' چھٹی سن ہجری کے عظیم محدث و مبلغ، **امام ابو الفرج جمال الدین عبدالرحمٰن ابن جوزی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی تالیف ہے۔ جس میں جگہ بہ جگہ بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے خوفِ خدا و عشقِ مصطفیٰ، عبادت و ریاضت، زہد و ورع، شرم و حیا، سخاوت و شجاعت، شوقِ شہادت، صبر و استقامت، باہمی شفقت و محبت، ادب و تعظیم، اور جذبۂ احیاءِ دین پر مشتمل واقعات و حکایات اپنی خوشبوئیں لٹا رہی ہیں اور اپنے پڑھنے والے کو عمل کی بھرپور دعوت دے رہی ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اس مبارک کتاب کے ''حصہ اوّل'' کا ترجمہ بنام ''**عیون الحکایات (مترجم)**'' شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ، بمطابق اکتوبر 2007ء کو ''**دعوتِ اسلامی**'' کے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جسے علمائے اہلسنّت کَثَّرَھُمُ اللہ تعالٰی، **مبلغین** اور عام اسلامی بھائیوں نے خوب سراہا، خود بھی پڑھا اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی مطالعہ کرنے کی بھرپور ترغیب دی۔ اور اب **ربِّ رحیم** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے **محبوب کریم** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رحمہم اللہ تعالیٰ کی عنایتوں اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطّؔار قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی پُرخلوص دعاؤں کے نتیجہ میں اس کتاب کا ''حصہ دُوُم'' پیش خدمت ہے۔

ترجمہ کے لئے دارُالکتب العلمیۃ بیروت کا نسخہ (مطبوعہ ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) استعمال کیا گیا ہے اور ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل اُمور کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے:

☆......کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں تک وہی کیفیت منتقل کی جائے جو اصل کتاب میں جلوے لٹا رہی ہے۔

☆......اس سلسلے میں بعض مقامات پر تمہیدی جملوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یوں اس کتاب کی حیثیت محض تحت اللفظ ترجمہ کی نہیں، بلکہ ترجمانی کی ہے۔

☆......حکایات و واقعات کی اصل زمین برقرار رکھی گئی ہے۔

☆......عربی عنوانات کو سامنے رکھتے ہوئے مستقل اردو عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

☆......اس کے علاوہ (مفہومِ حکایت کو مدِنظر رکھتے ہوئے) کئی حکایات کے بعد ہلالین (......) میں ترغیبات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

☆........ ہر حکایت کو علیحدہ ایک مستقل نام دیا گیا ہے۔

☆.......اکثر حکایات کے آخر میں منقش بریکٹ {......} کے اندر دعائیہ کلمات ذکر کئے گئے ہیں۔

☆....حکایات کے نمبر عربی متن کے اعتبار سے نہیں بلکہ ترجمہ کی ترتیب کے مطابق دیئے گئے ہیں۔

☆......آیات مقدسہ کا ترجمہ مجددِ اعظم، شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' سے درج کیا گیا ہے۔

☆......احادیث مبارکہ کی تخریج اصل مأخذ سے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆...... جہاں حضور نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکرِ خیر یا اسم گرامی آیا ہے، وہاں پیارے پیارے القابات لگائے گئے ہیں۔

☆......صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے ناموں کے ساتھ ''حضرت سیِّدُنا'' کے الفاظ اور دعائیہ کلمات کا اہتمام کیا گیا ہے۔

☆......ترجمہ میں حتّٰی الامکان آسان اور عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔اور کئی الفاظ پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

☆....موقع کی مناسبت سے **امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین وملت، شاہ امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن اور **عاشق اعلیٰ حضرت، آفتاب قادریت، مہتاب رضویت، بانیٔ دعوت اسلامی، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی ضیائی** دامت برکاتہم العالیہ **اور دیگر علمائے اہلسنّت** دامت فیوضہم العالیہ کے اشعار لکھے گئے ہیں۔

اللہ عزَّوَجلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں **''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش''** کرنے کے لئے **مدنی اِنعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کے تمام مجالس بشمول ''**المد ینۃ العلمیۃ** ''کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

شعبہ تراجِم کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پر کرکے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابند سنت** بننے، **گناہوں سے نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

فہرست

صبح وشام کاانتظار نہ کرو

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے میرے کندھے پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر بن کر رہو۔'' حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ''جب تو شام کرے تو آنے والی صبح کا انتظار مت کر، اور جب صبح کرے تو شام کا منتظر نہ رہ، اور حالت صحت میں بیماری کے لئے اور زندگی میں موت کے لئے تیاری کرلے۔'' (صحیح البخاری، الحدیث: ٦٤١٦، ص ٥٣٩)

عذر قبول نہ ہوگا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ تعالٰی اس شخص کا عذر قبول نہیں فرمائے گا جس کی موت کو مؤخر کر دیا حتی کہ اُسے ساٹھ سال تک پہنچادیا۔'' (مطلب یہ کہ وہ اس عمر میں بھی گناہوں سے باز نہ آیا)

(صحیح البخاری، الحدیث: ٦٤١٩، ص ٥٣٩)

حکایت نمبر204: محتاجی کا خوف

حضرتِ سیّدُنا ابوالقاسم بن جَبَلِی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت سیّدُنا ابراہیم حَرْبی علیہ رحمۃ اللہ القوی اتنے شدید بیمار ہوئے کہ قریبُ المرگ ہوگئے میں ان کے پاس گیا تو فرمایا:'' اے ابو قاسم! میں اور میری بیٹی ایک امرِ عظیم میں مبتلا ہیں۔'' پھر اپنی صاحبزادی سے فرمایا:'' بیٹی! یہ تمہارے چچا ہیں ان کے پاس جاؤ اور گفتگو کرو۔''

اس نے چہرے پر نقاب ڈالا اور میرے قریب آ کر کہا:'' اے میرے چچا! ہم بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں، عرصۂ دراز سے ہم خشک روٹی کے ٹکڑے اور نمک کھا کر گزارہ کر رہے ہیں۔ کل خلیفہ مُعْتَضِدُ بِاللّٰہ کی طرف سے میرے والدِ محترم کو ایک ہزار دینار اور ایک قیمتی موتی بھیجا گیا لیکن انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ فلاں، فلاں نے تحائف وغیرہ بھجوائے لیکن انہوں نے وہ بھی قبول نہ کئے۔'' اپنی بیٹی کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا:'' اے میری بیٹی! کیا تمہیں محتاجی کا خوف ہے؟'' کہا:'' ہاں۔'' فرمایا:'' میرے پاس اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے بارہ ہزار عربی مَخْطُوْطے ہیں۔ میرے مرنے کے بعد روزانہ ایک ورق، ایک درہم کے بدلے بیچ دیا کرنا۔ میری بیٹی! اب بتاؤ کہ جس کے پاس اتنی قیمتی اشیاء موجود ہوں کیا وہ محتاج ہوسکتا ہے؟ ایسا شخص ہرگز مفلس ومحتاج نہیں، لہٰذا تم مفلسی ومحتاجی سے بے خوف ہو جاؤ۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر205: بیٹے کی موت کی تمنا

حضرتِ سیّدُنا محمد بن خَلَف وَکِیْع علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:'' حضرتِ سیّدُنا ابراہیم حَرْبی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا گیارہ سالہ اِکلوتا بیٹا حافظِ قرآن، دینی مسائل سے واقف، بہت ہی فرمانبردار اور ذہین تھا۔ اچانک اس کا انتقال ہوگیا۔ میں نے تعزیت کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:'' میں تو خود اس کی موت کا مُتَمَنِّی (یعنی تمنا کرنے والا) تھا۔'' میں نے کہا:'' آپ صاحبِ علم ہو کر اپنے فرمانبردار اور ذہین بیٹے کے بارے میں ایسی باتیں کر رہے ہیں! حالانکہ وہ تو قرآن وحدیث اور فقہ کا جاننے والا تھا۔''

فرمایا:'' میں نے خواب دیکھا کہ قیامت برپا ہوگئی۔ اور میدانِ مَحْشر میں گرمی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ چھوٹے چھوٹے بچے اپنے ہاتھوں میں پیالے لئے، بڑھ بڑھ کر لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ میں نے ایک بچے سے کہا:'' بیٹا! مجھے بھی پانی پلاؤ۔'' بچے نے میری طرف دیکھ کر کہا:'' تم میرے والد نہیں ہو، (میں تمہیں پانی نہیں پلا سکتا)۔'' میں نے پوچھا:'' تم کون ہو''؟ کہا:'' ہمارا

انتقال چھوٹی عمر میں ہو گیا تھا اور ہم اپنے والدین کو دنیا میں چھوڑ کر یہاں آگئے۔ اب ان کے انتظار میں ہیں کہ وہ کب ہمارے پاس آتے ہیں؟'' جب وہ آتے ہیں تو ہر بچہ اپنے والدین کو پانی پلاتا ہے۔'' خواب بیان کرنے کے بعد حضرت سیِّدُنا ابراہیم حَرْبی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''میں اسی لئے اپنے بیٹے کی موت کا متمنی تھا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 206:

جوانی ہو تو ایسی!

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن مُہَلَّب علیہ رحمۃ اللہ الرَّب فرماتے ہیں: ''دورانِ سفر میں ایک ویران جنگل سے گزرا تو ایک لڑکے کو نماز میں مشغول پایا۔ جب اس نے نماز مکمل کر لی تو میں نے کہا: ''اس ویران جنگل میں تمہارا کوئی مونس و غمخوار بھی ہے؟'' کہا: ''کیوں نہیں! بالکل ہے۔'' میں نے کہا: ''کہاں ہے؟'' کہا: ''میرے دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، آگے پیچھے ہر طرف۔''

میں سمجھ گیا کہ یہ لڑکا اہلِ معرفت میں سے ہے۔ میں نے کہا: ''کیا تمہارے پاس زادِ راہ بھی ہے؟'' کہا: ''کیوں نہیں۔'' میں نے کہا: ''تمہارا زادِ راہ کیا ہے؟'' کہا: ''اخلاص، توحید، حضورِ پاک صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نبوت کا اِقرار، ایمانِ صادق، اور پختہ تَوَکُّل میرا زادِ راہ ہے۔'' میں نے کہا: ''میرے بیٹے! کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کرو گے؟'' کہا: ''جب کسی کو کوئی رفیق مل جائے تو وہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور میں کسی بھی ایسے شخص کی رفاقت نہیں چاہتا جس کی وجہ سے لمحہ بھر کے لئے بھی اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل ہو کر عبادت کی اس لذّت سے محروم ہو جاؤں جسے میں اب محسوس کر رہا ہوں۔'' میں نے کہا: ''اس خطرناک ویران جنگل میں اکیلے رہتے ہوئے تمہیں وحشت نہیں ہوتی؟'' کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کی دولت ایسی دولت ہے کہ اس نے مجھ سے ہر وحشت دور کر دی ہے۔ اور اب یہ حال ہے کہ درندوں کے درمیان بھی خوف و وَحْشَت محسوس نہیں ہوتی۔'' میں نے کہا: ''تم کھاتے کہاں سے ہو؟'' کہا: ''جس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ماں کے پیٹ کی تاریکیوں میں رزق دیا، وہی پروردگار عَزَّوَجَلَّ اب بھی مجھے رزق عطا فرماتا ہے۔''

میں نے پوچھا: ''تمہارے کھانے کا انتظام کب اور کس طرح ہوتا ہے؟'' کہا: ''مجھے مقررہ وقت پر کھانا مل جاتا ہے چاہے میں کہیں بھی ہوں، میرا رزق مجھ تک ضرور پہنچتا ہے، میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ مجھے کس وقت کس چیز کی حاجت ہے۔ وہ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ میرے حالات سے بے خبر نہیں، وہ ہر جگہ میرا محافظ و والی ہے۔'' میں نے کہا: ''تمہاری کوئی حاجت

ہے جسے میں پورا کروں؟'' کہا: ''ہاں! ایک حاجت ہے اور وہ یہ کہ اگر دوبارہ مجھے دیکھو تو مجھ سے گفتگو نہ کرنا اور نہ ہی میرے بارے میں کسی کو بتانا۔'' میں نے کہا: ''جیسے تمہاری مرضی، اس کے علاوہ کوئی اور حاجت ہو تو بتاؤ؟'' کہا: ''ہاں! اگر ہو سکے تو دعاؤں میں یاد رکھنا، جب بھی غمگین و پریشان ہو کر دعا کرو تو میرے لئے بھی دعا ضرور کرنا۔''

میں نے کہا: ''میرے بیٹے! میں تمہارے لئے کس طرح دعا کروں جبکہ تم مجھ سے افضل ہو کیونکہ خوفِ خدا اور توکل تم میں مجھ سے بہت زیادہ ہے۔'' کہا: ''اس طرح نہ کہئے، کیونکہ آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں، آپ کو دولتِ ایمان مجھ سے پہلے نصیب ہوئی، آپ کی نمازیں اور روزے مجھ سے زیادہ ہونگے۔'' میں نے کہا: ''مجھے بھی تم سے کام ہے۔'' اس نے کہا: ''بتائیے! کیا کام ہے؟''

میں نے کہا: ''میرے لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرو۔'' اس نے یہ دعا کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو ہر لمحہ گناہوں سے محفوظ رکھے، ایسا غم عطا فرمائے جس میں اس کی رضا پوشیدہ ہو۔ اور اس کے علاوہ کوئی اور غم نہ ہو۔'' میں نے کہا: ''اے میرے لختِ جگر! اب دوبارہ ملاقات کب ہوگی؟ میں تجھے کہاں تلاش کروں؟'' کہا: ''دنیا میں مجھ سے ملاقات کی امید نہ رکھنا، اور آخرت میں مجھ سے ملنا چاہو تو ہر اس کام سے بچنا جس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے منع فرمایا ہے۔ اور کسی بھی ایسے کام میں اس کی نافرمانی نہ کرنا جس کا اس نے حکم دیا۔ آخرت متقین کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اگر وہاں مجھ سے ملنا چاہو تو ان لوگوں میں تلاش کرنا، جو دیدارِ الٰہی کر رہے ہوں میں آپ کو انہیں لوگوں میں ملوں گا۔''

میں نے کہا: ''تجھے کیسے معلوم ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تجھے یہ مرتبہ ملے گا؟'' کہا: ''اس لئے کہ میں اس کی حرام کردہ اشیاء سے بغض رکھتا ہوں، ہر گناہ اور ہر اس کام سے بچتا ہوں جس سے بچنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ اور میں نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے یہ دعا کی ہے کہ مجھے جنت میں اپنے دیدار کی دولتِ لازوال عطا فرمائے۔'' اتنا کہنے کے بعد اس لڑکے نے چیخ مار کر ایک طرف دوڑ لگا دی اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 207:

دوستی کا تقاضا

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن داؤد علیہ رحمۃ اللہ الودود فرماتے ہیں: ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر فُوطی اور حضرت سیِّدُنا عُمر و بن آدمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ہم دونوں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ہم عروس البلاد (بغداد شریف) سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک جگہ دو خونخوار درندے بیٹھے ہوئے تھے۔''

حضرت سیِّدُ نا ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''میں نے ابوعمرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا:''اے ابوعمرو! میں عمر میں تجھ سے بڑا ہوں تم میرے پیچھے چلو میں آگے چلتا ہوں تا کہ اگر یہ خونخوار درندے حملہ کریں تو میں ان کی زَد میں آجاؤں اور تم بچ جاؤ۔'' حضرت سیِّدُ نا ابوعمرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا:''اگر میں نے ایسا کیا تو میرا ضمیر مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتا۔ آؤ ہم دونوں ایک ساتھ چلتے ہیں اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آیا تو ہم دونوں کو ہی آئے گا۔'' چنانچہ ہم چلے اور درندوں کے درمیان سے گزر گئے۔ حملہ تو کُجا انہوں نے حرکت تک نہ کی۔''

ابن جَھْضَم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''دوستی کا یہی تقاضا ہے کہ کسی بھی حالت میں دوست کو تکلیف نہ پہنچنے دے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 208: حضرتِ فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوہّاب کی توبہ

حضرتِ سیِّدُ نا علی بن حَشْرَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں:''مجھے حضرتِ سیِّدُ نا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کے ایک پڑوسی نے بتایا کہ:''توبہ سے قبل حضرت سیِّدُ نا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب اتنے بڑے اور خطرناک ڈاکو تھے کہ پورے پورے قافلے کو اکیلئے ہی لوٹ لیتے۔ ایک مرتبہ ایک قافلہ آپ کے علاقے کے قریب سے گزرا، انہیں وہیں رات ہوگئی۔ آپ ڈاکہ ڈالنے کی نیت سے جب قافلے کے قریب پہنچے تو بعض قافلے والوں کو یہ کہتے ہوئے سنا:''تم اس بستی کی طرف نہ جاؤ بلکہ کوئی اور راستہ اختیار کرلو یہاں فُضَیْل نامی ایک خطرناک ڈاکو رہتا ہے۔''

جب قافلے والوں کی یہ آواز سنی تو آپ پر کپکپی طاری ہوگئی اور بلند آواز سے کہا:''اے لوگو! میں فُضَیْل بن عِیَاض تمہارے سامنے موجود ہوں، جاؤ! بے خوف وخطر گزر جاؤ، تم مجھ سے محفوظ ہو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم آج کے بعد میں کبھی بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔'' اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے چلے گئے اور اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کرکے راہِ حق کے مسافروں میں شامل ہوگئے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس رات قافلے والوں کی دعوت کی اور فرمایا:''تم فُضَیْل بن عِیَاض سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھو، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے جانوروں کے لیے چارہ وغیرہ لینے چلے گئے جب واپس آئے تو کسی کو قرآن

پاک کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کرتے ہوئے سنا:

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰهِ (پ۲۷،الحدید:۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔

قرآن کریم کی یہ آیت تاثیر کا تیر بن کر آپ کے سینے میں اتر گئی۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گریہ وزاری شروع کردی اور اپنے کپڑوں پر مٹی ڈالتے ہوئے کہا:''ہاں! کیوں نہیں! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب وقت آگیا، اب وقت آگیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح روتے رہے اور پھر اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کرلی۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر209: پُراَسرار شخص

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد طُوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''میں نے اُمّتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِھَاالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مشہور ولی حضرت سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''میرے اُستاذ حضرت سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی کبیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے فرمایا:''سردیوں کے دن تھے، میں مسجد کے دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ میرے قریب سے ایک شخص گزرا جس نے دو گدڑیاں اوڑھ رکھیں تھیں۔میرے دل میں یہ بات آئی کہ شاید یہ ان میں سے ہے جو بھیک مانگتے ہیں۔کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا۔جب میں سویا تو خواب دیکھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے، مجھے بازو سے پکڑا اور اسی مسجد میں لے گئے۔میں نے دیکھا کہ قریب ہی ایک شخص دو گدڑیاں اوڑھے سو رہا ہے۔جب اس کے چہرے سے گدڑی ہٹائی گئی تو میں حیران رہ گیا کہ یہ وہی شخص ہے جو میرے قریب سے گزرا تھا۔فرشتوں نے مجھ سے کہا:''اس کا گوشت کھاؤ۔''میں نے کہا:''میں نے تو اس کی غیبت نہیں کی۔''کہا:''کیوں نہیں! تیرے نفس نے اس کی غیبت کی اور تو نے اس کو حقیر جانا اور اس سے ناخوش ہوا۔''

حضرت سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی کبیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر فرماتے ہیں:''پھر میری آنکھ کھل گئی خوف کی وجہ سے مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا۔میں مسلسل تیس (30) دن اسی مسجد کے دروازے پر بیٹھا رہا، صرف فرض نماز کے لئے وہاں سے اٹھتا۔میں دعا کرتا کہ دوبارہ وہ شخص مجھے نظر آجائے تاکہ اس سے معافی مانگوں۔ایک ماہ بعد وہ پُراَسرار شخص اس حال میں نظر آیا کہ اس کے جسم پر پہلے کی طرح دو گدڑیاں تھیں۔میں فوراً اس کی طرف لپکا، مجھے دیکھ کر وہ تیز تیز چلنے لگا، میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔جب مجھے محسوس

ہوا کہ شاید میں اس کے قریب نہ پہنچ سکوں گا اور یہ مجھ سے دور چلا جائے گا تو میں نے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! میں تجھ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔'' اس نے کہا: ''اے ابراہیم! کیا تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو دل کے ذریعے مومنین کی غیبت کرتے ہیں؟''

حضرت سیِّدُنا ابراہیم کبیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر فرماتے ہیں: ''اس کی بات سن کر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب افاقہ ہوا تو وہ شخص میرے سرہانے کھڑا تھا۔'' اس نے کہا: ''کیا دوبارہ ایسا کرو گے؟'' میں نے کہا: ''نہیں، اب کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔'' پھر وہ پُراَسرار شخص میری نظروں سے اوجھل ہو گیا اور دوبارہ کبھی نظر نہ آیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 210: ولی اللہ کی چادر پر آگ اثر نہ کرسکی

حضرت سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں ایک یہودی کا مقروض تھا وہ قرض وصول کرنے میرے پاس آیا اور کہا: ''مجھے کوئی ایسی کرامت دکھاؤ جس سے میں اسلام کی عظمت جان جاؤں اور مجھ پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ دینِ اسلام، یہودیوں کے دین سے بہتر ہے۔ اگر تم کوئی کرامت دکھا دو تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔'' میں نے کہا: ''کیا تم واقعی مسلمان ہو جاؤ گے؟'' اس نے کہا: ''ہاں۔'' اسے دینِ اسلام کی طرف راغب ہوتا دیکھ کر میں نے اس کی چادر، اپنی چادر میں لپیٹی اور اینٹوں کے بھٹّے میں ڈال دی۔ پھر میں خود بھٹے میں داخل ہوا اور جلتی ہوئی آگ سے چادریں نکال لایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میرا ایک بال بھی نہ جلا۔ جب میں نے اس یہودی کے سامنے اپنی چادر کھولی تو وہ بالکل صحیح وسالم تھی اور یہودی کی چادر اندر ہونے کے باوجود جل کر راکھ ہو گئی تھی۔ اسلام کی یہ حقّانیت دیکھ کر وہ یہودی کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔''

یہ حکایت حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی صغیر علیہ رحمۃ اللہ الکبیر کے متعلق ہے۔ ایک بزرگ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی کبیر علیہ رحمۃ اللہ الکبیر بھی تھے جن کا ذکر پچھلی حکایت میں گزرا یہ دونوں اپنے دور کے زبردست ولی اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر211:

بزرگوں کی نگاہ میں عہدۂ قضا کی حیثیت

حضرتِ سیِّدُ ناحَمَّا دبن سَلَمَہ اورحَمَّا دبن زَید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما سے روایت ہے کہ ''حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ گندم کی تجارت کیا کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرمایا کرتے: ''اگر پانچ بزرگ نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا۔'' پوچھا گیا کہ وہ پانچ بزرگ کون سے ہیں جن کی خاطر آپ تجارت کرتے ہیں؟'' فرمایا: ''حضرتِ سیِّدُ ناسفیان ثوری، حضرتِ سیِّدُ ناسفیان بن عُیَیْنَہ، حضرتِ سیِّدُ نافُضَیل بن عِیَاض، حضرتِ سیِّدُ نامحمد بن سمّاک، اور حضرتِ سیِّدُ ناابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تجارت کی غرض سے خُرَاسَان کی طرف جاتے، جو نفع حاصل ہوتا اس سے اہل وعیال کا خرچہ اور حج کے لئے زادِراہ وغیرہ نکال کر بقیہ ساری رقم ان پانچ دوستوں کی طرف بھجوا دیتے۔ ایک سال آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو خبر ملی کہ ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے عہدۂ قضاء قبول کرلیا ہے۔ اس اطلاع کے بعد آپ نہ تو ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ملنے گئے اور نہ ہی انہیں رقم بھجوائی۔ جب ابن عُلَیَّہ کو خبر ملی کہ حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہمارے شہر میں آئے ہوئے ہیں تو فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نہ تو ان کی طرف دیکھا نہ ہی کلام فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ ناابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ واپس چلے گئے، اور دوسرے دن آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ایک رقعہ لکھا جس کی عبارت کچھ اس طرح تھی:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ہمیشہ اپنی اطاعت وفرمانبرداری میں رکھے اور سعادت مندی عطا فرمائے، میں تو آپ کے احسان اور صلہ رحمی کا کب سے منتظر تھا، کل میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا لیکن آپ نے مجھ سے کلام تک نہ فرمایا۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ شاید آپ مجھ سے خَفا ہیں۔ میں آپ کی عنایتوں سے محروم ہو رہا ہوں۔ خدارا! مجھے بتایئے کہ میری کونسی بات آپ کو ناپسند ہے تاکہ میں اپنی اصلاح کروں اور آپ سے معافی مانگوں۔''

جب حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ابن عُلَیَّہ کا رقعہ ملا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جواباً چند اشعار لکھ کر بھیجے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم.

اے دین کو باز بنا کر مساکین کا مال شکار کرنے والے! تو نے فانی دنیا اور اس کی لذتوں کو ایسے حیلے کے ذریعے اپنے لیے جائز قرار دیا جس کی وجہ سے دین چلا گیا۔ تُو تو بے وقوفوں کا علاج کرنے والا تھا لیکن اب خود مجنون ہو گیا۔ کہاں گئیں تیری وہ روایتوں کی لڑیاں جو ابنِ عون اور ابنِ سیرین کے بارے میں تھیں؟ کہاں ہیں تیری وہ روایتیں اور باتیں جو سلاطینِ دنیا کے دروازوں کو چھوڑنے کے بارے میں تھیں؟ اگر تو یہ کہے کہ مجھے تو مجبوراً قاضی بنایا گیا ہے تو یہ باطل ہے۔''

ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ رُقعہ ملا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجلسِ قضاء سے اُٹھ کر ہارون الرشید کے پاس آئے اور کہا: ''اے امیرالمؤمنین! میرے بڑھاپے پر رحم فرمائیں، اب میں عہدۂ قضاء کی ذمہ داری نہیں نبھا سکتا، برائے کرم مجھ سے یہ ذمہ داری واپس لے لیں۔'' خلیفہ ہارون الرشید نے کہا: ''شاید اس دیوانے (حضرت سیّدُ نا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تجھے اس بات پر اُبھارا ہے اور تیرے دل میں کھلبلی مچادی ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! انہوں نے مجھے بچالیا، انہوں نے مجھے بچالیا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو بھی ہر مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ آپ مجھے اس عہدے سے بَرطرف کردیں۔'' چنانچہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اِسْتِعْفٰی قبول کرلیا۔ جب حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وہ رقم بھجوادی جو ہر سال بھجوایا کرتے تھے، ابن عُلَیَّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام اسماعیل بن ابراہیم بن اَسَدِی تھا، آپ بصرہ کے رہنے والے تھے۔

ایک روایت یہ ہے کہ شریک بن عبداللہ نَخَعِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشورہ طلب کیا کہ کیا میں قضاء کا عہدہ قبول کرلوں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سختی سے منع فرمادیا، جب حضرت سیّدُ نا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پاس سے واپس چلے گئے تو انہوں نے قاضی کا عہدہ قبول کرلیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خط لکھا کہ مجھے زبردستی قاضی بنایا گیا ہے، شریک بن عبداللہ نَخَعِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی کا یہ خط پڑھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

حکایت نمبر 212: دریائے رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا جوش

حضرتِ سیّدُ نا عبدالرحمٰن بن ابراہیم فِھْرِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ''حضرتِ سیّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مُبارَک زمانہ میں ایک نوجوان گناہوں بھری زندگی گزار رہا تھا۔ اسی بدمَستی کے عالم میں اسے سخت بیماری لاحق ہوگئی اور مرگی کے دورے پڑنے لگے۔ جب کمزوری حد سے بڑھنے لگی تو انتہائی رنج وغم کے عالم میں بہت ہی خفیف آواز کے ساتھ اپنے رحیم وکریم پروَرْدْگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح التجا کی:

''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں سے درگزر فرما، مجھے اس بیماری سے چھٹکارا عطا فرما۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اب میں کبھی بھی گناہ نہ کروں گا۔''

اس کی دعا قبول ہوئی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے شفا عطا فرما دی۔لیکن صحتیابی کے بعد وہ دوبارہ گناہوں میں منہمک ہوگیا۔اور پہلے سے زیادہ نافرمانی کرنے لگا۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دوبارہ اس پر بیماری مسلط فرما دی۔ وہ پھر گڑگڑانے لگا اور عرض گزار ہوا: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس مرتبہ مجھے شفا عطا فرما دے اب دوبارہ کوئی گناہ نہ کروں گا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے پھر تندرستی عطا فرما دی۔لیکن اس کی آنکھوں پر پھر غفلت کا پردہ پڑ گیا اور گناہوں کی طرف مائل ہو کر پہلے سے بھی اور زیادہ نافرمان ہوگیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے پھر بیماری میں مبتلا کر دیا۔اس مرتبہ مرض بہت شدید تھا۔اس نے بڑی نقاہت بھری غمگین آواز میں خدائے رحمٰن ورحیم کو پکارا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں کو بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے بیماری سے شفا عطا فرما۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں پھر کبھی تیری نافرمانی نہ کروں گا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کرم کیا اور پھر صحت عطا فرما دی۔ تندرست ہوتے ہی وہ پھر گناہوں میں مبتلا ہوا اور بہت زیادہ نافرمان ہوگیا۔ایک مرتبہ اچانک اس کی ملاقات حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری، ایوب سَخْتِیَانِی، مالک بن دینار اور صالح مُرِّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہوئی۔ جب حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس نوجوان کو گناہوں میں منہمک دیکھا تو فرمایا۔ ''اے نوجوان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح ڈر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا، تو یہ مت بھول کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: ''اے ابو سعید! مجھ سے دور رہیے، بے شک میں تو مصیبت وآفت میں ہوں اور دنیا کو خوب ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔'' حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے رُفقا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بے شک اس نوجوان کی موت قریب ہے۔موت کے وقت اسے بہت پریشانی ہوگی۔ نزع کی سختیاں اسے بہت تنگ کریں گی۔'' اس واقعہ کے کچھ ہی دن بعد حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی رُفقا کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس گناہ گار نوجوان کا بھائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اے ابو سعید! میں اسی نوجوان کا بھائی ہوں جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نصیحت فرمائی تھی۔ میرے بھائی پر موت کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں، اس پر نزع کی کیفیت طاری ہے اور بڑی مصیبت میں مبتلا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے رُفقا سے فرمایا: ''آؤ! چل کر دیکھتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے؟'' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے گھر پہنچے۔ دروازے پر دستک دی تو اس کی بوڑھی ماں نے پوچھا: ''کون ہے؟'' فرمایا: ''حسن۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سن کر بوڑھی ماں نے کہا: ''اے ابو سعید! آپ جیسے نیک شخص کو کیا چیز میرے بیٹے کے پاس کھینچ لائی حالانکہ یہ تو ہمیشہ گناہوں کا مرتکب رہا اور حرام کاموں میں پڑا رہا؟'' فرمایا: ''محترمہ آپ ہمیں اپنے بیٹے کے پاس آنے کی اجازت دیں، بے شک ہمارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ گناہوں کو بخشنے والا اور

خطاؤں کومٹانے والا ہے۔''

بوڑھی ماں نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی دروازے پر کھڑے ہیں وہ اندر آنا چاہتے ہیں۔ کہا: ''اے میری پیاری ماں! حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی یا تو میری عیادت کرنے آئے ہیں یا پھر زَجر وتَوبیخ کرنے۔ بہرحال آپ دروازہ کھول دیں۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ نوجوان نزع کی سختیوں میں مبتلا ہے۔اس پر نا اُمیدی ورَنج واَلم کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے نوجوان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے معافی طلب کر! بے شک وہ رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ تیرے گناہوں کو بخش دے گا۔'' نوجوان نے کہا: اے ابوسعید! اب وہ میرے گناہوں کو نہیں بخشے گا۔'' فرمایا: ''اے نوجوان! کیا تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے بخل ثابت کرنا چاہتے ہو؟، وہ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ تو بہت زیادہ کریم وجوّاد ہے۔اس کی رحمت سے مایوس کیوں ہوتے ہو۔''

کہا: ''اے ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ المجید! میں نے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی، تو اس نے مجھے بیماری میں مبتلا کردیا۔میں نے شِفا طلب کی تو اس نے شفاء عطا فرمائی۔ میں نے پھر نافرمانی کی تو دوبارہ بیماری میں مبتلا ہوگیا۔پھر گناہوں سے معافی طلب کی اور صحتیابی کی دعا مانگی۔اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے شفاء عطا فرمادی۔میں اسی طرح گناہ کرتا رہا اور وہ معاف کرتا رہا۔اب پانچویں مرتبہ بیمار ہوا ہوں، میں نے اس مرتبہ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی اور صحتیابی کے لئے عرض گزار ہوا تو اپنے گھر کے کونے سے یہ غیبی آواز سنی۔: ''تیری دعا ومناجات قبول نہیں ہم نے تجھے کئی مرتبہ آزمایا مگر ہر مرتبہ تجھے جھوٹا پایا۔''

نوجوان کی یہ بات سن کر حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''چلو واپس چلتے ہیں۔'' یہ کہہ کر آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانے کے بعد اس نوجوان نے اپنی والدہ سے کہا: ''اے میری ماں! یہ حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے شاید یہ میری طرف سے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے نا امید ہوگئے ہیں حالانکہ میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ تو گناہوں کو بخشنے والا اور خطاؤں سے درگزر فرمانے والا ہے۔وہ اپنے بندوں کی توبہ ضرور قبول فرماتا ہے۔ اے میری پیاری ماں! میری موت کا وقت قریب ہے۔ جب سانس اُکھڑنے لگے اور میرا جسم بے جان ہونے لگے، میری آنکھیں بند ہوجائیں، جسم پیلا پڑ جائے، آواز بند ہوجائے اور میری روح دارُ الفناء سے دارُ البقاء کی طرف پرواز کرنے لگے تو میرا گریبان پکڑ کر مجھے گھسیٹنا، میرا چہرہ خاک آلود کر دینا۔پھر میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے میرے گناہوں کی معافی طلب کرنا۔بے شک وہ رحمٰن ورحیم مولیٰ عَزَّوَجَلَّ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔میں اس کی رحمت سے نا امید نہیں۔اتنا کہہ کر نوجوان خاموش ہوگیا۔اس کی بوڑھی ماں نے حسبِ وصیت اس کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا، اس کے چہرے پر مٹی ڈالی۔پھر اپنے ہاتھ آسمان

کی طرف بلند کئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح فریاد کرنے لگی:

''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیری اُس رحمت کا سوال کرتی ہوں جو تونے حضرتِ سیِّدُنا یعقوب علٰی نبینا و علیہ الصلٰوۃ والسلام پر نازل فرمائی اور ان کے بیٹے کو ان سے ملا دیا۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تجھے اسی رحمت کا واسطہ جو تو نے حضرتِ سیِّدُنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام پر نازل فرمائی اور ان کی آزمائش کو دور فرما دیا۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میرے بیٹے پر بھی رحم فرما۔ اس کے گناہوں سے درگزر فرما کر اسے بھی معاف فرما دے۔''

جب اس نوجوان کا انتقال ہوگیا تو اس کی والدہ نے ہاتفِ غیبی سے یہ آواز سنی ''تیرے بیٹے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے رحم فرمایا اور اس کے تمام گناہ معاف فرما دیئے'' اسی طرح ایک آواز حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے ابوسعید! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس نوجوان پر رحم فرما کر اس کے گناہوں کو بخش دیا، اب وہ جنتی ہے۔'' چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس نوجوان کے جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

؎ رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا جے اک قطرہ بخشے مینوں کم بن جاوے میرا

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 213: محدث اور ولی کی ملاقات

حضرتِ سیِّدُنا سلیمان بن حَرْب علیہ رحمۃ اللہ الرَّب فرماتے ہیں: ''میں حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی زیارت کا بہت مشتاق تھا۔ لیکن ابھی تک میری یہ خواہش پوری نہ ہو سکی تھی۔ ایک دن مسجد جاتے ہوئے دیکھا کہ ایک گھنے بالوں والا شخص پرانی سی چادر اوڑھے دیوار کی جانب منہ کئے تھیلے سے سوکھی روٹی کے ٹکڑے نکال کر کھا رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تم خُراسان کے رہنے والے ہو۔'' کہا: ''نہیں، بلکہ بغداد کا رہنے والا ہوں۔'' میں نے کہا: ''تم یہاں کس لئے آئے ہو؟'' کہا: ''آپ سے حدیث سننے آیا ہوں۔'' میں نے کہا: ''تمہارا نام کیا ہے''؟ کہا: ''آپ میرا نام پوچھ کر کیا کریں گے۔'' میں نے کہا: ''میری خواہش ہے کہ تمہارا نام جانوں۔'' کہا: ''میں ابو نصر ہوں۔'' میں نے کہا: ''میں آپ کا نام جاننا چاہتا ہوں کنیت نہیں۔'' کہا: ''میں آپ کو اپنا نام نہیں بتاؤں گا کیونکہ اگر میں نے اپنا نام بتا دیا تو میں آپ سے حدیث نہیں سن سکوں گا۔'' میں نے کہا: ''تم اپنا نام بتا دو، اس کے بعد تم حدیث سننا چاہو تو میں تمہیں ضرور سناؤں گا اور اگر نہ سننا چاہو تو تمہاری مرضی۔'' اس نے کہا:

''میرا نام''بِشر بن حَارِث حافی ہے۔''

میں نے خوش ہوتے ہوئے کہا:''شکر ہے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا جس نے مجھے جیتے جی آپ سے ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ میں ان کے قریب بیٹھ کر رونے لگا۔ پھر ہم حدیث کا تکرار کرنے لگے کافی دیر حلقۂ درسِ حدیث جاری رہا۔ میں نے کہا:''اب جبکہ آپ ہمارے شہر میں آگئے ہیں تو کیا میرے گھر نہیں چلیں گے؟''فرمایا:''میرے لیے کوئی مستقل رہائش گاہ نہیں۔ میں مسافر ہوں کسی ایک جگہ نہیں ٹھہر سکتا۔'' یہ سن کر میں رونے لگا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی رو دیئے۔ پھر سلام کیا اور مجھے روتا چھوڑ کر اپنی اگلی منزل کی جانب روانہ ہوگئے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر214: **مراقبہ کی برکت**

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر دَقَّاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے منقول ہے کہ میں نے حضرتِ سیِّدُنا احمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا کہ''ایک مرتبہ میں صحراء میں جا رہا تھا کہ اچانک چرواہوں کے دس شکاری کتوں پر میری نظر پڑی۔ مجھے دیکھ کر وہ میری جانب لپکے، جب قریب آئے تو میں نے مراقبہ شروع کر دیا (یعنی دل میں خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کا تصور جمایا)۔ اچانک ان کے درمیان سے ایک سفید رنگ کا کتا نکلا اور ان کتوں پر حملہ کرکے مسلسل میرا دفاع کرتا رہا۔ جب میں ان کتوں سے کافی دور ہوگیا تو اس سفید کتے کو دیکھنے کے لئے مڑا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا، نہ جانے کہاں غائب ہوگیا۔ میں کتوں سے اس لئے محفوظ رہا کیونکہ میرے ایک استاذ مجھے خوف سے متعلق سکھایا کرتے تھے، ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا:''آج میں تمہیں ایک ایسے خوف کے بارے میں بتاؤں گا جس سے تمام امورِ خیر تمہارے لئے جمع ہو جائیں گے۔''میں نے پوچھا:''وہ کیا ہے؟''فرمایا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف دل میں بٹھا لینا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر215:

نصیحت بھرا جواب

ابو خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''بصرہ میں ابو سلیمان ہاشمی نامی ایک بہت بڑا تاجر رہتا تھا۔ جس کی روزانہ کی آمدنی (۸۰) اسی ہزار درہم تھی ۔ اس نے علماء کرام سے پوچھا کہ:''بصرہ'' کی کونسی نیک عورت سے شادی کرنا میرے حق میں بہتر رہے گا۔ علماء کرام نے مشورہ دیتے ہوئے کہا:''رَابِعَہ عَدَوِیَّۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے شادی کرنا تمہارے حق میں بہت بہتر ثابت ہوگا۔ تاجر نے فوراً حضرتِ سیِّدَتُنا رَابِعَہ عَدَوِیَّۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو یہ خط بھیجا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم،

اَمَّابعد:'' (اے رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا!) میری روزانہ کی آمدنی اسّی (80) ہزار درہم ہے۔ اِن شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کچھ ہی دنوں میں ایک لاکھ درہم ہوجائے گی ۔ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ راضی ہوجائیں تو میں ایک لاکھ درہم بطورِ مہر دینے کو تیار ہوں، شادی کے بعد اتنے درہم مزید دوں گا۔ اگر آپ راضی ہوں تو مجھے اطلاع کردیں۔

حضرت سیِّدَتُنا رابعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے جب تاجر کا خط پڑھا تو جواب لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم،

اَمَّابعد:'' بے شک دنیا سے کنارہ کشی بدن اور دل کو تقویت بخشتی ہے۔ اور دنیا کی طرف رغبت، رنج ومَلال کا باعث ہے۔ میرا یہ خط ملتے ہی آخرت کی تیاری میں کوشش شروع کردو۔ سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ اکٹھا کرنے میں مشغول ہوجاؤ۔ اپنا مال آخرت کے لئے ذخیرہ کرو۔ اپنے لئے خود وصیت کرنے والے بن جاؤ۔ اپنے غیر کو وصی نہ بنانا۔ مسلسل روزے رکھنا۔ اگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے تجھ سے دُگنا مال دے دے اور میں اس مال کی وجہ سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے لمحہ بھر بھی غافل ہوجاؤں تو یہ مجھے ہرگز ہرگز پسند نہیں۔ میں اسی حال میں خوش ہوں۔ والسلام۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر216:

ایک لُقمہ صدقہ کرنے کی برکت

حضرتِ سیِّدُنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ:''ایک عورت کھانا کھا رہی تھی اتنے میں سائل نے صدا لگائی: ''مجھے کھانا کھلاؤ، مجھے کھانا کھلاؤ۔'' عورت کے پاس صرف ایک لقمہ بچا تھا جیسے ہی اس نے منہ کھولا سائل نے دوبارہ صدا لگائی۔

ہمدرد و نیک عورت نے وہ لقمہ سائل کو کھلا دیا۔ کچھ عرصہ بعد وہی عورت اپنے ننھے منے بچے کے ساتھ کہیں سفر پر جا رہی تھی کہ راستے میں ایک شیر اس کا بچہ چھین کر لے گیا۔ ابھی شیر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا اور شیر کی طرف بڑھا، پھر شیر کے دونوں جبڑے پکڑ کے پھاڑ ڈالے اور بچہ اس کے منہ سے نکال کر عورت کے حوالے کرتے ہوئے کہا: ''لقمے کے بدلے لقمہ۔'' یعنی تو نے جو ایک لقمہ سائل کو کھلایا تھا اس کی برکت سے تیرا بچہ شیر کا لقمہ بننے سے بچ گیا۔''

حضرتِ سیِّدُنا عِکرمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک عورت کے منہ میں لقمہ تھا اتنے میں سائل نے صدا لگائی اس نے وہ لقمہ سائل کو کھلا دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی، جب وہ کچھ بڑا ہوا تو اسے بھیڑیا اٹھا کر لے گیا عورت اس بھیڑیئے کے پیچھے بھاگتی ہوئی پکار رہی تھی ''میرا بیٹا، میرا بیٹا'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ بھیڑیئے سے بچہ چھین لو (اور اس کی ماں کے حوالے کر دو) اور اس سے کہو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لقمہ لقمے کے بدلے ہے۔''

(المجالسة و جواهر العلم، الجزء السادس والعشرون، الحديث ٣٦٢٢، ج٣، ص٢٧٧)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 217:

وعدہ نبھانے کی انوکھی مثال

اِسحاق بن ابراہیم مَوْصِلی کے والد سے منقول ہے: ''ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اور جَعْفَر بن یحییٰ بَرْمَکی حج کے لئے روانہ ہوئے، میں بھی ساتھ تھا۔ جب ہم مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پہنچے تو جَعْفَر بن یحییٰ نے مجھ سے کہا: ''کیا تم میرے لئے کوئی ایسی لونڈی تلاش کر سکتے ہو جو حسن و جمال اور ذہانت میں بے مثال، نغمہ گنگنانے میں با کمال اور انتہائی باادب ہو۔'' میں نے کہا: ''کوشش کرتا ہوں کہ ایسی لونڈی کہیں مل جائے۔'' چنانچہ، میں ایسی صفات کی حامل لونڈی کی تلاش میں لگ گیا۔ بالآخر مجھے معلوم ہوا کہ فلاں شخص کے پاس ایسی لونڈی مل سکتی ہے۔

میں مطلوبہ شخص کے پاس پہنچا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ اس نے ایک لونڈی مجھے دکھائی تو میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ اتنی خوبصورت و باادب لونڈی میں نے آج تک نہ دیکھی تھی۔ اس کے چہرے کی چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ جب اس نے نغمہ گنگنایا تو آواز بڑی دلکش و سریلی تھی۔ مجھے وہ بہت پسند آئی میں نے اس کے مالک سے کہا: ''بتاؤ! اس کی کیا

قیمت لوگے؟'' مالک نے کہا:'' میں ایک دام بتاؤں گا اور اس سے ایک پیسہ بھی کم نہ کروں گا۔'' میں نے کہا:'' بتاؤ۔'' کہا: ''چالیس ہزار دینار۔'' میں نے کہا:'' ٹھیک ہے، یہ لونڈی ہماری ہوگئی تم کچھ انتظار کرو میں رقم کا انتظام کرتا ہوں۔'' کہا:'' ٹھیک ہے یہ لونڈی تمہاری ہے، تم رقم لے آؤ۔''

چنانچہ، میں جَعْفَر بن یحییٰ کے پاس آیا اور کہا:'' جیسی لونڈی آپ کو مطلوب تھی وہ مل گئی ہے اس میں وہ تمام صفات بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں جو آپ نے بتائی تھیں۔ وہ انتہائی حسین وجمیل، سریلی آواز کی مالک، بہترین رنگ وروپ والی اور انتہائی باادب ہے۔ میں سودا طے کرآیا ہوں آپ مزدوروں کو حکم دیں کہ رقم اٹھائیں۔'' مزدوروں نے درہموں کی تھیلیاں اٹھائیں اور میرے ساتھ لونڈی کے مالک کے پاس آگئے، جَعْفَر بن یحییٰ کچھ دیر بعد اکیلا ہی وہاں پہنچا۔ جب لونڈی کے حسن وجمال کو دیکھا بہت متعجب ہوا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ اسے معلوم ہوگیا کہ میں نے اس کے لئے اچھی چیز کا انتخاب کیا ہے۔ لونڈی نے اپنی دلکش وسریلی آواز میں نغمہ گنگنایا تو جَعْفَر بن یحییٰ بہت خوش ہوا اور مجھ سے کہا:'' تمہارا انتخاب ہمیں بہت پسند آیا۔ جلدی سے لونڈی کی قیمت ادا کردو۔''

میں نے مالک سے کہا:'' یہ پورے چالیس (40) ہزار دینار ہیں ہم نے ان کا وزن کرلیا ہے اگر تم چاہو تو دوبارہ وزن کرلو۔'' اس نے کہا:'' ہمیں تم پر بھروسہ ہے۔'' جب لونڈی نے ہماری گفتگو سنی تو اپنے مالک سے کہنے لگی:'' میرے سردار! یہ آپ کیا کررہے ہیں؟ کیا آپ مجھے بیچنا چاہتے ہیں؟'' اس نے کہا:'' تُو تو جانتی ہے کہ ہم کتنی خوشحال زندگی گزار رہے ہیں، ابھی ہمارے حالات بہت اچھے ہیں، لیکن حالات بدلتے دیر نہیں لگتی اگر ہم پر تنگی کے دن آگئے تو کیا بنے گا؟ میں تو کسی کے سامنے کبھی بھی ہاتھ نہیں پھیلا سکتا، لہٰذا حالات کے پیشِ نظر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ تجھے کسی ایسے شخص کے ہاتھوں فروخت کردوں جو تجھے ہمیشہ خوش رکھے اور وہاں تیری تمام خواہشات پوری ہوسکیں۔'' لونڈی نے بڑی غمگین آواز میں کہا:'' میرے آقا! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ کی جگہ میں ہوتی اور میری جگہ آپ ہوتے تو میں تمام دنیا کی دولت کے بدلے بھی آپ کو فروخت نہ کرتی۔ کیا آپ کو اپنا وعدہ یاد نہیں؟ آپ نے ہی تو وعدہ کیا تھا کہ کبھی بھی تجھے بیچ کر تیری رقم نہیں کھاؤں گا۔''

لونڈی کی دردمندانہ گفتگو سن کر مالک کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اس نے روتے ہوئے کہا:'' تم سب گواہ ہو جاؤ کہ یہ لونڈی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر آزاد ہے اب میں اس سے نکاح کرتا ہوں اور میرا گھر اس کا مہر ہے۔'' جب عقدِ نکاح ہوگیا تو جَعْفَر بن یحییٰ نے مجھ سے کہا:'' چلو واپس چلتے ہیں۔'' میں نے مزدوروں کو حکم دیا کہ تمام رقم واپس لے چلو۔'' جَعْفَر بن یحییٰ

نے کہا: ''نہیں! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب اس رقم سے ایک درہم بھی واپس نہیں جائے گا۔'' پھر لونڈی کے مالک کی طرف متوجہ ہوکر کہا: ''یہ تمام رقم تجھے مُبارَک ہو، اس سے اپنی اور اپنی نئی منکوحہ کی ضروریات پوری کرو۔'' یہ کہہ کر جَعْفَر بن یحییٰ نے ہمیں ساتھ لیا اور چالیس ہزار دینار وہیں چھوڑ کر واپس چلا آیا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

جنّتی محل کی ضمانت

حکایت نمبر 218:

حضرتِ سیِّدُ نا سَری بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ''ایک شخص خُراسان سے بصرہ آیا اور وہیں رہنے لگا۔ اس کے پاس دس ہزار درہم تھے، جب حج کا پُر بہار موسم آیا تو اس خُراسانی نے اپنی زوجہ کے ساتھ حج پر جانے کا ارادہ کیا۔ اب یہ مسئلہ درپیش ہوا کہ یہ دس ہزار درہم کس کے پاس امانت رکھے جائیں؟۔ لوگوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا: ''تم اپنی رقم حبیب ابو محمد عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس رکھ دو۔'' چنانچہ وہ حضرتِ سیِّدُ نا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس آیا اور کہا: ''حضور! میں اور میری اہلیہ حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس دس ہزار درہم ہیں آپ یہ درہم رکھ لیں اور ہمارے لئے بصرہ میں ایک اچھا سا گھر خرید لیں۔'' یہ کہہ کر اس نے ساری رقم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے کی اور اپنی زوجہ کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوگیا۔ حضرتِ سیِّدُ نا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اگر ہم ان دس ہزار درہم کا آٹا خرید لیں اور فقیروں پر صدقہ کردیں تو کیسا رہے گا؟ لوگوں نے کہا: ''حضور! یہ رقم تو اس شخص نے آپ کے پاس اس لئے رکھوائی تھی کہ آپ کوئی مکان اس کے لئے خرید لیں۔'' ارشاد فرمایا: ''میں یہ تمام رقم صدقہ کر کے اس شخص کے لئے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے جنت میں گھر خریدوں گا، اگر وہ اس گھر پر راضی ہوا تو ٹھیک، ورنہ ہم اس کی رقم واپس کردیں گے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آٹا اور روٹیاں منگوا کر فقراء و مساکین میں تقسیم فرمادیں۔''

جب وہ خُراسانی، حج کر کے واپس بصرہ آیا تو حضرتِ سیِّدُ نا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس حاضر ہوکر عرض کی: ''اے ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میں نے دس ہزار درہم آپ کے پاس رکھوائے تھے کہ آپ میرے لیے مکان خرید لیں اگر آپ نے مکان نہیں خریدا تو میری رقم مجھے واپس کردیں تاکہ میں خود کوئی مکان خرید لوں۔'' حضرتِ سیِّدُ نا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''اے میرے بھائی! میں نے تیرے لئے ایسا شاندار گھر خریدا ہے جس میں بہت عمدہ محل، نہریں، میوے اور پھل دار درخت ہیں۔'' یہ سن کر وہ خُراسانی اپنی زوجہ کے پاس گیا اور کہا: ''حضرتِ سیِّدُ نا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ہمارے لئے ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے جنت میں ایک گھر خرید لیا ہے۔'' اس کی زوجہ نے کہا: ''ٹھیک ہے یہ تو بہت اچھا ہوا۔ میں امید رکھتی ہوں کہ **اللہ**

عَزَّوَجَلَّ حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے عہد کو پورا فرمائے گا۔لیکن کیا معلوم کہ ہم ان سے پہلے ہی سفرِ آخرت کی طرف روانہ ہوجائیں، تم ایسا کرو حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے ایک رقعہ لکھوالو کہ وہ ہمیں جنت میں ایک گھر دلوانے کے ضامن ہیں۔''

چنانچہ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور کہا: ''اے ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ نے جو گھر ہمارے لئے خریدا ہے وہ ہمیں قبول ہے، آپ ہمارے لئے رقعہ لکھ دیں کہ آپ جنت میں گھر دِلوانے کے ضامن ہیں۔'' فرمایا: ''ٹھیک ہے میں رقعہ لکھ دیتا ہوں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح رقعہ لکھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

''یہ ضمانت نامہ ہے اس بات کا کہ حبیب ابو محمد نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے فلاں خُرَاسَانی شخص کے لئے دس ہزار درہم کے عوض جنت میں ایک ایسا گھر خریدا ہے جس میں محلات، نہریں اور پھلدار درخت ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم پر ہے کہ فلاں شخص کو ایسی صفات سے متصف گھر دے کر حبیب عجمی کو اس کے عہد سے بری کردے۔''

خُرَاسَانی وہ رقعہ لے کر خوشی خوشی اپنے گھر آ گیا۔ابھی اس واقعہ کو چالیس (40) دن ہی ہوئے تھے کہ وہ بیمار ہوگیا۔ اس نے اپنی زوجہ کو وصیت کی ''جب مجھے غسل دے کر کفن پہنایا جائے تو یہ رقعہ میرے کفن میں رکھوا دینا۔'' حسبِ وصیت رقعہ اس کے کفن میں رکھ دیا گیا۔دفن کے بعد لوگوں کو اس کی قبر پر ایک پرچہ ملا جس پر لکھا تھا:

''یہ حبیب عجمی کے لئے اس گھر کا براءت نامہ ہے جسے اس نے فلاں شخص کے لئے خریدا تھا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے خُرَاسَانی کو ایسا گھر دے دیا ہے جس کا حبیب عجمی نے عہد کیا تھا۔''

لوگ یہ پرچہ لے کر حضرتِ سیِّدُنا حبیب عجمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ رقعہ پڑھ کر رونے لگے پھر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور فرمایا: ''یہ میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے میرے لئے براءت نامہ ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 219: لاکھ درہم کے بدلے جنتی محل

حضرتِ سیِّدُنا جعفر بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کے ساتھ جارہا تھا۔ایک جگہ ایک عظیم الشان محل کی تعمیر جاری تھی۔ایک حسین وجمیل نوجوان مزدوروں، معماروں کو تعمیر سے متعلق

حکم دے رہا تھا۔ حضرتِ سیِّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے مجھ سے فرمایا: ''اے جَعْفَر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! دیکھو تو سہی! یہ نوجوان اس محل کی تعمیر میں کتنی دلچسپی لے رہا ہے۔ میں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے دعا کروں گا کہ وہ اسے دنیوی محبت سے چھٹکارا عطا فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اس نوجوان کو جنتی نوجوانوں کی صف میں شامل فرمائے گا۔ آؤ! ہم اسے نیکی کی دعوت دیتے ہیں۔''

ہم نوجوان کے پاس آئے اور سلام کیا۔ اس نے بیٹھے بیٹھے ہی سلام کا جواب دیا وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے سامنے ایک ولی کامل کھڑا ہے۔ جب لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرتِ سیِّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار ہیں تو وہ فوراً کھڑا ہوا اور بڑے مؤدِّبانہ انداز میں عرض گزار ہوا: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مجھ سے کوئی کام ہے؟'' فرمایا: ''اے نوجوان! تیرا اس محل کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ کرنے کا ارادہ ہے؟'' کہا: ''ایک لاکھ درہم۔'' فرمایا: ''کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم ایک لاکھ درہم مجھے دے دو میں یہ تمام رقم اس کے حق داروں، یتیموں اور مساکین میں تقسیم کر دوں اور اس کے بدلے ایک ایسے محل کا ضامن بن جاؤں جس میں بہترین خدمت گزار، سرخ یاقوت کے قُبّے اور عمدہ قمقے ہونگے، وہاں کی مٹی زعفران کی اور فرش مُشک کا ہوگا، وہ محل تیرے اس محل سے بہت زیادہ وسیع وعالی ہوگا، اس کے درودِیوار میلے نہ ہونگے، اسے معماروں اور مزدوروں نے نہیں بنایا بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حکم فرمایا اور وہ محل بن گیا۔ بتاؤ تمہیں یہ سودا منظور ہے؟''

نوجوان نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک رات کی مہلت دے دیں، کل صبح میں آپ کو بتاؤں گا کہ میں نے کیا فیصلہ کیا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا جَعْفَر بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں کہ: ''وہ رات حضرتِ سیِّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے بڑی بے چینی کے عالم میں گزاری، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساری رات اسی نوجوان کے بارے میں سوچتے رہے، تہجد کے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس نوجوان کے لئے خوب دعا کی۔ فجر کی نماز کے بعد ہم دوبارہ اس کے پاس گئے۔ وہ ہمارا منتظر تھا جیسے ہی اس کی نظر حضرتِ سیِّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار پر پڑی وہ انتہائی خوشی کے عالم میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف لپکا اور بڑی گرم جوشی سے ملاقات کی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے نوجوان! تو نے کیا فیصلہ کیا؟ اس نے ایک لاکھ درہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہا: ''مجھے جنتی محل کا سودا منظور ہے، آپ مجھے ضمانت نامہ لکھ دیجئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلم، دوات منگوا کر ایک کاغذ پر یہ الفاظ لکھے:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

''یہ ضمانت نامہ اس بات کا ہے کہ مالک بن دینار نے فلاں بن فلاں سے یہ اقرار کیا کہ ''بے شک میں اس بات کا ضامن ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے اس محل کے بدلے ایک ایسا محل عطا فرمائے گا جو اس سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ اور اس کی یہ، یہ صفات

ہونگی۔ میں نے **اللہ** تبارک وتعالیٰ سے تیرے لئے اس مال کے ذریعے جنت میں ایک ایسا محل خریدا ہے جو عرش کے قریب ہے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ کاغذ نوجوان کو دیا۔ اور شام سے پہلے پہلے تمام مال فقرا و مساکین میں تقسیم فرما دیا۔ اس واقعہ کے چالیس دن بعد آپ کو مسجد کی محراب میں ایک پرچہ ملا، دیکھا تو بڑے حیران ہوئے کیونکہ یہ وہی پرچہ تھا جو اس نوجوان کو لکھ کر دیا تھا۔ اس کی دوسری طرف بغیر روشنائی کے یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے:

''یہ براءت نامہ، خدائے بزرگ و برتر کی جانب سے مالک بن دینار کے لئے ہے۔ بے شک ہم نے اس نوجوان کو وہ تمام چیزیں دے دیں ہیں جن کا مالک بن دینار نے اس سے اقرار کیا تھا بلکہ ہم نے اس سے ستر گنا زیادہ دیا۔'' ہم وہ رقعہ لے کر اس نوجوان کے گھر گئے تو وہاں سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے نوجوان کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ کل اس نوجوان کا انتقال ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی موت کی خبر سن کر بہت غمگین ہوئے پھر غسّال کو بلا کر پوچھا: کیا تو نے اس نوجوان کو غسل دیا؟'' کہا: ''ہاں۔'' فرمایا: ''نوجوان کی موت کا پورا واقعہ بیان کرو۔''

کہا: ''مرنے سے پہلے اس نوجوان نے مجھ سے کہا تھا کہ جب میں مر جاؤں اور غسل کے بعد مجھے کفن دینے لگیں تو یہ پرچہ میرے بدن اور کفن کے درمیان رکھ دینا، میں کل بروز قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے وہ چیز طلب کروں گا جس کی ضمانت حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے مجھے دی تھی۔'' میں نے حسبِ وصیت پرچہ اس کے کفن میں رکھ دیا، غسّال کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پرچہ نکالا اور غسّال کو دکھایا، وہ پکار اٹھا: ''یہ وہی پرچہ ہے، قسم ہے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں نے خود اپنے ہاتھوں سے یہ پرچہ اس نوجوان کے کفن میں رکھا تھا۔''

یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار زار و قطار رونے لگے۔ لوگ بھی رونے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہا: ''اے مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار! آپ مجھ سے دو لاکھ درہم لے لیں اور اس نوجوان کی طرح مجھے بھی ضمانت نامہ لکھ دیں۔'' فرمایا: ''افسوس! اب وہ وقت گزر چکا، اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا، **اللہ** ربُّ العزت جس طرح چاہتا ہے اپنی مخلوق میں فیصلہ فرماتا ہے۔'' حضرتِ سیِّدُنا جعفر بن سلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کو جب بھی اس نوجوان کا واقعہ یاد آتا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زار و قطار رونے لگتے اور اس کے لئے دعا فرماتے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خوشنودی، جنت کی دائمی نعمتوں کے حصول اور باکردار مسلمان بننے کے لئے ''**دعوتِ اسلامی**'' کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے ''**مدنی انعامات**'' نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اور اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے

اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ **ان شاء اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر مدنی انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔)

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو !

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 220: کم سِن بچوں میں بھی اولیاء اللہ ہوتے ہیں

حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللہ احمد بن یحیٰی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص آیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''اے ابومحفوظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آج ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے بتاؤ کیا واقعہ پیش آیا؟'' اس نے اپنا واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا:

''میرے گھر والوں نے مجھ سے مچھلی کھانے کی فرمائش کی۔ میں نے بازار جاکر مچھلی خریدی اور اسے گھر پہنچانے کے لئے ایک کمسن مزدور بلایا، اس نے مچھلی اٹھائی اور میرے پیچھے پیچھے چل دیا۔ راستے میں اذان کی آواز سنائی دی اس مزدور لڑکے نے کہا: ''چچا جان! اذان ہو رہی ہے کیا ہم نماز نہ پڑھ لیں؟'' اس کی یہ بات سن کر مجھے ایسا لگا جیسے وہ نوعمر لڑکا مجھے خوابِ غفلت سے بیدار کر رہا ہے۔ میں نے کہا: ''کیوں نہیں! آؤ پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں۔''

اس نے مچھلی وضوخانے پر رکھی اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ ہم نے باجماعت نماز ادا کی اور گھر کی طرف چل دیئے۔ گھر پہنچ کر میں نے گھر والوں کو اس نیک کمسن مزدور کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگے: ''اس سے کہو آج دوپہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھالے۔'' میں نے اسے دعوت دی تو اس نے کہا کہ: ''میرا روزہ ہے۔'' میں نے کہا: ''افطاری ہمارے ساتھ کر لینا۔'' کہا: ''ٹھیک ہے، آپ مجھے مسجد کا راستہ بتا دیں۔'' میں نے اسے مسجد پہنچا دیا وہ مغرب تک مسجد ہی میں رہا۔ نماز کے بعد میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، آؤ گھر چلتے ہیں۔ اس نے کہا: ''کیا ہم عشاء کی نماز پڑھ کر نہ چلیں؟'' میں نے اپنے دل میں کہا: ''اس کی بات مان لینے ہی میں بھلائی ہے۔''

چنانچہ مَیں مسجد میں رُک گیا، نمازِ عشاء کے بعد ہم گھر آئے۔ ہمارے گھر میں تین کمرے تھے ایک میں، مَیں اور میری زوجہ رہتے تھے۔ دوسرے کمرے میں ایک پیدائشی معذور لڑکی رہتی تھی جو چلنے پھرنے سے بالکل عاجز تھی اور اسی حالت میں بیس سال گزر چکے تھے۔ تیسرا کمرہ مہمانوں کے لئے تھا، ہم سب نے کھانا کھایا اور اپنے اپنے کمروں میں سو گئے نوعمر نیک لڑکے کو ہم نے مہمانوں

والے کمرے میں سلا دیا۔ رات کے آخری پہر دروازے پر کسی نے دستک دی، میں نے کہا: ''کون ہے؟'' اس نے اپنا نام بتا کر کہا: ''میں فلاں لڑکی ہوں۔'' میں نے کہا: ''وہ تو چلنے پھرنے سے بالکل عاجز ہے، گویا وہ تو گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہے اور ہر وقت اپنے کمرے ہی میں رہتی ہے تم وہ کیسے ہوسکتی ہو؟'' اس نے کہا: ''میں وہی ہوں تم دروازہ تو کھولو۔'' ہم نے دروازہ کھولا تو واقعی ہمارے سامنے وہی لڑکی موجود تھی۔ میں نے کہا: ''تم ٹھیک کیسے ہوگئی ہو؟'' کہا: ''میں نے تمہاری آوازیں سنیں تھیں کہ آج ہمارے ہاں ایک نیک مہمان آیا ہے، میرے دل میں خیال آیا کہ اس نیک مہمان کے وسیلے سے دعا کروں شاید اسی کے صدقے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے شفاء عطا فرمادے۔''

لہٰذا میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح دعا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس مہمان کے صدقے بیماری کو زائل کردے اور مجھے تندرستی عطا فرما۔'' یہ دعا کرتے ہی میں فوراً ٹھیک ہوگئی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے میرے ہاتھ پاؤں میں حرکت شروع ہوگئی، دیکھو میں تمہارے سامنے صحیح وسالم موجود ہوں۔ میں خود چل کر یہاں آئی ہوں۔'' لڑکی کی یہ بات سن کر میں فوراً اس کمرے کی طرف گیا جس میں وہ نوعمر مزدور لڑکا تھا۔ دیکھا تو کمرہ بالکل خالی تھا اس میں کوئی بھی نہیں۔ میں باہر دروازے کی طرف گیا تو وہ بھی بند تھا، نجانے ہمارا نوعمر مہمان کہاں غائب ہوگیا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللہ احمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے یہ واقعہ سن کر مجھ سے فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اولیاء میں کم عمر بچے بھی ہوتے ہیں اور بڑی عمر والے بھی وہ لڑکا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ولی تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 221: مرشِد پر مرید کا حال پوشیدہ نہیں ہوتا

حضرتِ سیِّدُنا ابوعمرو بن عَلْوَان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں کسی کام سے ''رَحْبَہ'' کے بازار میں گیا۔ دیکھا کہ کچھ لوگ جنازہ اٹھائے جارہے ہیں۔ میں نماز جنازہ کے ارادے سے ان کے ساتھ ہولیا۔ تدفین کے بعد جب واپس ہوا تو بلا ارادہ ایک حسین وجمیل عورت پر نظر پڑ گئی اور میں اسے دیکھنے لگا پھر نادِم ہوکر '' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن '' کہتے ہوئے نگاہ پھیر لی۔ اور **اللہ** ربُ العزت جَلَّ جَلَالُہٗ سے اپنے اس فعل کی معافی چاہتے ہوئے گھر چلا آیا۔

گھر پہنچا تو بوڑھی خادمہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا: ''یہ آپ کا چہرہ سیاہ کیوں ہوگیا؟'' میں نے گھبرا کر آئینہ دیکھا تو

واقعی میرا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ میں سوچنے لگا کہ آخر ایسا کونسا گناہ سرزد ہو گیا جس کی نحوست سے مجھ پر یہ مصیبت آپڑی؟۔ پھر خیال آیا کہ اس غیر عورت کو دیکھنے کی وجہ سے اس عذاب میں گرفتار ہوا ہوں۔ چنانچہ میں چالیس روز تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگتا رہا۔ پھر خیال آیا کہ مجھے اپنے مرشدِ کامل حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہئے۔ چنانچہ، میں عروس البلاد ''**بغداد شریف**'' کی جانب چل دیا۔ جب مرشدِ کامل کے آستانہ عالیہ پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو شیخِ کامل حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی آواز سنائی دی:

''اے ابو عمر! اندر آجاؤ تم نے ''رَحْبَہ'' میں گناہ کیا، اور ہم یہاں بغداد میں تمہارے لئے استغفار کر رہے ہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 222: اچھے اشعار بخشش کا ذریعہ بن گئے

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ابونُوَّاس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق میرے قریبی دوست تھے ہم ایک ہی علاقے میں رہا کرتے تھے۔ پھر وہ دوسرے شہر چلے گئے اور آخری عمر تک ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ایک دن اطلاع ملی کہ ابو نوَّاس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس خبر نے مجھے بہت غمگین کیا، میں بہت زیادہ پریشان تھا، اسی حال میں مجھے اونگھ آگئی۔ میں نے ابونوَّاس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو دیکھا تو پکار کر کہا: ''ابونواس؟'' انہوں نے کہا: ''یہاں کُنیَّت نہیں۔'' میں نے کہا: ''آپ حسن بن ہانی ہیں؟'' کہا: ''ہاں۔'' میں نے پوچھا: ''مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟'' (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے میرے ان چند اشعار کی وجہ سے بخش دیا جو میں نے اپنی موت سے کچھ دیر قبل کہے تھے۔''

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''پھر میری آنکھ کھل گئی، میں فوراً ان کے گھر پہنچا۔ جب اہلِ خانہ نے مجھے دیکھا تو ان کا غم تازہ ہو گیا اور وہ بِلَک بِلَک کر رونے لگے۔ میں نے انہیں تسلی دی اور پوچھا: ''کیا میرے بھائی ابونواس علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے انتقال سے قبل کچھ اشعار لکھے تھے؟'' انہوں نے کہا: ''ہمیں نہیں معلوم، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ موت سے قبل انہوں نے قلم، دوات اور ورق منگوائے تھے۔ میں نے کہا: ''مجھے ان کی خوابگاہ (یعنی آرام کے کمرہ) میں جانے کی اجازت دو تا کہ ان اوراق کو ڈھونڈ سکوں۔'' گھر والوں نے مجھے ان کی خوابگاہ تک پہنچایا۔ میں نے تکیہ ہٹا کر دیکھا تو وہاں کوئی چیز نہ ملی پھر دوبارہ تکیہ ہٹایا تو وہاں ایک پرچہ ملا جس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

یَارَبِّ اِنْ عَظُمَتْ ذُنُوْبِیْ کَثْرَۃً — فَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ عَفْوَکَ اَعْظَمُ

اِنْ کَانَ لَایَرْجُوْکَ اِلَّا مُحْسِنٌ — فَمَنِ الَّذِیْ یَدْعُوْوَیَرْجُوالْمُجْرِمُ

اَدْعُوْکَ رَبِّ کَمَااَمَرْتَ تَضَرُّعًا — فَاِذَا رَدَدْتَّ یَدِیْ فَمَنْ ذَایَرْحَمُ

مَالِیْ اِلَیْکَ وَسِیْلَۃٌ اِلَّاالرَّجَا — وَجَمِیْلُ عَفْوِکَ ثُمَّ اِنِّیْ مُسْلِمُ

ترجمہ:(۱)......اے میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! بے شک میرے گناہ بے شمار ہوگئے، مگر میں جانتا ہوں کہ تیرا عفو وکرم سب سے بڑھ کر ہے۔

(۲)......اگر نیک لوگ ہی تجھ سے امید رکھ سکتے ہیں تو پھر مجرم کسے پکاریں؟ اور کس سے امید رکھیں؟۔

(۳)......اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے حکم کے مطابق گریہ وزاری کرتے ہوئے تیری بارگاہ میں فریاد کرتا ہوں اگر تُو نے مجھے خالی ہاتھ لوٹا دیا تو پھر کون رحم کرے گا۔؟

(۴)......تیری بارگاہ میں باریابی کے لئے میرے پاس امید اور تیرے عفو وکرم کے سوا کوئی وسیلہ نہیں پھر یہ کہ میں تجھے ماننے والا ہوں۔

(**پیارے اسلامی بھائیو:** اس حکایت میں ان شعراء کرام کے لئے مسرت کا سامان ہے جو قرآن وسنت کی روشنی میں اچھے اشعار (یعنی حمدِ الٰہی، ثنائے مصطفیٰ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور نصیحت بھرے اشعار) لکھتے ہیں۔ اور یقیناً ایسوں کے لکھے ہوئے اشعار پڑھنے اور سننے سے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ اور عشقِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی لازوال دولت ملتی، حفاظتِ ایمان کے لئے کُڑھنے کا ذہن بنتا اور نیک بننے کا جذبہ ملتا ہے۔ اس کی ایک مثال شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطّار قادری** دامت برکاتہم العالیہ کے لکھے ہوئے کلام بھی ہیں جو دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے ''**مغیلانِ مدینہ**'' اور ''**ارمغانِ مدینہ**'' کے نام سے ہدیۃً خریدے جا سکتے ہیں۔)

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر223: نیک لوگوں کی نظر میں عہدے کی حیثیت

حَمَّاد بن مُؤَمَّل ابو جَعْفَر کَلْبِی کہتے ہیں کہ ''مجھے میرے شیخ نے بتایا: ''ایک مرتبہ میں نے حضرتِ سیِّدُنا وَکِیْع علیہ رحمۃ اللہ القوی سے پوچھا: ''حضور! کچھ عرصہ قبل خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے آپ تینوں یعنی وکیع، ابن ادریس اور حفص بن غیاث رحمہم اللہ تعالیٰ کو شاہی دربار میں کیوں بلوایا تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم نے مجھ سے وہ سوال کیا ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا، چلو میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں: ''ہوا یوں کہ امیر المؤمنین ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے ہم تینوں کو اپنے

دربار میں بلا کر شاہی مسندوں پر بٹھایا، پھر مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا: ''اے وکیع!'' میں نے کہا: ''امیر المؤمنین! وکیع حاضر ہے۔''

خلیفہ نے کہا: ''تمہارے شہر والوں نے مجھ سے ایک قاضی طلب کیا ہے، انہوں نے مجھے جن لوگوں کے نام دیئے ان میں تمہارا نام بھی ہے، میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنی امانت اور رعایا کی بھلائی کے کاموں میں معاون بنالوں۔ میں تجھے قاضی بناتا ہوں، جاؤ! اور اپنا عہدہ سنبھالو۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! میری ایک آنکھ کی بینائی ختم ہوچکی ہے اور دوسری سے بہت کم دکھائی دیتا ہے اب میری عمر بھی کافی ہوگئی ہے، لہٰذا مجھے اس عہدے سے معافی دیں۔'' امیر المؤمنین نے کہا: ''تم یہ عہدہ قبول کر لو۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میں اپنے بیان میں سچا ہوں تو چاہئے کہ میرا عذر قبول کیا جائے اور مجھے یہ عہدہ نہ دیا جائے۔ اگر جھوٹا ہوں تو جھوٹا شخص اس لائق نہیں کہ اسے قاضی بنایا جائے۔'' خلیفہ نے جھنجھلا کر کہا: ''جاؤ! یہاں سے چلے جاؤ۔'' میں نے موقع غنیمت جانا اور فوراً چلا آیا۔

پھر عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو اپنے پاس بلایا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بہت دھیمی آواز میں خلیفہ کو سلام کیا۔ خلیفہ نے کہا: ''کیا تم جانتے ہو کہ ہم نے تمہیں کیوں بلایا؟'' فرمایا: ''نہیں۔'' خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے کہا: ''تمہارے شہر والوں نے مجھ سے ایک قاضی طلب کیا ہے اور جن لوگوں کے نام بھجوائے ہیں ان میں تمہارا نام بھی ہے۔ میں تمہیں تمہارے شہر کا قاضی بناتا ہوں، جاؤ! اور اپنا عہدہ سنبھالو۔'' حضرت عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کہا: ''میں اس عہدہ کے لائق نہیں۔'' خلیفہ نے غضبناک ہو کر کہا: ''چلے جاؤ! میں تمہارا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔'' خلیفہ کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی انتہائی جرأت مندی سے جواب دیا، اے خلیفہ میری بھی یہ خواہش ہے کہ میں تمہارا چہرہ نہ دیکھوں۔'' اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ وہاں سے چلے آئے۔

پھر حفص بن غیاث کو بلایا گیا تو انہوں نے یہ عہدہ قبول کرلیا۔ پھر ہم تینوں واپس اپنے شہر کی طرف چل دیئے۔ اتنے میں ایک خادم تین تھیلیاں لے کر آیا ہر تھیلی میں پانچ پانچ ہزار درہم تھے۔ خادم نے تھیلیاں ہمیں دیتے ہوئے کہا: ''امیر المؤمنین نے آپ تینوں کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ ''آپ کو یہاں آنے تک سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں، یہ کچھ رقم لے لو تاکہ دورانِ سفر کام آسکے۔''

حضرتِ سیِّدُنا وَکِیْع علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے تھیلی واپس کرتے ہوئے کہا: ''میری طرف سے امیر المؤمنین کو سلام کہنا اور کہنا کہ آپ کا ہدیہ ہم تک پہنچ چکا ہے، فی الحال مجھے ان درہموں کی ضرورت نہیں۔ آپ کی رعایا میں جو محتاج ہو یہ رقم اسے دے دیجئے۔'' جب خادم نے درہموں کی تھیلی عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دی تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک زوردار چیخ ماری اور کہا: ''یہاں سے چلے جاؤ، مجھے یہ رقم نہیں چاہئے، پھر حفص بن غیاث کو تھیلی دی گئی تو انہوں نے قبول کرلی۔

خادم نے ایک رقعہ حضرت سیِّدُ نا عبداللہ ابن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیا جس میں یہ کلمات لکھے تھے:

''اے عبداللہ بن ادریس! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے اور آپ کو سلامت رکھے، ہم نے سوال کیا کہ ہمارے کاموں میں ہمارے معاون بن جاؤ لیکن آپ نے انکار کیا، پھر ہم نے مال بھجوایا آپ نے وہ بھی قبول نہ کیا، میری ایک بات ضرور مان لینا، جب تمہارے پاس میرا بیٹا مامون آئے تو اسے علمِ حدیث سکھانا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رقعہ پڑھ کر خادم سے کہا: ''خلیفہ سے کہہ دینا کہ اگر تمہارا لڑکا سب لوگوں کے ساتھ مل کر پڑھنا چاہے تو اسے بھیج دیں، میں علیحدہ سے اسے نہیں پڑھاؤں گا۔ اگر دوسرے طالب علموں کے ساتھ مل کر پڑھے گا تو **ان شاء اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ضرور علمِ حدیث سکھاؤں گا۔''

پھر ہم وہاں سے چل دیئے ایک جگہ نماز کے لئے رکے تو سپاہی کو سوتے ہوئے دیکھا جو سردی سے ٹھٹھرا جا رہا تھا۔ میں نے اپنی چادر اس پر ڈالتے ہوئے کہا: ''جب تک ہم وضو و نماز سے فراغت پائیں تب تک میری یہ چادر اس کے جسم کو سردی سے بچائے رکھے گی۔'' اتنے میں حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آ گئے انہوں نے حفص بن غیاث کو مخاطب کر کے کہا: ''اے حفص! اپنے شہر سے چلتے وقت جب تم اپنی داڑھی کو مہندی لگا کر حمام میں گئے تھے تو میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ عنقریب تمہیں قاضی کا عہدہ پیش کیا جائے گا اور تم اسے قبول کر لو گے، دیکھو ایسا ہی ہوا۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب مرتے دم تک میں تم سے کلام نہیں کروں گا۔''

حضرتِ سیِّدُ نا وَکِیع علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ: ''پھر واقعی حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرتے دم تک حفص بن غیاث سے گفتگو نہ کی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 224: حق فیصلہ پر قائم رہنے کا صلہ

حضرتِ سیِّدُ نا یحییٰ بن لَیْث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے: ''ایک خُراسانی شخص نے اُمِّ جَعْفَر (خلیفہ ہارون الرشید کے وزیر جَعْفَر بن یحییٰ کی ماں) کے مجوسی وکیل ''**مرزبان**'' کو اپنے اونٹ، تیس ہزار درہم کے بدلے بیچے۔ مجوسی وکیل نے رقم دینے میں شش و پنج سے کام لیا۔ خُراسانی جب بھی رقم کا مطالبہ کرتا مجوسی اسے ٹال دیتا۔ بار بار مطالبہ کرنے پر مجوسی نے صرف ایک ہزار درہم دیئے۔ بالآخر پریشان ہو کر خُراسانی اپنے ایک دوست کے پاس گیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ اس کے دوست نے کہا: ''تم دوبارہ

مرزبان مجوسی کے پاس جاؤ اور کہو کہ کل قاضی کی عدالت میں حاضر ہوجانا، میں نے اپنے مال کی وصولی کے لئے فلاں شخص کو وکیل بنادیا ہے۔'' پھر جب مرزبان مجوسی قاضی کی عدالت میں آئے تو تم دعوی کرنا کہ اس پر میرا اتنا اتنا مال، قرض ہے۔ جب مرزبان قاضی کے سامنے اقرار کرلے گا اور رقم نہیں دے گا تو وہ اسے گرفتار کرکے تجھے تیرا مال دلوادے گا۔''

خُراسانی فوراً مرزبان کے پاس گیا اور کہا: ''کل قاضی کی عدالت میں حاضر ہوجانا میں اپنے مال کی وصولی کے لئے فلاں شخص کو اپنا وکیل بنا رہا ہوں۔'' صبح جب مرزبان اور خُراسانی قاضی حفص بن غیاث کی عدالت میں پہنچے تو خُراسانی نے کہا: ''قاضی صاحب! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلامت رکھے، اس شخص پر میرے انتیس (29) ہزار درہم ہیں۔'' قاضی صاحب نے مجوسی سے کہا: ''اے مجوسی تم کیا کہتے ہو؟ کیا اس کا دعوی درست ہے؟'' مجوسی نے کہا: ''قاضی صاحب! **اللہ** تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اس شخص کا دعویٰ درست ہے۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''اے خُراسانی! اس نے تمہارے مال کا اقرار کرلیا ہے، اب تم کیا چاہتے ہو؟'' کہا: ''حضور! اس سے میرا مال دلوادیجئے۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''اے مجوسی اس کا مال ادا کرو۔'' مجوسی نے کہا: ''مال کی ادائیگی تو وزیر (جعفر بن یحییٰ) کی والدہ کے ذمہ ہے۔'' قاضی صاحب نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: ''تُو تو احمق ہے، ابھی تو نے اقرار کیا ہے اور اب کہہ رہا ہے کہ وزیر کی والدہ کے ذمہ ہے۔ اے خُراسانی تم بتاؤ اب اس مجوسی کا کیا کیا جائے؟'' کہا: ''حضور! اگر یہ میرا مال ادا کرتا ہے تو ٹھیک، ورنہ اسے قید کرلیجئے۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''تم کیا کہتے ہو؟'' اس نے پھر وہی جواب دیا کہ مال تو وزیر کی والدہ کے ذمے ہے۔'' قاضی صاحب نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے قید کرلو۔

جب اُمِ جَعْفَر کو مجوسی کی خبر ہوئی تو بڑی غضبناک ہوئی اور جیلر کی طرف یہ پیغام بھیجا: ''قاضی نے مرزبان کو گرفتار کرلیا ہے، اس کی طرف توجہ کرو اور اسے رہا کردو۔'' جیسے ہی جیلر کو اُمِ جَعْفَر کا حکم ملا اس نے فوراً مرزبان مجوسی کو رہا کردیا۔ جب قاضی حفص بن غیاث کو معلوم ہوا کہ مجوسی کو رہا کردیا گیا ہے تو اس نے کہا: ''میں قید کرتا ہوں اور جیلر آزاد کردیتا ہے۔ اب میں اس وقت تک عدالت نہ جاؤں گا جب تک مرزبان مجوسی دوبارہ قید میں نہ آجائے۔'' جیلر کو قاضی صاحب کی یہ بات معلوم ہوئی تو فوراً اُمِ جَعْفَر کے پاس گیا اور کہا: ''میں تو بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں، اگر امیر المؤمنین نے مجھ سے پوچھ لیا کہ تم نے کس کے حکم سے مرزبان مجوسی کو آزاد کیا ہے؟ تو میں کیا جواب دوں گا؟ براہ کرم مرزبان کو واپس جیل بھیج دیں۔'' چنانچہ مرزبان دوبارہ قید کرلیا گیا۔

اُمِ جَعْفَر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پاس گئی اور کہا: ''آپ کا قاضی نادان ہے، اس نے میرے وکیل کو گرفتار کرکے بہت ذلیل ورُسوا کیا ہے۔ آپ قاضی کو حکم دیں کہ وہ یہ مقدمہ حضرت سیِّدُنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عدالت میں بھیج دے۔'' ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے اُمِ جَعْفَر کے اصرار پر حکم جاری فرمادیا کہ تم یہ مقدمہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے کردو۔ اور مجوسی کا یہ مقدمہ سرکاری رجسٹروں میں درج نہ کیا جائے۔ جب قاضی حفص بن غیاث کو معلوم ہوا کہ خلیفہ نے یہ

حکم جاری کیا ہے اور قاصد میرے پاس پہنچنے ہی والا ہے تو فوراً وہ عدالت گئے اور اس مجوسی کے خلاف تمام ریکارڈ سرکاری کاغذات میں لکھنے لگے۔ ابھی یہ کام جاری تھا کہ خلیفہ کا قاصد آ گیا اس نے آتے ہی کہا: ''امیر المؤمنین کی طرف سے آپ کو پیغام آیا ہے۔ قاضی نے کہا: ''تھوڑی دیر رک جاؤ میں ایک بہت اہم کام میں مصروف ہوں اس سے فارغ ہو کر خط پڑھوں گا۔'' قاصد نے کہا: ''آپ پہلے یہ خط پڑھ لیں کہ اس میں امیر المؤمنین نے آپ کو کیا حکم دیا ہے۔'' لیکن قاضی حفص بن غیاث اپنے کام میں مصروف رہے۔

جب تمام ریکارڈ سرکاری کاغذات میں درج کر دیئے تو قاصد سے خط لے کر پڑھا اور کہا: ''امیر المؤمنین کو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ آپ کا خط پڑھنے سے پہلے ہی میں تمام ریکارڈ درج کر چکا تھا۔'' قاصد نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کیا کیا ہے، آپ نے امیر المؤمنین کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔'' کہا: ''جاؤ اور جو تمہیں پسند ہو وہی امیر المؤمنین سے کہہ دینا۔'' قاصد خلیفہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ قاصد کی بات سن کر امیر المؤمنین نے ہنستے ہوئے کہا: ''کوئی ایسا شخص لے کر آؤ جو حفص بن غیاث کے پاس تیس ہزار درہم پہنچا دے۔'' پیغام ملتے ہی یحییٰ بن خالد حاضر ہوا اور رقم لے کر قاضی حفص بن غیاث کے پاس پہنچا آپ عدالت سے واپس آ رہے تھے۔ یحییٰ نے کہا: ''قاضی صاحب! آج تو تم نے امیر المؤمنین کو خوش کر دیا ہے اور انہوں نے تمہارے لئے تیس ہزار درہم بھجوائے ہیں، آخر تم نے ایسا کون سا عمل کیا ہے؟'' قاضی صاحب نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ امیر المؤمنین کی خوشیاں دوبالا کرے اور ان کی حفاظت فرمائے۔ میں نے تو روزانہ کے معمولات سے زیادہ کوئی کام نہیں کیا۔''

یحییٰ بن خالد نے کہا: ''ذرا سوچو! تم نے ضرور کوئی خاص کام کیا ہے۔'' قاضی صاحب نے غور وفکر کر کے کہا: ''اور تو کچھ خاص کام نہیں کیا، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ آج میں نے مجوسی کے خلاف ریکارڈ سرکاری کاغذات میں درج کیا ہے کہ اس نے ناحق ایک خُراسانی کی رقم دبائی ہوئی تھی۔'' یحییٰ بن خالد نے کہا: ''بس تیرے اسی کام نے امیر المؤمنین کو خوش کیا ہے۔'' یہ سن کر قاضی صاحب نے **اللہ** ربُّ العزَّت کا شکر ادا کیا۔

جب اُمِّ جَعْفَر کو معلوم ہوا کہ خلیفہ نے قاضی صاحب کو انعام واکرام سے نوازا ہے تو وہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پاس گئی اور کہا: ''امیر المؤمنین! آپ قاضی کو معزول کر دیں۔ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے انکار کیا۔ وہ اصرار کرتی رہی۔ بالآخر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ حضرت سیِّدُنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قاضی مقرر کر دیا اور آپ کو کوفہ کا قاضی بنا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیرہ سال تک کوفہ کے قاضی رہے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر225:

میرا دِل اُسے قبول نہیں کرتا

حضرتِ سیِّدُنا جنید بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد نقل فرماتے ہیں:''میرے چچا حضرت سیِّدُنا حارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث بہت زیادہ غمگین رہنے والے بزرگ تھے۔ایک مرتبہ میں اپنے گھر کے دروازے کے قریب بیٹھا تھا کہ حضرتِ سیِّدُنا حارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث کا وہاں سے گزر ہوا، میں نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے ان کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمایاں ہیں۔ میں نے فوراً قریب جاکر عرض کی:''چچا جان! آپ ہمارے گھر تشریف لاکر خدمت کا موقع دیجئے۔'' چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے آئے۔ میرے چچا کا گھر ہمارے گھر سے کافی بڑا تھا اوران کے گھر ہر وقت انواع واقسام کے کھانے موجود رہتے۔ میں فوراً وہاں سے قسم قسم کے کھانے لے آیا۔

حضرتِ سیِّدُنا حارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث نے ہاتھ بڑھا کر ایک لقمہ لیا، میں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لقمے کو چباتے رہے لیکن حلق سے نیچے نہ اتار پائے۔ پھر لقمہ منہ سے باہر نکالا اور مجھ سے کوئی بات کئے بغیر تشریف لے گئے۔ جب دوسرے دن ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کی:''چچا جان! کل آپ نے ہمارے گھر قدم رنجہ فرما کر ہمیں خوش کیا، پھر اچانک کیا ہوا؟ کیوں تشریف لے گئے؟'' فرمایا:''اے میرے بیٹے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا مجھ پر خاص کرم ہے کہ جب کوئی ایسا کھانا میرے سامنے آتا ہے جس میں اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی رضا شامل نہ ہو تو اس کھانے سے ایک بُو نکلتی ہے اور **میرا دل اسے قبول نہیں کرتا**۔ جیسے ہی میں نے تمہارے پیش کردہ کھانے سے ایک لقمہ لیا تو مجھے وہی بُو محسوس ہوئی لہٰذا میں نے وہ لقمہ نہ کھایا اور تمہارے گھر کے باہر پھینک کر واپس چلا آیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر226:

لشکرِ اسلام کا عظیم مجاہد

حضرتِ سیِّدُنا حبیب بن صُہبان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان فرماتے ہیں کہ میں جنگِ قادسیہ میں شریک ہوا۔ ہمارے دشمن ''مدائن'' کی طرف بھاگے تو ہم نے ان کا تعاقب کیا۔ راستے میں دریائے ''دِجلَہ'' حائل تھا۔ دشمن نے پُل توڑ دیا اور کشتیوں میں سوار ہوکر دریا عبور کرلیا۔ جب ہم پل کے قریب پہنچے تو وہ پانی میں بہہ رہا تھا۔ کوئی راہ نظر نہ آئی۔ کشتیاں تھیں نہیں کہ ان کے ذریعے دریا عبور کرتے۔ بالآخر لشکرِ اسلام میں سے ایک عظیم مجاہد نے اپنا گھوڑا لشکر سے نکالا اور دریا میں دوڑا دیا وہ مردِ مجاہد قرآنِ پاک کی یہ

آیت پڑھتا جارہا تھا:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ (پ٤، اٰلِ عمران:١٤٥)

ترجمۂ کنزالایمان: اورکوئی جان بے حکمِ خدا مر نہیں سکتی سب کا وقت لکھا رکھا ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس عظیم مجاہد نے دریا عبور کرلیا۔اس کے پیچھے پیچھے تمام لشکر نے اپنی اپنی سواریاں دریا میں اتار دیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے سب لشکر بمعہ ساز وسامان صحیح وسالم دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ یہاں تک کہ کسی کی رسی یا ایک تیر بھی گم نہ ہوا۔جب دشمن نے ہمیں دیکھا تو ان کا پورا لشکر بغیر جنگ کئے بہت سارا مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ گیا۔لشکرِ اسلام میں سے ہر مجاہد کو تیرہ تیرہ جانور اور بہت سے سونے چاندی کے برتن ملے۔بغیر جنگ کئے مسلمانوں کو یہ عظیم فتح حاصل ہوئی اور مالِ غنیمت بھی بے انتہا ملا۔

؎ دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے　　　بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر227: باحیا نوجوان

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید اپنے والدِ محترم سے نقل کرتے ہیں:''کوفہ میں ایک عبادت گزار،خوبصورت ونیک سیرت نوجوان رہتا تھا۔وہ اپنا زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتا اور ہر وقت یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتا۔ایک مرتبہ ایک حسین وجمیل اور عقل مند عورت نے اسے دیکھ لیا۔دیکھتے ہی اس پر عاشق ہوگئی اور اسی کے خیال میں گم رہنے لگی۔ بالآخر جب اس کی محبت شدت اختیار کرگئی تو وہ راستے میں کھڑی ہوگئی۔کچھ دیر بعد وہ عبادت گزار نوجوان مسجد کی طرف جاتا دکھائی دیا۔وہ اس کی طرف لپکی اور کہا:''اے نوجوان! میں تجھ سے ایک بات کرنا چاہتی ہوں، میری بات سن لو، پھر جو چاہے کرنا۔''اس شرم وحیا کے پیکر نوجوان نے جب ایک غیر محرم اجنبیہ عورت کی آواز سنی تو اس طرف بالکل متوجہ نہ ہوا اور نگاہیں جھکائے تیزی سے مسجد کی طرف بڑھ گیا۔''

جب مسجد سے گھر کی طرف آنے لگا تو وہی عورت ملی اور کہنے لگی:''اے نوجوان! میری بات سن! میں تجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔''نوجوان نے نگاہیں جھکائے جواب دیا:''یہ تہمت کی جگہ ہے، میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ پر تہمت لگانے میں

مبتلا ہوں ۔‘‘عورت نے کہا:’’ وَاللہ عَزَّوَجَلَّ ! میں تیری حالت سے اچھی طرح خبر دار ہوں ، لیکن میں اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہاں آئی ہوں ، میں خوب جانتی ہوں کہ اتنا معمولی سا تعلق بھی لوگوں کے نزدیک بہت بڑا ہے ، تجھ جیسے نیک خصلت اور پاکیزہ لوگ آئینہ کی مثل ہوتے ہیں کہ ادنی سی غلطی بھی ان کو عیب دار بنا دیتی ہے ۔ لیکن کیا کروں میں اس معاملے میں بے بس ہوں ، میرے دل کا حال یہ ہے کہ ہر وقت تیری یاد میں تڑپتا ہے اور میرے جسم کے تمام اعضاء تیری ہی طرف متوجہ ہیں ۔‘‘

نوجوان اس کی یہ گفتگو سن کر کچھ کہے بغیر اپنے گھر کی جانب چلا گیا ۔ گھر جا کر اس نے نماز پڑھنا چاہی لیکن اسے خشوع وخضوع حاصل نہ ہوسکا ۔ بالآخر اس نے ایک خط لکھا اور باہر آیا تو دیکھا کہ وہ عورت اسی جگہ کھڑی ہے ۔ نوجوان نے جلدی سے خط اس کی طرف پھینکا اور واپس چلا گیا ۔ عورت نے خط اٹھایا اور بے تاب ہو کر پڑھنے لگی تو اس میں لکھا تھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ،

’’ اے عورت ! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلے کہ بندہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ اس سے درگزر فرماتا ہے ۔ جب دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے لیکن جب بندہ اتنا نافرمان ہوجاتا ہے کہ گناہوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی کو زمین وآسمان ، پہاڑ ، جانور ، شجر وحجر کوئی بھی چیز برداشت نہیں کرسکتی پھر کس میں ہمت ہے کہ وہ اس کی ناراضگی کا سامنا کرے ۔ اے عورت ! اگر تو اپنے بیان میں جھوٹی ہے تو میں تجھے وہ دن یاد دلاتا ہوں کہ جس دن آسمان پگھل جائے گا اور پہاڑ روئی کی طرح ہوجائیں گے ، اور تمام مخلوق اللہ جبّار وقہّار کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گی ۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم ! میں تو اپنی اصلاح میں کمزور ہوں پھر بھلا میں دوسروں کی اصلاح کیسے کرسکتا ہوں ؟ اور اگر تو اپنی باتوں میں سچی ہے اور واقع تیری کیفیت وہی ہے جو تو نے بیان کی ، تو میں تجھے ایک ایسے طبیب کا پتہ بتاتا ہوں جو اُن دلوں کا بہترین علاج جانتا ہے جو مرضِ عشق کی وجہ سے زخمی ہوگئے ہوں اور ان زخموں کا علاج کرنا بھی خوب جانتا ہے جو رنج والم کی بیماری میں مبتلا کردیتے ہیں ۔ جان لے ! وہ طبیبِ حقیقی ، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے ، تو سچی طلب کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوجا ۔ بے شک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے تجھ سے تعلق نہیں رکھ سکتا:

وَ اَنۡذِرۡهُمۡ یَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَى الۡحَنَاجِرِ كٰظِمِیۡنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ حَمِیۡمٍ وَّ لَا شَفِیۡعٍ یُّطَاعُ ﴿ؕ۱۸﴾ یَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡیُنِ وَ مَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ ﴿۱۹﴾

(پ ۲۴ ، المؤمن : ۱۸ ۔ ۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان : اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے ۔

اے عورت! جب یہ معاملہ ہے تو خود سوچ لے کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے اور راہِ فرار کیوں کر ممکن ہے؟ عورت نے خط پڑھ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ کچھ دنوں بعد پھر اسی راستے پر کھڑی ہوگئی۔ جب نوجوان کی نظر اس پر پڑی تو وہ واپس اپنے گھر کی طرف جانے لگا۔ عورت نے پکار کر کہا: ''اے نوجوان! واپس نہ جا، اس ملاقات کے بعد پھر کبھی ہماری ملاقات نہ ہوگی، سوائے اس کے کہ بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہماری ملاقات ہو۔ اتنا کہہ کر وہ زور زور سے رونے لگی۔ اور روتے ہوئے کہنے لگی: ''جس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے دستِ قدرت میں تیرے دل کے اختیارات ہیں، میں اسی سے سوال کرتی ہوں کہ تیرے بارے میں مجھ پر جو معاملہ مشکل ہوگیا ہے وہ اسے آسان فرمادے۔'' پھر وہ عورت نوجوان کے قریب آئی اور بولی: ''مجھ پر احسان کر اور کوئی ایسی نصیحت کر جس پر عمل کرسکوں۔ باحیا نوجوان نے سر جھکائے نگاہیں نیچی کئے جواب دیا: خود کو اپنے نفس سے باز رکھ، نفس کی خواہشات سے بچ۔ میں تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان یاد دلاتا ہوں:

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ (پ۷، الانعام: ٦٠)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ۔

یہ آیتِ کریمہ سن کر عورت نے اپنا سر جھکالیا اور پہلے سے بھی زیادہ زور زور سے رونے لگی۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو دیکھا کہ نوجوان جاچکا تھا۔ وہ اپنے گھر چلی آئی اور پھر عبادت و ریاضت کو اپنا مشغلہ بنالیا۔ اور ہر وقت یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہنے لگی۔ جب بھی نوجوان کی یاد آتی اس کا خط منگوا کر آنکھوں سے لگالیتی۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا: ''تجھے اس طرح کرنے سے کیا ملتا ہے؟'' کہا: ''کیا کروں، کیا میرے لئے اس کے علاوہ بھی کوئی علاج ہے؟'' وہ دن بھر یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مصروف رہتی۔ جب رات ہوجاتی تو نوافل میں مشغول ہوجاتی اور بالآخر اسی طرح عبادت و ریاضت کرتے کرتے اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئی۔''

یہ بھی منقول ہے کہ وہ عورت ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہوگئی جس کی وجہ سے اس کے جسم سے متاثرہ حصہ کاٹ دیا جاتا۔ ورنہ وہ بیماری پورے جسم میں پھیل جاتی۔ طبیب اس کے جسم سے گوشت کاٹتے تو عورت کو بہت تکلیف ہوتی اور وہ انہیں روک دیتی لیکن جب اس کے سامنے نوجوان کا ذکر کیا جاتا تو اسے تکلیف محسوس نہ ہوتی اور طبیب آرام سے اس کا گوشت کاٹ لیتے۔ بالآخر اسی بیماری میں اس کی موت واقع ہوگئی۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر228:
ایثار کی انوکھی مثال

حضرتِ سیِّدُنا ابوعیسیٰ محمد بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم سے منقول ہے، میں نے ابوحنیفہ محمد بن عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ المنان کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عید قریب تھی، میرے پاس ان دنوں صرف تین ہزار درہم تھے۔ میرے ایک بہت قریبی دوست حَکَم بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیغام بھجوایا کہ میرے پاس خرچے کے لئے رقم وغیرہ نہیں، اگر تمہارے پاس کچھ رقم ہو تو بھجوادو۔ پیغام ملتے ہی میں نے تین ہزار درہم ان کی طرف بھجوادیئے۔ جب ان کے پاس رقم پہنچی تو انہیں خَلَّاد بن اَسْلَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کا پیغام ملا کہ مجھے عید کے خرچ کے لئے رقم کی ضرورت ہے، ہو سکے تو مجھے کچھ رقم بھجوادو۔ پیغام ملتے ہی انہوں نے درہموں کی تمام تھیلیاں بغیر کھولے خَلَّاد بن اَسْلَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی طرف بھجوادیں۔

اب میرے پاس بالکل بھی خرچہ وغیرہ نہ تھا۔ میں نے خَلَّاد بن اَسْلَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کو پیغام بھجوایا کہ اگر تمہارے پاس کچھ رقم ہو تو بھجوادو تاکہ ہم عید کے موقع پر اہل وعیال کے لئے اشیاءِ خوردونوش خرید سکیں۔ انہوں نے درہموں کی تھیلیاں بھجوائیں۔ جب میں نے انہیں کھولنا چاہا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ تھیلیاں تو وہی تھیں جو میں نے حکم بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھجوائیں تھیں۔ میں فوراً خَلَّاد بن اَسْلَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے پاس گیا، سارا واقعہ سنایا اور پوچھا: ''آپ کے پاس یہ رقم کہاں سے آئی؟'' انہوں نے فرمایا: ''مجھے حکم بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھجوائی تھی۔'' اب میں سارا معاملہ سمجھ چکا تھا کہ یہ درہموں کی تھیلیاں واپس مجھ تک کیسے پہنچیں۔ میں حکم بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور انہیں ایک ہزار درہم دیئے۔ پھر خَلَّاد بن اَسْلَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کو ایک ہزار درہم بھجوائے اور بقیہ ایک ہزار درہم اپنے پاس رکھ لئے۔ اس طرح ہم تینوں کو عید کے اخراجات کے لئے کچھ نہ کچھ رقم میسر آگئی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر229:
مصیبت زدوں کا مَسْکَن

حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللہ بن خَفِیف علیہ رحمۃ اللہ الرفیق سے منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابوطالب خَزْرَج بن علی شِیْر از تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ بیمار تھے، میں ان کی خدمت کیا کرتا۔ ان دنوں میں بہت زیادہ ریاضت کیا کرتا تھا، اور باقلاء (یعنی مٹر اور لوبیا) کی چند خشک پھلیاں چبا کر گزارہ کرلیتا۔ میں دانتوں سے باقلاء کی خشک پھلیاں کاٹنے لگا تو اس کی

آواز حضرتِ سیِّدُ نا خزرج بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے سن لی۔ انہوں نے پوچھا: ''یہ کیا معاملہ ہے؟'' میں نے انہیں بتایا: ''ان دنوں میں ریاضت کررہا ہوں اور افطار کے وقت صرف باقلاء کی چند پھلیاں کھالیتا ہوں۔''

انہوں نے روتے ہوئے فرمایا: ''اے ابوعبداللہ! اپنے اس فعل پر ثابت قدم رہنا۔ پہلے میں بھی تمہاری طرح ریاضت کیا کرتا تھا۔ ایک رات اپنے دوستوں کے ساتھ کسی دعوت پر بغداد گیا۔ وہاں ہماری ضیافت میں اونٹ کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔ سب کھانے لگے لیکن میں نے اپنا ہاتھ روکے رکھا۔ جب میرے دوستوں نے دیکھا تو کہا: تم کیوں نہیں کھاتے؟ بلا تکلف کھاؤ۔ میں نے ان کے اصرار پر ایک لقمہ کھالیا۔ اس کے بعد سے میں ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے چالیس سال پیچھے چلا گیا ہوں۔''

ابنِ خفیف علیہ رحمۃ اللہ اللطیف فرماتے ہیں: ''پھر حضرتِ سیِّدُ نا خزرج بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی باہر تشریف لے گئے اور ایک دیہات میں جا کر پرانے سے مکان میں رہائش اختیار کرلی اور پورے گھر کو اندر اور باہر سے سیاہ کردیا۔ اور فرمایا: ''مصیبت زدوں کی رہائش گاہیں ایسی ہی ہوتی ہیں، پھر اسی مکان میں اپنی ساری زندگی گزاردی اور یہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾

حکایت نمبر 230: انوکھی سزا

حضرتِ سیِّدُ نا جَعْفَر خُلْدِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''حضرتِ سیِّدُ نا خَیْرُ النَّسّاج علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق سے پوچھا گیا: ''آپ خیرُ النساج کے نام سے کیوں مشہور ہیں؟ کیا نساج (یعنی کپڑا بننا) آپ کا پیشہ رہا ہے؟'' انہوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ میں نے پوچھا: ''پھر یہ نام کیسے پڑا؟'' فرمایا: ''میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عہد کررکھا تھا کہ کبھی بھی نفس کی خواہش پر تازہ کھجور نہیں کھاؤں گا۔ کافی عرصہ میں اپنے عہد پر قائم رہا۔ ایک مرتبہ نفس کے ہاتھوں مجبور ہوکر میں نے کچھ کھجوریں خریدیں اور کھانے کے لئے بیٹھ گیا، ابھی ایک ہی کھجور کھائی تھی کہ ایک شخص میری طرف بڑی کڑی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ پھر میرے پاس آیا اور کہا: اے خیر! تُو تو میرا بھاگا ہوا غلام ہے۔'' میں بہت حیران ہوا کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے۔ پھر مجھے سمجھ آگیا کہ اس شخص کا ایک غلام تھا جو بھاگ گیا تھا اور اس کے شبہ میں یہ مجھے اپنا غلام خیال کررہا ہے اور واقعتاً میری رنگت اس غلام جیسی ہوگئی تھی۔ وہ شخص زور زور سے کہہ رہا تھا کہ تُو تو میرا بھاگا ہوا غلام ہے۔ شور سن کر بہت سارے لوگ جمع ہوگئے۔ جیسے ہی انہوں نے مجھے دیکھا تو بیک زبان بولے: ''واللہ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم)! یہ تو تیرا غلام ''خیر'' ہے۔''

میں اچھی طرح سمجھ گیا کہ مجھے کس جرم کی سزا مل رہی ہے۔ وہ شخص مجھے اپنا غلام سمجھ کر اپنی دکان پر لے گیا۔ وہاں اس کے اور بھی غلام موجود تھے جو کپڑے بنتے تھے۔ مجھے دیکھ کر دوسرے غلام کہنے لگے: اے بُرے غلام! تو اپنے آقا سے بھاگتا ہے۔؟ چل، یہاں آ، اور اپنا وہ کام کر جو تو کیا کرتا تھا۔'' پھر مالک نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور فلاں کپڑا بُنو۔ جیسے ہی میں کپڑا بننے لگا تو ایسا محسوس ہوا جیسے میں بہت ماہر کاری گر ہوں اور کئی سالوں سے یہ کام کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں دوسرے غلاموں کے ساتھ مل کر کام کرنے لگا۔ وہاں کام کرتے ہوئے جب کئی مہینے گزر گئے تو ایک رات میں نے خوب نوافل پڑھے اور ساری رات عبادت میں گزار دی پھر سجدے میں جا کر یہ دعا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے معاف فرمادے اب کبھی بھی اپنے عہد سے نہ پھروں گا۔ اسی طرح دعا کرتا رہا، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ میں اپنی اصلی صورت میں آچکا تھا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا گیا۔ بس اس طرح میرا نام ''خیرُ النساج'' پڑ گیا۔''

(سُبحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالٰی کیسے کیسے مجاہدات کیا کرتے تھے۔ وہ حرام غذا سے تو ہر دم بچتے ہی تھے۔ ساتھ ساتھ حلال چیزیں بھی رضائے الٰہی کے لئے ترک کر دیا کرتے ،نفسانی خواہشات کی ہرگز اتباع نہ کرتے۔ ہر کام میں حکمِ خدا عَزَّوَجَلَّ کو پیشِ نظر رکھتے۔ پیٹ کا بلکہ، ہر ہر عضو کا قفلِ مدینہ لگاتے۔

الحمدللہ عَزَّوَجَلَّ دعوت اسلامی کا مشکبار مدنی ماحول ہمیں بزرگان دین رحمہم اللہ المبین کی یاد دلاتا ہے۔ اس ماحول میں آ کر ہر ہر عضو کا قفلِ مدینہ لگانے کا ذہن بنتا ہے۔ دعوتِ اسلامی کی اصطلاح میں ''اپنے پیٹ کو حرام غذا سے بچانا اور حلال خوراک بھی بھوک سے کم کھانا پیٹ کا ''قفلِ مدینہ'' کہلاتا ہے۔)

؎ یا الٰہی پیٹ کا قفلِ مدینہ کر عطا   از پئے غوث و رضا کر بھوک کا گوہر عطا

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 231: با کرامت نوجوان بزرگ

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن داؤد دِیْنَـــــوَرِی علیہ رحمۃ اللہ الجلی کہتے ہیں: ''میں نے حضرت سیِّدُنا ابوبَکْر مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو فرماتے ہوئے سنا: ''کہ ایک مرتبہ جب میں ''عسویہ'' سے ''رملہ'' کی طرف جا رہا تھا تو راستے میں ایک ایسا شخص ملا جو ننگے پاؤں، ننگے سر تھا۔ اس کے پاس دو چادریں تھیں ایک کا تہبند باندھا ہوا تھا اور ایک کندھوں تک اوڑھی ہوئی تھی۔ موسم گرما عروج پر تھا میں اس شخص کو دیکھ کر بہت حیران تھا کہ اس قدر گرمی میں اس کی یہ حالت! اس کے پاس نہ تو زادِ راہ تھا اور نہ ہی کوئی ایسا برتن یا

پیالہ وغیرہ جسے بوقت ضرورت استعمال کر سکے۔ میں نے اپنے دل میں کہا: ''اگر اس شخص کے پاس رسی اور ڈول ہوتا جس کے ذریعے یہ پانی نکال کر وضو وغیرہ کر سکتا تو یہ اس کے لئے بہتر تھا۔''

میں دوپہر کے وقت اس کے پاس گیا اور کہا: ''اے نوجوان! تو نے جو چادر اپنے کندھوں تک اوڑھی ہوئی ہے اگر اسے سر پر اوڑھ لیتا تو سورج کی تپش سے بچ جاتا۔ میری بات سن کر وہ خاموش رہا اور آگے چل دیا۔ کچھ دیر بعد میں نے پھر کہا: تم اتنی سخت گرمی میں ننگے پاؤں ہو، کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ کچھ دیر میں جوتے پہن لوں اور کچھ دیر تم؟'' اس نے کہا: ''تم بہت فضول گو ہو، کیا تم نے کبھی حدیثِ پاک لکھی ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' بولا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ جو بات کام کی نہ ہو اُسے چھوڑ دے۔'' (جامع الترمذی،ابواب الزھد،باب من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ،الحدیث ۲۳۱۷، ص ۱۸۸۵)

یہ حدیثِ پاک سنا کر وہ کچھ دیر خاموش کھڑا رہا پھر آگے چل دیا۔ اب میرے پاس پانی ختم ہو چکا تھا۔ جب میں ساحل سمندر کے پاس پہنچا تو پیاس لگنے لگی۔ وہ میری طرف آیا اور کہا: ''کیا تم پیاسے ہو؟'' میں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ یہ دیکھ کر وہ آگے چل دیا چلتے چلتے مجھے بہت زیادہ پیاس محسوس ہونے لگی۔ وہ پھر میری طرف آیا اور کہا: ''کیا تمہیں بہت زیادہ پیاس لگی ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! لیکن تم یہاں میٹھا پانی کہاں سے لاؤ گے؟'' اس نے کوئی جواب نہ دیا اور میرا ڈول اٹھا کر سمندر میں ڈال دیا اور اسے بھر کر میرے پاس لے آیا پھر کہا: ''پانی پی لو۔'' میں نے پیا تو سمندر کا وہ کھارا پانی دریائے ''نیل'' کے میٹھے اور صاف پانی سے زیادہ شیریں اور عمدہ تھا۔ اس ڈول میں تھوڑی سی گھاس پڑی ہوئی تھی۔ میں نے کہا: ''یہ شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ولی معلوم ہوتا ہے۔ میں ضرور اس کی صحبت اختیار کروں گا۔

چنانچہ منزل پر پہنچ کر میں نے اس سے کہا: ''میں تمہارے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔'' کہا: ''اچھا تمہیں کیا پسند ہے، تم آگے چلو گے یا میں؟'' میں نے کہا: ''اگر تم آگے چلو گے تو مجھے بہت پیچھے چھوڑ دو گے۔'' چنانچہ، میں آگے آگے چلنے لگا۔ میں تھوڑی دور چل کر آرام کے لئے رُک جاتا پھر چلنے لگتا۔ میں اسی طرح چلتا رہا۔ جب وہ میرے قریب آیا تو میں نے کہا: ''میں تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہوں، مجھے اپنے ساتھ رکھ لیجئے۔''

اس نے کہا: ''اے ابوبکر! اگر تم اس بات پر راضی ہو کہ تم چلتے رہو اور میں بعض جگہ بیٹھ جاؤں پھر تو ٹھیک ہے ورنہ تم میرے رفیق نہیں بن سکتے۔'' پھر وہ مجھے چھوڑ کر چل دیا اور منزل پر پہنچ کر قیام کیا۔ وہاں میرے کچھ دوست رہتے تھے۔ ان کے پاس ایک بیمار شخص تھا میں نے ان سے کہا: ''اس بیمار پر ڈول میں موجود پانی کے کچھ چھینٹے ڈالو۔'' انہوں نے جیسے ہی پانی اس کے اوپر ڈالا وہ فوراً صحت یاب ہو گیا اور اس کی بیماری دور ہو گئی۔ پھر میں نے اپنے دوستوں سے اس شخص کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں

ہے تو انہوں نے جواب دیا ہمیں تو وہ کہیں بھی نظر نہیں آرہا۔ میں حیران تھا کہ نہ جانے وہ باکرامت بزرگ کہاں چلا گیا تھا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر232: سخت گرمی میں نفلی روزے رکھنے والا اَعرابی

حضرت سعید بن ابی عُرُوَہ سے منقول ہے کہ''ایک مرتبہ'' حَجَّاج'' نامی شخص حج کے ارادے سے نکلا۔مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منورہ زَادَھُمَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْمًا کے درمیان پانی کے قریب قیام کیا۔پھر دستر خوان بچھوا کر کھانا منگوایا اور اپنے خادم سے کہا: ''جاؤ! دیکھو! آس پاس کوئی شخص نظر آئے تو اسے میرے پاس لے آؤ، تاکہ وہ میرے ساتھ کھانا کھالے اور میں اس سے کچھ گفتگو کرلوں۔'' خادم کسی آدمی کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھومنے لگا۔ بالآخر پہاڑ کے قریب اسے ایک اَعرابی، بکری کے بالوں کی چادر اوڑھے سویا ہوا نظر آیا۔اس نے پاؤں مار کر اعرابی کو جگایا اور کہا:''چلو، تمہیں ہمارا امیر بُلا رہا ہے۔'' وہ اَعرابی حَجَّاج کے پاس آیا تو اس نے کہا:''اپنے ہاتھ دھولو اور میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔'' اعرابی نے جواب دیا:''تجھ سے پہلے میں ایک ایسی ہستی کی دعوت قبول کرچکا ہوں جو تجھ سے بہتر ہے۔''

حَجَّاج نے پوچھا:''وہ کون ہے؟'' اعرابی نے کہا:''وہ **اللہ** تبارک وتعالیٰ ہے۔اس نے مجھے روزہ رکھنے کی دعوت دی میں نے اس کی دعوت قبول کرتے ہوئے روزہ رکھ لیا۔'' حَجَّاج نے کہا:''اتنی شدید گرمی میں تو نے روزہ رکھا ہے؟'' کہا:''ہاں! میں نے روزِ محشر کی گرمی کے پیشِ نظر روزہ رکھا ہے جو آج کے دن سے بہت زیادہ ہوگی۔'' حَجَّاج نے کہا:''تو ابھی کھانا کھالے، کل روزے کی قضا کرلینا۔'' اعرابی نے کہا:''کیا تم اس بات کی ضمانت دیتے ہو کہ میں کل تک زندہ رہوں گا؟'' حَجَّاج نے کہا: ''میں بھلا اس بات کی ضمانت کیسے دے سکتا ہوں؟'' اعرابی نے کہا:''اگر تم اس بات کی ضمانت نہیں دے سکتے تو پھر مجھے ایسی مدت کی اُمید کیوں دلاتے ہو جس پر تم قادر ہی نہیں؟''

حَجَّاج نے کہا:''کھاؤ! یہ کھانا بہت عمدہ ہے۔'' اعرابی نے کہا:''نہ تو تُو نے اسے عمدہ کیا ہے اور نہ ہی باورچی نے لیکن عمدہ تو یہ اس وقت ہوگا جب برائی سے بچائے، اتنا کہہ کر اعرابی وہاں سے چلا گیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر233:

نصیحت آموز کلام

حضرتِ سیِّدُنا اَبُو ھَیْثَم خالد بن ابو صَقر سَدُوسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ'' جب حضرتِ سیِّدُنا داؤد بن نصر طائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا انتقال ہوا تو حضرتِ سیِّدُنا ابن سمّاک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی قبر کے قریب بیٹھ گئے۔ پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:'' اے لوگو! بے شک دنیا سے بے رغبت رہنے والے دنیا میں بھی آرام وسکون سے رہتے ہیں اور کل بروزِ قیامت ان پر حساب وکتاب بھی آسان ہوگا۔ اور دنیا میں رغبت کرنے والے دنیادار لوگ یہاں بھی تھکن سے چُور چُور ہیں اور کل قیامت میں ان پر حساب وکتاب بھی سخت ہوگا۔ دنیا سے بے رغبتی دنیا اور آخرت میں راحت وسکون کا باعث اور اس میں رغبت کرنا دنیا وآخرت میں تھکاوٹ اور پریشانی کا باعث ہے۔''

پھر کہنے لگے:'' اے ابوسلمان! **اللہ** تبارک وتعالٰی تجھ پر رحم فرمائے، تیرا مرتبہ کتنا بلند ہے کہ تُو نے اپنے نفس پر صبر کو لازم کرلیا، یہاں تک کہ نفس تیرا تابع ہوگیا۔ تو نے نفس کو بھوکا و پیاسا رکھا اگر تو چاہتا تو اسے کھلا پلا سکتا تھا۔ تو نے اپنا کھانا انتہائی سادہ رکھا اگر تو چاہتا تو عمدہ کھانا کھا سکتا تھا۔ تو نے کُھر درا لباس پہنا اگر چاہتا تو نرم لباس پہن سکتا تھا۔

اے ابوسلمان! تو نے نہ تو ٹھنڈا پانی طلب کیا۔ نہ ہی کبھی نرم وعمدہ لباس اور عمدہ کھانے کی خواہش کی۔ تو نے یہ تمام چیزیں آخرت کے لئے ذخیرہ کرلیں۔ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ تو اپنی طلب میں کامیاب ہوگیا۔ جو تو نے چاہا تجھے مل گیا۔ ایسا کون ہے جس نے تیرے جیسا عزم کیا اور تیری طرح صبر کیا؟ تو نے احادیثِ مبارکہ سنیں اور لوگوں کو حدیث بیان کرتا ہوا چھوڑ آیا۔ تو نے دِین کی سمجھ بوجھ حاصل کی اور لوگوں کو فتویٰ دیتا ہوا چھوڑ آیا۔ حرص وطمع تجھے تیرے راستے سے نہ بہکا سکے۔ نہ تو تُو نے لوگوں کے کاروبار میں دلچسپی لی، نہ اچھے لوگوں سے حسد کیا، نہ عمدہ لوگوں کو عیب لگایا اور نہ ہی بادشاہوں اور دوستوں کے تحائف وغیرہ قبول کئے۔ تو نے اپنے آپ کو اپنے گھر میں قید رکھا، نہ کوئی تجھ سے گفتگو کرنے والا تھا اور نہ ہی تیرے لئے کوئی نیا واقعہ رونما ہوا۔ تیرے گھر کے دروازے پر پردہ تک نہ تھا، نہ تو تیرے پاس پانی ٹھنڈا کرنے کے لئے مٹکا تھا نہ ہی رات کا کھانا ٹھنڈا کرنے کے لئے کوئی بڑا پیالہ تھا۔ اگر تو اپنے جنازہ میں شرکت کرنے والوں اور اپنی پیروی کرنے والوں کو دیکھ لیتا تو تجھے معلوم ہوجاتا کہ انہوں نے تیری کتنی تعظیم وتوقیر کی۔ تُو نے ہمیشہ زُہد کی چادر اوڑھے رکھی۔

اے لوگو! تم میں سے کوئی شخص بھی دنیا میں رہنے کی رغبت نہ کرے مگر اس جیسے لوگوں سے محبت کرے۔ یقیناً بڑا فرمانبردار وہ ہے جو حقیقی زاہد اور امورِ آخرت کے لئے خوب کوشش کرنے والا ہو۔ پاکی ہے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے جو فرمانبرداروں کا اجر ضائع نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کے عمل کو بھولتا ہے۔ میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ بڑی عظمتوں والا ہے۔'' اتنا کہنے کے

بعدابن سماک علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق لوگوں کے ہمراہ قبرستان سے واپس چلے آئے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر234:

مال ودولت کا بہترین استعمال

حضرتِ سیِّدُ نا ابوحسین احمد بن حسین واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ''ابوعبداللہ بن ابوموسیٰ ہاشمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس ایک یتیم بچے کے دس ہزار دینار امانت رکھے گئے،انہیں تنگ دستی نے آلیا اور نوبت فاقوں تک پہنچنے لگی۔ بالآخر مجبور ہو کر امانت رکھی ہوئی رقم اپنے استعمال میں لے آئے۔ جب یتیم بچہ بڑا ہو گیا تو سلطان نے حکم دیا کہ اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائے۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابوموسیٰ ہاشمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''جب مجھے یہ حکم ملا تو میں بہت پریشان ہوا، زمین اپنی تمام تر وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہونے لگی۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں کہاں جاؤں اور کس طرح رقم کی ادائیگی کروں۔ اسی پریشانی کے عالم میں صبح صبح گھر سے نکلا اور اپنے خچر پر سوار ہو گیا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں''کَرخ'' جاؤں شاید کوئی راہ نکل آئے۔ میں بے خیالی کے عالم میں اپنے خچر پر سوار نہ جانے کس سمت جارہا تھا۔ بالآخر میرا خچر''سَلُولِیّ''کی سمت جانے والے راستہ پر چلتا ہوا حضرتِ سیِّدُ نا دَعْلَج بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کی مسجد کے دروازے کے پاس رک گیا۔ میں نیچے اترا اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ فجر کی نماز میں نے حضرتِ سیِّدُ نا دَعْلَج بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اقتداء میں ادا کی۔ نماز کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری طرف آئے، مجھے خوش آمدید کہا اور اپنے گھر لے گئے۔ ہم ابھی بیٹھے ہی تھے کہ ایک لونڈی بہترین دسترخوان لے آئی پھر ہریسہ (یعنی گوشت اور کُوٹی ہوئی گندم ملا کر پکایا ہوا سالن) لے آئی، حضرتِ سیِّدُ نا دَعْلَج بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کھائیے! میں نے بُجھے بُجھے دل سے چند لقمے کھائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا: آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہے اور اتنے پریشان کیوں ہیں؟''

میں نے انہیں سارا واقعہ بتا دیا اور کہا:''اب میں پریشان ہوں کہ اتنا مال کہاں سے لاؤں؟'' میری روداد سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:''آپ بے فکر ہو کر کھانا کھائیں، آپ کی حاجت پوری کر دی جائے گی۔'' پھر انہوں نے میٹھا منگوایا ہم نے مل کر کھانا کھایا پھر ہاتھ دھوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی لونڈی سے فرمایا:''فلاں کمرے کا دروازہ کھولو جیسے ہی دروازہ کھلا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں بہت سے تھیلے اور دیناروں سے بھرے ہوئے کافی سارے ٹوکرے رکھے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے کچھ تھیلے لے آئے میرے سامنے لا کر کھولے تو وہ دیناروں سے بھرے ہوئے تھے۔ پھر غلام کو حکم دیا

کہ ترازو لے آؤ۔ غلام ترازو لے آیا اور دس ہزار دینار وزن کر کے تھیلیوں میں بھر دیئے گئے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''رقم لے جایئے اور اپنا قرض ادا کیجئے۔''

میں نے احسان مندانہ انداز میں کہا: ''آپ کی یہ رقم مجھ پر قرض ہے۔ میں یہ ضرور واپس کروں گا۔'' پھر میں ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہاں سے چلا آیا۔ گھر پہنچ کر سبز عمدہ چادر اوڑھی، خچر پر سوار ہوا اور بادشاہ کے دربار پہنچ کر بڑے پُر وقار انداز میں کہا: ''میرے متعلق لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ میں یتیم کا مال کھا کر بھاگ گیا ہوں۔ یہ دیکھئے! یہ سارا مال حاضرِ خدمت ہے۔'' یہ دیکھ کر بادشاہ نے قاضی، گواہ اور تمام ریکارڈ طلب کئے۔ پھر تمام مال اس یتیم کو ادا کر دیا۔ پھر میری تعریف کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور مجھے گھر آنے کی اجازت دے دی۔

جب میں گھر پہنچا تو ایک رئیس زادے نے مجھے بلایا اور کہا: ''میں اپنی زمین تجھے ٹھیکے پر دیتا ہوں، اس سے جو فصل ہوگی ہم ایک مقررہ مقدار میں آپس میں تقسیم کرلیں گے۔ کیا تم راضی ہو؟'' میں نے ہاں کردی اور زمین کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ ایک سال پورا ہوا تو میں نے فصل اس کے حوالے کردی اسے اس سال کافی نفع ہوا، میں نے تین سال کے لئے اس کی زمین لی تھی، تین سال بعد جب میں نے حساب لگایا تو میرے حصے میں تیس ہزار دینار آئے۔ میں نے دس ہزار دینار لئے اور حضرتِ سیِّدُنا **دَعْلَج** بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف چل دیا۔ صبح کی نماز ان کی اقتداء میں ادا کی۔ نماز کے بعد وہ مجھے اپنے گھر لے گئے۔ دستر خوان بچھایا گیا اور ہمارے سامنے ''ہریسہ'' رکھ دیا گیا۔ میں نے اطمینان اور خوش دلی سے کھانا کھایا۔ جب فراغت پا چکے تو حضرتِ **دَعْلَج** بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آپ کا کیا حال ہے اور کیا خبر ہے؟'' میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم اور آپ کے تعاون سے میں نے تمام قرضہ اتار دیا اور اس وقت میری ملکیت میں تیس ہزار دینار ہیں۔ جو دس ہزار دینار میں نے آپ سے قرض لئے تھے وہ واپس کرنے آیا ہوں۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''**سُبْحَانَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جس وقت میں نے رقم دی تھی تو اس نیت سے نہ دی تھی کہ واپس لوں گا۔ جایئے! اور یہ تمام رقم اپنے بچوں پر خرچ کیجئے۔'' میں نے حیران ہو کر پوچھا: ''اے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آخر اتنا مال آپ کے پاس کہاں سے آیا کہ آپ دس ہزار دینار مجھے ہدیہ دے رہے ہیں؟'' فرمایا: ''بات دراصل یہ ہے کہ میں نے چھوٹی عمر میں ہی قرآنِ کریم حفظ کرلیا تھا۔ پھر احادیثِ کریمہ یاد کیں۔ اس طرح میں مشہور ہوگیا، پھر مجھے ایک بہت مالدار بحری تاجر ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تم ہی **دَعْلَج** بن احمد ہو؟''

میں نے کہا: ''ہاں۔'' تو وہ کہنے لگا: ''میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال تمہیں دوں تاکہ تم اس کے ذریعے تجارت کرو۔ **اللہ** رب العزت ہمیں جو بھی نفع دے گا وہ ہم دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔ پھر میرے مال سے مزید تجارت کرتے رہنا۔'' پھر اس نے ہزار ہزار درہم کی تھیلیاں دیتے ہوئے کہا: ''یہ سارا مال اپنے پاس رکھو اور تجارت شروع کردو۔ اور یہ مزید کچھ رقم

رکھو۔ جہاں تم دیکھو کہ خرچ کرنا مناسب ہے بلا جھجک خرچ کرنا اور جو تمہیں مستحق نظر آئے اسے دے دینا۔'' چنانچہ، میں نے تجارت شروع کر دی۔ جتنا نفع ہوتا میں اس میں سے نصف اسے بھجوا دیتا اور وہ اتنا ہی مال مزید اس میں شامل کر کے واپس میری طرف بھیج دیتا۔ اسی طرح کئی سال گزر گئے۔ معاہدے کا آخری سال آیا تو وہ تاجر میرے پاس آیا اور کہا: ''میں اکثر سمندری سفر میں رہتا ہوں۔ بے شک مجھے بھی موت آنی ہے جو وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مقرر کیا ہے وہ ضرور مجھ پر بھی آئے گا۔ یہ سارا مال تم رکھ لو، اس میں سے صدقہ کرو، مساجد بناؤ اور خیر کے کاموں میں خرچ کرو۔'' اتنا کہا اور بے انتہا مال چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ بس اس طرح میرے پاس یہ سارا مال آیا اور میں اسے ایسے ہی نیک کاموں میں خرچ کرتا ہوں۔ سارا واقعہ سنانے کے بعد حضرتِ سیِّدُنا دَغْلَج بن احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''اے ابو موسیٰ! جب تک میں زندہ رہوں تب تک یہ بات کسی کو نہ بتانا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 235: ایک عارفہ کی معرفت بھری گفتگو

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد بن مَسْرُوق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ایک مرتبہ دورانِ سفر ایک عورت نے مجھ سے پوچھا: ''تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟'' میں نے کہا: ''میں پردیسی ہوں۔'' بولی: ''افسوس ہے تم پر! **اللہ** ربُّ العزَّت کے ہوتے ہوئے بھی تمہیں اَجْنَبِیَّت محسوس ہو رہی ہے، وہ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ تو کمزوروں اور غریبوں کا مُونِس و مددگار ہے۔'' یہ سن کر میں رونے لگا۔ اس نے کہا: ''تمہیں کون سی چیز رُلا رہی ہے؟'' میں نے کہا: ''میرے زخمی دل پر مرہم رکھ دی گئی ہے، اب میں جلدی نجات پا جاؤں گا۔'' کہا: ''اگر تو اپنی بات میں سچا ہے تو پھر رویا کیوں؟'' میں نے کہا: ''کیا سچا شخص روتا نہیں؟'' کہا: ''نہیں! کیونکہ آنسو بہہ جانے کے بعد دل کو سکون مل جاتا ہے۔''

اُس کی اس بات نے مجھے تعجب میں ڈال دیا۔ پھر وہ کہنے لگی: ''تم اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''مجھے تمہاری باتوں سے بہت تعجب ہو رہا ہے۔'' کہا: ''کیا تم اپنے زخم کو بھول گئے؟'' میں نے کہا: ''نہیں، میں اپنے زخموں کو نہیں بھولا۔ تم مجھے کوئی ایسی بات بتاؤ جس کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے نفع دے۔'' کہا: ''جو فائدہ تجھے حکماء کی باتیں سن کر ہوا کیا وہ تمہارے لئے کافی نہیں؟'' میں نے کہا: ''نہیں، میں ابھی نیک باتوں کی طلب سے بے نیاز نہیں ہوا۔'' کہا: ''تو نے سچ کہا، پس اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے سچی محبت کر، اس کا سچا عاشق بن جا۔ کل بروزِ قیامت جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کو

اپنی محبت کے جام پلائے گا تو پھر وہ کبھی بھی پیاس محسوس نہیں کریں گے۔'' میں رونے لگا اور میرے سینے سے گُھٹی گُھٹی سی آواز آنے لگی۔ پھر وہ عورت مجھے وہیں روتا چھوڑ کر یہ کہتی ہوئی چلی گئی: ''اے میرے آقا! تو کب تک مجھے ایسے گھر میں باقی رکھے گا جہاں میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں پاتی جو رونے میں میرا مددگار ثابت ہو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 236: باعمل مریدنی کا بیٹا ڈوب کر بھی بچ گیا

حضرتِ سیِّدُنا علّان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان سے منقول ہے کہ ''حضرت سیِّدُنا سَری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ایک مریدنی کا لڑکا مدرسے جاتا تھا۔ایک دن استاذ نے آٹا پسوانے کے لئے اسے چکّی پر بھیجا۔راستے میں نہر تھی۔ جب وہ نہر سے گزرنے لگا تو اس میں ڈوب گیا۔جب استاذ کو اس کے ڈوبنے کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا اور حضرت سیِّدُنا سَرِی سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس حاضر ہو کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''آؤ میرے ساتھ چلو! ہم چل دیئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہاں پہنچ کر اس عورت کو صبر کے فضائل بتائے۔پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہنے کی ترغیب دلائی۔

عورت نے کہا: ''حضور! آج آپ مجھے صبر و رضا کے متعلق خاص طور پر نصیحت کررہے ہیں، اس میں کیا حکمت ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مُریدنی سے فرمایا: ''تمہارا بیٹا نہر میں ڈوب گیا ہے۔'' اس نے متعجب ہو کر پوچھا: ''میرا بیٹا؟'' فرمایا: ''ہاں۔'' عورت نے کہا: ''بے شک میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔'' حضرتِ سیِّدُنا سَرِی سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی اسے صبر و رضا کی تلقین کرنے لگے۔عورت نے کہا: ''آؤ! میرے ساتھ چلو۔'' چنانچہ، تمام لوگ اس عورت کے ساتھ چل دیئے۔ جب نہر پر پہنچے تو عورت نے لوگوں سے پوچھا: ''بتاؤ! وہ کہاں ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''تمہارا لڑکا فلاں جگہ ڈوبا ہے۔'' عورت نے بلند آواز سے پکارا: ''اے میرے بیٹے محمد!'' فوراً نہر سے اس کے بیٹے نے پکار کر کہا: ''اَمّی جان! میں یہاں ہوں، امی جان! میں یہاں ہوں۔'' عورت فوراً نہر میں اتری، اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آئی اور خوشی خوشی اپنے گھر چلی گئی۔''

حضرتِ سیِّدُنا علّان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا سَرِی سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کے پاس گئے اور پوچھا یہ کیا معاملہ ہے، اور ایسا کیونکر ہوا؟ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے فرمایا: ''کہو، قُلْ۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''قُلْ'' کہا۔

پھر حضرت سیِّدُ نا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے فرمایا: ''بات دراصل یہ ہے کہ وہ عورت احکاماتِ الٰہیہ عَزَّوَجَلَّ کو پورا کرنے والی تھی اور جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے احکامات پر عمل پیرا ہو اسے کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آتا جسے وہ نہ جانتا ہو۔ جب اس عورت کا بیٹا ڈوبا تو اسے معلوم نہ تھا، اس لئے اسے یقین نہ آیا اور اس نے کہا: بے شک میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے ایسا نہیں کیا۔ اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ذات پر یقینِ کامل تھا۔ اس لئے اس کا بیٹا اسے واپس کر دیا گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم }

حکایت نمبر237: ستائیس سال مسلسل جہاد کرنے والا

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالوَہَّاب بن عَطَاء خَفَّاف علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق سے مروی ہے کہ ''مجھے مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے مشائخ نے بتایا کہ حضرتِ سیِّدُ نا ابوعبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بنواُمیہ کے دورِ خلافت میں سرحدوں کی حفاظت کے لئے خُراسان گئے۔ آپ کی زوجۂ محترمہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا اُمید سے تھیں اور آپ کا بیٹا ربیعہ ماں کے پیٹ میں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی زوجہ کے پاس تیس (30) ہزار دینار چھوڑ کر گئے۔ ستائیس سال بعد آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ واپس مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا آئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ گھر پہنچ کر نیزے سے دروازہ اندر دھکیلا تو حضرتِ سیِّدُ نا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ باہر نکلے۔ جیسے ہی انہوں نے ایک مسلَّح شخص کو دیکھا تو بڑے غضب ناک انداز میں بولے: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! کیا تو میرے گھر پر حملہ کرنا چاہتا ہے؟''

حضرتِ سیِّدُ نا فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''نہیں، میں حملہ نہیں کرنا چاہتا۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں میرے گھر میں داخل ہونے کی جراءَت کیسے ہوئی۔'' پھر دونوں میں تلخ کلامی ہونے لگی۔ قریب تھا کہ دونوں دست و گریبان ہو جاتے۔ لیکن ہمسائے بیچ میں آ گئے اور لڑائی نہ ہوئی۔ جب حضرت سیِّدُ نا مالک بن اَنس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور دوسرے بزرگ حضرات کو خبر ہوئی تو وہ فوراً چلے آئے۔ لوگ انہیں دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ حضرت سیِّدُ نا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس شخص سے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس وقت تک تمہیں نہ چھوڑوں گا جب تک تمہیں سلطان کی عدالت میں نہ لے جاؤں۔''

حضرتِ سیِّدُ نا فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بھی تجھے سلطان کی عدالت میں لے جائے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ ایک تو تم میرے گھر میں بلا اجازت داخل ہوئے اور پھر مجھی سے جھگڑا کر رہے ہو۔'' حضرت سیِّدُ نا مالک بن انس

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابو عبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: ''اے شیخ! یہ گھر تمہارا نہیں ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرا نام فَرُّوخ ہے اور یہ میرا ہی گھر ہے۔'' یہ سن کر آپ کی زوجہ محترمہ جو دروازے کے پیچھے ساری گفتگو سن رہی تھیں، باہر آئیں اور کہا: ''یہ میرے شوہر ہیں اور ربیعہ ان کا بیٹا ہے۔ جس وقت یہ جہاد پر گئے تھے تو ربیعہ میرے پیٹ میں تھا۔'' یہ سن کر دونوں باپ بیٹے گلے ملے اور ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو عبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوشی خوشی گھر میں داخل ہوئے اور خوش ہوتے ہوئے اپنی زوجۂ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے پوچھا: ''یہ میرا بیٹا ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! یہ تمہارا ہی بیٹا ہے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''اچھا وہ تیس ہزار دینار کہاں ہیں جو میں چھوڑ کر گیا تھا؟'' عرض کی: ''وہ میں نے ایک جگہ دفنا دیئے تھے، کچھ دن بعد نکال لوں گی۔'' پھر حضرت سیِّدُنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد چلے گئے اور اپنے حلقۂ درس میں بیٹھ گئے۔ حضرت سیِّدُنا مالک بن انس، حسن بن زید، ابن ابی علی لَھَبِی، مُسَاحِقِی اور مدینہ شریف کے دوسرے معزز حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درسِ حدیث دینے لگے۔

حضرتِ سیِّدُنا فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر ہی میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجۂ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے کہا: ''آپ مسجد نبوی شریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں جا کر نماز ادا فرمالیں۔'' چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں گئے تو دیکھا کہ ایک حلقہ لگا ہوا ہے اور لوگ بڑے ادب وتوجہ سے علمِ دین سیکھ رہے ہیں اور ایک خوبرو نوجوان انہیں درس دے رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قریب گئے تو لوگوں نے آپ کے لئے جگہ کشادہ کی۔ آپ بیٹھ گئے۔ حضرتِ سیِّدُنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سر تھوڑا نیچے کر لیا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو عبدالرحمٰن فَرُّوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو پہچان نہ سکے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا: ''یہ کون صاحب ہیں، جو علم کے موتی لٹا رہے ہیں؟'' لوگوں نے بتایا: ''یہ ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن ہیں۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے حد خوش ہوئے اور فرمایا: ''اللہ ربُّ العزَّت نے میرے بیٹے کو کیسا عظیم مرتبہ عطا فرمایا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوشی خوشی گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ سے فرمایا: ''میں نے تمہارے لختِ جگر کو آج ایسے عظیم مرتبے پر فائز دیکھا کہ اس سے پہلے میں نے کسی علم والے کو ایسے مرتبے پر نہیں دیکھا۔ وہ تو علم کے موتی لٹانے والا سمندر ہے۔''

آپ کی زوجۂ محترمہ نے کہا: ''آپ کو اپنے تیس ہزار دینار چاہئیں یا اپنے بیٹے کی یہ عظمت ورفعت۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے تو اپنے بیٹے کی اس عظیم نعمت کے بدلے کچھ بھی نہیں چاہئے۔'' آپ کی زوجۂ محترمہ نے کہا: ''تو پھر سنئے! میں نے وہ تمام مال تمہارے بیٹے پر خرچ کر کے اسے علمِ دین سکھایا۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم نے مال ضائع نہیں کیا بلکہ بہت اچھی جگہ خرچ کیا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم }

(**اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے زیرِ انتظام علم وعمل کی دولت لوگوں کو منتقل کرنے کے لئے کئی جامعات و مدارس بنام **جامعۃ المدینہ** اور **مدرسۃ المدینہ** قائم ہیں۔ یہاں نہ صرف علم کی لازوال دولت تقسیم ہوتی ہے بلکہ عمل کا جذبہ بھی دیا جاتا ہے۔ ہزارہا طلباء وطالبات یہاں سے فیض یاب ہوکر اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے مصروفِ عمل ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کو دن دُگنی رات چُگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو | اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 238: جذبۂ شہادت

حضرتِ سیِّدُنا قاسم بن عثمان جوعی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ''میں نے ایک شخص کو طواف کرتے ہوئے دیکھا اس کی زبان پر بس یہی دعا جاری تھی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو ہی محتاجوں کی حاجتیں پوری فرماتا ہے، لوگوں کی حاجتیں تو نے پوری کر دیں، میری حاجت ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔''

وہ شخص بار بار یہی کہہ رہا تھا اس کے علاوہ کچھ اور نہ کہتا۔ میں نے پوچھا: ''بھائی! تم اس کے علاوہ کوئی اور دعا کیوں نہیں مانگتے ؟'' کہا: ''میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم سات مجاہد مختلف شہروں سے جمع ہو کر ایک غزوہ میں شریک ہوئے، دشمن ہمیں قید کر کے اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ وہ ہمیں شہید کرنے ایک ویران سی جگہ لے گئے۔ میری نظر آسمان کی طرف اٹھی تو دیکھا کہ سات دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ہر دروازے پر ایک حور کھڑی ہے۔ جب ہم سات مجاہدوں میں سے ایک کو دشمنوں نے شہید کر دیا۔

تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک حور اپنے ہاتھوں میں رومال لئے زمین کی طرف اُتری۔ پھر دوسرے مجاہد کو بھی شہید کر دیا گیا۔ اب دوسری حور اس طرح ہاتھوں میں رومال لئے زمین کی طرف اتری۔ الغرض میرے چھ رفقاء کو باری باری اسی طرح شہید کیا گیا۔ جب بھی کوئی مجاہد شہید ہوتا تو فوراً ایک حور ہاتھوں میں رومال لئے زمین کی طرف اترتی۔ بالآخر میرا نمبر بھی آ گیا۔ اب صرف ایک دروازہ کھلا تھا اور اس پر ایک حور باقی تھی۔ جب مجھے شہید کیا جانے لگا تو بعض لوگوں نے فدیہ دے کر مجھے چھڑوا لیا۔ اس حور کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا: ''اے محروم! تجھے کس چیز نے پیچھے رکھا؟'' اتنا کہہ کر اس نے دروازہ بند کر

دیا۔اے میرے بھائی!میں اس وقت سے آج تک اس فضیلت کے نہ ملنے پر افسردہ وغمگین ہوں۔''

حضرت سیِّدُ نا قاسم جوعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''میں اس شخص کو ان سب سے افضل سمجھتا ہوں کیونکہ اس نے وہ چیز دیکھ لی جو انہوں نے نہ دیکھی۔اب یہ حسرت زدہ چھوڑ دیا گیا تاکہ اس نعمت کے حصول کی خاطر عمل کرتا رہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر239: سمجھدار و پارسا عورت

حضرتِ سیِّدُ نا حسن بن عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ الحنّان فرماتے ہیں کہ''بصرہ میں ایک مالدار شخص رہتا تھا۔ایک دن جب وہ اپنے باغ میں گیا تو دیکھا کہ اس کا نوکر اپنی حسین وجمیل بیوی کے ساتھ باغ میں موجود ہے۔نوکر کی خوبصورت بیوی کو دیکھ کر مال دار کی نیت خراب ہوگئی۔اس نے عورت کو محل میں بھیجا اور نوکر سے کہا:''جاؤ!ہمارے لئے کھجوریں توڑ لاؤ،جب کھجوریں توڑ چکو تو فلاں فلاں کو میرے پاس بلا لانا۔''نوکر حکم پاتے ہی کھجوریں لینے چلا گیا۔اب یہ اپنے محل میں آیا اور نوکر کی بیوی سے کہا:''تمام دروازے بند کر دو۔''عورت نے تمام دروازے بند کر دیئے تو مال دار نے کہا:''کیا تمام دروازے بند کر دیئے؟''

سمجھدار نیک عورت نے کہا:''صرف ایک دروازہ میں بند نہ کر سکی۔''مال دار نے کہا:''کون سا دروازہ تو نے بند نہیں کیا؟''اس نے کہا:''وہ دروازہ جو ہمارے اور ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہے،میں اسے بند نہیں کر سکی۔''یہ جملہ اس مال دار کے دل میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہوگیا۔وہ گناہ سے بچ گیا اور رو،رو کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر240: مردِ قلندر کی ایمان افروز تقریر

حضرتِ سیِّدُ نا عِکْرِمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ سیِّدُ نا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ''روم کی جنگ میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن حُذَافَہ سَہْمِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قید کر لیا گیا۔رومی سردار نے تمام مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا اور حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن حُذَافَہ سَہْمِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:''نصرانی ہو جاؤ،ورنہ

میں تمہیں تانبے کی دیگ میں ڈال کر جلادوں گا۔'' یہ سن کر صحابئ رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالٰی عنہ نے جرأت مندانہ جواب دیا: ''ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، میں کبھی بھی نصرانی نہیں بنوں گا۔'' ظالم سردار نے جب یہ سنا تو تانبے کی دیگ منگوا کر اس میں تیل ڈلوایا، پھر اس کے نیچے آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب تیل خوب گرم ہو کر اُبلنے لگا تو ایک مسلمان قیدی کو بلا کر کہا: ''نصرانی ہوجاؤ، اس مردِ مجاہد نے انکار کیا تو اسے اُبلتے ہوئے تیل میں ڈلوا دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا سارا گوشت جل گیا اور ہڈیاں اوپر تیرنے لگیں۔''

پھر حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن **حُذَافَہ سَہمِی** رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا گیا: ''عیسائی ہوجاؤ، ورنہ اس شخص کی طرح تمہیں بھی اس اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا جائے گا۔ صحابئ رسول رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صاف انکار کر دیا۔ ظالم سردار نے حکم دیا کہ اسے بھی تیل کی دیگ میں ڈال دو۔ حکم پاتے ہی جلادوں نے آپ کو پکڑا اور اُبلتے ہوئے تیل میں ڈالنے کے لئے لے چلے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اچانک رونا شروع کر دیا۔ جلاد، ظالم سردار کے پاس آئے اور بتایا کہ وہ قیدی رو رہا ہے۔ سردار بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ موت کے ڈر سے اس کی بات ماننے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس کے سامنے آئے تو فرمایا: ''کیا تم لوگ یہ سمجھ رہے ہو کہ میں موت کے خوف سے رو رہا ہوں۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں موت کے خوف سے نہیں بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے جسم میں صرف ایک جان ہے جو میں دینِ اسلام کے لئے قربان کر رہا ہوں۔ مجھے تو یہ پسند تھا کہ میرے جسم میں اگر سو جانیں ہوتیں تو ایک ایک کر کے سب کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام پر قربان کر دیتا۔''

؎ یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں   ترے نام پہ سب کو وارا کروں میں

سردار آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ ایمان افروز تقریر سن کر بہت متعجب ہوا کہ اس مردِ قلندر کے اندر اپنے دِین کی کتنی محبت ہے اور یہ خوشی سے دِین کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ سردار نے لالچ دیتے ہوئے کہا: ''اگر تم نصرانی ہوجاؤ تو میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کر دوں گا اور حکومت میں بھی تمہیں حصہ دوں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کی یہ پیش کش بھی ٹھکرا دی اور صاف انکار کر دیا۔ پھر اس نے کہا: ''اچھا اس طرح کرو کہ تم میرے سر پر بوسہ دو اگر تم یہ کرو گے تو میں تمہیں بھی آزاد کر دوں گا اور تمہارے ساتھ تمہارے اسّی (80) مسلمان قیدیوں کو بھی آزاد کر دوں گا۔''

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''اگر واقعی تم ایسا کرو گے تو میں تمہارے سر کو بوسہ دینے کے لئے تیار ہوں۔'' سردار نے یقین دہانی کرائی کہ میں اپنی بات ضرور پوری کروں گا۔ چنانچہ، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مسلمانوں کی آزادی کی خاطر اس ظالم کے سر کا بوسہ لیا۔ سردار نے حسبِ وعدہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اور اسّی مسلمان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

جب یہ تمام مجاہدین امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں پہنچے تو امیر المؤمنین آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کا بوسہ لیا اور بہت خوش ہوئے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر241: فصیح و بلیغ کلام کرنے والا متوکل اژدھا

حضرتِ سیِّدُ نا حامد اَسْوَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد نقل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''توَکُّل کے بارے میں میرے یقین کی پختگی کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میں جنگلوں اور صحراؤں میں سفر کرتا اور اپنے توکل کو پختہ کرتا۔ مجھے ویران اور غیر آباد علاقوں سے محبت ہوگئی۔ایک دن میں ایک ویران جنگل کی طرف گیا اور اس جنگل میں تین دن تین رات قیام کیا۔ جب چوتھی صبح ہوئی تو بھوک و پیاس کی وجہ سے کمزوری محسوس ہونے لگی۔ بتقاضائے بشریت مجھے رزق کے معاملے میں کچھ تردّد ہونے لگا۔ میں بڑا دِل گیر (غمگین) ہوا۔ اچانک میرے سامنے چار بڑے بڑے اژدھے نمودار ہوئے۔ وہ اپنے منہ سے سیٹی کی سی آواز نکالنے لگے پھر بھنبھناہٹ سی سنائی دینے لگی۔ ان کی اس آواز میں ایسا غم وسوز تھا کہ ایسی غمگین آواز میں نے آج تک نہ سنی تھی۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ وہ چاروں میری طرف آئے، ان میں سے ایک نے اپنا سر بلند کیا اور بڑا فصیح و بلیغ کلام کرتا ہوا مجھ سے یوں گویا ہوا: ''اے ابراہیم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! کیا تو اپنے خالق کے بارے میں شک میں مبتلا ہے؟''

میں نے کہا: ''نہیں! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں بالکل مطمئن ہوں۔'' اس نے کہا: ''پھر تو رزق کے بارے میں شک میں کیوں مبتلا ہوا؟'' وہ اژدھا میری حالت سے واقف ہوگیا تھا۔ میں نے متعجب ہوکر پوچھا: ''تم میرے حال سے کیسے واقف ہوئے؟'' اس نے کہا: ''مجھے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے آگاہ کیا جو ہر وقت میرے ساتھ ہے۔ سنو! ہم چار اژدھے مختلف مقامات کے رہنے والے ہیں اور ہم توکل جمع کرنے آئے ہیں۔''

میں نے کہا: ''یہ تو بہت ضروری ہے۔ بے شک میں نے بھی کھانے پینے کے متعلق توکل کیا۔ اس دوران اکثر اوقات بھوک و پیاس کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟'' اس نے کہا: ''اے ابراہیم! پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ پڑو۔ بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جنہیں اس کا ذکر سیراب کرتا ہے اور اس سے ان کی بھوک جاتی رہتی ہے۔ پھر وہ کسی ایسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے جس کے ذریعے دوسرے لوگ اپنی زندگی گزارتے ہیں اور ان لوگوں کے دلوں میں ایسی چیزوں کے متعلق کبھی

پریشانی نہیں ہوتی جس کے نہ ملنے پر دوسروں کو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ ہاں! وہ تو صرف فتنہ وفساد سے ڈرتے ہیں۔'' اس اژدھے کا ایسا فصیح وبلیغ کلام سن کر میں نے اپنے دل میں کہا: ''سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! یہ اژدھا کتنا پیارا کلام کررہا ہے اور میں اس کی بات کو کتنی اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔''

پھر میں رونے لگا۔ میں یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ وہ اژدھا پھر بولا: ''اے ابراہیم! پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ رہو، کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں کسی کو حقیر سمجھتے ہو؟ بے شک مجھے قوتِ گویائی اسی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے عطا فرمائی ہے جس نے تمہارے باپ آدم علٰی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ تم میرے بولنے سے متعجب ہورہے ہو! حالانکہ زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ہم ایک ایسی وادی سے تیرے پاس آئے ہیں جو یہاں سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے۔ ہمیں ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے یہاں بھیجا ہے۔''

یہ سن کر میں بہت حیران ہوا اور اس اژدھے سے پوچھا: ''کیا وجہ ہے کہ ان چاروں اژدھوں میں سے صرف تم ہی کلام کررہے ہو اور باقی سب خاموش ہیں؟'' اس نے کہا: ''اے ابو اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق! بے شک! اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کی مخلوق کے درمیان حجاب ہے۔ مخلوق میں کچھ لوگ ایک دوسرے کے گہرے دوست ہیں۔ کچھ وزراء اور کچھ لوگ بعض کے شاگرد و مرید ہیں۔ ان چاروں اژدھوں نے مجھے اپنا امیر مان لیا اور اپنے آپ کو میرے حوالے کردیا ہے۔ اب میں ہی ان کی نمائندگی و رہبری کررہا ہوں۔ میری ایک بات توجہ سے سن لیجئے! اگر آپ کسی کے امیر بنو اور تمہارے رفقاء آدابِ سفر ملحوظ رکھیں تو عنقریب تم اور تمہارے تمام رفقاء صدق واِخلاص کی اعلیٰ منازل تک رسائی حاصل کرلوگے۔ لیکن جب امیرِ قافلہ ہی راہ سے بھٹک جائے اور اس کے رفقاء اس پر برتری چاہیں تو سمجھو کہ وہ قافلہ ناکام ہوگیا۔ ناکامی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ ماتحت اپنے امیر پر غالب آجائیں اور اس کی طرف توجہ نہ دیں۔ جب تم دیکھو کہ ماتحت اپنے امیر ونگران کے سامنے بڑی بے باکی سے بول رہا ہے اور امیر ونگران خوش ہے تو سمجھ لو کہ اب برکت اُٹھالی گئی۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ''اتنا کہنے کے بعد اچانک وہ چاروں اژدھے میری نظروں سے غائب ہوگئے۔ پھر میں چالیس روز اسی ویران وغیر آباد وادی میں رہا اور جو منظر میں نے دیکھا اس کے بارے میں سوچ سوچ کر حیران ہوتا رہا۔ یہ چالیس دن ایسے گزرے کہ نہ تو مجھے کھانے پینے کی فکر رہی اور نہ ہی کسی اور قسم کی حاجت درپیش آئی۔ میں چالیس دن تک بالکل نہ سویا اور کئی دن تک ایک ہی وضو سے نماز پڑھتا رہا۔ یہ وادی بہت زیادہ غیر آباد اور ویران تھی۔ کوئی چیز اس میں ایسی نہ تھی جس سے اُنسیّت حاصل کی جاتی۔ بہر حال چالیس دن بعد ایک صبح وہ چاروں اژدھے پھر میرے سامنے ظاہر ہوئے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا۔ ان میں سے وہی اژدھا جو پہلے مجھ سے مخاطب ہوا تھا، کہنے لگا:

''اے ابواسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! میرا گمان تھا کہ ان چالیس دنوں میں کسی نہ کسی دن تو منتخب کرلیا جائے گا میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کی تھی کہ وہ تجھے صادقین کی بعض غذا کا ذائقہ چکھا دے اوراب میں تیرا حال **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حوالے کرتا ہوں۔''

پھراس اژدھے نے اپنے منہ سے نرگس کے کچھ پھول میری طرف پھینکے۔ میں نے انہیں اٹھالیا۔ جب سامنے دیکھا تو وہ تمام اژدھے غائب ہوچکے تھے۔ میں ان کی جدائی سے بڑا غمگین ہوا۔ پھر چالیس دن تک میں کیف وسرور کے عالم میں رہا نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس۔ اور میرے جسم سے ایسی خوشبو آتی تھی جیسے میں نے پورے جسم پر عطر لگایا ہوا ہو۔ اسی طرح وہ پوری وادی خوشبو سے معطر اور معنبر رہی۔ یہ وہ پہلا واقعہ تھا جو **اللہ** ربُّ العزَّت نے میرے لئے ظاہر فرمایا اور مجھے عجیب وغریب چیزیں دکھائیں۔

﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر242:

باکرامت نوجوان

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن علی اَخْمِیمِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ہم حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی محفل میں حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات کے متعلق ارشادات فرما رہے تھے۔ اتنے میں حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: ''اے ابوفَیض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی صاحبِ کرامت ولی کو دیکھا ہے؟'' یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی یوں گویا ہوئے: '' ایک مرتبہ ایک خُراسانی نوجوان سات دن تک میرے ساتھ مسجد میں رہا۔ اس دوران اس نے کچھ بھی نہ کھایا۔ میں نے کئی مرتبہ کھانے کی دعوت دی مگر اس نے ہر بار انکار کر دیا۔ ایک مرتبہ ایک سائل نے کوئی چیز مانگی تو خُراسانی نوجوان نے کہا: ''اگر تو مخلوق کو چھوڑ کر خالق عَزَّوَجَلَّ سے مانگتا تو وہ تجھے مخلوق سے بے نیاز کر دیتا۔''

سائل نے کہا: میں ابھی اس مقام تک نہیں پہنچا۔ کہا: بتا تو کیا چاہتا ہے؟ کہا: میرا فاقہ دور ہو جائے اور میری ستر پوشی رہے۔'' خُراسانی نوجوان نے محراب کی جانب جا کر دو رکعت نماز ادا کی۔ جب واپس آیا تو عمدہ پھلوں سے بھرا ہوا تھال اور بالکل نئے کپڑے اس کے پاس تھے، جو اس نے سائل کو تھما دیئے۔ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے نوجوان سے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اتنا بلند مرتبہ ہونے کے باوجود تو نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا حالانکہ تو سات دن سے بھوکا ہے۔'' میری یہ بات سن کر اسے متلی سی ہونے لگی۔ پھر مجھ سے کہا: ''اے ابوفیض! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دل رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے نور سے منور ہو پھر بھی زبان اس سے کوئی چیز طلب کرے؟'' میں نے کہا: ''جو لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہوں کیا وہ اس سے سوال نہیں کرتے؟'' کہا: ''رضا کے کئی درجے ہیں۔ بعض لوگ اس درجے میں ہیں کہ ولولۂ شوق ومحبت میں اس سے سوال کرتے ہیں، بعض ایسے ہیں کہ کسی طرح سوال نہیں کرتے، بعض ایسے ہیں کہ اپنے لئے تو اس

سے کچھ نہیں مانگتے لیکن دوسروں پر رحم کرتے ہوئے ان کے لئے سوال کرتے ہیں۔''

ابھی گفتگو جاری تھی کہ جماعت کھڑی ہوگئی۔اس نے ہمارے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی۔پھر پانی کا برتن اُٹھا کر مسجد سے باہر چلا گیا، ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ طہارت کے لئے جارہا ہو لیکن پھر وہ واپس نہ آیا اور نہ ہی دوبارہ میں نے کبھی اسے دیکھا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر243: نعرۂ تکبیر کی برکت

حضرتِ سیِّدُنا محمد سَمِیْن علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں:''اَیامِ ریاضت میں میری کیفیت یہ تھی کہ جو بھی عمل کرتا اسے مستقل کرتا۔ایک مرتبہ میں مجاہدین کے ایک لشکر کے ساتھ جہاد پر گیا۔دشمنوں کے بہت بڑے رومی لشکر نے مسلمانوں پر زبردست حملہ کیا اور غالب آنے کی بھرپور کوشش کرنے لگے۔رومی لشکر کی کثرت دیکھ کر مسلمان مجاہدین پر خوف کی سی کیفیت طاری ہونے لگی۔میں بھی خوف محسوس کررہا تھا، میرا نفس مجھے اپنے وطن کی یاد دلا رہا تھا۔جب نفس نے بہت زیادہ بزدلی کا مظاہرہ کیا تو میں نے اسے ڈانٹا اور شرم دلاتے ہوئے کہا: اے نفسِ کذّاب! تُو تو دعویٰ کرتا تھا کہ تو بہت عبادت گزار اور مجاہدات کا شوقین ہے۔اب جب وطن سے دور آگیا ہے تو بزدلی کا مظاہرہ کررہا ہے حالانکہ یہی تو موقع ہے کہ تو اپنے شوق کا مظاہرہ کرے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے تجھے شرم آنی چاہئے۔

پھر میرے دل میں خیال آیا کہ سامنے نہر میں اُتر جاؤں اور غسل کروں۔چنانچہ، میں نے غسل کیا اور باہر آگیا۔اب میری کیفیت ہی کچھ اور تھی۔جذبۂ شوق میرے روئیں روئیں سے عیاں تھا۔میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر میرے اندر اتنا جذبہ کہاں سے آگیا۔میں نے اپنا اسلحہ زیبِ تن کیا اور میدانِ جنگ میں گھس کر بڑی شدت سے دشمنوں کی صفوں پر حملہ کیا۔میں خود نہیں جانتا تھا کہ کس طرح لڑرہا ہوں۔میں دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا ان کے پیچھے چلا گیا اور نہر کے قریب پہنچ کر''اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر،اَللّٰہُ اَکْبَر'' کی صدائیں بلند کیں۔دشمنوں نے تکبیر کی آواز سنی تو ان کے ہوش اُڑ گئے، وہ سمجھے کہ شاید مسلمانوں کی کُمک (یعنی مدد) کے لئے مجاہدین کی فوج پہنچ چکی ہے۔پھر رومی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ دُم دَبا کر بھاگ گئے۔مسلمان مجاہدین نے ان پر بھرپور حملہ کیا۔نعرۂ تکبیر کی برکت سے اس جنگ میں رومیوں کے چار ہزار سپاہی مارے گئے اور **اللہ** ربُّ العزّت نے میرے اس نعرہ کو مسلمانوں کی فتح و نصرت کا سبب بنا دیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر244:

خوبصورت دُولہا اور بدصورت دُلہن

حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن نُعَیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی والدہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُ نا ابو عثمان حِیَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی زوجۂ محترمہ حضرتِ سیِّدَتُنا مریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ مجھے میرے سرتاج حضرتِ سیِّدی ابو عثمان حِیَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ تنہائی میسر آئی تو میں نے موقع غنیمت جان کر پوچھا: اے ابو عثمان! اپنی زندگی کا کون سا عمل آپ کو سب سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے؟ فرمایا: ''اے مریم! جب میں عالمِ شباب میں تھا تو اس وقت میری رہائش ''رَے'' میں تھی۔ لوگ مجھے بہت پسند کرتے۔ سب کی خواہش تھی کہ میری شادی ان کے گھر ہو جائے لیکن میں سب کو انکار کر دیتا۔ ایک دن ایک عورت میرے پاس آئی اور یوں گویا ہوئی: ''میں تیری محبت میں بہت زیادہ بے قرار ہو گئی ہوں، میری رات کی نیندیں اور دن کا چین برباد ہو گیا ہے، میں تجھے اس کا واسطہ دے کر التجا کرتی ہوں جو دلوں کو پھیرنے والا ہے کہ تو مجھ سے شادی کر لے۔''

اس کے یہ جذبات دیکھ کر میں نے پوچھا: ''کیا تمہارا باپ زندہ ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں، میرا باپ درزی ہے اور فلاں محلے میں رہتا ہے۔ میں نے اس کے والد کو نکاح کا پیغام بھجوایا تو وہ بہت خوش ہوا، اس نے فوراً گاؤں کے معزز لوگوں کو بلا کر میرا نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا۔ جب میں حجرۂ عروسی میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میری نئی نویلی دلہن ایک آنکھ سے محروم، پاؤں سے لنگڑی اور انتہائی بدشکل تھی، اسے دیکھ کر میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں تو نے جو میرا مقدر بنایا میں اس پر تیرا شکر گزار ہوں۔'' پھر جب میرے گھر والوں کو میری زوجہ کی کیفیت معلوم ہوئی تو مجھے برا بھلا کہا اور خوب ڈانٹا۔ لیکن میں نے اپنی زوجہ سے کبھی کوئی ایسی بات نہ کی جو اسے بری لگتی بلکہ میں اس پر بہت زیادہ مہربان ہو گیا اور اسے ضرورت کی ہر شئے مہیا کرتا۔

میری محبت وشفقت کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہو گئی کہ لمحہ بھر کے لئے بھی مجھ سے جدائی برداشت نہ کرتی۔ چنانچہ، اپنی اس مجبور و بے کس، محبت کی پیاسی اور معذور بیوی کی خاطر میں نے دوستوں کی محفل میں جانا چھوڑ دیا اور زیادہ وقت اسی کے پاس گزارنے لگا، تاکہ اس بیچاری کا دل خوش رہے اور یہ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو۔ اور اس طرح میں نے اپنی زندگی کے پندرہ سال اپنی اس معذور بیوی کے ساتھ گزار دیئے۔ بعض اوقات مجھے اتنی تکلیف ہوتی جیسے مجھے سُلگتے انگاروں پر ڈال دیا گیا ہو لیکن میں نے کبھی بھی اس کیفیت کا اظہار اس پر نہ کیا۔ یہاں تک کہ پندرہ سال بعد وہ اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئی۔ میری اس معذور بیوی کو مجھ سے جو محبت تھی اسے نبھانے اور اس کو ہر طرح سے خوش رکھنے کی خاطر میں نے جو عمل کیا وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر245: # اُخروی حساب کا خوف

حضرتِ سیِّدُ نامُبَارَک بن سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید سے منقول ہے کہ ایک شخص حضرتِ سیِّدُ ناسُفْیَان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کے پاس سات سات ہزار دینار کی دو تھیلیاں لے کر حاضر ہوا۔ اس شخص کا والد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہت گہرا دوست تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اس کے پاس جا کر قیلولہ فرماتے اور وہ بھی اکثر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا کرتا تھا۔ دینار لانے والے نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''اے ابو عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا آپ کے دل میں میرے والد کی کچھ محبت ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے والد کی خوب تعریف کی اور فرمایا: ''**اللہ** تبارک وتعالیٰ تمہارے والد پر رحم کرے، وہ بہت اچھے انسان اور بہت سی خوبیوں کے حامل تھے۔ کہا: اے ابو عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ مال میرے پاس کیسے آیا؟ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ تمام دینار قبول فرمالیں اور ان کے ذریعے اپنے اہل وعیال کی کفالت پر مدد حاصل کریں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے ساری رقم لے لی۔ جب وہ جانے لگا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''جاؤ اور اس کو میرے پاس بلا لاؤ۔'' میں گیا اور اسے بلا لایا۔ فرمایا: ''اے بھتیجے! تمہارا مال میں نے قبول کرلیا، اب میری خواہش ہے کہ یہ مال تم قبول کرلو۔'' اس نے انکار کرتے ہوئے کہا: ''اے ابو عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا آپ کے دل میں اس مال کے بارے میں کوئی کھٹکا ہے؟'' فرمایا: ''نہیں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم یہ واپس لے لو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے مال واپس لے لیا۔

جب وہ چلا گیا تو میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا، اس وقت میرے پاس کچھ بھی نہ تھا میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا: ''اے بھائی! افسوس ہے! آپ کا دل کیسا ہے؟ کیا آپ کے اہل وعیال نہیں، کیا آپ مجھ پر رحم نہیں کریں گے؟ کیا آپ ہمارے بچوں پر رحم نہیں کریں گے؟ آپ ہمارے لئے ہی وہ مال قبول کر لیتے، میں کافی دیر تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اسی طرح کہتا رہا بالآخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو وہ مال لے لو اور خوش دلی سے کھاؤ، میں کبھی بھی اسے قبول نہیں کروں گا، کیونکہ اگر میں نے وہ قبول کرلیا تو اس کے متعلق سوال بھی مجھ ہی سے ہوگا، کسی اور سے نہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر246: ایک توجہ سے سارے برتن بھر گئے

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد بن جَعْد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: جس رات حضرتِ سیِّدُنا شُرَیح بن یُونُس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔ اس رات وہ میرے پاس تشریف لائے اور تین درہم دیتے ہوئے کہا: ''ایک درہم کا شہد، ایک کا گھی اور ایک درہم کے ستّو دے دو۔'' میرے پاس اس وقت تمام اشیاء ختم ہو چکی تھیں اور میں تمام برتن خالی کر چکا تھا تا کہ صبح سویرے بازار سے اشیاء لا کر ان میں رکھوں۔ میں نے عرض کی: ''حضور! اس وقت تمام سامان ختم ہو چکا ہے اور دُکان کے سارے برتن خالی ہیں۔ میں صبح سویرے سامان خریدنے جاؤں گا اس وقت آپ کی مطلوبہ اشیاء میرے پاس موجود نہیں۔''

فرمایا: ''جاؤ، دیکھو تو سہی! شاید برتنوں میں کوئی چیز مل جائے۔'' میں نے دیکھا تو سب برتن بھرے ہوئے تھے اور ستّوؤں کا تھیلا بھی بھرا ہوا ہے۔ میں نے بہت سارے ستّو اور دیگر اشیاء آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے لا کر رکھ دیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم تو کہہ رہے تھے کہ تمام برتن خالی ہیں، اب یہ سامان اتنی جلدی کہاں سے آگیا؟'' میں نے کہا: ''حضور! آپ سکوت فرمائیں اور اپنی مطلوبہ اشیاء لے جائیں۔'' فرمایا: ''سچ سچ بتاؤ، معاملہ کیا ہے؟ ورنہ میں یہ چیزیں ہرگز نہیں لوں گا۔'' میں نے عرض کی: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فرمان کے بعد کہ ''جاؤ، دیکھو تو سہی! شاید برتنوں میں کچھ مل جائے'' جب میں نے برتن دیکھے تو سب کے سب بھرے ہوئے تھے اور یہ سب کچھ آپ ہی کی برکت سے ہوا۔ فرمایا: ''خبردار! جب تک میں زندہ رہوں، یہ واقعہ کسی کو نہ بتانا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر247: حضرت صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خلیفہ مہدی کو نصیحت

حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں خلیفہ مہدی کے پاس گیا اور کہا: ''آج میری گفتگو برداشت کرنا، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں لوگوں میں سے زیادہ قرب والا شخص وہ ہے جو لوگوں کی سخت نصیحتوں پر صبر کرے، اور جسے حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے قرابت کا رشتہ ہو تو وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اَخلاق کو اپنائے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنتوں پر عمل پیرا ہو۔

اے خلیفہ! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے علم کی فہم اور واضح دلائل کا وارث بنایا اور اب تیرا عذر ختم ہو چکا ہے، حجتیں قائم

ہوتی رہیں گی، اگر اب بھی تو شبہات میں پڑا رہے تو کوئی دلیل وحجت تجھے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی سے نہیں بچا سکے گی۔ جب تجھے علم مل گیا تو جہالت کا عذر قابلِ قبول نہیں ۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ جو شخص حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت میں مخالفت اور فساد پیدا کرے اور لوگوں کو دینی احکام سے بیزار کرے، تو وہ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دشمن ہے، اور جو رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دشمن ہے وہ **اللّٰہ** تبارک وتعالیٰ کا دشمن ہے۔ لہٰذا **اللّٰہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دشمنی سے بچ اور ایسی نشانیاں اپنالے جو تیری نجات کا باعث بنیں۔ اگر تو نے اس کا اُلٹ کیا تو سمجھ لے کہ اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کر دیا۔

اے خلیفہ! جان لے، بے شک پچھاڑنے والے طاقتوروں میں کمزور ترین شخص وہ ہے جو ایسے شخص کو پچھاڑے جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلانے والا ہو۔ بیشک بروزِ قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جس نے کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کو مضبوطی سے تھاما۔ اور تیرے جیسے لوگ مَعْصِیَّت (مَعْ۔صِیْ۔یَتْ) کی وجہ سے غالب نہیں آسکتے۔ ہاں یہ ہے کہ نافرمان کے لئے برائی نیکی کا روپ دھار کر ظاہر ہوتی ہے۔ ایسوں سے بے تَوَجُّہی برتنا اور انہیں نیکی کی دعوت نہ دینا ان کے لئے سہارا بنتا ہے۔ میری ان باتوں کو اچھی طرح سمجھ کر محفوظ کرلے۔ بے شک میں نے تجھے احسن انداز میں سمجھا دیا ہے۔''

حضرت سیِّدُنا صالح مُـرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: یہ باتیں سن کر خلیفہ مہدی زار و قطار رونے لگا۔ ابو ہمام کہتے ہیں: ''مجھے بعض کاتبوں نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا صالح مُـرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا یہ نصیحت آموز کلام ہم نے خلیفہ مہدی کے خاص رجسٹروں میں لکھا ہوا دیکھا۔''

{اولیاء کرام پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 248: اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی نشانیاں

حضرت سیِّدُنا اَوْفٰی بن دَلْھَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم سے منقول ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی، شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''علم حاصل کرو اس کے ذریعے تمہاری پہچان ہوگی، علم پر عمل کرو تم اس کے اہل ہو جاؤ گے، بے شک تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا، جس میں حق نو حصے گمنام ہو جائے گا، اس وقت وہی لوگ نجات پائیں گے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہیں گے اور گوشہ نشین ہو جائیں گے۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ لوگوں کے امام اور علم کے چراغ ہیں، یہ فحاشی پھیلانے

والے، فضول خرچ اور جلد باز نہیں۔ دنیا پیٹھ پھیر چکی، اور آخرت بالکل سامنے ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں کے مُحِبِّیْن (یعنی محبت کرنے والے) موجود ہیں۔ تم آخرت چاہنے والوں میں ہونا، دنیا کے عاشق ہرگز نہ بننا۔ جو لوگ دنیا سے بے رغبت ہو چکے ہیں انہوں نے زمین کو چٹائی، مٹی کو بچھونا اور پانی کو خوشبو بنالیا۔ جو شخص جنت کا مشتاق ہے وہ شہوات سے بچتا ہے، جو جہنم کی آگ سے خوفزدہ ہے وہ ہمیشہ حرام چیزوں سے بچتا ہے، اور جو دنیا سے بے رغبت ہو جائے مصیبتیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں۔

خوب توجہ سے سنو! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے خوش نصیب بندے ہیں گویا وہ اہلِ جنت کو اس کی دائمی نعمتوں میں اور جہنمیوں کو آگ کے عذاب میں دیکھ رہے ہیں۔ یہ لوگ فتنہ وفساد نہیں پھیلاتے۔ لوگ ان کی طرف سے امن میں ہیں۔ ان کے دل غموں سے پُر ہیں اور یہ پاک دامن ونیک سیرت لوگ ہیں۔ ان کی حاجات بہت کم ہیں، یہ آخرت کی طویل راحت کی خاطر دنیا کی چند روزہ مصیبتوں پر صبر کرلیتے ہیں۔ ان کی رات اس طرح گزرتی ہے کہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قیام کی حالت میں کھڑے رہتے ہیں، آنسو ان کے رخساروں پر بہتے ہیں اور یہ گڑگڑا کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو یوں پکارتے ہیں: ''اے ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ، اس کی قید سے بچا۔'' جب دن ہوتا ہے تو یہ بہترین علماء، بردبار، نیکوکار اور لوگوں کے راہنما ہوتے ہیں، ان کی جسمانی حالت ایسی ہوتی ہے کہ دیکھنے والا ان کو بیمار سمجھتا ہے حالانکہ انہیں کوئی بیماری نہیں ہوتی، لوگ انہیں مجنون سمجھتے ہیں، حالانکہ آخرت کے عظیم دن کے خوف سے ان کے ہوش اُڑ جاتے ہیں اور ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 249: کاش! تیری ماں مجھے نہ جنتی

حضرتِ سیِّدُنا **فتح بن شَخْرَف** علیہ رحمۃ الرَّب سے مروی ہے کہ ''مجھے حضرتِ سیِّدُنا بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے بھانجے حضرتِ سیِّدُنا عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا: ''بھوک کی وجہ سے میرے ماموں حضرتِ سیِّدُنا بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے پیٹ میں شدید درد ہوا اور پہلو میں بھی بہت تکلیف ہوئی۔ میری والدۂ محترمہ سے ان کی یہ تکلیف دیکھی نہ گئی تو کہا: ''بھائی جان! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے ہاتھوں سے کچھ جَو پیس کر دلیہ پکالاؤں، نرم غذا پیٹ میں جائے گی تو تکلیف میں کمی ہو جائے گی۔''

فرمایا: ''افسوس! مجھے تو یہ خوف ہے، اگر مجھ سے پوچھ لیا گیا کہ تیرے پاس یہ **جَو کا آٹا کہاں سے آیا؟** تو میں کیا جواب دوں گا؟'' پھر انہوں نے دلیہ پکانے سے منع کر دیا۔ میری والدہ ان کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگی، ماموں بھی رونے لگے اور ان

کے ساتھ میں بھی رو دیا۔ ان کا سانس گُھٹ گُھٹ کر آ رہا تھا، بڑی بے کسی کا عالم تھا۔ میری والدہ نے کہا: ''اے میرے بھائی! کاش میری ماں نے تجھے نہ جنا ہوتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ کی تکلیف وغم دیکھ کر میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے۔'' میری والدہ کی یہ بات سن کر ماموں جان نے کہا: ''اے کاش! ایسا ہی ہوتا کہ تیری ماں مجھے نہ جنتی، اور جب میں پیدا ہو ہی گیا تھا تو کاش! وہ مجھے دودھ ہی نہ پلاتی۔''

حضرت سیِّدُنا عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میری والدہ میرے ماموں کی حالت دیکھ کر دن رات روتی رہتی تھی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

حکایت نمبر 250: امیرِ قافلہ ہو تو ایسا......!

حضرتِ سیِّدُنا مُصْعَب بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں: ایک مرتبہ زمانے کے مشہور ولی حضرتِ سیِّدُنا ابو محمد عبداللہ رِبَاطِی علیہ رحمۃ اللہ الکافی بغداد تشریف لائے، ان کا مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا جانے کا ارادہ تھا۔ کافی عرصہ سے میری خواہش تھی کہ ان کی رفاقت میں سفرِ حرمینِ شریفین کیا جائے۔ اب موقع اچھا تھا میں فوراً آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا اور عرض کی: ''حضور! مجھے اپنی رفاقت میں سفر کرنے کی اجازت عطا فرما دیں۔'' مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سال مجھے اپنی رفاقت عطا نہ فرمائی۔ دوسرے سال بھی مجھے یہ سعادت نصیب نہ ہوسکی۔ تیسرے سال میں پھر حاضر ہوا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس شرط پر تم میرے ساتھ سفر کر سکتے ہو کہ ہم میں سے ایک امیر ہوگا اور اس کی اطاعت لازم ہوگی۔ میں نے بخوشی یہ شرط قبول کر لی اور کہا: حضور آپ امیر ہیں۔ فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم امیر ہو۔'' میں نے پھر عرض کی: ''حضور آپ کا مقام ومرتبہ بڑا ہے لہٰذا آپ ہی امیر ہیں۔'' فرمایا: ''ٹھیک ہے، میں ہی امیر ہوں لیکن میری نافرمانی نہ کرنا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے میں ہرگز آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔''

پھر میں اس ولیٔ کامل کے ہمراہ سوئے حرم چل دیا۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بٹھایا اور خود بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ میرے لئے کھانا لائے۔ میں نے چاہا کہ انہیں روکوں اور ان کی خدمت کروں لیکن معاملہ برعکس تھا۔ وہ مجھے بہت زیادہ تعظیم دے رہے تھے۔ میں جب بھی انہیں روکنا چاہتا تو فرماتے: کیا تم نے یہ شرط منظور نہ کی تھی کہ تم حکم عدولی نہیں کروگے؟'' اسی طرح وہ میرا سب کام کرتے رہے۔ میرا سارا سامان بھی انہوں نے اٹھائے رکھا۔ اب میں دل

میں کہنے لگا میری وجہ سے انہیں بہت تکلیف ہورہی ہے۔اے کاش! میں ان کا رفیقِ سفر نہ بنتا مگراب مجبور ہوں، کیا کروں۔

سفر طے ہوتا رہا اور وہ ولیِ کامل ہر طرح سے میری خاطر مدارات کرتے رہے۔ پھر ایسا ہوا کہ دورانِ سفر ہمیں بارش نے آلیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے ابو احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میل (یعنی راستے کی پہچان کیلئے بنائے ہوئے نشانات) تلاش کرو، جب ہم میل (نشان) کے قریب پہنچ گئے تو مجھے چھوٹی سی بُرجی (یعنی گنبد یا ستون) کی آڑ میں بٹھایا اور خود مجھ پر چادر تان کر کھڑے ہو گئے۔ میرے منع کرنے کے باوجود خود سخت سردی میں بھیگتے رہے لیکن مجھے نہ بھیگنے دیا۔ میں کچھ عرض کرتا تو فرماتے، میں تمہارا امیر ہوں اور ہم نے یہ بات طے کرلی تھی کہ تم میرے حکم کی خلاف ورزی نہیں کروگے، لہٰذا جو میں کہوں تمہیں اس پر عمل کرنا ہوگا۔ اب میں ان کی رفاقت پر بہت پچھتا رہا تھا کہ میری وجہ سے انہیں کتنی دشواری ہورہی ہے۔اے کاش! میں ان کا رفیق نہ بنا ہوتا۔ الغرض بغداد شریف سے مکہ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا تک وہ نیک خصلت ولیِ کامل میری ہر طرح سے خاطر مدارات کرتے رہے یہاں تک کہ ہم مکہ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں داخل ہوگئے۔''

(اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے صدقے ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی خوب خوب خدمت وخیرخواہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔'')

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 251: حق فیصلے کی زبردست مثال

حضرتِ سیِّدُنا عمر بن ہَیَّاج بن سعید علیہ رحمۃ اللہ الوحید سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ اسلام کے نامور قاضی حضرتِ سیِّدُنا شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمرۂ عدالت میں مسندِ قضا پر جلوہ فرما تھے، اتنے میں ایک عورت حاضرِ خدمت ہوئی اور اس طرح فریاد کی: ''میں پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتی ہوں پھر قاضی کی، مجھ مظلومہ کو میرا حق دِلوایا جائے۔'' قاضی شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عورت کی فریاد سن کر بے چین ہوگئے اور فرمایا: ''بلا جھجک بتاؤ، تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟'' کہا: ''امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے۔ دریائے فرات کے کنارے میرا کھجوروں کا ایک باغ ہے جو ہمیں وراثت میں ملا ہے، میں نے اپنے بھائیوں سے اپنا حصہ علیحدہ کرکے درمیان میں دیوار تعمیر کروادی اور ایک فارسی شخص کو اس کی نگہبانی کے لئے مقرر کردیا۔امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے میرے بھائیوں سے ان کے حصہ کا تمام باغ خرید لیا، پھر اس نے مجھے بھی اپنا حصہ بیچنے کو کہا اور خطیر (بہت) رقم کا لالچ دیا، میں نے اپنا حصہ بیچنے سے انکار کر

دیا، اس نے کل رات پانچ سو آدمی بھیج کر اس دیوار کو گروادیا، میں نے صبح جا کر دیکھا تو دیوار بالکل ختم کردی گئی تھی اور اب میرے اور میرے بھائیوں کے درختوں میں کوئی نشانی باقی نہ رہی۔ خدارا! مجھے انصاف دِلایئے۔''

اس مظلومہ کی فریاد سن کر وہ عظیم قاضی بے تاب ہوگیا اور خادم کو حکم فرمایا: مٹی اور مُہر لاؤ۔ پھر مُہر لگا کر حکم نامہ اس عورت کے سپرد کردیا اور کہا: ''تم امیر موسیٰ بن عیسیٰ کے پاس جاؤ اور یہ حکم نامہ دے کر کہو کہ قاضی صاحب کی عدالت میں حاضر ہوجاؤ۔'' چنانچہ، وہ عورت حکم نامہ لے کر موسیٰ بن عیسیٰ کی رہائش گاہ پر پہنچی اور اس کے دربان کو قاضی صاحب کا پیغام دیا۔ دربان حکم نامہ لے کر موسیٰ بن عیسیٰ کے پاس گیا اور کہا: ''آپ کے خلاف قاضی شَرِیک کی عدالت میں دعویٰ کیا جاچکا ہے، آپ کو عدالت میں طلب کیا گیا ہے، یہ دیکھئے! قاضی صاحب کی طرف سے مُہر شدہ حکم نامہ آیا ہے۔'' موسیٰ بن عیسیٰ نے دربان سے کہا: ''جاؤ اور شہر کے پولیس آفیسر کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ جب پولیس افسر آیا تو کہا: ''تم قاضی شَرِیک کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم سے زیادہ عجیب معاملہ میں نے کسی کا نہیں دیکھا۔ ایک عورت نے مجھ پر ناحق دعویٰ کیا اور تم اس کے دعوے پر مجھے عدالت میں طلب کر کے اس کی مدد کررہے ہو۔'' پولیس آفیسر نے ڈرتے ہوئے کہا: ''حضور مجھے اس معاملے سے دور ہی رکھیں تو بہتر ہوگا۔ امیر نے غضب ناک ہوکر کہا: ''جاؤ اور ہمارے حکم پر عمل کرو۔''

مجبوراً اسے جانا ہی پڑا۔ جاتے ہوئے اس نے اپنے غلاموں سے کہہ دیا کہ میرے لئے جیل میں بستر وغیرہ کا انتظام کر دو۔ آج میں ضرور جیل بھیج دیا جاؤں گا۔ پولیس افسر کو معلوم تھا کہ اسلام کا یہ انصاف پسند قاضی ایک مجرم کا پیغام لانے پر مجھے ضرور قید میں ڈال دے گا۔ جب پولیس آفیسر نے قاضی شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو امیر موسیٰ بن عیسیٰ کا پیغام دیا تو قاضی صاحب نے سپاہی کو حکم دیا: ''اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دو۔'' افسر نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے معلوم تھا کہ آپ ایسا ہی کریں گے، اس لئے جیل میں جانے کے لئے پہلے ہی انتظام کر کے آیا ہوں۔'' جب امیر موسیٰ بن عیسیٰ کو اپنے پولیس آفیسر کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو اس نے دربان کو بلا کر قاضی صاحب کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا: ''آپ نے ہمارے قاصد کو گرفتار کرلیا، اس نے تو صرف پیغام پہنچایا تھا، اس کا قصور کیا ہے؟'' پیغام پا کر قاضی صاحب نے حکم دیا کہ اسے بھی اس کے ساتھی کے پاس پہنچادو۔

چنانچہ، اسے بھی قید کرلیا گیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ کو اپنے دربانِ خاص کی گرفتاری کی اطلاع بھی پہنچ گئی۔ اس نے عصر کی نماز کے بعد کوفہ کے بااثر اور نمایاں لوگوں کے گروہ جن میں قاضی صاحب کے دوست اِسحاق بن صَبَّاح اَشْعَثِی بھی شامل تھے، کو پیغام بھیجا کہ جاؤ قاضی صاحب کو میرا اسلام کہنا اور انہیں آگاہ کردینا کہ آپ نے میری بے عزّتی کی ہے، میں کوئی عام آدمی نہیں۔ کوفہ کے بااثر لوگوں کی یہ جماعت قاضی صاحب کے پاس آئی، تو انھیں مسجد میں پایا۔ ان لوگوں نے سلام و آداب کے بعد امیر کا پیغام سنانا شروع کیا۔ جیسے ہی ان کا کلام ختم ہوا۔ فرمایا: ''کیا بات ہے کہ میں تمہیں ایک ایسے شخص کی طرف داری میں کلام کرتے

ہوئے دیکھ رہا ہوں جو حق پر نہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باآواز بلند فرمایا: کیا یہاں قبیلے کے جوان موجود ہیں؟ اگر ہوں تو جلدی سے آجائیں، تھوڑی ہی دیر میں چند نوجوان آگئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ایک ایک کا ہاتھ پکڑو اور جیل پہنچادو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج کی رات یہ لوگ جیل میں گزاریں گے۔'' کہا: ''کیا آپ سچ مچ ہمیں جیل بھجوا رہے ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! واقعی میں تمہیں جیل بھجوا رہا ہوں تاکہ آئندہ تم کسی ظالم کی طرف داری کرتے ہوئے اس کا پیغام نہ لاؤ۔''

امیر موسیٰ بن عیسیٰ کو ان کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو بہت غضب ناک ہوا اور خود جا کر جیل کا دروازہ کھولا اور سب کو رہا کر دیا۔ صبح جب انصاف پسند، جرأت مند قاضی کمرۂ عدالت میں جلوہ گر ہوا تو داروغۂ جیل نے گزشتہ رات کا تمام واقعہ کہہ سنایا۔ قاضی صاحب نے رجسٹر منگوا کر مہر لگائی اور تمام ریکارڈ گھر بھجوا کر غلام کو سواری لانے کا حکم دیا اور کہا: ''اب ہم کوفہ میں نہیں رہیں گے، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے امیر المؤمنین سے یہ عہدہ طلب نہیں کیا تھا بلکہ ہمیں تو مجبور کیا گیا تھا، اور ہماری حفاظت وسرپرستی کی ذمہ داری لی گئی تھی۔ اب کوفہ میں انصاف قائم کرنا مشکل ہوگیا ہے لہٰذا مجھے یہ عہدہ نہیں چاہیے۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوفہ کے اس پل کی طرف چل دیئے جو بغداد جاتا تھا۔ جب موسیٰ بن عیسیٰ کو قاضی صاحب کے جانے کی اطلاع ملی تو وہ فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دوڑا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دیتے ہوئے کہا: ''اے ابو عبداللہ! رک جائیں۔ خدارا! آپ بغداد نہ جائیں، دیکھیں تو سہی کہ آپ نے اپنے ہی بھائیوں کو قید کر دیا تھا۔'' فرمایا: ''ہاں! جب انہوں نے ایک ایسے معاملے میں دخل اندازی کی جس کی انہیں اجازت نہ تھی تو میں نے انہیں قید کر دیا لیکن تم نے انہیں آزاد کر دیا ہے، جب تک وہ سب کے سب واپس جیل میں نہ بھیج دیئے جائیں میں ہرگز واپس نہ جاؤں گا اور بغداد جا کر امیر المؤمنین کی طرف سے دی جانے والی اس ذمہ داری سے استعفیٰ دے دوں گا۔''

امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے قاضی صاحب کا یہ پُرعزم فیصلہ سنا تو سپاہیوں کو حکم دیا کہ جن جن کو میں نے رِہا کیا تھا ان سب کو واپس جیل بھیج دیا جائے۔ حکم پاتے ہی سپاہی شہر کی طرف چلے گئے لیکن قاضی صاحب اسی جگہ کھڑے رہے۔ جب داروغۂ جیل نے آکر اطلاع دی کہ ان تمام کو جیل میں بھیج دیا گیا ہے تب آپ وہاں سے واپس پلٹے۔

امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے اپنے ایک غلام سے کہا: ''قاضی صاحب کی سواری کی لگام پکڑ کر آگے آگے چلو۔ چنانچہ، وہاں موجود تمام لوگ اور امیر موسیٰ بن عیسیٰ قاضی صاحب کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ مسجد میں پہنچ کر قاضی صاحب نے مجلسِ قضا قائم کی امیر موسیٰ بن عیسیٰ کو مظلوم عورت کے برابر کھڑا کیا اور عورت سے فرمایا: ''جس پر تم نے دعویٰ کیا تھا وہ تمہارے سامنے موجود ہے۔ امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے کہا: ''اے انصاف پسند قاضی! اب میں خود حاضر ہوں لہٰذا میری وجہ سے قید کئے جانے والوں کو آزاد کیا جائے۔'' فرمایا: ''ہاں! اب انہیں آزاد کیا جاتا ہے۔'' یہ کہہ کر ان کی رِہائی کا پروانہ جاری کر دیا اور فرمایا: ''اے موسیٰ بن عیسیٰ! اس

عورت نے تم پر جو دعویٰ کیا ہے اس بارے میں کیا کہتے ہو؟'' کہا: ''یہ سچ کہتی ہے۔'' فرمایا: ''وہ تمام چیزیں جو اس سے لی گئی تھیں اسے واپس کی جائیں اور جو دیوار گرائی گئی تھی اسے فوراً تعمیر کروایا جائے۔'' امیر نے کہا: ''ٹھیک ہے میں ابھی یہ کام کروا دیتا ہوں کیا اس کے علاوہ بھی کوئی دعویٰ ہے؟'' قاضی صاحب نے اس عورت سے پوچھا: ''کیا تمہارا کوئی اور دعویٰ ہے؟'' کہا: ''ہاں! میرے فارسی خادم کا گھر بھی گرا دیا گیا ہے اور اس کا سامان بھی ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ امیر نے کہا: ''میں اس نقصان کا بھی ازالہ کئے دیتا ہوں۔'' قاضی صاحب نے پھر پوچھا: ''کیا کوئی اور دعویٰ باقی ہے؟'' عورت نے کہا: ''اب میرا کوئی دعویٰ باقی نہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو اچھی جزا عطا فرمائے۔ پھر وہ عورت دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔

اب حق ظاہر ہو گیا تھا اور مظلوم کو اس کا حق مل چکا تھا۔ چنانچہ، قاضی صاحب فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور امیر موسیٰ بن عیسیٰ کا ہاتھ تھام کر اپنی نشست پر بٹھایا، خود اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا: ''اے امیر! اے موسیٰ بن عیسیٰ! السلام علیکم، شرعی فیصلہ ہو گیا ہے، اب آپ امیر ہیں، میرے لائق کوئی حکم ہو تو ارشاد فرمائیں۔'' امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے ہنستے ہوئے کہا: ''اب آپ کو کیا حکم دوں؟ پھر اسلام کے اس عظیم قاضی کی عدالت سے چلا گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم}

(اللہ) (اللہ) (اللہ) (اللہ) (اللہ) (اللہ) (اللہ) (اللہ) (اللہ)

حکایت نمبر 252: سمندر پر نماز پڑھنے والا عارف

حضرتِ سیِّدُنا حارِث اَوْلاسی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا سے شام کی طرف روانہ ہوا، دورانِ سفر ایک قافلہ نظر آیا میں قریب گیا تو سب لوگ کسی بات پر گفتگو کر رہے تھے میں نے سلام کیا اور کہا: ''میں بھی آپ کے ہمراہ سفر کرنا چاہتا ہوں، کیا آپ مجھے اپنے ساتھ رکھنے کو تیار ہیں؟'' کہا: ''جیسے تمہاری مرضی۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔'' چنانچہ، میں بھی اس قافلے میں شامل ہو گیا۔ مسافر اپنی اپنی مطلوبہ منزل پر ٹھہرتے رہے۔ آخر میں میرے ساتھ صرف ایک شخص بچا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے جوان! کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''ملک شام میں ''کوہِ لُکام'' میری منزل ہے، وہاں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن سعد عَلَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔''

میرا وہ رفیق چند دن میرے ساتھ رہا پھر مجھ سے جدا ہو گیا۔ میں اکیلا ہی سفر کرتا ہوا ''اَوْلَاس'' پہنچا اور سمندر کی جانب چلا گیا، وہاں کا منظر ہی عجیب تھا۔ ایک شخص سمندر کی لہروں پر اتنے سکون سے نماز پڑھ رہا تھا گویا زمین پر ہے۔ یہ عجیب وغریب

منظر دیکھ کر مجھ پر ہَیبت طاری ہونے لگی ۔ جب اس نے محسوس کیا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے تو نماز کو مختصر کر کے میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے دیکھا تو فوراً انہیں پہچان لیا وہ حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن سعد عَلَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''ابھی تم یہاں سے چلے جاؤ تین دن بعد آنا۔'' میں فوراً واپس چلا آیا اور حسبِ ارشاد (حکم کے مطابق) تین دن بعد دوبارہ ساحلِ سمندر پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میرے قدموں کی آہٹ سن کر انہوں نے نماز مختصر کی اور فراغت کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر سمندر کے پانی کے بالکل قریب کھڑا کر دیا۔ پھر ان کے ہونٹوں نے جُنبش (یعنی حرکت) کی اور وہ آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگے، میں نے دل میں کہا: ''اگر آج یہ سمندر کے پانی پر چلے تو مجھے بھی ان کے ساتھ سمندر کے پانی پر چلنے کا موقع مل جائے گا۔'' میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک سمندر کے پانی میں دو اژدھے ظاہر ہوئے۔ وہ سر اٹھائے منہ کھولے ہماری طرف بڑھنے لگے، میں نے اپنے دل میں کہا: ''کاش! یہاں کوئی شکاری ہوتا جو انہیں پکڑ لیتا۔ جیسے ہی میرے دل میں یہ خیال آیا، فوراً وہ دونوں اژدھے پانی میں غائب ہو گئے۔ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن سعد عَلَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہاں سے چلے جاؤ، ابھی تم اپنی طلب کو نہیں پہنچ سکتے۔ جاؤ، ابھی پہاڑوں میں گوشہ نشینی اختیار کرو، دنیوی زندگی کو بہت کم سمجھو اور جو کچھ مل جائے اسی پر صبر کرو یہاں تک کہ تمہیں پیغامِ اَجل آجائے۔ اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے وہیں چھوڑ کر ایک سمت تشریف لے گئے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 253: حضرت ابراہیم خوّاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سفرِ مدینہ

حضرتِ سیِّدُ نا علی بن محمد سِیرَوَانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ ایک وادی میں مجھے بہت زیادہ پیاس لگی، شدتِ پیاس سے میں نیم بے ہوش ہو کر گر پڑا، اچانک میرے چہرے پر پانی کے قطرے گرے جن کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل پر محسوس کی۔ آنکھیں کھولیں تو خوبصورت سفید گھوڑے پر سوار سبز کپڑے زیبِ تن کئے، زرد عمامے کا تاج سر پر سجائے ایک شکیل وجمیل نوجوان نظر آیا۔ جس کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا ایسا خوبصورت نوجوان میں نے آج تک نہ دیکھا تھا۔ اس نے مجھے پیالے میں سے شربت پلایا اور کہا: ''میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔'' میں گھوڑے پر اس کے پیچھے سوار ہو گیا۔ ابھی وہ گھوڑا اپنی جگہ سے چلا ہی تھا کہ اس نوجوان نے مجھ سے پوچھا: ''تم سامنے کیا دیکھ رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''میرے سامنے اس وقت مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کا پُرکیف نظارہ ہے، سُبْحَانَ

اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تو اپنے آقا و مولیٰ محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے شہر میں پہنچ چکا ہوں۔''

نوجوان نے کہا: ''اب اُتر جاؤ، اور جب روضۂ رسول عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر حاضری ہو تو میرا بھی باادب سلام عرض کر دینا اور کہنا: ''کہ رضوانِ جنّت آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار، باذن پروردگار دو عالم کے مالک و مختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں خوب خوب سلام عرض کرتا ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر254: حضرت ابوذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصالِ باکمال

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَشْتَر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر اپنے والدِ محترم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''حضرتِ سیِّدُنا ابوذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجۂ محترمہ حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ ذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب حضرتِ سیِّدُنا ابوذَرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ صحرائی سفر پر تھے، میں بھی ان کے ساتھ تھی، میں رونے لگی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا: ''آپ اس بے آب وگیاہ ویران صحراء میں انتقال کر رہے ہیں اور اس وقت نہ تو میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے آپ کے کفن و دفن کا انتظام ہو سکے اور نہ ہی آپ کے پاس، پھر میں کیوں نہ رووٴں؟'' فرمایا: ''رونا چھوڑ، تیرے لئے خوشخبری ہے۔'' ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی بھی دو مسلمان جن کے دو یا تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر کریں اور اجر کی امید رکھیں تو وہ کبھی بھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔'' اور سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، باذن پروردگار غیبوں پر خبردار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہم چند لوگوں کو مخاطب کر کے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''تم میں سے ایک شخص صحراء میں مرے گا اور اس کی وفات کے وقت مؤمنین کا ایک گروہ اس کے پاس پہنچے گا۔'' (مسند احمد، حدیث ابی ذر الغفاری، الحدیث ۲۱۴۳۱، ج۸، ص۸۶۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ابوذرجندب بن جنادۃ، الرقم۴۳۲، ج۴، ص۱۷۶)

اب ان تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے کوئی زندہ نہیں رہا۔ صرف میں اکیلا باقی ہوں اور ان سب کی وفات یا تو شہر میں ہوئی یا آبادی میں۔ اور میں صحراء میں فوت ہو رہا ہوں۔ یقیناً وہ شخص میں ہی ہوں، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ ہی مجھے جھوٹی خبر ملی، تُو جا اور دیکھ، ضرور کوئی نہ کوئی ہماری مدد کو آئے گا۔''

میں نے کہا: ''اب تو حُجّاجِ کرام بھی جا چکے اور راستہ بند ہو گیا۔'' فرمایا: ''تو جا کر دیکھ تو سہی۔'' چنانچہ، میں ریت کے ٹیلے

پر چڑھی اور راستے کی طرف دیکھنے لگی، تھوڑی دیر بعد واپس ان کے پاس آگئی اور تیمارداری کرنے لگی پھر دوبارہ ٹیلے پر چڑھ کر راہ تکنے لگی۔ اچانک کچھ دور مجھے چند سوار نظر آئے، میں نے کپڑا ہلا کر انہیں اس طرف متوجہ کیا تو وہ بڑی تیزی سے میری طرف آئے اور پوچھا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! کیا بات ہے؟'' میں نے کہا: ''مسلمانوں میں سے ایک مرد، داعیٔ اَجل کو لَبَّیک کہنے والا ہے، کیا تم اسے کفن دے سکتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''وہ کون ہے؟'' میں نے کہا: ''ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔'' کہا: ''وہی ابوذر جو پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی ہیں؟'' میں نے کہا: ''ہاں! وہی ابوذر جو صحابیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔'' یہ سنتے ہی وہ کہنے لگے: ''ہمارے ماں باپ ان پر قربان! وہ عظیم ہستی کہاں ہے؟'' میں نے انہیں بتایا تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تیزی سے لپکے اور حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیتے ہوئے انہیں ''مرحبا'' کہا اور فرمایا: ''تمہیں خوشخبری ہو! میں نے مدینے کے تاجدار، غیبوں پر خبردار، دوعالم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی بھی دو مسلمان جن کے دو یا تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر کریں اور اجر کی امید رکھیں تو وہ کبھی بھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔'' اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک گروہِ مسلمین سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے جس میں میں بھی موجود تھا کہ ''تم میں سے ایک شخص صحراء میں وفات پائے گا اور مؤمنین کا ایک قافلہ اس کے پاس پہنچ جائے گا۔'' (المرجع السابق)

اب میرے علاوہ ان میں سے کوئی زندہ نہیں ان میں سے ہر ایک یا تو آبادی میں فوت ہوا یا پھر کسی بستی میں، اب میں ہی وہ اکیلا شخص ہوں جو صحراء میں انتقال کر رہا ہوں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ ہی مجھے جھوٹ بتایا گیا۔ جب میں مر جاؤں اور میرے پاس یا میری زوجہ کے پاس کفن کا کپڑا ہو تو مجھے اسی میں کفنا دینا اگر ہمارے پاس کفن کا کپڑا نہ ملے تو میں تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص حکومتی عہدے دار ہو یا کسی امیر کا دربان ہو یا کسی بھی حکومتی عہدے پر ہو تو وہ مجھے ہرگز ہرگز کفن نہ دے۔ اتفاق کی بات تھی کہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی حکومتی عہدے پر رہ چکا تھا یا ابھی عہدے پر قائم تھا۔ صرف ایک انصاری نوجوان بچا جو کسی طرح بھی حکومت کا نمائندہ نہ تھا۔ وہ نوجوان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''میرے پاس ایک چادر اور دو کپڑے ہیں جنہیں میری والدہ نے کاٹ کر بنایا ہے، میں اِنہیں کپڑوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفن دوں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''ہاں! تم ہی مجھے کفن دینا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو اسی انصاری نوجوان نے کفن دیا اور نمازِ جنازہ کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہیں دفنا دیا گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾

حکایت نمبر255:
خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے آنکھ نکال دی

حضرتِ سیِّدُنا کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل قحط سالی میں مبتلا ہوگئے۔ اس سال بارش بالکل نہ ہوئی۔ لوگ پریشانی کے عالَم میں حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''آپ علیہ السلام ہمارے لئے بارش کی دعا فرمائیں۔''

حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''تم لوگ میرے ساتھ فلاں پہاڑ کی طرف چلو، چنانچہ، لوگ آپ علیہ السلام کے ساتھ چل دیئے۔ آپ علیہ السلام نے پہاڑ پر چڑھ کر ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا شخص میرے ساتھ نہ رہے جس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہو۔ یہ سن کر آدھے سے زیادہ لوگ واپس پلٹ گئے۔ آپ علیہ السلام نے دوبارہ ارشاد فرمایا: جس سے کبھی بھی کوئی گناہ سرزد ہوا ہو وہ واپس پلٹ جائے، سب واپس چلے گئے۔ صرف ''بُرْخ'' نامی شخص باقی بچا۔ جس کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا تم نے میری بات نہیں سنی؟'' عرض کی: ''حضور! میں آپ علیہ السلام کی بات سن چکا ہوں۔'' فرمایا: ''کیا تم سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا؟'' کہا: ''حضور! مجھ سے ایک فعل سرزد ہوا ہے۔ میں آپ علیہ السلام کے سامنے عرض کئے دیتا ہوں، اگر وہ گناہ ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''بتاؤ، تم سے کون سا فعل سرزد ہوا ہے؟'' کہا: ''ایک مرتبہ میں ایک ایسے گھر کے قریب سے گزرا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اچانک میری نظر گھر میں موجود ایک شخص پر پڑی، میں نہیں جانتا کہ وہ مرد تھا یا عورت۔ مجھے احساس ہوا تو میں نے اپنی آنکھ سے کہا: ''تو نے ایک غلط کام میں جلدی کی، اب تو میرے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ، میں نے اپنی وہ آنکھ نکال ڈالی۔ اگر میرا دیکھنا گناہ تھا تو میں واپس چلا جاتا ہوں؟'' حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''تمہارا یہ فعل گناہ نہیں، اب تم ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بارش طلب کرو۔ یہ سن کر اس ''برخ'' نامی عابد نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دیئے اور بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوا:

''**یاقُدُّوس** عَزَّوَجَلَّ! **یاقُدُّوس** عَزَّوَجَلَّ! اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں، اگر تو کوئی چیز عطا فرمادے تو تیرے خزانوں میں کمی نہ ہوگی۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو بُخل سے پاک ہے، کوئی ایسی چیز نہیں جسے تو نہ جانتا ہو۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب کردے۔'' ابھی دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ چھما چھم رحمت کی برسات ہونے لگی۔ ہر طرف جَل تھَل ہوگیا، اور یہ دونوں حضرات بارش میں بھیگتے ہوئے واپس پلٹے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر256:

شانِ اولیاء

حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن وَاصِل علیہ رحمۃ اللہ القادر سے منقول ہے، ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ نا سَہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''اے ابومحمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں ایسے عظیم بزرگ بھی ہیں جن کی صبح ''بصرہ'' ہوتی ہے اور شام مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَتَعْظِیْمًا میں۔ کیا واقعی ایسا ہے؟'' فرمایا: ''ہاں! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں، جو پہلو کے بل لیٹے ہوتے ہیں اور کروٹ بدلتے ہیں تو جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔'' پھر کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا: ''کیا ہم دیکھتے نہیں کہ بادشاہ اپنے وزیروں اور مُشیروں میں سے جسے زیادہ فرمانبردار، بہادر اور اچھی نیت والا دیکھتے ہیں اسے اپنے خزانوں کی چابیاں دے دیتے ہیں اور اجازت دے دیتے ہیں کہ امورِ مملکت میں جو چاہے کرو، تم بااختیار ہو۔'' اسی طرح بندہ جب اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا رہتا ہے، جن کاموں کا حکم دیا گیا انہیں بجالاتا ہے۔ جن سے منع کیا گیا ان سے باز رہتا ہے اور ہر اس کام کو بخوشی کرتا ہے جس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنا مُقرَّب بنالیتا ہے۔

اے لوگو! بے شک تم غفلت کا شکار ہو۔ ارے! یہ دنیا تم سے رخصت ہونے والی اور تم اس سے کُوچ کرنے والے ہو۔ جلدی کرو، غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ بے شک معاملہ (آخرت) بہت قریب ہے جو کچھ کرنا ہے جلدی جلدی کرلو۔

کوچ، ہاں! اے بے خبر ہونے کو ہے — کب تلک غفلت سحر ہونے کو ہے

کچھ نیکیاں کما لے جلد آخرت بنا لے — کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر257:

کفن کی واپسی

حضرت سیِّدُ نا ابوبَکر کَتَّانِی اور مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ایک گروہ سے منقول ہے: ''حضرت سیِّدُ نا جَعفَر دِیْنَوَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا ایک بھائی ملکِ ''شام'' میں رہتا تھا۔ وہ کسی بھی بستی یا شہر میں ایک دن یا ایک رات سے زیادہ نہ ٹھہرتا۔ ایک مرتبہ وہ ایک گاؤں میں گیا تو بیمار ہو گیا۔ سات دن بیمار رہا، نہ تو گاؤں والوں میں سے کوئی اس کی بیمار پُرسی کے لئے آیا نہ ہی کھانے پینے کا پوچھا۔ آٹھویں رات بھوک و پیاس کی شدت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ صبح گاؤں والوں نے اسے مردہ پایا تو غسل دے کر خوشبو لگائی، کفن پہنایا اور نمازِ جنازہ ادا کرنے چل پڑے، اتنے میں آس پاس کی بستیوں کے لوگ جوق در جوق وہاں پہنچ گئے اور کہنے لگے: ''ہم نے آج ایک غیبی آواز سنی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''تم میں سے جو کوئی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولی کے جنازہ

میں حاضر ہونا چاہے وہ فلاں بستی میں چلا جائے۔''بس وہی آواز سن کر ہم یہاں آئے ہیں۔'' پھر سب نے نمازِ جنازہ ادا کی اوراس ولی کودفنا کر اپنے اپنے گھروں کولوٹ آئے۔

صبح کی نماز کے بعد لوگوں نے مسجد کی محراب میں ایک کفن دیکھا اور ساتھ ہی ایک پرچہ تھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا:''تمہارے درمیان **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایک ولی سات دن تک بھوکا پیاسا اور بیمار پڑا رہا، مگر تم نے اس کا حال تک نہ پوچھا نہ اس کی بیمار پُرسی کی، نہ ہی کھانا وغیرہ کھلایا۔ ہمیں تمہارے کفن کی کوئی حاجت نہیں، تمہارا کفن تمہیں واپس کیا جارہا ہے۔''

لوگوں نے یہ رقعہ پڑھا تو بہت شرمندہ ہوئے۔ پھر اپنے علاقے میں ایک عمدہ مکان بنا کر مہمانوں اور مسافروں کے لئے خاص کر دیا۔ اور مہمانوں اور مسافروں کی خوب خاطر مَدارات کرنے لگے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر258:

وقت کے قدرداں

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد بن زِیاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے منقول ہے: میں نے حضرت سیِّدُنا ابوبکر **عطَّار** علیہ رحمۃ اللہ الغفار کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''جب حضرت سیِّدُنا جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو میں اور میرے کچھ رفقاء وہاں موجود تھے، ہم نے دیکھا کہ انتقال سے کچھ دیر قبل ضُعف (یعنی کمزوری) کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے دونوں پاؤں مُتَـــوَرَّم (یعنی سوجھے ہوئے) تھے۔ جب رکوع وسجود کرتے تو ایک پاؤں موڑ لیتے جس کی وجہ سے بہت تکلیف اور پریشانی ہوتی۔ دوستوں نے یہ حالت دیکھی تو کہا:''اے ابوقاسم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! یہ کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاؤں مُتَـــوَرَّم کیوں ہیں؟'' فرمایا:''اَللّٰہُ اَکْبَر، یہ تو نعمت ہے۔''

حضرت سیِّدُنا ابو محمد حَرِیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا:''اے ابوقاسم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! اگر آپ لیٹ جائیں تو کیا حرج ہے؟'' فرمایا:''ابھی وقت ہے جس میں کچھ نیکیاں کر لی جائیں، اس کے بعد کہاں موقع ملے گا۔'' پھر اللہ اکبر کہا اور آپ کی روح اس دارِفانی سے عالَمِ بالا کی طرف پرواز کرگئی۔'' یہ بھی منقول ہے کہ''جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا گیا: حضور! اپنی جان پر کچھ نرمی کیجئے، تو فرمایا: اب میرا نامۂ اعمال بند کیا جارہا ہے، اس وقت نیک اعمال کا مجھ سے زیادہ کون حاجت مند ہوگا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 259:

دو عظیم بزرگ

حضرتِ سیِّدُ نا حُذَیفَہ مَرْعَشِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے مروی ہے کہ'' جب حضرتِ سیِّدُ نا شَقِیق بَلْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا آئے تو حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْ ہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم بھی وہاں موجود تھے، دونوں عظیم بزرگ مسجدِ حرام میں جمع ہوئے۔ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْ ہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے حضرتِ سیِّدُ نا شَقِیق بَلْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے پوچھا: ''رزق کے معاملے میں تمہارا کیا حال ہے؟'' فرمایا: ''جب کھانے کو مل جاتا ہے تو کھالیتے ہیں، اگر نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔'' حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْ ہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے فرمایا: ''یہ حال تو ہمارے بَلْخ کے کتوں کا ہے کہ جب کھانے کو مل جائے تو کھالیتے ہیں اور نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔'' پھر حضرتِ سیِّدُ نا شَقِیق بَلْخِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی نے پوچھا: ''اچھا، آپ کی اس معاملے میں عادت کیا ہے؟'' فرمایا: ''ہمارا تو حال یہ ہے کہ کوئی چیز کھانے کو ملے تو صدقہ کردیتے ہیں اور جب بھوکے رہتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تعریف بجالاتے اور شکرادا کرتے ہیں۔'' جب حضرتِ سیِّدُ نا شَقِیق بَلْخِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی نے یہ سنا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے بیٹھ گئے اور کہا: ''اے ابو اسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! آج سے آپ ہمارے اُستاذ ہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

حکایت نمبر 260:

اچانک دیوار شق ہوگئی

حضرتِ سیِّدُ نا احمد بن محمد صوفی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے استاذ حضرتِ سیِّدُ نا ابو عبد اللہ بن ابو شَیْبَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں بَیْتُ الْمُقَدَّس میں تھا۔ میری خواہش تھی کہ آج رات مسجد میں ہی قیام کروں اور تنہا عباداتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مصروف رہوں۔ لیکن مجھے وہاں رات گزارنے کی اجازت نہ ملی۔ کچھ دنوں بعد دوبارہ مسجد میں گیا تو برآمدے میں کچھ چٹائیاں رکھی دیکھیں، میں عشاء کی نمازِ باجماعت ادا کرکے چٹائیوں کے پیچھے چھپ گیا۔ نمازیوں کے چلے جانے کے بعد دروازے بند کردیئے گئے۔ جب مجھے اطمینان ہوگیا کہ اب کوئی نہیں تو میں صحن میں آگیا۔ اچانک محراب کی دیوار شق ہوئی اور ایک شخص اندر داخل ہوا پھر دوسرا اور تیسرا اسی طرح سات آدمی وہاں جمع ہوکر نماز پڑھنے لگے۔ انہیں دیکھ مجھ پر ہیبت طاری ہورہی تھی۔ میں سکتہ کے عالم میں اپنی جگہ کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ پھر صبح صادق سے کچھ دیر قبل وہ جس راستے سے آئے تھے اسی سے باہر چلے گئے پھر دیوار برابر ہوگئی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

حکایت نمبر261:

ایمان افروز خواب

حضرتِ سیِّدُ ناشَقِیق بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ رات کے پچھلے پہر مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا میں مَوْلِدِرَسُوْل (یعنی حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پیدائش کی جگہ) کے قریب میری ملاقات حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم سے ہوئی۔ وہ ایک جگہ بیٹھے رو رہے تھے، میں ان کے قریب جاکر بیٹھ گیا اور کہا: ''اے ابو اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! خیریت تو ہے، آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' میں نے دو تین مرتبہ پوچھا تو فرمایا: ''اے شَقِیق علیہ رحمۃ اللہ الرفیق! اگر میں بتادوں تو میرے معاملے کو چھپائے رکھو گے یا لوگوں سے بیان کردو گے؟'' میں نے کہا: ''آپ بے فکر ہوکر بتائیں۔'' فرمایا: ''میرا نفس تیس سال سے مسلسل سِکْبَاج (یعنی گوشت اور سرکہ ملاکر پکایا ہوا سالن) کھانے کی خواہش کر رہا تھا۔ میں نے اسے تیس سال تک روکے رکھا، آج رات بیٹھے بیٹھے مجھے اُونگھ آئی تو دیکھا کہ ایک نوجوان ہاتھوں میں سبز پیالہ لئے کھڑا ہے جس سے گرم گرم سِکْبَاج کی خوشبو آرہی ہے، نوجوان نے وہ پیالہ میرے قریب کرتے ہوئے کہا: ''اے ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم! یہ سکباج کھالو۔'' میں نے کہا: ''جس چیز کو میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ترک کرچکا ہوں اسے ہرگز نہیں کھاؤں گا۔''

وہ کہنے لگا: ''اگر یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے نہیں ملا تو بے شک نہ کھاؤ، ارے! یہ بھی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عطا کردہ ہے پھر تم کیوں نہیں کھا رہے۔'' اب میرے پاس رونے کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ میں زار وقطار رونے لگا تو اس نے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے، یہ کھالو۔'' میں نے کہا: ''ہمیں یہ تاکید کی گئی ہے کہ جب تک معلوم نہ ہو کہ کھانا کن ذرائع سے حاصل کیا گیا ہے تب تک اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ۔'' کہا: اے ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم! مجھے یہ کھانا دے کر کہا گیا: ''اے خضر علیہ السلام! یہ کھانا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے پاس لے جاکر اسے کھلاؤ۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی جان پر رحم کیا کیونکہ انہوں نے عرصۂ دراز تک اپنے نفس کو سکباج نہ کھلایا اور صبر سے کام لیا۔'' اے ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم! میں نے ملائکہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایسا کون ہوگا کہ رزق دیا جائے اور وہ قبول نہ کرے اور ایسا کون ہے جو طلب کرے اور اسے عطا نہ کیا جائے؟'' میں نے نوجوان سے کہا: ''اگر واقعی یہ کھانا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آیا ہے اور معاملہ اسی طرح ہے جس طرح آپ نے بتایا تو پھر میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمت سے انکار نہیں کرسکتا۔ پھر میں کھانے کی طرف متوجہ ہوا تو اچانک ایک اور نوجوان نمودار ہوا۔ اس نے پہلے نوجوان (حضرت سیِّدُ نا خضر علیہ السلام) سے کہا: ''اے خضر علیہ السلام! آپ اپنے مُبَارَک ہاتھوں سے انہیں یہ کھانا کھلائیں۔''

چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا خضر علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے اپنے مُبَارَک ہاتھوں سے مجھے کھلانا شروع کیا یہاں تک کہ میں خوب سیر ہوگیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی لیکن اس کھانے کی مٹھاس اب تک میں اپنے منہ میں محسوس کر رہا ہوں۔'' حضرتِ سیِّدُ نا

شَقِیق بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم فرماتے ہیں: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ایمان افروز خواب سن کر میں نے ان کی ہتھیلی چوم لی اور بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس ولیِ کامل کو وسیلہ بناتے ہوئے اس طرح عرض گزار ہوا: ''اے بھوکوں کو ان کی پسندیدہ اشیاء کھلانے والے! اے مُحِبِّیْن کو اپنی محبت کے جام بھر بھر کر پلانے والے! کیا تیرے ہاں شَقِیق کا کوئی مرتبہ ہے؟ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تجھے اپنے اس ولی اور اس کے ہاتھ کا واسطہ! اور تجھے تیرے اس کرم کا واسطہ جو تو نے اپنے اس ولی پر فرمایا اپنے اس بندے پر بھی ایک نگاہِ کرم فرما دے جو تیرے فضل اور احسان کا محتاج ہے، اگرچہ وہ اس قابل نہیں کہ اس کو یہ نعمتیں عطا کی جائیں تُو محض اپنی رحمت سے فضل فرما دے۔'' جب میں دعا سے فارغ ہوا تو حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم اُٹھ کر مسجدِ حرام کی طرف چل دیئے اور میں بھی ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر262: مکۂ معظّمہ کی شان

حضرتِ سیِّدُنا عبدالعزیز اَھْوَازِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا سَہْل بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ نے مجھ سے فرمایا: ''بے شک کسی ولی کا لوگوں سے میل جول رکھنا اس کے لئے ذلت کا باعث ہے اور لوگوں سے علیحدگی باعثِ عزت۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے بہت کم ایسے ہوں گے جنہوں نے گوشہ نشینی اختیار نہ کی ہو۔ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مقبول ولی تھے، ان پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بہت عطائیں تھیں، وہ لوگوں سے دور رہنا پسند کرتے اسی لئے کبھی کسی شہر میں تو کبھی کسی شہر میں ہوتے۔ بالآخر وہ مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا میں آئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ میں ان کی عادت سے واقف تھا کہ یہ کسی شہر میں زیادہ دن نہیں ٹھہرتے لیکن مکہ شریف میں قیام کئے ہوئے انہیں کافی دن گزر چکے تھے، میں نے پوچھا: ''آپ تو کسی شہر میں اتنا زیادہ رکتے ہی نہیں پھر مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں اتنے دن کیوں رک گئے؟''

فرمایا: ''بھلا میں اس عظمتوں والے شہر میں کیوں نہ رکوں؟ میں نے کوئی ایسا شہر نہیں دیکھا جس میں مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے زیادہ رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہو۔ لہٰذا مجھے یہ بات محبوب ہے کہ میں ایسے بابرکت شہر میں ٹھہروں جہاں دن رات ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے، بے شک یہاں بہت سے عجائبات ہیں۔ ملائکہ مختلف صورتوں میں خانۂ کعبہ کا طواف کرتے رہتے ہیں۔ اگر میں وہ تمام باتیں بتا دوں جو میں نے دیکھی ہیں تو لوگ ان پر یقین نہ کریں۔'' میں نے کہا: ''خدارا! ان

باتوں میں سے مجھے بھی کچھ بتائیے۔

فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کا ہر وہ بندہ جو ولایتِ کاملہ کے درجے پر فائز ہو وہ ہر جمعرات کو اس بابرکت شہر میں آتا ہے اور کبھی بھی ناغہ نہیں کرتا۔** میں اسی لئے یہاں رکا ہوا ہوں تا کہ ان اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ولیٔ کامل کی زیارت سے فیضیاب ہو سکوں۔ میں نے مالک بن قاسم جَبَلِی علیہ رحمۃ اللہ الولی نامی ایک شخص کو دیکھا ان کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں، میں نے ان سے کہا: ''کیا آپ کھانا کھا کر آرہے ہیں؟'' انہوں نے کہا ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ'' میں نے تو کئی ہفتوں سے کچھ بھی نہیں کھایا، ہاں! میں نے اپنی والدہ کو کھجوریں کھلائی ہیں اور اب فجر کی نماز پڑھنے کے لئے حرم شریف آیا ہوں۔'' حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ''حرم شریف اور اس کے گھر کا درمیانی فاصلہ سات سو (700) فرسخ (یعنی 2100 میل) تھا، وہ وہاں سے فجر کی نماز پڑھنے مسجدِ حرام میں آیا تھا، کیا تم اس بات پر یقین کر لو گے؟ میں نے کہا: ''کیوں نہیں، فرمایا: ''تمام تعریفیں اسی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسے مسلمان شخص سے ملوایا جو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات کا ماننے والا اور انہیں حق جاننے والا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 263: تیرتی ہوئی ہنڈیا

حضرتِ سیِّدُنا ابو مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن سَالِم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ ''طَرَسُوْس'' کی طرف روانہ ہوا، جب وہاں پہنچے تو جہاد کے لئے صدائیں بلند ہو رہی تھیں، کفار سے لڑنے کے لئے طَرَسُوْس کے مجاہد روم کی طرف جا رہے تھے۔ ہم بھی مجاہدین کے ساتھ دشمن کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گئے، روم کے کسی علاقے میں میرا رفیق بیمار ہو گیا میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟''

کہا: ''ہاں! میں بھُنی ہوئی بکری اور اخروٹ کھانا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''بیماری کی وجہ سے تمہارا دماغ چل گیا ہے، اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہو؟ ذرا سوچو تو سہی، ہم اس وقت دشمنوں کے علاقے میں ہیں اور تم بھنی ہوئی بکری کی خواہش کر رہے ہو، یہ بہت مشکل ہے کہ تمہاری خواہش پوری ہو جائے۔'' کہا: ''آپ نے میری خواہش پوچھی تو میں نے اظہار کر دیا۔''

حضرت سیِّدُنا اَسْوَد بن سَالِم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک جگہ مجاہدین کے لشکر نے قیام کیا، میں اپنے گھوڑے کو پانی پلانے قریبی نہر پر لے گیا۔ میں نے نہر کے پانی پر ایک ہنڈیا تیرتی دیکھی جس کے اوپر چھ (6) اخروٹ تھے۔ میں دوڑتا ہوا اپنے

دوست کے پاس گیا سارا واقعہ سنایا اور اسے اپنے ساتھ لے کر واپس نہر پر آیا۔اس نے ہنڈیا دیکھی تو اس میں بکری کا بھنا ہوا گوشت تھا اور اخروٹ ہنڈیا کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔اس نے اخروٹوں کو اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم!میری طلب پوری ہوگئی جو چیز میں نے چاہی مجھے مل گئی۔''

پھر اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا:''اے نفس!تو نے جس چیز کی خواہش کی وہ تیرے سامنے موجود ہے،**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم!میں تجھے اس میں سے کچھ بھی نہ چکھاؤں گا۔''یہ کہہ کر وہ واپس پلٹ آیا اور اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

حکایت نمبر 264: ماتحتوں کی زبردست خیر خواہی

حضرت سیِّدُنا محمد بن علی بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''حضرت سیِّدُنا ابن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب حج کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رفقاء''اَھْلِ مَرْو''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے اور کہنے لگے:''اے ابوعبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ المنان!ہم حرمین شریفین کا سفر آپ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں،آپ ہمیں اپنی رَفاقت کی اجازت عطا فرما دیجئے۔''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''اپنا تمام زادِراہ میرے پاس لے آؤ۔''وہ اپنا زادِراہ لے آئے،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام زادِراہ لیا اور ایک صندوق میں بند کر کے تالا لگا کر ایک محفوظ جگہ رکھ دیا۔پھر ان کے لئے سواریاں کرائے پر لیں اور یہ قافلہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اَمارت(یعنی نگرانی)میں سوئے حرم چل دیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے کھانے پینے کا انتظام اپنی طرف سے کرتے رہتے،انہیں عمدہ سے عمدہ کھانا کھلاتے،بہترین پانی فراہم کرتے۔جب یہ قافلہ بغداد پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام قافلے والوں کے لئے بہترین لباس خریدا۔اور کھانے پینے کا وافر سامان ساتھ لے کر یہ قافلہ دوبارہ جانبِ منزل چل دیا۔بالآخر یہ قافلہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ایک ولی کامل کی رہنمائی میں نور کے پیکر،تمام نبیوں کے سَرْوَر،دوجہاں کے تاجْوَر،سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مُبارَک شہر مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پہنچا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہر ہر رفیق سے پوچھا:''تمہارے گھر والوں نے تمہیں مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے کون سا تحفہ لانے کو کہا؟''ہر ایک نے اپنی اپنی خواہش کا اظہار کیا۔تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر ایک کو اس کی مطلوبہ شئے خرید کر دیتے رہے۔

پھر مکہ مُعظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا کی پُرنور فضاؤں میں پہنچ کر مناسکِ حج ادا کئے،حج مکمل ہو جانے کے بعد آپ رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفقاء سے فرمایا: ''بتاؤ، تمہارے گھر والوں نے مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا سے کیا چیز خرید کر لانے کو کہا تھا، اسی طرح آپ نے ہر ایک سے پوچھا: جس نے جو چیز بتائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خرید کردی۔ واپسی پر بھی دل کھول کر خرچ کیا۔ جب یہ قافلہ اپنے علاقے میں پہنچ گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے گھروں پر پلستر کروا کر چونا کروایا، تین دن بعد اپنے تمام رفقائے سفر کی دعوت کی اور انہیں بہترین کپڑے پہنائے۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صندوق منگوا کر کھولا اور ہر ایک کا زادِ راہ واپس کردیا۔

راوی کہتے ہیں، میرے والد نے مجھے بتایا: حضرت سیِّدُنا ابن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک خادم نے مجھے بتایا کہ ''آخری سفر کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفقاء کی دعوت کی اور اس میں 25 دستر خوانوں پر فالودہ رکھا گیا۔ (راوی مزید فرماتے ہیں کہ) حضرت سیِّدُنا ابن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق سے فرمایا: ''اگر آپ اور آپ کے رفقاء نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال فقراء پر ایک لاکھ درہم خرچ کیا کرتے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 265: اُستاذ ہو تو ایسا......!

حضرت سیِّدُنا محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر ''طَرَسُوْس'' کی طرف جاتے اور وہاں ایک مسافر خانے میں ٹھہرتے، ایک نوجوان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث سنا کرتا، جب بھی آپ ''رِقَّہ'' (نامی شہر میں) تشریف لاتے وہ نوجوان حاضرِ خدمت ہو جاتا۔ ایک مرتبہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''رِقَّہ'' پہنچے تو اس نوجوان کو نہ پایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت جلدی میں تھے کیونکہ مسلمانوں کا ایک لشکر جہاد کے لئے گیا ہوا تھا آپ بھی اس میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لشکر میں شامل ہو گئے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! مسلمانوں کو فتح ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غازی بن کر واپس طَرَسُوْس آئے اور ''رِقَّہ'' پہنچ کر اپنے اس نوجوان شاگرد کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ نوجوان مقروض تھا اور اس کے پاس اتنی رقم نہ تھی کہ وہ قرض ادا کرتا لہٰذا قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے اسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''میرے اس نوجوان شاگرد پر کتنا قرض تھا؟'' کہا: ''دس ہزار درہم۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پوچھتے پوچھتے قرض خواہ کے گھر پہنچے، اسے دس ہزار درہم دے کر اپنے شاگرد کی رہائی کا مطالبہ کیا اور کہا: ''جب تک میں زندہ رہوں اس وقت تک

کسی کو بھی اس واقعہ کی خبر نہ دینا۔'' پھر راتوں رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ قرض خواہ نے صبح ہوتے ہی مقروض نوجوان کو رہا کر دیا۔ نوجوان جب باہر آیا تو لوگوں نے کہا: ''حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے، اب وہ واپس جا چکے ہیں، یہ سن کر نوجوان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلاش میں نکل پڑا اور تین دن کی مسافت طے کر کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے دیکھا تو پوچھا: ''اے نوجوان! تم کہاں تھے؟ میں نے تمہیں مسافر خانے میں نہیں پایا۔'' نوجوان نے کہا: ''اے ابو عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ المنان! مجھے قرض کے عوض قید کر لیا گیا تھا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''پھر تمہاری رہائی کا کیا سبب بنا؟'' کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کسی نیک بندے نے میرا قرض ادا کر دیا، اس طرح مجھے رہائی مل گئی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے نوجوان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو کہ اس نے کسی کو تیرا قرض ادا کرنے کی توفیق دی اور تجھے رہائی عطا فرمائی۔''

راوی کہتے ہیں: جب تک حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ رہے تب تک اس قرض خواہ نے کسی کو بھی خبر نہ دی کہ نوجوان کا قرض کس نے ادا کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد اس نے سارا واقعہ لوگوں کو بتا دیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 266: اُڑتا ہوا دستر خوان

حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرتِ سیِّدُنا ذُو النُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں ملکِ شام کے پہاڑی علاقوں میں تھا۔ وہاں چند ایسے لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اُونی چوغے پہنے ہوئے تھے، ہر ایک کے ہاتھ میں پانی پینے کا ڈول اور لاٹھی تھی۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے: آؤ، ابو فیض ذُو النُّوْن مِصْرِی کی طرف چلتے ہیں۔ وہ میرے پاس آئے اور سلام کیا: میں نے جواب دیا اور پوچھا: ''تم کہاں سے آئے ہو؟'' ایک نے جواب دیا: ''ہم الفت و محبت کے باغات سے آئے ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''کس کی مدد سے تم یہاں پہنچے؟'' کہا: ''اس پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی مدد سے جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔''

میں نے پوچھا: ''تم وہاں کیا کرتے ہو؟'' دوسرے شخص نے کہا: ''ہم وہاں وَجد کے پیالوں سے اُلفت و محبت کے جام پیتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''آخر وہ کون ہے جو اس معاملے میں تمہاری مدد کرتا ہے؟'' کہا: ''دلوں کو بزرگی بخشنے والی محبوب کی ہمدردی پیدا کرنے والی، خالص کوشش اور انتہائی اشکباری اس معاملے میں ہماری مددگار ہے۔ جب ہم محبت کا جام پی لیتے ہیں تو اس کے

سببِ غفلت کے اندھیرے ہم سے دور ہوجاتے اور ابرِ رحمت ہم پر چھما چھم برستے ہیں۔'' پھر وہ آپس میں کہنے لگے: ''یہ ذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں جو اُلفت و محبت کے بارے میں بہترین کلام کرنے والے ہیں۔'' وہ لوگ یہ بات کر ہی رہے تھے کہ بہت تیز ہوا چلی، میں نے دیکھا کہ ہوا اپنے ساتھ ایک بڑا دستر خوان لے کر آئی جس پر انواع واقسام کے کھانے بہت سلیقے سے رکھے ہوئے تھے۔ وہ دستر خوان ہمارے سامنے آکر بچھ گیا۔ میں نے کہا: ''پاک ہے وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ جو اپنے اولیاء کی ضیافت کرنے والا اور ان پر کرم فرمانے والا ہے۔'' پھر وہ لوگ مجھ سے کہنے لگے: ''اے ذُوالنُّوْن! تم تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولی ہو۔''

میں نے کہا: ''میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ درجۂ وِلایت مجھے مل جائے۔'' یہ سن کر انہوں نے مجھے بڑی گہری نظروں سے دیکھا۔ میں نے کہا: ''مجھے نصیحت کرو اور میرے لئے خصوصی دعا کرو۔ ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ پہاڑ سے کچھ نوجوان ہماری طرف آئے، سلام کیا اور کہا:

''اے ہمارے بھائیو! ناکارہ ذُوالنُّوْن کا کیا حال ہے؟ اس کی خواہشیں پوری ہی نہیں ہوتیں اور نہ وہ اپنی خواہشات سے باز آتا ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ سب دستر خوان کے گرد بیٹھ گئے اور کھانا شروع کر دیا۔ دوسرے لوگ بھی ان نوجوانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگے، لیکن مجھے کسی نے بھی نہ بلایا، پھر ان نوجوانوں نے مجھ سے کہا: ''اے ذُوالنُّوْن مِصْرِی! اگر تم کمزور یقین والے ہو تو حق کی محافل میں حاضر کیوں نہیں ہوتے؟ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی صحبت میں کیوں نہیں بیٹھتے۔'' کھانا کھا کر وہ سب تو چلے گئے لیکن میں حیران ومتعجب وہیں کھڑا رہا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 267: ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی برکت

حضرتِ سیِّدُنا علی بن محمد حَلْوَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق ''رَے'' کی جامع مسجد میں اپنے رفقاء کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک ہمسائے کے گھر سے گانے باجے کی آواز سنائی دی، اس آواز سے مسجد میں موجود تمام لوگ پریشان ہوگئے۔ کسی نے کہا: ''اے ابو اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! اب کیا کیا جائے؟'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مسجد سے نکلے اور اس گھر کی طرف چل دیئے جہاں سے گانے کی آواز آرہی تھی، آپ گلی کا موڑ مڑنے لگے تو سامنے ایک بیمار وکمزور سا کتا بیٹھا ہوا نظر آیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس کے قریب سے گزرے تو وہ کھڑا ہو کر آپ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کو بھونکنے لگا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس مسجد میں آ گئے اور کچھ سوچنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ اسی مکان کی طرف چل دیئے۔ جب اسی کمزور وضعیف کتے کے قریب سے گزرے تو وہ دُم ہلانے لگا اور بالکل نہ بھونکا۔ جب اس گھر کے پاس پہنچے جہاں سے گانے کی آواز آ رہی تھی تو ایک خوبصورت نوجوان باہر آیا اور کہا: ''اے محترم بزرگ! آپ پریشان کیوں ہیں؟ مجھے جب آپ کے ایک ساتھی نے بتایا کہ میری وجہ سے آپ لوگوں کو پریشانی ہو رہی ہے تو اسی وقت میں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی، اب آپ جو چاہیں گے میں وہی کروں گا۔ میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عہد کر لیا ہے کہ اب کبھی بھی شراب نہ پیوں گا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے تمام آلاتِ لہو ولعب اور شراب کے برتن توڑ دیئے اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر کے اعمالِ صالحہ کی طرف راغب ہونے کی نیت کر لی۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس مسجد آئے تو لوگوں نے پوچھا: ''حضور! پہلی مرتبہ وہ کمزور کتا آپ پر بھونکا اور دوسری مرتبہ چاپلوسی کرتے ہوئے دم ہلانے لگا، اس کی کیا وجہ ہے؟'' فرمایا: ''جب میں پہلی مرتبہ باہر گیا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کئے ہوئے وعدے میں کوتاہی ہوئی اور میں ذکر اللہ سے غافل ہو گیا، اسی لئے وہ کمزور سا کتا بھی مجھ پر دلیر ہو کر بھونکنے لگا۔ جب کوتاہی کا احساس ہوا تو میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنی اس غلطی کی معافی مانگی، پھر دوبارہ گیا تو وہی کتا میری چاپلوسی کرنے لگا اور تم یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ یاد رکھو! ہر وہ شخص جو کسی بُری چیز کے خاتمے کے لئے جائے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے کئے ہوئے کسی وعدے میں اس سے کوتاہی ہو جائے تو تمام چیزیں اس پر دلیر ہو جاتی ہیں۔ لیکن جب وہ اس غلطی و کوتاہی کا ازالہ کر لے تو کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی اور یہ دونوں باتیں تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔''

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ہر گھڑی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں رہتے ہیں۔ ان عظیم لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو ہر گھڑی حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی بجا آوری کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور انہیں راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 268: عجیب وغریب واقعہ

علامہ وَاقِدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ بن ابوسُفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قبیلہ ''جُرْھمی'' کے ایک شخص سے فرمایا: ''اگر تم نے اپنی زندگی میں کوئی عجیب وغریب بات دیکھی ہو تو اس کے متعلق کچھ بتاؤ۔''

اس نے اپنا عجیب وغریب واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا کہ ''ایک مرتبہ میں ایک وادی میں گیا تو دیکھا کہ لوگ ''بَنِی عُذْرَہ'' کے ''حَرْب'' نامی ایک شخص کا جنازہ لئے جا رہے تھے، میں بھی ان کے ساتھ چل دیا جب اسے قبر میں اتار دیا گیا تو میں لوگوں سے ایک طرف ہو گیا۔ مجھے اس شخص کی موت پر خود بخود نہ جانے کیوں رونا آ رہا تھا، میری آنکھوں سے سیلِ اَشک رواں تھا، مجھے کسی شاعر کے چند اشعار عرصۂ دراز سے یاد تھے لیکن شاعر کے متعلق معلوم نہ تھا اس شخص کی موت سے مجھ پر غم طاری تھا۔ چنانچہ، میں یہ اشعار پڑھنے لگا جن کا مفہوم یہ ہے:

(۱)......میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اچھے نصیب کی بھیک مانگی، اور میں اس کی عطا پر راضی ہوں، جب بار بار آسانیاں ملتی ہیں تو تنگی بھی قریب ہے۔

(۲)......انسان جب دنیا میں ہوتا ہے تو خوش حال اور قابلِ رشک ہوتا ہے، جب قبر میں پہنچ جاتا ہے تو زمانے کی تُند و تیز ہوائیں اسے زمین میں چھپا دیتی ہیں۔

(۳)......(موت کے بعد) اس کی قبر پر ایک مسافر تو آنسو بہاتا ہے حالانکہ وہ اسے جانتا بھی نہیں۔ لیکن مرنے والے کے عزیز واقارب اس کی موت پر خوش نظر آتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: ''میں انہیں اشعار کا تکرار کر رہا تھا جب میرے قریب کھڑے ایک شخص نے یہ اشعار سنے تو کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ کس کے اشعار ہیں؟'' میں نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ اشعار مجھے عرصۂ دراز سے یاد ہیں لیکن یہ نہیں جانتا کہ یہ کس شاعر کے ہیں؟'' یہ سن کر اس شخص نے ایک عجیب وغریب انکشاف کرتے ہوئے کہا: ''اے مسافر! اس ذات کی قسم جس کی تو نے قسم کھائی ہے! بے شک یہ اشعار ہمارے اسی رفیق نے کہے تھے جسے ہم نے تمہارے سامنے ابھی قبر میں اتارا ہے، پھر اس نے چند لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''وہ اس کے قریبی رشتہ دار ہیں جو اس کی موت پر مسرور ہیں، اور تم ایک مسافر ہو لیکن پھر بھی آنسو بہا رہے ہو۔ آج بالکل ایسا ہی ہو گیا جیسا اس نے اشعار کی صورت میں بیان کیا۔'' مجھے اس عجیب وغریب بات سے بڑا تعجب ہوا، ایسا لگتا ہے جیسے شاعر کو اپنی موت کے بعد کا علم ہو گیا تھا کہ میرے ساتھ یہ سلوک کیا جائے گا۔ (پھر اس شخص نے کہا:) ''اے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ واقعہ میری زندگی کا سب سے عجیب وغریب واقعہ ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 269:

مامون کی ذہانت

حضرت عبداللہ بن محمود فرماتے ہیں: میں نے قاضی یحیٰ بن اَکْثَم کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''میں نے مامون الرشید سے زیادہ فہیم وتجربہ کار شخص کوئی نہیں دیکھا۔ ایک رات میں مامون الرشید کے ساتھ احادیث اور دیگر مسائل کا تکرار کررہا تھا۔ اس پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سوگیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور مجھ سے کہا: اے یحیٰ! دیکھو میرے پاؤں کے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے دیکھا تو مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی، میں نے کہا: یہاں کوئی چیز نہیں، شاید! آپ کا وَہم ہے۔ میرے اس جواب سے وہ مطمئن نہ ہوا اور خادموں کو بلا کر کہا: ''میرے بستر کو اچھی طرح دیکھو کہ اس میں کوئی موذی شئے تو نہیں؟'' خادموں نے جب بستر اُٹھایا تو اس کے نیچے ایک سانپ نکلا جسے خادموں نے مار ڈالا۔

میں نے مامون الرشید سے کہا: ''ویسے ہی آپ ہر فن میں ماہر اور جامعِ کمالات ہیں، اب تو آپ کی طرف غیب جاننے کی نسبت بھی کی جاسکتی ہے۔ مامون الرشید نے کہا: ''معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ میں ایسی کوئی بات نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب میں سویا تو ہاتفِ غیبی سے میں نے یہ آواز سنی:

یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ انْتَبِہْ اِنَّ الْخُطُوْبَ لَھَا سُرَی
ثِقَۃُ الْفَتٰی بِزَمَانِہٖ ثِقَۃٌ مُحَلِّلَۃُ الْعُرَی

ترجمہ: اے سونے والے! بیدار ہوجا! بے شک مصیبتیں رات ہی میں آتی ہیں۔ نوجوان کا اپنے زمانے پر اعتماد کرنا آفت ومصیبت پر اعتماد کرنا ہے۔

یہ اشعار سن کر میری آنکھ کھل گئی اور میں سمجھ گیا کہ ابھی یا کچھ دیر بعد کوئی بڑا معاملہ پیش ہونے والا ہے، لہٰذا میں نے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا تو جو کچھ ہوا وہ سب تو نے دیکھ لیا۔''

حکایت نمبر 270:

ایک عبادت گزار خادمہ

بصرہ کے قاضی عبیداللہ بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''میرے پاس ایک حسین وجمیل عجمی لونڈی تھی، اس کے حُسن وجمال نے مجھے حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ ایک رات وہ سورہی تھی۔ جب رات گئے میری آنکھ کھلی تو اسے بستر پر نہ پا کر میں نے کہا: ''یہ تو بہت بُرا ہوا۔'' پھر میں اسے ڈھونڈنے کے لئے جانے لگا تو دیکھا کہ وہ اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت

میں مشغول ہے۔اس کی نورانی پیشانی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھی۔ وہ اپنی پُر سوز آواز سے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار تھی: ''اے میرے خالق! تجھے مجھ سے جو محبت ہے میں اسی کا واسطہ دے کر التجا کرتی ہوں کہ تو میری مغفرت فرمادے۔'' جب میں نے یہ سنا تو کہا: ''اس طرح نہ کہہ، بلکہ یوں کہہ ''اے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تجھے اس محبت کا واسطہ جو مجھے تجھ سے ہے،تو میری مغفرت فرمادے۔'' یہ سن کر وہ عابدہ وزاہدہ لونڈی جو حقیقت میں ملکہ بننے کے لائق تھی کہنے لگی: ''اے غافل شخص! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو مجھ سے محبت ہے اسی لئے تو اس کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے شرک کی اندھیری وادیوں سے نکال کر اسلام کے نور بار شہر میں داخل کیا، اس کی محبت ہی تو ہے کہ اس نے اپنی یاد میں میری آنکھوں کو جگایا اور تجھے سلائے رکھا۔ اگر اسے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو وہ مجھے اپنی بارگاہ میں حاضری کی ہرگز اجازت نہ دیتا۔'' قاضی عبیداللہ بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''میں اس کے حسن وجمال اور چہرے کی نورانیت سے پہلے ہی بہت متاثر تھا۔ اب جب اس کی یہ عارفانہ گفتگو سنی تو میری حیرانگی میں مزید اضافہ ہوا اور میں سمجھ گیا کہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ولیہ ہے۔

میں نے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نیک بندی! جا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ جب لونڈی نے یہ سنا تو کہا: ''میرے آقا! یہ آپ نے اچھا نہیں کیا کہ مجھے آزاد کردیا۔ اب تک مجھے دوہرا اجر مل رہا تھا (یعنی ایک آپ کی اطاعت کا اور دوسرا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کا) لیکن اب آزادی کے بعد مجھے صرف ایک اجر ملے گا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(اے ہمارے پیارے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اپنے نیک اور محبّین بندوں کے صدقے ہمیں بھی اپنی محبت کی دولتِ عُظمٰی سے مالا مال فرما کر دن رات عبادت کرنے کی سعادت عطا فرما۔'')

؎ تو اپنی ولایت کی خیرات دے دے میرے غوث کا واسطہ یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ!

﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 271: درسِ زہد وتوکُّل

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن حَوَارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابوسلمان علیہ رحمۃ الرحمٰن کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں ''لُکَام'' کے پہاڑوں میں گیا، وہاں ایک نوجوان اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح مناجات کررہا تھا: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اے امیدوں کو پورا کرنے والے! اے امید دلانے والے! اے وہ ذات جس کی

عطا سے میرے اعمال مکمل ہوتے ہیں! میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس دعا سے جو تیری بارگاہ تک نہ پہنچے۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بدن سے جو تیری عبادت کے لئے کھڑا نہ ہو۔ الٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جو تیرا مشتاق نہ ہو، میں پناہ چاہتا ہوں ایسی آنکھ سے جو تیری یاد میں نہ روئے۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابوسلمان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''جب میں نے اس کا یہ جملہ سنا ''میں پناہ چاہتا ہوں ایسی آنکھ سے جو تیری یاد میں نہ روئے'' تو میں سمجھ گیا کہ اس شخص کو مقامِ معرفت حاصل ہے۔ میں نے کہا: ''اے نوجوان! بے شک عارفین کے لئے مقامات و مراتب اور مشتاقوں کے لئے نشانیاں ہیں۔'' نوجوان نے پوچھا: وہ علامتیں اور مراتب کیا ہیں؟ میں نے کہا: ''مصائب کو چھپانا، کرامات دکھانے سے بچنا۔'' کہا: ''مجھے کچھ اور نصیحت کیجئے۔'' میں نے کہا: ''ابھی تشریف لے جایئے اور اُس (پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ) کے علاوہ کسی کی طرف نہ جاؤ اور اُس کے علاوہ کسی سے اُمید نہ رکھو۔ اس راستے میں فقر غِناء ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آنے والی آزمائش درحقیقت شفاء ہے۔ اور توکُّل زندگی کا بہترین سرمایہ ہے، بے شک ہر مصیبت کا ایک مقررہ وقت ہے۔ نہ اس کی طرف سے ملنے والی خیر کو ٹھکرا، نہ ہی اس کی عطا کردہ اشیاء میں بخل کر۔ دنیوی خواہشات کی طرف ہرگز نہ جا۔ میری یہ باتیں سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور آہ وزاری کرنے لگا۔ میں اسے اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ کچھ دور مجھے ایک اور نوجوان سویا ہوا نظر آیا، میں نے اسے جگا کر کہا: ''اے نوجوان! اب بیدار ہو جا، بے شک مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں نہیں آنا، مرنے کے بعد آرام کر لینا۔''

؎ جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے　　　حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

نوجوان نے میری آواز سن کر اپنا سر اٹھایا اور کہا: ''اے ابوسلمان علیہ رحمۃ الرحمٰن! مرنے کے بعد موت سے بھی زیادہ سختیاں ہیں۔'' میں نے کہا: ''اے نوجوان! جو موت پر یقین رکھتا ہے وہ اعمالِ صالحہ کے لئے ہر دم کوشاں رہتا اور اپنے آپ کو تیار رکھتا ہے اور پھر اسے دُنیوی نعمتوں کی خواہش نہیں ہوتی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یقیناً خوش نصیب وخوش بخت ہیں وہ لوگ جو آنے والے وقت سے قبل اس کی تیاری کر لیتے ہیں۔ جسے ہر وقت موت کا ڈر ہو اس کے لئے اعمالِ صالحہ کی کوشش آسان ہو جاتی ہے۔ جسے اس بات کی فکر ہو کہ موت تمام آسائشوں کو ختم کر دے گی اس کا دل دنیوی چیزوں کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ جسے فکرِ آخرت ہو اسے دنیوی افکار سے نجات مل جاتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دنیاوی فکروں سے نجات عطا فرما کر فکرِ آخرت عطا فرمائے۔ نفسانی خواہشات کے شر سے ہر دم ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر272:

بیٹے کا قاتل آزاد کر دیا

حضرتِ سیِّدُ نا ابوعَمْر و بن عَلَاء اور حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان بن عَلَاء رحمہما اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُ نا اَحْنَف بن قَیْس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''آپ نے حِلم و بردباری کہاں سے سیکھی''؟ فرمایا: ''حضرتِ سیِّدُ نا قَیْس بن عاصم مِنْقَری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے۔ وہ حلم وبردباری میں یگانۂ روزگار تھے۔'' ہم حلم و بردباری کے حصول کی خاطر ان کی بارگاہ میں اس طرح حاضر رہتے جیسا کہ ایک فقہ کا طالب کسی فقیہ کے پاس حاضر رہتا ہے۔ ایک مرتبہ ہم حضرتِ سیِّدُ نا قَیْس بن عاصم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، وہ اپنی چادر سے اِحْتِبَاء کئے (یعنی گھٹنے کھڑے کر کے چادر سے باندھ کر سرین پر) بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک کچھ لوگ آئے، انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''حضور! آپ کے بیٹے کو آپ کے چچازاد بھائی نے قتل کر دیا ہے، یہ دیکھیں آپ کے بیٹے کی لاش اور یہ آپ کا چچازاد بھائی ہے، ہم اسے رسیوں سے باندھ کر آپ کے پاس لے آئے ہیں۔''

راوی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ غم ناک خبر سن کر بالکل چیخ و پکار نہ کی بلکہ لوگوں کی پوری بات توجہ سے سنی پھر گھٹنوں پر بندھی ہوئی چادر کھولی اور مسجد کی طرف چل دیئے۔ وہاں پہنچ کر اپنے بڑے بیٹے سے کہا: ''جاؤ، میرے چچا زاد بھائی کو آزاد کر دو اور اپنے بھائی کی تجہیز وتکفین کرو۔ اور میرے چچازاد بھائی کی والدہ کے لئے سو اونٹ ہدیۃً لے جاؤ، وہ بیچاری انتہائی غریب وتنگ دست ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درج ذیل اشعار پڑھے:

ترجمہ: (۱)......میں ایسا مرد ہوں کہ جس کی خاندانی شرافت کو کسی بھی گندگی وعیب نے داغ دار نہیں کیا۔

(۲)......میں منقر قبیلے کے انتہائی معزَّز گھرانے کا معزز فرد ہوں اور ٹہنیوں کے گرد ٹہنیاں ہی نکلتی ہیں۔

(۳)......اور میں ان فصحاء میں سے ہوں کہ جب ان میں سے کوئی کلام کرتا ہے تو بہترین چہرے والا اور فصیح زبان والا ہوتا ہے۔

(٤)......وہ پڑوسیوں کے عیبوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا جانتے ہیں۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو کسی شاعر نے آپ کی شان میں یہ اشعار کہے:

ترجمہ: (۱)......اے قیس بن عاصم! تجھ پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے سلامتی ہو اور اس کی رحمت ہو جب تک وہ رحم کرنا چاہے۔

(۲)......مبارک ہو اُسے جس نے غضب وناراضی اور شدید غصہ دِلانے والا کام کیا لیکن پھر بھی تجھ سے نعمتیں پائیں اور امن وسکون میں رہا۔

(۳)......قیس کی وفات صرف اس اکیلے کی وفات نہیں بلکہ وہ تو پوری قوم کی عمارت تھا جو اس کی وفات سے منہدم ہوگئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا حلم ہے میرے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غلاموں کا کہ اپنے بیٹے کے قاتل کو نہ صرف معاف کیا بلکہ اس کی والدہ کو سو اونٹ تحفۃً بھجوائے حالانکہ انہیں اختیار تھا کہ اپنے بیٹے کے قتل کے بدلے قاتل

سے قصاص لیتے (یعنی قتل کے بدلے قتل کرتے) یا پھر دیت (یعنی سواونٹوں) پر صلح کر لیتے لیکن یہ دونوں کام نہ کئے بلکہ سواونٹ ان کے گھر والوں کے لئے بھجوائے۔ یہ بزرگ واقعی حلم وبردباری کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ یہ بزرگ اس کریم آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غلام ہیں جو دشمنوں کے لئے بھی چادر بچھا دیتے، ظلم کرنے والوں کو دعائیں دیتے، جن کی طرف سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے انہیں پیار ومحبت سے نوازا، جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے قطع تعلق کیا آپ نے ان سے تعلق جوڑا۔ جنہوں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کچھ چھینا انہیں بہت کچھ عطا فرمایا۔

(الغرض سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سراپا حلم تھے اسی لئے ان کے غلاموں نے بھی حلم اپنا کر ایسی مثالیں قائم کیں جن کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ہمیں بھی اُس پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پیاری پیاری سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، جن کے خُلق کو خود خالقِ کائنات نے عظیم کہا اور جن کی خِلق کو خالقِ حقیقی نے جمیل کیا اور ہمیں بھی اخلاقِ صالحہ اور حلم وبُردباری کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 273: باجماعت نماز کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا عبیداللہ بن عمر قَوَارِیرِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''میں نے ہمیشہ عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، مگر افسوس! ایک مرتبہ میری عشاء کی جماعت فوت ہوگئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ میرے ہاں ایک مہمان آیا، میں اس کی خاطر مُدارات (مہمان نوازی) میں لگا رہا۔ فراغت کے بعد جب مسجد پہنچا تو جماعت ہوچکی تھی۔ اب میں سوچنے لگا کہ ایسا کون سا عمل کیا جائے جس سے اس نقصان کی تلافی ہو۔ یکا یک مجھے **اللہ** کے پیارے حبیب، حبیب لبیب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان یاد آیا کہ ''باجماعت نماز، منفرد کی نماز پر اکیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔ اسی طرح پچیس اور ستائیس درجے فضیلت کی حدیث بھی مروی ہے۔''

(صحیح البخاری، کِتَابُ الاذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، الحدیث ٦٤٥۔٦٤٦، ص ٥٢، "لم اجد "باحدی وعشرین")

میں نے سوچا، اگر میں ستائیس مرتبہ نماز پڑھ لوں تو شاید جماعت فوت ہوجانے سے جو کمی ہوئی وہ پوری ہوجائے۔ چنانچہ، میں نے ستائیس مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی، پھر مجھے نیند نے آلیا۔ میں نے اپنے آپ کو چند گُھڑسواروں کے ساتھ دیکھا، ہم سب کہیں جارہے تھے۔ اتنے میں ایک گھڑسوار نے مجھ سے کہا: ''تم اپنے گھوڑے کو مشقت میں نہ ڈالو، بے شک تم ہم سے نہیں

مل سکتے۔'' میں نے کہا: ''میں آپ کے ساتھ کیوں نہیں مل سکتا؟'' کہا: ''اس لئے کہ ہم نے عشاء کی نماز با جماعت ادا کی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** با جماعت نماز کی سعادت بہت بڑی دولت ہے۔نیکیوں کے حریص کے لئے جماعت سے محروم ہونا ایسا نقصان ہے جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔اس بزرگ کا جذبہ دیکھیں کہ ایک مجبوری کی بناء پر ان کی جماعت نکل گئی تو انہوں نے اپنی نماز ستائیس مرتبہ اس اُمید پر دہرائی کہ شاید! مجھے جماعت کی فضیلت مل جائے۔لیکن ایسا نہ ہوا۔جماعت کی اپنی ہی برکتیں ہیں اور جو وقت ہاتھ سے نکل جائے پھر حاصل نہیں ہوتا۔) بقولِ شاعر:

؎ سدا عیش دوراں دِکھاتا نہیں گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر274: آسمانی زنجیر

حضرتِ سیِّدُنا حُذَیْفَہ بن قَتَادَہ مَرْعَشِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے: ''ہمارا بحری جہاز جھومتا ہوا سوئے منزل چلا جا رہا تھا۔مسافروں کی نظریں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بنائی ہوئی اشیاء کو دیکھ رہی تھیں، سمندر کا سُکوت ماحول کو سوگوار بنا رہا تھا۔اچانک تند و تیز ہواؤں نے جہاز کو تباہ کر دیا۔مسافروں میں سے ایک عورت اور میں جیسے تیسے ایک ٹوٹے ہوئے تختے تک پہنچ کر اس پر بیٹھ گئے۔ہم سات دن بھوکے پیاسے آسمان کی چھت تلے سمندر کے سینے پر تختے کے سہارے اِدھر اُدھر گھومتے رہے۔پیاس کی ماری عورت نے مجبور ہو کر کہا: ''میں بہت پیاسی ہوں اگر کچھ کر سکتے ہو تو کرو۔'' مجھے اس پر بڑا ترس آیا، میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''الٰہی عَزَّوَجَلَّ اس بے کس و مجبور عورت کی پیاس بجھا دے'' ابھی میں دعا سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ آسمان سے ایک زنجیر آئی جس کے ساتھ عمدہ پانی سے بھرا ایک ڈول لٹک رہا تھا۔عورت نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے وہ پانی پی لیا۔میں اس زنجیر کو دیکھنے لگا مجھے فضا میں ایک شخص بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔میں نے اس سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' کہا: ''میں ایک انسان ہوں۔'' میں نے کہا: ''تمہیں یہ مرتبہ کس عمل کے سبب ملا۔'' کہا: ''میں نے ہمیشہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اَحکامات کو اپنی خواہشات پر ترجیح دی تو اُس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وہ مقام عطا فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(سُبحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! جوشخص اپنے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے فرامین کواپنی خواہشات پر ترجیح دے تو اسے ایسے ایسے انعامات ملتے ہیں جنہیں دیکھ کر عقلیں دَنگ رہ جاتی ہیں۔اگراس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے احکام کی پیروی کی جائے توانسان کے لیے ہوائیں، دریا، پہاڑ، بَرگ وبار سب مُسَخَّر کردیئے جاتے ہیں۔مگرنیک اعمال پراستقامت بے حد ضروری ہے، جس کی طلب سچی ہو وہ اپنا مطلوب پالیتا ہے۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر275: فقراء کے تین کامیاب طبقے

حضرتِ سیِّدُنا عباس بن دِہقان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان کہتے ہیں کہ''مجھے حضرتِ سیِّدُنا احمد بن زَیَّات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا: ''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی بارگاہ میں حاضر تھا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صبر ورضا کا درس دے رہے تھے۔اچانک ایک صوفی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کومخاطب کر کے کہا:''اے ابونصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کہیں تم حُبِّ جاہ کی خاطر تو لوگوں کے سامنے نیک اعمال نہیں کرتے؟ اگر تم زُہد میں کامل ہوگئے ہو تو دُنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلو اور لوگوں کے عطیات وغیرہ قبول کرو، تاکہ ان کے نزدیک تمہارا جو مقام ہے اس میں کمی واقع ہو۔ان کی طرف سے جو چیزیں تمہیں بطور نذرانہ ملیں انہیں فقراء پرخرچ کردو۔اورتوکل کی رسی مضبوطی سے تھام لو اگر ایسا کروگے تو غیب سے رزق دیا جائے گا۔''اس صوفی کا یہ اندازِ گفتگو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقدین پر بہت گراں گزرا۔لیکن وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ادب کی وجہ سے خاموش رہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! بے شک فقراء تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱)......ایک فقیر تو وہ ہے جو سوال نہیں کرتا، اگر بغیر سوال کئے کچھ مل جائے تو اسے بھی قبول نہیں کرتا۔ایسا شخص پاکیزہ خصلت وَلی ہے۔جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو رحمٰن ورحیم پروردگار عَزَّوَجَلَّ اس کی طلب پوری فرمادیتا ہے۔ اگر وہ کسی بات کی قسم کھالے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی قسم کو پورا فرمادیتا ہے۔

(۲)......دوسرا فقیر وہ ہے جو سوال تو نہیں کرتا لیکن بغیر سوال کئے کچھ مل جائے تو قبول کرلیتا ہے۔ایسا شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرنے والوں میں درمیانی درجہ پر ہے۔یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں حضوریٔ دربارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی عظیم نعمت حاصل ہے۔

(۳)......تیسرا فقیر وہ ہے جو صبر پر یقین رکھتا ہے اور بسا اوقات حالات سے بھی موافقت کرلیتا ہے۔جب اسے کوئی شدید حاجت درپیش ہوتی ہے تو لوگوں سے بقدرِ حاجت لے لیتا ہے،لیکن اس کا دل اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے مانگ رہا ہوتا ہے۔لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ

سے کئے جانے والے سوال کی سچائی، مخلوق سے کئے ہوئے سوال کا کفّارہ ہوجاتی ہے۔اور فقراء کے یہ تینوں طبقے کامیاب ہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم}

﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾ ﴿﴾

حکایت نمبر276:

انوکھا مسافر

حضرتِ سیِّدُنامَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ دورانِ سفر ایک وادی میں میری ملاقات ایک ایسے اجنبی سے ہوئی جو بالکل تنہا تھا۔ پہنے ہوئے لباس کے علاوہ اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم کرے! کہاں کا ارادہ ہے؟'' کہا:''میں نہیں جانتا۔'' میں نے کہا:''کیا تو نے کبھی کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جو کسی نامعلوم جگہ جارہا ہو؟'' کہا:''جی ہاں! میں انہیں میں سے ایک ہوں۔'' میں نے کہا:''پھر بھی تمہارا کہاں کا ارادہ ہے؟'' کہا:''مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا۔'' میں نے کہا:''تو مکہ شریف کی نیت کئے ہوئے ہے لیکن تُو جانتا نہیں کہ کس طرف جانا ہے؟'' اس نے کہا:''ہاں! واقعی ایسا معاملہ ہے کیونکہ بارہا ایسا ہوا کہ میں مکہ شریف کے قصد سے چلا لیکن ''طَرَسُوْس'' پہنچ گیا۔اور کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں طَرَسُوْس کی طرف چلا لیکن''مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا''پہنچ گیا۔ اور ایسا بھی ہوا کہ میں بصرہ کی طرف چلا لیکن کسی اور مقام پر جا پہنچا۔ایسے معاملات میرے ساتھ ہوتے رہتے ہیں،اس مرتبہ بھی مکہ شریف کے قصد سے چلا ہوں، دیکھو! اب کہاں پہنچتا ہوں۔''

میں نے کہا:''تمہارے کھانے کا انتظام کیسے ہوتا ہے؟'' کہا:''یہ معاملہ ایک کریم کے ذمۂ کرم پر ہے۔ جب وہ مجھے بھوکا رکھنا چاہتا ہے تو کھانا موجود ہونے کے باوجود میں بھوکا ہی رہتا ہوں۔ جب کھلانا چاہتا ہے تو بغیر کھانے کے بھی میں سیر ہو جاتا ہوں۔کبھی وہ میری عزت افزائی فرماتا ہے تو کبھی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔کبھی کبھی مجھے یہ غیبی آواز سنواتا ہے:''اے چور! زمین پر تجھ سے بڑا شریر کوئی نہیں۔'' اور کبھی یہ آواز سنائی دیتی ہے:''زمین پر تیری مثل کوئی نہیں اور نہ ہی تجھ سے بڑھ کر کوئی زاہد ہے۔'' میرا مالک کبھی تو مجھے بہترین بستر پر سُلاتا ہے،کبھی اس سے دور پھینک کر ویران جگہوں میں سُلاتا ہے۔'' میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے! وہ کون ہے جس کے متعلق تو گفتگو کر رہا ہے؟'' کہا:''وہ تمام جہانوں کا پالنے والا، خدائے بزرگ وبَرتَر ہے،اس نے مجھے ایسے سمندر میں ڈال دیا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔'' اتنا کہہ کر وہ شخص زاروقطار رونے لگا، مجھے اس پر بڑا ترس آیا یہاں تک کہ اس کے رونے نے مجھے بھی رُلا دیا۔ پھر میں نے آس پاس کی تمام وادیوں سے رونے کی آواز سنی

حالانکہ بظاہر وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا۔ میں نے حیران ہو کر اس سے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، میں تیرے علاوہ دیگر رونے والوں کی آوازیں بھی سن رہا ہوں، یہ آوازیں کہاں سے آرہی ہیں؟'' کہا: ''کچھ جنّات میرے گہرے دوست ہیں، جب بھی میں روتا ہوں وہ بھی میرے ساتھ رونے لگ جاتے ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُنا **مَعْرُوف کَرْخِی** علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اتنا کہنے کے بعد وہ شخص وہاں سے غائب ہو گیا اور میں اکیلا حیران و پریشان کھڑا رہا۔ اس وقت میں اپنے آپ کو بہت کمتر محسوس کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ نمودار ہوا تو میں نے کہا: ''مجھے ذرا تفصیل سے بتاؤ کہ تمہارے ساتھ یہ معاملات کیوں اور کیسے ہوتے ہیں؟'' یہ سن وہ بہت گھبرایا اور چونک کر بڑے سخت لہجے میں کہا: ''اے چور! کیا تو میرے اور میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان رکاوٹ بننا چاہتا ہے، خدائے بُزُرگ و برتر عَزَّوَجَلَّ اور اس کی عزت کی قسم! میں اپنا راز ہرگز اس کے علاوہ کسی اور کو بتانا پسند نہیں کرتا۔ اتنا کہہ کر وہ بندۂ خدا دوبارہ غائب ہو گیا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللّٰہ** رَبُّ العزَّت اپنے بندوں کو طرح طرح کی صفات سے مُتَّصِف فرماتا اور طرح طرح سے ان پر اپنی رحمتیں نچھاور فرماتا ہے۔ کسی کو رُلاتا ہے تو کسی کو ہنساتا ہے۔ کبھی خوشیوں سے دامن بھر دیتا ہے تو کبھی رنج و غم میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ کبھی بھوک و پیاس کے ذریعے اپنے اولیاء کے درجات بلند فرماتا ہے تو کبھی ایسی ایسی جگہ سے رزق کے خزانے عطا فرماتا ہے جہاں سے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ بہترین انسان وہی ہے جو اس کی رضا پر راضی رہے اور اس کے حکم پر اپنی تمام خواہشات قربان کر دے۔ جو خوش نصیب ایسا کرتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں سُرخرو ہو جاتے ہیں اور ہر قدم پر کامیابی ان کے قدم چوم لیتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے اور ناشکری سے بچائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 277: انصاف پسند چیف جسٹس

حضرتِ سیِّدُنا حَبِیب زَارِع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ہم عہدِ شباب میں قاضی ابو حَازِم عبد الحمید بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ عہدۂ قضاء سے پہلے بھی ہم انہیں قاضی گمان کیا کرتے اس لئے لڑائی جھگڑوں کے فیصلے انہیں سے کرواتے۔ پھر کچھ ہی عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسندِ قضاء پر مُتَمَکِّن ہو گئے۔ عبد الواحد بن **محمد خَصِیْبِی** علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم انصاف کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ آپ ہمیشہ حق بات کہتے اور درست فیصلے

فرماتے۔ایک مرتبہ خلیفۂ وقت ''مُعْتَضِد باللّٰہ'' نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف پیغام بھیجا: ''فلاں تاجر نے ہم سے بیع کی اور نقد رقم نہ دی۔ وہ میرے علاوہ دوسروں کا بھی مقروض ہے، مجھے خبر پہنچی ہے کہ دوسرے قرض خواہوں نے آپ کے پاس گواہ پیش کئے تو آپ نے اس تاجر کا مال ان میں تقسیم کردیا ہے۔ مجھے اس مال سے کچھ بھی نہیں ملا حالانکہ جس طرح وہ دوسروں کا مقروض تھا اسی طرح میرا بھی تھا، لہٰذا میرا حصہ بھی دیا جائے۔''

پیغام پا کر قاضی ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے قاصد سے کہا: ''خلیفہ سے کہنا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی عمر دراز فرمائے، وہ وقت یاد کرو جب آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نے فیصلوں کی ذمہ داری کا بوجھ اپنی گردن سے اُتار کر تمہارے گلے میں ڈال دیا ہے۔ اے خلیفہ! اب میں فیصلہ کرنے کا مختار ہوں اور میرے لئے جائز نہیں کہ گواہوں کے بغیر کسی مُدَّعِی کے حق میں فیصلہ کروں۔'' قاصد نے قاضی صاحب کا پیغام سنایا تو خلیفہ نے کہا: ''جاؤ! قاضی صاحب سے کہو کہ میرے پاس بہت معتبر اور معزز گواہ موجود ہیں۔ جب قاضی صاحب کو یہ پیغام ملا تو فرمایا: ''گواہ میرے سامنے آکر گواہی دیں، میں ان سے پُوچھ گُچھ کروں گا شہادت کے تقاضوں پر پورے اُترے تو ان کی گواہی قبول کرلوں گا ورنہ وہی فیصلہ قابل عمل رہے گا جو میں کرچکا ہوں۔''

جب گواہوں کو قاضی صاحب کا یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خوف کھاتے ہوئے عدالت آنے سے انکار کردیا۔ لہٰذا قاضی صاحب نے خلیفہ **مُعْتَضِد باللّٰہ** کا دعویٰ رَدّ کرتے ہوئے اسے کچھ بھی نہ بھجوایا۔''

{اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 278:

قاضی ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا عدل وانصاف

قاضی وَکِیْع علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ''مُعْتَضِد باللّٰہ کے زمانۂ خلافت میں قاضی ابوحَازِم عبدالحمید بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے حسن بن سَہْل کی وقف کردہ زرعی زمین کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات پر مجھے نگہبان مقرر کردیا۔ اس سے جو آمدنی ہوتی میں اسے شرعی احکام کے مطابق بیت المال اور غرباء وغیرہ میں تقسیم کردیتا۔ جب خلیفہ **مُعْتَضِد باللّٰہ** نے اپنے لئے محل تعمیر کروایا تو حسن بن سَہْل کی کچھ مَوْقُوفَہ (یعنی وقف کی ہوئی) زمین بھی عمارت میں شامل کرلی۔ سال ختم ہونے پر میں نے تمام زمین کا حساب کرکے مال وصول کرلیا، صرف شاہی محل میں شامل کی گئی زمین کا حساب باقی تھا۔ خلیفہ سے اس زمین کی آمدنی کا مطالبہ کرنے کی مجھے جرأت نہ ہوئی۔ میں تمام جمع شدہ مال وغلّہ لے کر قاضی ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس آیا اور کہا: ''میں نے

اوقاف کی تمام زمین سے غلّہ وغیرہ وصول کرلیا ہے اور تمام آمدنی میرے پاس موجود ہے، آپ مجھے اسے تقسیم کرنے کی اجازت دیں تا کہ جتنا غلہ بیج کے لئے درکار ہے اتنا علیحدہ کر کے باقی مستحقین میں تقسیم کردوں۔''

قاضی صاحب نے کہا: ''کیا جو زمین خلیفہ مُعْتَضِد باللہ نے اپنے محل کے اِحاطہ میں شامل کی ہے، اس کی آمدنی بھی وصول کرلی گئی ہے؟'' میں نے کہا: ''حضور! خلیفہ سے کون مطالبہ کرسکتا ہے؟'' فرمایا: ''خدائے بزرگ و برتر کی قسم! میں اس وقت تک کچہری ختم نہ کروں گا جب تک وہ تمام رقم وصول نہ کرلوں جو خلیفۂ وقت کے ذمہ ہے، بخدا اگر خلیفہ نے غلہ یا اس کی قیمت ادا نہ کی تو میں کبھی بھی عہدۂ قضاء قبول نہ کروں گا۔ اے وَکِیْع! تم فوراً خلیفہ کے پاس جاؤ اور رقم کا مطالبہ کرو! میں نے کہا: ''مجھے دربارِ شاہی تک کون پہنچائے گا؟'' فرمایا: فلاں سرکاری نمائندے کے پاس جاؤ اور کہو کہ ''میں قاضی صاحب کا قاصد ہوں، ایک بہت ہی اہم کام کے سلسلے میں اِسی وقت خلیفہ کے پاس حاضر ہونا چاہتا ہوں تم مجھے دربارِ شاہی تک لے چلو۔'' وَکِیْع کہتے ہیں کہ میں اس سرکاری نمائندے کے پاس پہنچا تو وہ مجھے لے کر خلیفہ کے محل پہنچا۔ رات کا آخری پہر تھا، ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ پورا شہر خوابِ خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔ جب خلیفہ کو بتایا گیا کہ ایک بہت ضروری کام کے سلسلے میں قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا قاصد آیا ہے تو خلیفہ نے فوراً مجھے اپنے پاس بلالیا اور کہا: ایسا کون سا ضروری کام ہے جس کی خاطر اتنی رات گئے آنا پڑا۔ میں نے کہا: ''حضور! آج میں نے تمام موقوفہ زمینوں کا حساب کیا اور ان کی آمدنی قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم تک پہنچا کر مستحقین میں تقسیم کرنے کی اجازت طلب کی، قاضی صاحب نے تفتیش کی تو اس زمین کی آمدنی اس مال میں شامل نہ تھی جو آپ کے محل کے احاطہ میں داخل کردی گئی ہے، قاضی صاحب نے فرمایا: اس وقت تک یہ آمدنی کہیں بھی صرف نہ ہوگی جب تک خلیفہ کے محل میں شامل کردہ زمین کی آمدنی وصول نہ ہوجائے۔ بس اسی سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔''

خلیفہ مُعْتَضِد باللہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر کہا: ''بے شک قاضی صاحب نے صحیح کیا، اور وہ حق کو پہنچ گیا۔'' یہ کہہ کر اس نے خادمین سے کہا، جاؤ اور فلاں صندوق اٹھالاؤ، حکم کی تعمیل ہوئی دراہم و دنانیر سے بھرا صندوق لایا گیا، خلیفہ نے کہا: ''بتاؤ، ہمارے ذمہ کتنا مال ہے؟'' میں نے کہا: ''جب سے وہ زمین محل میں شامل کی گئی ہے اس وقت سے اب تک اس زمین سے تقریباً چار سو دینار آمدنی ہوسکتی تھی، آپ اتنی ہی رقم ادا کردیں۔'' خلیفہ نے کہا: ''بتاؤ، گن کر ادا کروں یا وزن کروا کر؟'' میں نے کہا: جو طریقہ زیادہ بہتر ہو وہی اختیار فرمائیے۔'' خلیفہ نے ترازو منگوایا اور چار سو دینار تول کر میرے حوالے کردیئے گئے۔ میں تمام رقم لے کر قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔'' فرمایا: ''یہ رقم فوراً وقف کی آمدنی میں شامل کردو اور صبح ہوتے ہی بیج کے لئے غلہ نکال کر بقیہ مال مستحقین میں تقسیم کردینا۔ خبردار! اس معاملے میں ذرا سی بھی تاخیر نہ کرنا۔''

قاضی وَکِیْع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''جب لوگوں کو قاضی ابو حَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی جراءت مندی، عدل وانصاف اور

خلیفۂ وقت سے حق داروں کا حق لینے کے متعلق معلوم ہوا تو انہوں نے قاضی صاحب کو خوب داد دی اور پورے شہر میں قاضی صاحب کی جراءَت مندی اور خلیفہ مُعْتَضِد باللّٰہ کے عدل وانصاف کا شُہرہ ہوگیا۔اورلوگ قاضی ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے لئے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں دستِ دُعا دراز کرتے ہوئے نظر آنے لگے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم }

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! کیسے جُرأت مند وحق گو ہوا کرتے تھے ہمارے اسلاف۔انہیں حق گوئی اورانصاف پسندی سے کوئی نہ روک سکتا تھا۔بڑی سے بڑی طاقت بھی انہیں اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف اور نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر سے نہ روک سکتی۔تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کے ایسے سَپوت بھی اس مادَرِ گیتی پر جلوہ افروز ہوئے جو بظاہر عام سے عہدے پر فائز تھے لیکن بادشاہ ِوقت سے بھی حق کے معاملہ میں نہ گھبراتے، کسی بھی رعایت کے بغیر ان کے بارے میں بھی وہی فیصلہ کرتے جو ایک عام غریب کے ساتھ کیا جاتا۔پھر ان لوگوں کی بے لوث خدمت اور بے غرض کوششیں رنگ بھی لائیں۔ایسے بڑے بڑے اُمَراء کہ جن کے ایک اشارے پر گردنیں اڑادی جاتیں، جن کے غیض وغضب کے سامنے بڑے بڑے دلیر لرزتے تھے،لیکن ان مردان ِحق کے سامنے ان کا رعب ودبدبہ دَب جاتا اور حق بات پر انہیں صلح کرنا ہی پڑتی ،حق دار کو ان کا حق دینا ہی پڑتا، بلکہ یہ امراء وخلفاء ان مردانِ حق سے خائف رہتے، بلاتاَمُّل ان کے فیصلوں پر سرِ تسلیم خم کردیتے۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر279: احکامِ شریعت کی پابندی

قاضی ابوطاہر محمد بن احمد بن عبداللہ بن نَصر رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں:'' مجھے یہ خبر پہنچی کہ''جس علاقے میں حضرت ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم قاضی تھے، وہاں کے دوشخص آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانے آئے،ان کا جھگڑا انتہا کو پہنچ چکا تھا، وہ کمرۂ عدالت میں بھی ایک دوسرے پر جَھپٹ رہے تھے۔قاضی صاحب کے ہوتے ہوئے کمرۂ عدالت میں ایک دوسرے پر جھپٹنا ایک مذموم حرکت تھی۔ان کی یہ حرکتیں بڑھتی گئیں بالآخر ان میں سے ایک شخص نے کوئی ایسی نازیبا حرکت کی جو سخت تادیبی کاروائی کے لائق تھی۔چنانچہ، قاضی صاحب نے حکم دیا کہ اسے توہینِ عدالت کی سزادی جائے تاکہ اسے معلوم ہوکہ اَدَب کتنا ضروری ہے۔سپاہیوں نے اسے سزادی تو اتفاقاً اس کی موت واقع ہوگئی اور موت کا سبب تادیبی کاروائی بنی۔ قاضی صاحب نے جب یہ صورتحال دیکھی تو خلیفہ مُعْتَضِد باللّٰہ کو یہ خط بھیجا:

'' **اللہ** تبارک وتعالیٰ خلیفہ کی عمر دراز فرمائے! میرے پاس دو شخص اپنا مقدمہ لے کر آئے۔ ان میں سے ایک نے ایسی غلطی کی جس پر اسے ادب سکھانے کے لئے سزا ضروری تھی۔ میں نے اسے سزا دلوائی تو اتفاقاً وہ ہلاک ہوگیا۔ جب مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ادب سکھانے کے لئے کسی کو سزا دی جائے اور اس کی موت واقع ہو جائے تو اس کی دِیَت، بیت المال سے ادا کی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ لہٰذا بیتُ المال سے رقم بھجوا دیں تاکہ میں اسے بطورِ دیت مقتول کے وُرَثاء کو دے دوں۔ **اللہ** تعالیٰ آپ کو عمرِ دراز عطا فرمائے۔'' والسّلام

جب خلیفہ **مُعْتَضِد باللہ** کے پاس قاضی ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا یہ خط پہنچا تو اس نے جواباً یہ پیغام بھجوایا:

''اے قاضی ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! ہمیں تمہارا خط ملا جس میں دیت بھجوانے کا کہا گیا۔ لہٰذا میں تمہاری طرف دیت کا مال بھجوا رہا ہوں۔'' والسّلام

خلیفہ نے دس ہزار درہم قاضی صاحب کے پاس بھجوائے۔ قاضی صاحب نے مقتول کے ورثاء کو بلوایا اور ساری رقم بطورِ دیت انہیں دے دی۔''

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قاضی ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 280:

شاہی مال کا وبال

حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث سے منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا ابوجَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اور حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی آپس میں بہت گہری دوستی تھی اور دونوں مشترکہ کاروبار کرتے اور ایک دوسرے کا بہت ادب واحترام کرتے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوجَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ہر سال حرمینِ شریفین جایا کرتے۔ جب وہ کوفہ سے گزرتے تو حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کافی دور تک ان کے ساتھ جاتے۔ اور ایک مرتبہ انہیں الوداع کہنے نجف شریف تک گئے۔

کچھ عرصہ بعد جب دوبارہ سفرِ حج کا ارادہ کیا تو کسی علاقے کے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شکایت کی کہ ''خلیفہ نے ہم پر جو عامل مقرَّر کیا ہے وہ انصاف سے کام نہیں لیتا۔ بے جا ہمارے کاروبار میں دَخیل ہو کر ہمیں پریشان کر رکھا ہے۔ اگر آپ خلیفہ تک ہمارا مسئلہ پہنچا دیں تو کرم نوازی ہوگی۔ لوگوں کی بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کوئی جواب نہ دیا اور جانبِ منزل چل دیئے۔ اس واقعہ کی خبر جب حضرت سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے ملنے کوفہ کے

پُل پر گئے ۔خوب انکساری سے پیش آئے اور نجف شریف تک ان کے ساتھ گئے ۔اگلے سال جب حضرت سیِّدُ نا ابو جَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی دوبارہ حج کے ارادے سے گزرے تو لوگوں نے پھر عرض کی: ''حضور! ہمیں اس عامل سے نجات دلوادیں اور خلیفہ کے پاس ہماری سفارش کریں۔'' اس مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی درخواست قبول کرلی اور ان کا معاملہ حل کرنے کے لئے خلیفہ کے دربان سے کہا: ''خلیفہ کو پیغام دو کہ ابو جَعْفَر آپ سے ملنا چاہتا ہے۔'' خلیفہ کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آنے کی خبر ملی تو دربان سے کہا: ''انہیں نہایت ادب واحترام سے ہمارے پاس لے آؤ۔'' چنانچہ، خُدَّام فوراً آپ کو خلیفہ کے پاس لے گئے ۔ خلیفہ منصور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑی عاجزی وانکساری سے پیش آیا، خوب تعظیم وتوقیر کی ۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حال دریافت کرتے ہوئے پوچھا: ''حضور! اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ارشاد فرمائیے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہاں! مجھے تم سے ایک ضروری گفتگو کرنی ہے ۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سارا قصہ بیان کیا۔'' خلیفہ نے فوراً کہا: ''ہم نے اسے معزول کیا، اب اس علاقے والے جسے چاہیں اپنی خوشی سے عامل مقرر کرلیں مجھے ان کا مقرَّر کردہ عامل قبول ہوگا۔''

خلیفہ نے یہ حکم نامہ جاری کیا اور خادموں سے کہا: ''حضرت کو ہماری طرف سے دس ہزار درہم بطور ہدیۃً پیش کرو۔ ہم ان کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے ہم سے کسی کام کے متعلق سوال کیا۔'' حضرت سیِّدُ نا ابو جَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو رقم دی گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ سے کچھ دِرہم گر گئے ۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً سمجھ گئے کہ یہ درہم قبول کر کے میں نے بہت بڑی خطا کی ہے ۔لگتا ہے یہ دولت میرے حق میں نقصان دہ ثابت ہوگی ۔اسی سوچ کے پیشِ نظر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محل کی دیوار کے قریب بیٹھ گئے اور کچھ کپڑے منگوا کر تھیلیاں بنائیں، انہیں دراھم سے بھرا اور تمام رقم لوگوں میں تقسیم کردی ۔ جب آپ واپس کوفہ آئے تو ان دراہم میں سے کچھ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس موجود نہ تھا۔ حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ اطلاع ملی کہ حضرتِ سیِّدُ نا ابو جَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے شاہی خزانے سے ہدیہ قبول کیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے ملنے کا ارادہ ترک کردیا اور لوگوں کو بتائے بغیر ایک مکان میں علیحدگی اختیار کرلی۔

جب حضرتِ سیِّدُ نا ابو جَعْفَر رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کوفہ آئے تو حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو نہ پا کر لوگوں سے ان کے متعلق پوچھا تو سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ انہیں بہت تشویش ہوئی ۔ بالآخر کافی تگ ودو کے بعد حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ایک بہت قریبی دوست نے ان سے پوچھا: ''کیا آپ کو حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کوئی بہت ضروری کام ہے؟'' فرمایا: ''ہاں۔'' کہا: ''آپ ان کے نام ایک رقعہ لکھ دیں، میں وہ رقعہ ان تک پہنچادوں گا۔ میں آپ کے ساتھ اس سے زیادہ تعاون نہیں کرسکتا۔'' آپ نے ایک رقعہ لکھ کر اسے دے دیا۔

وہ شخص کہتا ہے: ''میں رقعہ لے کر حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دیوار سے ٹیک لگائے قبلہ رُخ بیٹھے تھے۔ میں نے سلام کیا اور رقعہ نکال کر دکھایا۔ فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''ابوجعفر رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا خط۔'' فرمایا: ''سناؤ! اس میں کیا لکھا ہے؟'' میں نے پڑھ کر سنایا تو فرمایا: ''اس کی دوسری جانب جواب لکھو۔'' میں نے دوسری جانب ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم'' لکھی اور عرض کی: حضور! کیا لکھوں؟'' فرمایا: ''پہلے یہ آیت لکھو:

لُعِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ (پ۶،المائدۃ:۷۸)

ترجمۂ کنزالایمان: لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد کی زبان پر۔

پھر لکھو: ''ہمیں ہمارا مالِ تجارت واپس کردو۔ ہمیں اب اس کے نفع کی کوئی حاجت نہیں۔''

پھر مجھ سے فرمایا: ''جاؤ، یہ خط انہیں دے آؤ۔'' میں خط لے کر ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ سب نے خط پڑھا لیکن اس کا مفہوم کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ دونوں خط حضرت سیِّدُنا ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لے چلتے ہیں تاکہ ان کی رائے معلوم ہوسکے۔ لیکن انہیں بتایا نہ جائے کہ یہ خط کس کا ہے۔ جب ان کے پاس خط پہنچا تو دیکھتے ہی فرمایا: ''جس نے پہلے خط لکھا وہ ایسا شخص ہے جس کے قول وفعل میں تضاد ہے اور جواب دینے والا ایسا شخص ہے جو اپنے عمل کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کا طالب ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر281: قناعت پسند صوفی

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد بَزَّاز علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ عاشورہ کی رات میں ایک مسافر خانے میں داخل ہوا تو وہاں ایک درویش جَو کی روٹی نمک کے ساتھ کھا رہا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر میں تڑپ اٹھا۔ میرے پاس اس وقت ایک ہزار دینار تھے جو میں نے عبادت گزاروں کو نذرانہ دینے کی غرض سے جمع کر رکھے تھے۔ میں نے لوگوں سے اس درویش کے متعلق پوچھا تو پتا چلا کہ وہ علم تصوُّف کا بہت بڑا عالم اور یہاں کے تمام زاہدوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ تمام دینار اسے دے دینے چاہئیں کیونکہ اس سے بہتر کوئی نہیں جس پر مال خرچ کیا جائے۔

چنانچہ، صبح ہوتے ہی میں چند رفقاء کے ساتھ اس درویش کے پاس گیا۔ وہ بڑی خندہ پیشانی سے ملا، میں بھی خوش رُوئی سے پیش آیا۔ میں نے کہا: ''کل میں نے آپ کو نمک کے ساتھ جَو کی روٹی کھاتے دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور

افطاری میں صرف نمک کے ساتھ جَو کی روٹی کھاتے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں کچھ ہدیہ پیش کروں۔'' یہ کہہ کر میں نے دیناروں کی تھیلی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:''یہ ایک ہزار دینار ہیں انہیں قبول فرما کر مجھ پر احسان فرمائیں۔'' یہ سن کر اس درویش نے میری طرف بڑی غضب ناک نظروں سے دیکھا اور کہا:'' اپنے دینار واپس لے جاؤ! بے شک یہ تو اس کی جزاء ہے جس نے اپنا راز لوگوں پر ظاہر کر دیا ہو، جاؤ! ہمیں تمہارا یہ مال نہیں چاہئے۔'' میں نے بہت اصرار کیا لیکن اس نے ایک دینار بھی قبول نہ کیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم}

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے بزرگانِ دین میں کیسی خودداری ہوا کرتی تھی کہ نمک کے ساتھ جَو کی روٹی کھانا تو منظور کر لیتے لیکن کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرتے۔ اگر کوئی بن مانگے دیتا تب بھی اس سے گریز کرتے، ذرا سا بھی خیال آجاتا کہ یہ ہدیہ ہمیں اس لئے دیا جارہا ہے کہ لوگوں پر ہماری عبادت کا حال ظاہر ہو گیا ہے اور ہماری عبادت و ریاضت سے متاثر ہو کر ہدیہ دیا جارہا ہے تو ہرگز قبول نہ کرتے۔ بس اپنے پاس جو رزقِ حلال ہوتا اسی پر اکتفاء کر کے صابر و شاکر رہتے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں بھی قناعت کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ہر حال میں اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 282:

شیطان میرا خادم ہے

حضرتِ سیِّدُنا ایوب حَمَّال علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے منقول ہے کہ ہمارے علاقے میں ایک مُتَوَکِّل (مُ.تَ.وَ.کْ.کِ.لْ) نوجوان رہتا تھا۔ وہ عبادت و ریاضت اور تَوَکُّل (تَ.وَ.کْ.کُ.لْ) کے معاملے میں بہت مشہور تھا۔ لوگوں سے کوئی چیز نہ لیتا۔ جب بھی کھانے کی حاجت ہوتی اپنے سامنے سِکّوں سے بھری ایک تھیلی پاتا۔ اسی طرح وہ اپنے شب و روز عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں گزارتا اور اسے غیب سے رزق دیا جاتا۔ ایک دفعہ لوگوں نے اس سے کہا:'' اے نوجوان! تو سِکّوں کی وہ تھیلی لینے سے ڈر! ہو سکتا ہے شیطان تجھے دھوکا دے رہا ہو اور وہ تھیلی اسی کی طرف سے ہو۔''

نوجوان نے کہا:'' میری نظر تو اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی طرف ہوتی ہے، میں اس کے علاوہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتا، جب میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ مجھے رزق عطا فرماتا ہے تو میں قبول کر لیتا ہوں۔ بالفرض اگر وہ سکوں کی تھیلی میرے دشمن شیطان کی طرف سے ہو تو اس میں میرا کیا نقصان بلکہ مجھے فائدہ ہی ہے کہ میرا دشمن میرے لئے مُسَخَّر کر دیا گیا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے میرا خادم بنائے رکھے۔ اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ میرا سب سے بڑا دشمن خادم

بن کر میری خدمت کرے اور میں اس کی طرف نظر نہ رکھوں بلکہ یہ سمجھوں کہ میرا پروردگار عَزَّوَجَلَّ مجھے دشمن کے ذریعے رزق عطا فرما رہا ہے۔ اور واقعی تمام جہانوں کو وہی خالقِ کائنات رزق عطا فرماتا ہے جو میرا معبود ہے۔'' متوکل نوجوان کی یہ بات سن کر لوگ خاموش ہو گئے اور سمجھ گئے کہ اس کو واقعی غیب سے رزق دیا جاتا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یہ ایک مُسلَّمہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر لیتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے دنیوی پریشانیوں سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔ جو اُس خالقِ **لَم یَزَل** عَزَّوَجَلَّ کے کاموں میں لگ جاتا ہے تو وہ مُسَبِّبُ الاسباب اسے ایسے ایسے اسباب مہیا فرماتا ہے کہ جن کے بارے میں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی ایسا یقینِ کامل عطا فرمائے کہ ہماری نظر اسباب پر نہ ہو بلکہ خالقِ اسباب کی طرف ہو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں توکل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حکایت نمبر283: ایک کنیز کا عارِفانہ کلام

حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر خُلْدی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں اکیلا ہی سفرِ حج پر روانہ ہوا، منزلوں پر منزلیں طے کرتا حرم شریف کی مشکبار فضاؤں میں جا پہنچا۔ جب شام ہوئی اور رات نے اپنے پر پھیلا دیئے تو دن بھر کے تھکے ماندے لوگ بسترِ آرام پر خوابِ خرگوش کے مزے لینے لگے، محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے سرشار دل والے عبادت گزاروں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں آہ و زاری کرنا شروع کر دی۔ میں بھی اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے پیارے گھر ''خانۂ کعبہ'' کا طواف کرنے لگا۔ ایک کنیز بھی طواف کر رہی تھی اور اس کی زبان پر چند عربی اشعار جاری تھے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

''محبت نے پوشیدہ رہنے سے انکار کیا اور کتنی ہی مرتبہ میں نے اسے چھپایا مگر وہ ظاہر ہو گئی پھر اس نے میرے ہی پاس ڈیرہ ڈال لیا اور مجھے اپنا مسکن بنا لیا۔ جب میرا شوق بڑھتا ہے تو میرا دل اسے یاد کرنے کی خوب خواہش کرتا ہے اور جب میں اپنے حبیب کا قرب چاہتی ہوں تو وہ میرے قریب ہو جاتا ہے۔ اور وہ سامنے آتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں پھر اس کی وجہ سے اسی کے لئے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہ میری مدد کرتا ہے یہاں تک کہ میں خوب لطف محسوس کرتی ہوں اور کیف و سرور سے جھومنے لگتی ہوں۔''

حضرت سیِّدُ نا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: میں نے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تجھے خوف نہیں آتا کہ ایسے بابرکت مکان میں اس طرح کا کلام کر رہی ہے؟'' وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور اس مفہوم کے چند اشعار پڑھے:

''اگر اس سے ملاقات کا معاملہ نہ ہوتا تو تُو مجھے پُرسکون نیند سے دور نہ دیکھتا، جب وہ مل گیا تو اس نے مجھے وطن سے بہت دور کر دیا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے، میں اسے پانے سے ڈرتی ہوں لیکن اس کی محبت مجھے شوق دلاتی ہے۔''

پھر پوچھا: ''اے جنید! تُو کعبہ کا طواف کر رہا ہے یا پھر ربِّ کعبہ کا؟'' میں نے کہا: ''خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔'' کنیز نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور کہا: ''اے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیرے لئے پاکی ہے، تو پاک ہے تو نے جیسا چاہا اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا، تیری حکمتیں بہت عظیم ہیں، یہ لوگ تو پتھروں جیسے ہیں جن کی نظر صرف مخلوق تک محدود ہے۔ پھر کچھ اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''لوگ قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ پانے کے لئے طواف کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ ان کے دل چٹان سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں، وہ چٹیل میدانوں میں راستہ بھٹک کر اپنی پہچان بھی کھو بیٹھے اور یہ گمان کر لیا کہ ہم تو بہت مقرب ہو گئے ہیں، اگر وہ محبت میں خالص ہو جاتے تو ان کی اپنی صفات غائب ہو جاتیں اور ذِکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی بدولت حق سے محبت کی صفات ان میں ظاہر ہو جاتیں۔''

حضرت سیِّدُ نا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''اس کا عارفانہ کلام سن کر مجھ پر غشی طاری ہو گئی، جب افاقہ ہوا تو میں نے اسے بہت تلاشا مگر کہیں نہ پایا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 284:

امام کسائی کی علمی مہارت

حضرتِ سیِّدُ نا ابو حاتم سَہْل بن محمد سِجِسْتَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ کوفہ کی ایک ایسی شخصیت کو ہم پر عامل (یعنی گورنر) مقرر کیا گیا کہ بصرہ کے سرکاری عہدے داروں میں اس سے زیادہ ذہین اور قابل شخص میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ میں ملاقات کے لئے گیا تو اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے سِجِسْتَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی! بصرہ کے مایہ ناز علماء کرام کون ہیں؟ میں نے کہا: ''حضرتِ سیِّدُ نا زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی حاضر دِماغی، معاملہ فہمی اور تکلُّم میں سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔ علمِ نَحو میں سب سے زیادہ مہارت حضرت سیِّدُ نا ابو عثمان مَازِنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو حاصل ہے۔ حضرت سیِّدُ نا ہِلَال رَائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ میں سب

سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔علمِ حدیث کے سب سے بڑے عالم حضرت سیِّدُ نا شَاذَکُونی علیہ رحمۃ اللہ الولی ہیں ۔اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، قرآن کا بڑا عالم مجھے سمجھا جاتا ہے۔'' ابنِ کَلْبِی کاتب تمام باتیں لکھ رہا تھا۔ عامل نے کاتب (یعنی لکھنے والے) سے کہا: ''کل ان تمام کو میرے ہاں آنے کی دعوت دو، میں ان علماء کرام رحمہم اللہ السلام کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔''

دوسرے دن جب تمام حضرات تشریف لائے تو عامل نے کہا: ''آپ میں سے مَازِنی کون ہے؟ حضرتِ سیِّدُ نا ابو عثمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، میں یہاں ہوں۔'' کہا: ''یہ بتایئے کہ کَفَّارۂ ظِہار(1) میں اگر کانا غلام آزاد کر دیا جائے تو کیا یہ کفایت کرے گا؟'' حضرتِ سیِّدُ نا مَازِنی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! میں فقہ میں مہارت نہیں رکھتا بلکہ میں تو عربی لغت کا ماہر ہوں۔'' عامل نے حضرتِ سیِّدُ نا زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سے پوچھا: ''اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے مہر کے تہائی حصے کے عوض خُلَع لے تو اس مسئلہ میں آپ کا کیا فیصلہ ہے؟'' حضرتِ سیِّدُ نا زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے فرمایا: ''یہ مسئلہ میرے علم سے متعلق نہیں، اس کا صحیح حل تو ہِلَال رَائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی بتائیں گے۔'' عامل نے حضرتِ سیِّدُ نا ہِلَال رَائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''اے ہلال! یہ بتایئے کہ ابن عَوف نے حضرتِ سیِّدُ نا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کتنی روایات لی ہیں۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ہِلَال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس کا صحیح جواب تو حضرتِ سیِّدُ نا شَاذَکُونی علیہ رحمۃ اللہ الولی ہی دے سکتے ہیں کیونکہ انہیں اس علم میں مہارت حاصل ہے۔'' پھر حضرتِ سیِّدُ نا شَاذَکُونی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے کہا: ''اے شَاذَکُونی علیہ رحمۃ اللہ الولی! یہ کس کی قراءت ہے:

یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ (پ۱۱، ھود: ۵) ترجمۂ کنزالایمان: اپنے سینے دوہرے کرتے (منہ چھپاتے) ہیں۔

فرمایا: ''مجھے قراءَت کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں، علمِ قراءَت کے بہترین عالم تو ابو حاتم ہیں۔'' پھر عامل نے مجھ سے کہا: ''اے ابو حاتم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! اہلِ بصرہ کی محتاجی، مفلسی، ان کی فصلوں پر آنے والی موسمی بیماری کی اطلاع اور اہالیانِ بصرہ کی مالی معاوَنت کے سلسلے میں آپ امیر المؤمنین کو کس طرح پیغام لکھیں گے۔'' میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، میں کاتب و صاحبِ بلاغت نہیں کہ امیر المؤمنین کو فصاحت بھرا خط لکھ سکو میں تو قرآنِ کریم کا عالم ہوں، اس کے متعلق کوئی سوال کرنا ہے تو کیجئے۔''

1......ظہار کے یہ معنی ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزِ شائع یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ یہ ظہار کہلاتا ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک سالم غلام آزاد کرنا یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دو وقت کا کھانا کھلانا ہے۔'' (بہارِ شریعت، حصہ۸، ص ۵۲، ملخصاً)

یہ سن کر وہ عامل کچھ اس طرح گویا ہوا، اس سے زیادہ ناپسندیدہ شخص کون ہوگا کہ پچاس سال تک حصولِ علم میں مشغول رہا، پھر بھی صرف ایک فن میں مہارت حاصل کی اگر اس فن کے علاوہ کسی اور علم کے متعلق اس سے سوال کیا جائے تو وہ اس کا جواب نہ دے سکے۔ ایسا شخص لائق افسوس ہے، ہاں! ہمارے کوفہ کے عالم ''امام کسائی'' ایسے ماہر عالم ہیں کہ ان سے کسی بھی علم کے متعلق کوئی بھی سوال کیا جاتا تو وہ اس کا تسلّی بخش جواب دیتے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** علم دین اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بہت بڑی نعمت ہے، پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ علیم وخبیر ہے جسے چاہے علم دین کی دولت سے بیش بہا خزانہ عطا فرمائے۔ عرصۂ دراز تک انسان کسی قابل و ماہر استاذ کے سامنے زَانُوئے تَلَمُّذ (تَ۔لَم۔مُذ) طے کرتا (یعنی شاگردی اختیار کرتا) ہے تب جا کر اسے کسی فن میں مہارت حاصل ہوتی ہے، جب تک کسی ماہر تیراک کی خدمت میں رہ کر مسلسل تیراکی کی مشق نہ کی جائے تب تک سمندر کی تہہ میں چھپے ہوئے جواہر (یعنی موتیوں) تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ کسی بھی فن میں مہارتِ تامہ کے لئے اَنتھک محنت بہت ضروری ہے۔ اور ہر فن میں مہارت حاصل ہوجانا عطیۂ خداوندی ہے۔

ہر دور میں ایسے عظیم لوگ پیدا ہوئے جن کی رہنمائی میں کتنے بھٹکے ہوؤں کو منزلِ مقصود مل گئی۔ کتنے تشنگانِ علم حصولِ علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہیں رہبروں میں ایک عظیم رہبر اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ اللہ المنّان بھی ہیں کہ جن کے علم کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج رہا ہے۔ آپ ایسے عظیم بزرگ تھے کہ جس علم کی طرف بڑھتے اس کے حصول میں کامیاب ہوجاتے آپ کو بیسیوں علوم میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں فقہ کی دنیا کے شہنشاہ ہیں، وہیں علمِ قرآن، علمِ حدیث، علمِ ہندسہ، علمِ فلسفہ اور مُرَوَّجہ تمام علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل تھی، آپ اکیلے ہی اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، جس نے بھی آپ کی سیرت کا مطالعہ کیا وہ آپ کی خداداد علمی صلاحیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگیا۔)

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 285:

قرآن سُن کر روح نکل گئی

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر شِیرَازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سے منقول ہے کہ مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے واپسی پر میں کئی دن عراق کے غیر آباد ویران جنگلوں میں پھرتا رہا۔ مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا جس کی رَفاقت اختیار کرتا۔ کافی دنوں بعد مجھے ایک خیمہ نظر آیا، ایسا لگتا تھا جیسے جانوروں کے بالوں سے بنایا گیا ہو۔ میں خیمہ کے قریب گیا تو دیکھا کہ وہ ایک خستہ حال پرانا مکان تھا

جسے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ میں نے سلام کیا تو اندر سے ایک بوڑھی عورت کی آواز سنائی دی، اس نے پوچھا: ''اے ابنِ آدم! تم کہاں سے آرہے ہو؟'' میں نے کہا: ''میں مکہ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے آرہا ہوں۔'' پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''شام جارہا ہوں۔''

کہا: ''میں تیرے جیسے انسان کو جھوٹا اور غلط دعویٰ کرنے والا دیکھ رہی ہوں۔ کیا تو ایسا نہ کرسکتا تھا کہ ایک کونہ سنبھال لیتا اور اسی میں بیٹھ کر عبادت وریاضت کرتا یہاں تک کہ تجھے پیغامِ اجل آپہنچتا؟ اے شخص! تو یہی سوچ رہا ہے نا کہ یہ بڑھیا اس بیابان جنگل میں ایک ٹوٹے پھوٹے مکان میں رہتی ہے، یہ کھاتی کہاں سے ہوگی؟'' میں خاموش رہا۔ اس نے پوچھا: ''کیا تمہیں قرآن یاد ہے۔'' میں نے کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے قرآن یاد ہے۔'' کہا: ''سورۂ فرقان کی آخری آیات پڑھو۔'' میں نے جیسے ہی تلاوت شروع کی وہ چیخنے لگی اور غش کھا کر گر پڑی۔ کافی دیر بعد رات گئے افاقہ ہوا تو وہی آیات پڑھتی رہی اور شدید آہ وزاری کرتی رہی۔ دوبارہ مجھے وہی آیات پڑھنے کو کہا۔ میں نے تلاوت کی تو پہلے کی طرح پھر بے ہوش ہوکر گر پڑی۔

جب کافی دیر تک ہوش نہ آیا تو میں بہت پریشان ہوگیا اور سوچنے لگا کہ کیسے معلوم کیا جائے کہ یہ بے ہوش ہے یا انتقال کرگئی ہے؟ اسے وہیں چھوڑ کر میں ایک سمت چل دیا۔ تقریباً نصف میل چلنے کے بعد مجھے اعرابیوں کی ایک وادی نظر آئی۔ جب وہاں پہنچا تو ایک لونڈی اور دو نوجوان میرے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا: ''اے مسافر! کیا تو جنگل میں موجود گھر کی طرف سے آرہا ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' پوچھا: ''کیا تو نے وہاں قرآن کی تلاوت کی۔'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' نوجوان نے کہا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! تو نے اس بڑھیا کو قتل کردیا'' پھر ہم اس گھر کی طرف آئے، لونڈی نے بڑھیا کو دیکھا تو وہ اس دارِ فانی سے کوچ کرچکی تھی۔ مجھے نوجوان کے اندازے نے تعجب میں ڈال دیا، میں حیران تھا کہ اس نے کیسے جانا کہ قرآن سن کر بڑھیا کا انتقال ہوجائے گا۔'' میں نے لونڈی سے پوچھا: ''یہ نوجوان کون ہے اور بڑھیا سے اس کا کیا رشتہ تھا۔'' کہا: ''یہ خدا رسیدہ بڑھیا ان کی بہن تھی، تیس سال سے اس نے کسی انسان سے گفتگو نہ کی، بھوکی پیاسی اسی جنگل میں عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتی۔ تین دن بعد تھوڑا سا پانی پی کر اور تھوڑا سا کھانا کھا کر گزارہ کرتی یہاں تک کہ آج اپنے خالقِ حقیقی سے جاملی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! پہلے کی اسلامی بہنوں میں بھی عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا کیسا جذبہ ہوا کرتا تھا۔ انہیں قرآن کی محبت وتلاوت، عبادت کا ذوق، خلوَت سے اُلفت، مجاہدات کی طرف رغبت اور اعمالِ صالحہ پر استقامت جیسی بیش بہا نعمتیں حاصل تھیں۔ ان تمام امور کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ نیکوں کی صحبت اختیار کی جائے اور ایسا ماحول اپنایا جائے جس میں ہر دم قرآن وسنت کی باتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! آج کے پُرفتن دور میں تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر

سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' اسلامی بھائیوں کے ساتھ ساتھ اسلامی بہنوں کی اصلاح کے لئے بھی سنتوں بھرا پاکیزہ ماحول مہیا کررہی ہے۔اس ماحول میں آکر نہ جانے کتنے گناہ گاروں کو توبہ کی توفیق ملی اور اب وہ صلوٰۃ وسنت کے پابند ہو کر ایک باعمل باکردار مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دعوت اسلامی کو دن دُگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔اور تمام علماء اہلسنت اور بالخصوص امیرِ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا سایۂ شفقت قائم ودائم رکھے کہ گلشنِ دعوتِ اسلامی کی بہاریں انہیں کی انتھک محنت وکوشش کا ثمر ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں استقامت عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو!

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر286:

عظیم باپ کی عظیم بیٹیاں

حضرت **مُحَمَّد بن سُوَیْد طَحَّان** سے منقول ہے کہ''جس دن علم وعمل کے پیکر،مردِ قلندر،امامِ جلیل امام احمد بن حَنْبَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلقِ قرآن کے مسئلہ پر نہایت بے دردی سے کوڑے مارے جارہے تھے اور آپ کوہِ استقامت بن کر ظلم وستم کی خطرناک آندھیوں کا سامنا کررہے تھے۔اس دن ہم حضرتِ سیِّدُنا عاصم بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس تھے۔ابن عبید قاسم بن سلام،ابراہیم بن ابولَیث کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ وہاں موجود تھے،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے فرمایا:''کیا تم میں کوئی ایسا مردِ مجاہد ہے جو میرے ساتھ ظالم حاکم کے پاس چلے،تاکہ ہم اس سے پوچھیں کہ وہ امامِ جلیل علیہ رحمۃ اللہ الوکیل پر ظلم وستم کیوں کررہا ہے؟'' حضرتِ سیِّدُنا عاصم بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ چلنے کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوا۔ظالم حاکم کے پاس جانے سے سب گریز کررہے تھے۔ابراہیم بن ابولَیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اور کہا:''اے ابوالحسن!میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔''

ان کا یہ جذبہ دیکھ کر حضرتِ سیِّدُنا عاصم بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حیران ہوتے ہوئے کہا:اے نوجوان!کیا تم میرے ساتھ چلوگے،اچھی طرح سوچ لو کہ ہم کس کے پاس جارہے ہیں؟'' کہا:''اے ابوالحسن!میں نے خوب سوچ لیا ہے،میں ضرور بالضرور آپ کے ساتھ اس ظالم حاکم کے پاس جاؤں گا۔مجھے تھوڑی سے مہلت دیجئے تاکہ گھر جاکر اپنی بیٹیوں کو وصیت اور انہیں دین پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرآؤں۔'' یہ کہہ کر وہ اپنے گھر کی طرف چلے گئے،ہم سمجھ رہے تھے کہ یہ اپنے لئے کفن وغیرہ کا

انتظام کرنے گئے ہیں، کیونکہ ظالم حاکم کے پاس جانا موت کو دعوت دینا تھا۔ بہرحال کچھ دیر بعد واپس آئے تو حضرتِ سیِّدُنا عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کیا تم تیار ہو؟'' کہا: ''ہاں! میں بالکل تیار ہوں، بچیوں کو نصیحت کر آیا ہوں جب میں نے انہیں بتایا کہ میں حاکم کے پاس جارہا ہوں تو وہ رونے لگیں، میں انہیں روتا چھوڑ آیا ہوں، ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ قاصد حضرت سیِّدُنا عاصم بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی صاحبزادیوں کا خط لے کر آیا، خط میں لکھا تھا:

''اے ہمارے محترم والد! ہمیں خبر پہنچی ہے کہ ایک ظالم شخص، امام احمد بن حَنْبَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر کے کوڑے لگوا رہا ہے تاکہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہوجائیں کہ کَلَامُ اللّٰہ (یعنی قرآنِ پاک) مخلوق ہے، اے ابا جان! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا، ہمت واستقامت سے کام لینا، باطل کے سامنے ہرگز ہرگز سر نہ جھکانا، امامِ جلیل علیہ رحمۃ اللہ الوکیل کے حوصلہ وثابت قدمی کو پیشِ نظر رکھنا، اگر حاکمِ بد آپ کو ناحق بات کہلوانا چاہے تو ہرگز غلط بات نہ کرنا، خدائے بزرگ و برتر کی قسم! آپ کی موت کی خبر آنا ہمیں اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ آپ موت کے خوف سے ناحق بات تسلیم کرلیں۔ جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان نہ جائے۔''

وَالسَّلَام: عظیم باپ کی بیٹیاں

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! کیسی عظیم اولاد تھی اس عظیم ولی کی، یہ سب اچھی تربیت کا نتیجہ تھا۔ حضرت سیِّدُنا عاصم بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اسلامی نَہَج (یعنی طریقہ) پر اپنی عظیم بیٹیوں کی تربیت کی۔ انہیں دین کی حفاظت کا ذہن دیا، ظلم وجبر کے سامنے نہ جھکنے کی ترغیب دی، یہی وجہ تھی کہ وہی بیٹیاں اپنے باپ کا حوصلہ بڑھا رہی تھیں، ظالم کے سامنے ڈٹ جانے کی تلقین کر رہی تھیں، انہیں باپ کی شہادت اس زندگی سے عزیز تھی جو ظالم کے سامنے جھک کر گزرتی۔ وہ واقعی عظیم باپ کی عظیم بیٹیاں تھیں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے گھر میں سنتیں اپنانے کا ذہن دے۔ اپنے بچوں کو صلوٰۃ وسنت کا پابند بنانے کے لئے خوب تگ ودَو (یعنی کوشش) کرے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہماری آنے والی نسلوں کو ایسا جذبہ عطا فرمائے کہ ہر دم دینِ متین کی خدمت کریں اور دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے ہر دم کوشاں رہیں۔)

؎ میری آنے والی نسلیں تیرے عشق ہی میں مچلیں
انہیں نیک تم بنانا مدنی مدینے والے!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر287:
حق پر قائم رہنے کا انعام

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن حسین بن دِیْزِیل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے کہ جن دنوں خلقِ قرآن کا مسئلہ زوروں پر تھا۔ علماء کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کو سخت اذیتوں کا سامنا تھا، ظالم خلیفہ ہر اس شخص کو سخت سزا دے رہا تھا جو خلقِ قرآن کے عقیدے میں اس کا مخالف تھا، حضرتِ سیِّدُنا عفَّان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کو بھی شاہی دربار میں بلایا گیا۔ وہ خچر پر سوار ہوئے، میں نے خچر کی لگام تھامی اور ہم دونوں شاہی دربار پہنچے۔ بھرے دربار میں جب ان سے پوچھا گیا: ''کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ کَلَامُ اللّٰہ مخلوق ہے؟'' انہوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا اور خاموش رہے۔ انہیں بار بار مجبور کیا گیا کہ ''کَلَامُ اللّٰہ کو مخلوق کہو۔'' لیکن انہوں نے یہ غلط بات تسلیم نہ کی اور اس عقیدے پر ڈٹے رہے کہ قرآن پاک، اللّٰہ تعالٰی کا کلام ہے اور کلام اس کی صفت ہے نہ کہ مخلوق۔ ان سے کہا گیا: اگر تم نے قرآن پاک کو مخلوق نہ مانا تو ایک ہزار درہم جو ہر ماہ تمہیں بطورِ وظیفہ دیئے جاتے ہیں وہ بند کر دیئے جائیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

وَفِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝۲۲ (پ۲۶، الذّٰریٰت: ۲۲)   ترجمۂ کنزالایمان: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ گھر تشریف لائے تو گھر کے تمام افراد جو کم وبیش چالیس تھے سب نے آپ سے دوری اختیار کر لی۔ آپ اکیلے رہ گئے۔ پھر دروازہ کھٹکھٹا کر ایک اجنبی شخص اندر آیا جو گھی فروش لگ رہا تھا۔ اس کے پاس ہزار درہم کی ایک تھیلی تھی اس نے وہ تھیلی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے رکھی اور کہا: ''اے ابو عثمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان! جس طرح آپ نے دین کو قائم رکھا اسی طرح اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو بھی قائم رکھے، یہ ہزار درہم آپ کی بارگاہ میں تحفۃً پیش کر رہا ہوں قبول فرمالیں اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسی طرح ہر ماہ آپ کی خدمت میں ہزار درہم پیش کیا کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ شخص وہاں سے چلا گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر288:
سارا گھرانہ مسلمان ہو گیا

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن عطاء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں: ''مجھے حضرت ابو صالح عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بتایا کہ ابو محفوظ حضرتِ سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو بچپن سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی میں چن لیا گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والدین نصرانی تھے اس لئے انہوں نے آپ کو اور آپ کے بھائی عیسیٰ کو ایک نصرانی عالم کے پاس بھیجنا شروع کر دیا۔ وہ نصرانی

معلِّم بچوں کو شرک کی تعلیم دیتا اور کہتا: ''خدا صرف ایک نہیں بلکہ تین ہیں(مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ)۔'' جب مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے سنا تو پکار کر کہا: ''خدا صرف ایک ہے باقی سب اس کی مخلوق ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ معلِّم نے یہ بات سن کر آپ کو بہت مارا۔ دوسرے دن پھر اس نے شرک کی تعلیم دی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر علی الاعلان **اللّٰہ** تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا۔ نصرانی معلِّم کو بہت غصہ آیا اور بڑی بے دردی سے آپ کو مارنے لگا آپ مار کھاتے رہے لیکن کفریہ کلمات نہ کہے بلکہ آپ کی زبان پر اَحَد، اَحَد کا وِرد جاری رہا۔ پھر آپ وہاں سے بھاگ گئے۔

آپ کی والدہ جو ابھی ایمان نہ لائی تھی آپ کی محبت میں روتی رہتی۔ وہ کہتی اگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے میرا بیٹا لوٹا دے تو میں بھی اس کا دین اختیار کر لوں گی۔ **یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میرا بیٹا میری آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے واپس کر دے۔ کافی سال بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے گھر تشریف لائے تو ماں نے پوچھا: ''بیٹا! تمہارا کون سا دین ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرا دین اسلام ہے اور یہی دین سچا ہے۔'' یہ سن کر ان کی والدہ نے کہا: ''میرے بیٹے! گواہ رہنا کہ میں بھی نصرانیت سے توبہ کرتی ہوں اور کلمۂ شہادت ''اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ'' پڑھ کر اسلام قبول کرتی ہوں۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے آپ کے تمام خاندان والے دائرہ اسلام میں داخل ہو کر صلوٰۃ وسنت کے پابند بن گئے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم }

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے اس ولیٔ کامل کے صدقے ہمیں اپنی دائمی رضا سے شادکام فرمادے۔

بہرِ معروف وسَری معروف دے بیخود سَری　　　جُندِ حق میں گِن جنیدِ باصفا کے واسطے

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 289: نصیحت آموز باتیں

ابوالعباس ولید بن مسلم سے منقول ہے، کسی خلیفہ نے لوگوں کو اس طرح نصیحت کی: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! بقدرِ اِسْتِطَاعت (یعنی جتنا تم سے ہو سکے) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو! ان لوگوں کی طرح ہو جاؤ جو سستی وغفلت کا شکار تھے پھر بیدار ہو گئے اور انہوں نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی کہ یہ دنیا ہمارا دائمی ٹھکانہ نہیں۔ ہمیں اس سے پلٹ جانا ہے۔ اس لئے انہوں نے آخرت کی تیاری شروع کر دی۔ اے بندگانِ خدا! موت کے لئے تیار ہو جاؤ، بے شک وہ تم پر چھائی ہوئی ہے۔ زادِ راہ تیار رکھو، کجاوے کَس لو، بے شک تمہیں کُوچ کا حکم مِل چکا ہے۔ بے شک منزل لحہ بہ لحہ قریب ہوتی جا رہی ہے۔ ہر ہر منٹ طویل مدت میں کمی کر رہا ہے۔

زندگی کی مدت کم ہوتی جارہی ہے، زندگی کے قلعہ کو وقت کی ضربیں کمزور کررہی ہیں، جانے والے جارہے ہیں، نئے لوگ آرہے ہیں۔ بے شک دن اور رات بڑی تیزی سے واپسی کے لئے پَر تول رہے ہیں۔ جو پیش قدمی کا مظاہرہ کرے گا وہ زندگی کی دوڑ میں کامیاب ہوجائے گا اور جو زندگی کے دنوں کو گننے میں لگا رہا اور بیٹھے بیٹھے سوچتا رہا وہ یقیناً ناکام ہوجائے گا۔

سمجھدار انسان اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا، اپنے آپ کو نصیحت کرتا اور اپنی توبہ پر ثابت قدم رہتا ہے۔ اپنی خواہشات کے دھارے میں نہیں بہتا بلکہ ان پر غالب رہتا ہے۔ بے شک انسان کی موت اس سے پوشیدہ ہے، لمبی لمبی امیدیں اسے دھوکے میں رکھے ہوئے ہیں۔ شیطان ہر دم انسان کے ساتھ رہتا ہے، اسے توبہ کی اُمید دِلا کر معصیت میں مبتلا کردیتا ہے۔ پھر اسے توبہ بھی نہیں کرنے دیتا اور اس طرح ٹال مٹول کرواتا رہتا ہے کہ کل توبہ کرلینا، فلاں وقت کرلینا اس طرح کی کھوکھلی امیدوں میں اسے جکڑے رکھتا ہے۔ گناہ کو آراستہ کرکے پیش کرتا ہے تاکہ انسان گناہوں پر دلیر ہوجائے حالانکہ موت اس پر اچانک چھا جائے گی۔ پھر سوائے حسرت کے کچھ نہ ہوگا۔ انسان کو موت کی طرف سے بے خبری نے غافل کررکھا ہے۔

اے لوگو! تمہارے اور جنت یا دوزخ کے درمیان صرف موت کی دیوار آڑ ہے۔ جیسے ہی یہ دیوار گری غافل انسان کفِ افسوس ملتا رہ جائے گا۔ پھر تمنا کرے گا کہ کاش! کچھ وقت مہلت مل جائے، لیکن پھر یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوگی۔ اب انسان سمجھ جائے گا کہ وقت کے ضیاع نے اسے ناکامی کی طرف دھکیل دیا۔

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان لوگوں میں سے نہ بنائے جو دنیوی نعمتوں کے بل بوتے پر اکڑ جاتے اور مغرور سرکش ہوجاتے ہیں، بلکہ ان لوگوں میں سے بنائے جو نعمتوں پر مغرور نہیں ہوتے، اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کرتے، جنہیں موت کے بعد حسرت و افسوس نہیں ہوتا۔ اے ہمارے خالق عَزَّوَجَلَّ! ہماری دعاؤں کو قبول فرما، بے شک تو دعاؤں کو قبول فرمانے والا، بہت مہربان ہے! اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہماری خالی جھولیاں گوہرِ مراد سے بھر دے۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 290: مامون الرشید کا عدل وانصاف

قَحطَبَہ بن حمید بن حسین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں تھا۔ خلیفہ مظلوموں کی فریاد سن کر انہیں ظالموں سے بدلہ دلوا رہا تھا۔ لوگ اپنے اپنے مسائل حل کروا رہے تھے۔ دوپہر ڈھلنے تک یہی سلسلہ رہا، خلیفہ بڑے عدل وانصاف سے فیصلے کررہا تھا۔ مجلسِ قضاء ختم ہونے والی تھی، اچانک پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ایک عورت دربار میں آئی

اور بآوازِ بلند خلیفہ کو سلام کیا: ''خلیفہ نے یحییٰ بن اَکْثَم کی طرف دیکھا: یحییٰ نے عورت سے کہا: ''بتاؤ، تمہارا مسئلہ کیا ہے؟'' عورت نے کہا: ''اے خلیفہ! مجھ سے میری زمین ظلماً چھین لی گئی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا میرا کوئی حامی و ناصر نہیں۔'' یہ سن کر یحییٰ بن اَکْثَم نے کہا: ''ابھی تو دربار کا وقت ختم ہو چکا ہے، جمعرات کو آجانا۔''

عورت واپس چلی گئی، مجلسِ قضاء برخاست کر دی گئی، جمعرات کو خلیفۂ وقت فیصلہ کرنے تخت پر بیٹھا اور کہا: ''آج سب سے پہلے اس عورت کی فریاد سنی جائے گی، وہ عورت کہاں ہے؟'' عورت کو لایا گیا تو خلیفہ نے کہا: ''بتاؤ، تمہارا کیا معاملہ ہے؟ تم پر کس نے ظلم کیا؟ اپنے مدِّ مقابل کو سامنے لاؤ۔'' عورت نے خلیفہ کے بیٹے عباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''میرا دعویٰ اسی پر ہے اور یہی میرا مدمقابل ہے۔'' خلیفہ نے احمد بن ابو خالد کو حکم دِیا کہ عباس کا ہاتھ پکڑ کر اس عورت کے ساتھ کھڑا کر دو۔'' حکم کی تعمیل ہوئی اور خلیفۂ وقت کے شہزادے کو مجرموں کی طرح اس عورت کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا۔ عباس کے خلاف بیان دیتے ہوئے عورت کی آواز بلند ہونے لگی۔ جبکہ عباس دبی دبی آواز میں بات کر رہا تھا۔ جب عورت کی آواز مزید بلند ہوئی تو احمد بن ابو خالد نے کہا: ''محترمہ اپنی آواز پست کرو تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت تم خلیفۂ وقت کے سامنے موجود ہو، دربارِ شاہی میں اتنی بلند آواز سے بات کرنا بہت نازیبا ہے۔''

خلیفہ مامون الرشید نے کہا: ''اسے بولنے دو! بے شک اِس کی سچائی نے اِس کی آواز بلند کر دی ہے اور عباس کے جرم نے اُس کو گونگا کر دیا ہے۔ کافی دیر تک عباس اور اس عورت کا مُکَالَمہ ہوتا رہا۔ بالآخر خلیفہ نے حکم دیا کہ اس عورت کی زمین اسے واپس لوٹا دی جائے اور اس عورت کو دس ہزار درہم دیئے جائیں۔ یہ فیصلہ سن کر وہ مظلومہ خوشی خوشی اپنے گھر چلی گئی۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 291: ہم خود کو کھلاتے تو یہ مچھلی نہ نکلتی

حضرتِ سیِّدُنا عمر بَزَّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے منقول ہے کہ ''میں نے منصور ماہی گیر کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ عید کے دن جب میں مچھلیاں پکڑنے جا رہا تھا تو راستے میں حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے ملاقات ہوئی وہ عید کی نماز پڑھ کر آ رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر پوچھا: آج عید کے دن بھی تم مچھلیاں پکڑنے جا رہے ہو؟ میں نے کہا: ''حضور! کیا کروں ہمارے گھر مُٹّھی بھر آٹا بھی نہیں اور نہ ہی کوئی اور ایسی چیز ہے جسے پکا کر بھوک مٹائی جا سکے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''گھبراؤ مت! بے شک ہمارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ مدد فرمانے والا ہے، چلو اپنا جال اٹھاؤ، میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔'' میں جال اُٹھا کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ چل دیا۔ دریا پر پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور! وضو

کر کے دو رکعت نماز پڑھو۔''

جب میں نماز پڑھ چکا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اب بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھ کر جال پھینکو! میں نے بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھ کر جال پھینکا۔ کچھ ہی دیر بعد محسوس ہوا کہ جال میں کوئی بھاری چیز پھنس گئی ہے، میں سمجھا کہ شاید کوئی وزنی پتھر ہے۔ جب جال کھینچا تو بہت بھاری تھا میں نے پکار کر کہا: ''اے ابونصر! میری مدد کیجئے، جال میں کوئی بھاری چیز پھنس گئی ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ جال ہی نہ ٹوٹ جائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً میری طرف آئے ہم نے مل کر جال کھینچنا شروع کر دیا۔ جب باہر آیا تو اس میں ایک بہت بڑی مچھلی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور! اسے بیچ کر اپنے اہل وعیال کے لئے ضرورت کی اشیاء خریدو۔

حضرتِ منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور فرماتے ہیں: میں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور مچھلی لے کر بازار کی طرف چل دیا۔ راستہ میں ایک خچر سوار ملا اس نے پوچھا: ''یہ مچھلی کتنے میں بیچو گے؟ میں نے کہا: دس درہم میں۔ اس نے فوراً دس درہم ادا کئے اور مچھلی لے کر چلا گیا۔ میں کھانے کا سامان خرید کر گھر چلا آیا، کھانا تیار ہوا اور سب گھر والوں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر میں نے گھر والوں سے کہا: دو چپاتیاں اور حلوہ لے کر آؤ تا کہ حضرت سیِّدُنا بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی خدمت میں پیش کروں، مطلوبہ اشیاء تیار کی گئیں۔ میں انہیں لے کر حضرت سیِّدُنا بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے دروازے پر پہنچا اور دستک دی، پوچھا: کون؟ میں نے کہا: منصور: فرمایا: اے منصور! جو چیزیں تم اپنے ساتھ لائے ہو انہیں دروازے کے باہر ہی رکھ دو اور خود اندر آجاؤ، میں نے کہا: ''حضور! میں اور تمام گھر والے کھانا کھا چکے ہیں۔ میں آپ کی بارگاہ میں چپاتیاں اور حلوہ لے کر حاضر ہوا ہوں، یہ قبول فرمالیں'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور! اگر ہم اپنے آپ کو کھلاتے تو یہ مچھلی ہرگز نہ نکلتی، جاؤ! یہ چیزیں تمہیں اور تمہارے بچوں کو مُبارَک ہوں، ہمیں ان کی حاجت نہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 292: بداخلاقی پر بھی حسنِ سلوک

حضرتِ سیِّدُنا عمیر بن عبدالباقی علیہ رحمۃ اللہ الکافی بہت بڑے زمیندار تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم اپنی سلطنت چھوڑ کر درویشی زندگی اختیار کر چکے تھے اور رزقِ حلال کے حصول کے لئے اُجرت پر لوگوں کی کھیتی وغیرہ کاٹا کرتے

تھے۔حضرتِ سیِّدُ نا عمیر بن عبدالباقی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے ہاں آپ اور آپ کے ایک دوست نے مزدوری کی اور بیس دینار کمائے۔ حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْ ہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اپنے رفیق سے کہا:''آؤ، ہم حلق کروالیں (یعنی سر منڈ والیں)۔'' چنانچہ، دونوں حجام کے پاس آئے، حجام نے انہیں کوئی وقعت نہ دی اور بڑے تحقیر آمیز لہجے میں کہا:''تم لوگوں سے زیادہ ناپسندیدہ میرے نزدیک دُنیا بھر میں کوئی نہیں، کیا میرے علاوہ کوئی اور شخص تمہیں نہ ملا جو تمہاری خدمت کرتا۔'' یہ کہہ کر وہ دوسرے گاہکوں میں مصروف ہوگیا۔آپ کے رفیق کو حجام کا ذِلت آمیز لہجہ بہت برا لگا تھا اس لئے اس نے حلق کروانے سے انکار کردیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموشی سے بیٹھے رہے۔جب سب لوگ چلے گئے تو حجام نے نفرت بھرے لہجے میں کہا:''تم کیا چاہتے ہو؟'' فرمایا:''میں اپنا حلق کروانا چاہتا ہوں۔''

حجام نے بڑی حقارت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حلق کیا۔خدا عَزَّوَجَلَّ کی شان کہ دو ٹکے کا حجام بھی آج اس مردِ قلندر کو دُرویشانہ لباس میں دیکھ کر حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا جس نے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر سلطنت، شان وشوکت، شاہی محلات اور زَر وزمین سب کچھ ٹھکرا دیا تھا۔کسی نے درست کہا ہے کہ موتی کی قدر جوہری ہی جانتا ہے۔وہ نادان حجام اس گوہرِ بے بہا کی قدر نہ جان سکا۔بہر حال جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حلق کروالیا تو اپنے رفیق سے کہا:''جو بیس دینار تمہارے پاس ہیں وہ سب اس حجام کو دے دو۔'' اس نے کہا:''حضور! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ اتنی شدید گرمی میں خون پسینہ ایک کر کے آپ نے مزدوری کی پھر یہ رقم ملی، اب اس حجام کو اتنی بڑی رقم دے رہے ہیں۔'' فرمایا:''یہ رقم اس حجام کو دے دو تاکہ پھر کبھی یہ کسی درویش کو حقیر نہ جانے۔'' آپ کے رفیق نے ساری رقم حجام کو دے دی۔پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''طَرَسُوْس'' کی طرف لوٹ آئے۔صبح ہوئی تو اپنے دوست سے فرمایا:''یہ چند کتابیں کسی کے پاس رہن رکھ کر قرض لو اور کھانے کے لئے کچھ خرید لاؤ۔'' آپ کا دوست حسبِ ارشاد کتابیں لے کر بازار کی جانب چل دیا۔راستے میں ایک شخص کو دیکھا جو بڑی شان وشوکت سے خیمہ لگائے بیٹھا تھا۔اس کے سامنے غلے کا ڈھیر، قیمتی گھوڑے، خچر اور ایسے بڑے بڑے صندوق تھے، جن میں ساٹھ ہزار سے زیادہ دینار ہوں گے۔وہ شخص اس طرح صدائیں بلند کر رہا تھا،''ان تمام چیزوں کا مالک سفیدی مائل سرخ رنگت والا شخص ہے جو ابراہیم بن اَدْ ہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کے نام سے مشہور ہے۔کوئی ہے جو مجھے اس کے متعلق بتائے۔'' یہ اعلان سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دوست اس شخص کے پاس گیا اور کہا: ''جسے تم ڈھونڈ رہے ہو وہ ایسی شہرت وثروت کو پسند نہیں کرتا، آؤ، میں تمہیں اس کے پاس لے چلتا ہوں۔''

وہ دونوں حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْ ہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس آئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مزدوروں کے لباس میں دیکھ کر وہ شخص ہکّا بکّا رہ گیا، ہاتھ جوڑ کر عرض کی: میرے آقا! میرے سردار! خُراسان کی سلطنت چھوڑ کر آپ اس حالت کو پہنچ گئے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ، تمہارا معاملہ کیا ہے؟'' کہا:''حضور! آپ کے بعد جو شخص

تخت نشین ہوا اس کا انتقال ہو گیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر رحم فرمائے، جس طرح اسے موت آئی اسی طرح ہر ذی روح کو موت آئے گی۔ جس نے خوشیوں کا گنج پایا وہ موت کے رنج سے بھی دوچار ہوگا۔ اب یہ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟'' کہا: ''میرے آقا! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد جب تخت نشین شیخ کا انتقال ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سارے غلاموں نے جو چاہا وہ کیا، تمام شاہی چیزیں لوگوں نے آپس میں تقسیم کر لیں۔ میں نے بھی بہت سی چیزیں لے لیں، یہ تمام چیزیں جو میرے پاس ہیں سب آپ کی ہیں اور میں بھی آپ کا بھاگا ہوا غلام ہوں۔ اب معافی طلب کرنے آیا ہوں، میں نے علماء کرام علیہم رحمۃ اللہ المنان سے اپنے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''جب تک تم اپنے آقا کے پاس واپس نہ جاؤ گے اس وقت تک تمہارے اعمال قبول نہ ہوں گے تم مال و متاع لے کر اپنے آقا کے پاس جاؤ وہ جس طرح چاہے تمہارے ساتھ معاملہ کرے۔'' میرے آقا! اب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے حاضر ہوں، میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے فرمایا: ''اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو میں نے تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر آزاد کیا۔ اور جو کچھ مال و متاع تمہارے پاس ہے وہ سب تمہیں دیا، اب جہاں چاہو یہ مال خرچ کرو۔ جاؤ! یہ سارا مال تمہیں مُبَارَک ہو۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دوست کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جاؤ! کسی کے پاس یہ کتابیں رہن رکھ کر قرض لو اور کھانے کے لئے کچھ خرید لاؤ۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! صد ہزار آفریں ان مُبَارَک ہستیوں پر جنہوں نے خدائے بزرگ وبَرتر کی رضا کے لئے شاہی شان و شوکت، محلات و باغات، غِلمان و خُدّام اور دنیوی زیب و زینت کو ٹھکرا کر سادگی و عاجزی اختیار کی۔ بھوک و پیاس کی مصیبتیں ہنس کر برداشت کیں، کبھی بھی حرفِ شکایت لب پر نہ لائے اور رزقِ حلال کی خاطر محنت مزدوری کی۔ یقیناً یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کی قدر جان لی۔ ان پر دنیا کی حقیقت آشکار ہو چکی تھی کہ دنیا بے وفا ہے اس کی نعمتیں زوال پذیر ہیں۔ ان عارضی لذتوں کی خاطر دائمی خوشیوں کو نظر انداز کر دینا عقل مندوں کا کام نہیں۔ سمجھدار وہی ہیں جو باقی رہنے والی خوشیوں کو فانی خوشیوں پر ترجیح دیتے ہیں اور دُنیوی مصائب و تکالیف کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پاکیزہ ہستیوں کے صَدْقے ہمیں بھی اعمالِ صالحہ پر استقامت عطا فرمائے۔ ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بے صبری و ناشکری سے بچا کر صبر و شکر کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

ہر شخص کو چاہئے کہ ہر آنے والی مصیبت پر صبر کر کے اجر کا مستحق ہو۔ مصائب و آلام کے ذریعے ہمیں آزمایا جاتا ہے اور مردانگی یہی ہے کہ امتحان و آزمائش آ جائے تو منہ نہ پھیرا جائے بلکہ خوش دِلی سے آزمائشوں سے نمٹا جائے۔ مصیبت خود نہ مانگی

جائے بلکہ عفوو کرم کی بھیک طلب کی جائے ۔اگر مصیبت آجائے تو اس پر صبر کیا جائے ۔ **اللّٰہ** کریم ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

ؔ میری مشکلیں گر تیرا امتحاں ہیں　　تو ہر غم قسم سے خوشی کا سماں ہے

گناہوں کی میرے اگر یہ سزا ہے　　تو سب مشکلوں کو مٹا میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ!

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 293: خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے کھجوریں قبول نہ کیں

حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل بن اسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے منقول ہے کہ'' حضرت سیِّدُنا عافیہ قاضی علیہ رحمۃ اللہ الہادی بہت بڑے عابدوزاہد تھے۔خلیفہ مَہدی نے انہیں ایک علاقے کا قاضی مقرر کردیا۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوپہر کے وقت خلیفہ کے پاس گئے ۔خلیفہ نے اپنے پاس بلا کر حال دریافت کیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سرکاری کاغذات سے بھرا ہوا تھیلا خلیفہ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا:'' اے خلیفہ! میں عہدۂ قضاء سے اِسْتِعْفٰی دیتا ہوں،آپ میری جگہ جسے چاہیں قاضی مقرر کردیں،اب میں یہ ذمہ داری نہیں سنبھال سکتا۔'' خلیفہ نے سُنا تو سمجھا کہ شاید کسی سرکاری نمائندے یا صاحبِ اَثر شخص نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تنگ کیا ہوگا۔خلیفہ نے پوچھا:'' آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو کس نے تنگ کیا؟ کون ہے! جو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے معاملات میں دخیل ہو کر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو تنگ کررہا ہے کہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اِسْتِعْفٰی دینے کو تیار ہوگئے ہیں؟''

قاضی عافیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:'' اے خلیفہ! ایسی کوئی بات نہیں ۔اصل بات کچھ اور ہے۔ ہوا یوں کہ دو شخصوں کا مقدمہ تقریباً دو ماہ سے میرے پاس تھا۔وہ مقدمہ ایسا مشکل وحیران کُن تھا کہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ان میں سے ہر ایک ثبوت وگواہ پیش کرچکا ہے۔دونوں کے پاس اپنے اپنے دعویٰ پر دلائل وگواہ موجود ہیں ۔مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ان کا فیصلہ کس طرح کروں ۔دو ماہ تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر میں نے ان سے کہا،تم دونوں اپنے اپنے دعویٰ پر دلائل وگواہ پیش کرچکے ہو،تمہارا فیصلہ کچھ دن بعد فلاں تاریخ کو ہوگا، میں تمہارے معاملے میں غوروفکر کروں گا۔ جاؤ،فلاں دن آجانا۔وہ دونوں چلے گئے اور میں غوروفکر کرنے لگا۔میں نے یہ مقدمہ اس لئے مؤخر کیا تھا کہ شاید یہ دونوں آپس میں صلح کرلیں گے ورنہ کم ازکم مجھے ان کے مقدمے میں غوروفکر کا موقع مل جائے گا۔ مجھے تازہ اور عمدہ کھجوریں بہت پسند تھیں ان دونوں میں سے ایک شخص کو میری اس پسند کے بارے میں معلوم ہوگیا۔ابھی کھجوریں پکنا شروع ہی ہوئی تھیں اور تازہ کھجوریں ان دنوں بڑے بڑے روساء وامراء کو بھی بڑی مشکل سے میسر آتی تھیں ۔وہ شخص نہ جانے کہاں سے اعلیٰ قسم کی تازہ کھجوروں سے بھرا تھال لے آیا۔اس نے میرے خادم کو

چند درہم رشوت دے کر اس بات پر راضی کرلیا کہ کھجوروں کا وہ تھال مجھ تک پہنچا دے۔اس نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ میں یہ کھجوریں واپس کردوں گا۔اس نے کھجوروں کا تھال مجھے بھجوا دیا، میں نے ان میں سے ایک کھجور بھی نہ لی اور خادم سے کہا کہ جہاں سے لائے ہو وہیں واپس لے جاؤ۔ میں ہرگز قبول نہ کروں گا۔

چنانچہ، وہ شخص اپنی کھجوریں لے کر واپس چلا گیا۔دوسرے دن وہ اپنے مخالف فریق کے ساتھ میرے پاس آیا۔آج ان کا فیصلہ ہونا تھا جب وہ دونوں میرے سامنے آئے ، میری نظر اور میرے دل میں وہ دونوں برابر کی حیثیت سے نہ آئے۔ مجھے ایسا لگا کہ میری توجہ اس شخص کی طرف زیادہ ہو رہی ہے جو کھجوریں لے کر آیا تھا۔اے خلیفہ! مجھے اپنی یہ کیفیت ہرگز ہرگز قبول نہیں۔ میں نے وہ کھجوریں قبول نہ کیں تب میری یہ حالت ہے۔اگر خدانخواستہ قبول کر لیتا تو میرا کیا بنتا؟ میں نہیں چاہتا کہ کسی وجہ سے میں دینی معاملات میں رکاوٹ وفساد کا باعث بنوں اور ہلاکت میرا مقدّر بن جائے۔ مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں کہ میری وجہ سے لوگوں میں فساد و بدامنی پھیلے۔خدارا! مجھے معاف فرمائیں اور میری جگہ کسی اور کو قاضی مقرر کردیں،آپ کا مجھ پر احسان ہو گا۔'' خلیفہ نے جب ان کی اخلاص بھری باتیں سنیں تو اِستعفٰی قبول کر کے ان کی جگہ کسی اور کو قاضی بنا دیا۔اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ وہاں سے اس طرح واپس ہوئے جیسے بہت بڑا بوجھ آپ کے سر سے اُتر گیا ہو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

؎ اللہ اس سے پہلے ایمان پہ موت دے دے — نقصاں میرے سبب سے ہو سنتِ نبی کا صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 294:

انڈے اور روٹی کھانے کی خواہش

حضرت سیِّدُنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے منقول ہے، میں نے حضرت سیِّدُنا ابوتُراب نَخشَبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کبھی نفسانی خواہشات کو اپنے اوپر غالب نہ ہونے دیا اور ہمیشہ اپنی خواہشات کی مخالفت کرتا۔ایک مرتبہ دورانِ سفر میرے نفس نے بڑی شدت سے روٹی اور انڈا کھانے کا مطالبہ کیا، باوجود کوشش کے میں اس خواہش پر قابو نہ پا سکا۔نفس بار بار انڈا اور روٹی کھانے کی خواہش کر رہا تھا۔ چنانچہ، میں ایک قریبی بستی کی طرف گیا جیسے ہی میں بستی میں داخل ہوا ایک شخص مجھ پر جھپٹا اور شور مچانے لگا:'' پکڑو! پکڑو! یہ بھی چوروں کا ساتھی ہے''۔لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے اور کوڑے مارنے لگے۔جب ستر کوڑے مار چکے تو ایک جاننے والے شخص نے مجھے پہچان لیا اور کہا:'' اے لوگو! یہ تم کسے مار رہے ہو؟ ارے! یہ تو زمانے کے مشہور ولی حضرت سیِّدُنا ابوتراب

نَخْشَبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں۔'' جب لوگوں نے یہ سنا تو مجھے چھوڑ دیا اور معافی مانگنے لگے۔ پھر ایک شخص مجھے اپنے گھر لے گیا اور میرے سامنے گرم گرم روٹیاں اور انڈے لا کر رکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے نفس سے کہا:

''اے نفس! ستر (70) کوڑے کھانے کے بعد تیری خواہش پوری ہوگئی ہے، لے! اب انڈے اور روٹی کھالے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے! ہمارے اَسلاف کس طرح نفسانی خواہشات کی مخالفت کرتے، حرام تو دَر کنار مشتبہ بلکہ مباح اشیاء بھی ترک کر کے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے **پیٹ کا قفلِ مدینہ** لگایا کرتے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں بھی یہ ترغیب دلائی جاتی ہے کہ حرام ومشتبہ چیزوں سے بچا جائے اور جائز ومباح کھانے بھی بھوک سے کم کھائے جائیں تا کہ بھوک کی بدولت عبادت میں دل لگ جائے اور برے کاموں کی طرف ذہن نہ جائے۔ جب پیٹ بھرا ہوتا ہے تو عبادت میں سُستی ہو جاتی ہے۔اس کے برعکس بھوک کی حالت میں سوز و گداز مزید بڑھ جاتا ہے۔آپ سے گزارش ہے مکتبۃ المدینہ سے شائع کردہ کتاب **''آدابِ طعام اور پیٹ کا قفلِ مدینہ''** کا ضرور مطالعہ فرمائیں اس کی برکت سے **ان شاء اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو کھانے کے آداب اور بھوک سے کم کھانے سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں سیکھنے کو ملیں گے۔)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 295:

غیبی آواز

حضرت سیِّدُنا سعید **اٰدَم** علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میرا گزر حضرت سیِّدُنا لَیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کے قریب سے ہوا تو انہوں نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا: ''اے سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید! یہ رجسٹر لو اور اس میں ان لوگوں کے نام لکھ کر لاؤ جو ہر وقت مسجد میں عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتے ہیں۔ عبادت وریاضت کی وجہ سے انہیں کاروبار و تجارت کا وقت نہیں ملتا اور نہ ہی ان کے پاس کوئی زرعی زمین ہے جس سے غلہ حاصل کر سکیں۔ ایسے تمام عبادت گزاروں کے نام لکھو (تا کہ ان کا کچھ وظیفہ وغیرہ مقرر کیا جا سکے) میں نے یہ سنا تو ان کا شکریہ ادا کیا، اس فعلِ حَسَن پر انہیں دعائیں دیں اور رجسٹر لے کر گھر چلا آیا۔ عشاء کی نماز کے بعد میں نے چراغ کی روشنی میں رجسٹر کھولا اور ایسے لوگوں کے نام یاد کرنے لگا جن کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا۔ ایک ایک کر کے ان عبادت گزاروں کے نام میرے ذہن میں آنا شروع ہوگئے، میں نے (رجسٹر پر) ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ''، لکھی، ابھی میں پہلا نام لکھنے ہی لگا تھا کہ ایک غیبی آواز سنائی دی: ''اے سعید! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم ایسے لوگوں کا راز

منکشف کرنا چاہتے ہو جو چھپ کر اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں اور یہ سب کچھ تم ایک آدمی کے لئے کر رہے ہو، شُعَیب بن لَیث مر گیا ہے اور کیا یہ تمام لوگ اپنے معبودِ برحق کی طرف لوٹ کر نہیں جائیں گے۔''

یہ غیبی آواز سن کر میں نے رجسٹر بند کر دیا اور کسی کا نام نہ لکھا۔ صبح جب میں حضرت سیِّدُنا لَیث بن سعد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کے پاس گیا تو مجھے دیکھ کر ان کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہو گئے، انہوں نے بڑے شوق سے رجسٹر لیا اور ورق گردانی شروع کر دی۔ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم '' کے علاوہ انہیں کوئی اور چیز نظر نہ آئی۔ میں نے کہا: ''حضور! آپ کو اس میں بِسْمِ اللّٰہ شریف کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا کیونکہ میں نے صرف ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم '' ہی لکھی ہے۔'' یہ سن کر انہوں نے کہا: ''اے سعید! کیا وجہ ہے؟'' تو میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا: میری بات سنتے ہی انہوں نے ایک زوردار چیخ ماری اور تڑپنے لگے، یہ دیکھ کر لوگوں کا ہجوم ہو گیا، انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابو حارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث! انہیں کیا ہوا، خیر تو ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! سب ٹھیک ہے۔'' پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے سعید! بہت اچھا ہوا کہ تجھے مُتَنَبِّہ (یعنی خبردار) کر دیا گیا اور ہم اس معاملے میں نہ پڑے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روتے رہے اور اس طرح کہتے رہے: ''لَیث مر گیا تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف پلٹ کر جائے گا اور ہم سب بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔'' حضرتِ سیِّدُنا سعید اٰدَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ اَبدال تھے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 296:

غیرت مند شوہر

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ میں ''رَے'' (ایران کے دارالخلافہ، موجودہ نام تہران) کے قاضی موسیٰ بن اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کی محفل میں تھا۔ قاضی صاحب لوگوں کے مسائل حل کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک عورت ان کے پاس لائی گئی، اس کے سرپرستوں کا دعویٰ تھا کہ اس عورت کے شوہر نے اس کا پانچ سو دینار مہر ادا نہیں کیا۔ جب اس کے شوہر سے پوچھا گیا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا: ''مجھ پر مہر کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔'' شوہر کے انکار پر قاضی صاحب نے عورت سے گواہ طلب کئے، گواہ حاضر کئے گئے تو ان میں سے ایک نے کہا: ''میں اس عورت کو دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ اسے پہچان کر گواہی دوں۔'' چنانچہ، وہ عورت کی طرف بڑھا اور کہا: ''تم اپنا نقاب ہٹاؤ تا کہ تمہاری پہچان ہو سکے۔'' یہ دیکھ کر اس کے شوہر نے کہا: ''یہ شخص میری زوجہ کے پاس کیوں آیا ہے؟'' وکیل نے کہا: ''یہ گواہ تمہاری زوجہ کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہے تا کہ پہچان ہو جائے۔''

یہ سن کر غیرت مند شوہر پکار اُٹھا: ''اس شخص کو روک دو، میں قاضی صاحب کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ جو دعویٰ میری زوجہ نے مجھ پر کیا ہے وہ مجھ پر لازم ہے، میں پانچ سو دینار ادا کرنے کو تیار ہوں، خدارا! میری زوجہ کا چہرہ کسی غیر مرد پر ظاہر نہ کیا جائے۔'' چنانچہ، گواہ کو روک دیا گیا۔ جب عورت نے اپنے غیرت مند شوہر کا یہ جذبہ دیکھا تو کہا: ''سب گواہ ہو جاؤ! میں نے اپنا مہر معاف کر دیا، میں دنیا و آخرت میں اس کا مطالبہ نہ کروں گی، یہ مہر میرے غیرت مند شوہر کو مُبارَک ہو۔'' محفل میں موجود تمام لوگ میاں بیوی کے اس فیصلے پر عَش عَش کر اُٹھے۔ قاضی صاحب نے فرمایا: ''ان دونوں کا یہ معاملہ بہترین اوصاف اور اعلیٰ اخلاق پر دلالت کرتا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس واقعہ میں ہمارے لئے بہترین سبق ہے۔ کیسا غیرت مند تھا وہ شخص! کہ اپنے اوپر لازم پانچ سو (500) دینار کا اقرار تو کر لیا لیکن اس کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ میری زوجہ کا چہرہ کسی غیر مرد کے سامنے ظاہر ہو۔ یہ حیاء کا اعلیٰ درجہ ہے۔ **اَلْحَمْدُلِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں یہ ترغیب دلائی جاتی ہے کہ غیر مَحْرَم سے پردہ کیا جائے اور بے پردگی کی نحوست سے خود بھی بچا جائے اور اپنے گھر والوں کو بھی بچایا جائے۔ اسی عنوان یعنی پردے کے بارے میں احکام سے متعلق امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولٰینا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب **''پردے کے بارے میں سوال جواب''** دعوت اسلامی کے اِشاعتی ادارے ''مکتبۃ المدینہ'' سے حاصل فرمائیں خود بھی پڑھیں اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی نیت سے تحفۃً پیش کریں۔)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 297:

مغفرت کا سبب

حضرتِ ابوبَکْر صَیْدَلانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی سے منقول ہے، میں نے سُلَیْم بن مَنْصُور بن عَمَّار علیہم رحمۃ اللہ الغفار کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے اپنے والد منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور کو بعدِ وصال خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنی بارگاہ میں بلایا اور فرمایا: ''اے بدعمل بُڈھے! تو جانتا ہے ہم نے تجھے کیوں بخشا؟'' میں نے کہا: ''اے میرے رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں نہیں جانتا۔'' فرمایا: ''ایک دن تو نے اجتماع میں بیان کیا اور اہل اجتماع کو رُلا دیا، اس اجتماع میں ہمارا ایک ایسا بندہ بھی موجود تھا جو ہمارے خوف سے کبھی نہ رویا تھا، تمہارا بیان سن کر وہ بھی میرے خوف سے رونے لگا۔ پس میں نے اس کی، تمہاری اور تمام شُرَکاءِ اجتماع کی مغفرت فرما دی۔''

ایک روایت میں اس طرح منقول ہے کہ کسی نے انتقال کے بعد حضرت سیِّدُ نامنصور بن عمّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' کہا: ''میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے ان تین سو ساٹھ (360) اجتماعات کے متعلق پوچھا جن میں، میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کی تھی، پھر ارشاد فرمایا: ''اے منصور! ہم نے تمہاری تمام خطائیں اور گناہ معاف کر دیئے۔ کھڑے ہو جاؤ! جس طرح زمین میں تم ہماری پاکی بیان کرتے تھے اسی طرح آسمان والوں کے سامنے ہماری پاکی بیان کرو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

؎ رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاوے میرا

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت سے معلوم ہوا کہ نیک اجتماعات میں شرکت کرنا کتنی سعادت کی بات ہے۔ نہیں معلوم کس لمحے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت برسے اور مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! جگہ بہ جگہ دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماعات ہوتے ہیں۔ ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوت اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت فرمائیں۔ اِنْ شَاءَ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دین و دنیا کی ڈھیروں بھلائیاں ہاتھ آئیں گی۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 298: حضرت معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی برکت

حضرت سیِّدُ نا ابو عباس مُؤَدِّب (مُ.ءَ.دِّ.بْ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، ''میرے ایک ہاشمی پڑوسی کے معاشی حالات ٹھیک نہ تھے انہوں نے اپنا ایک واقعہ کچھ اس طرح سنایا: ''ہمارے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو گھر میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو اپنی زوجہ کو کھلاتا۔ اس دُکھیاری نے مجھ سے کہا: میرے سرتاج! آپ میری حالت وکیفیت سے خوب واقف ہیں، اس وقت مجھے غذا کی اشد ضرورت ہے تاکہ میری کمزوری دور ہو، اب میں مزید صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ خدارا! کچھ کیجئے۔ اپنی زوجہ کی یہ حالت دیکھ کر میں بے تاب ہو گیا اور عشاء کی نماز کے بعد ایک دُکان دار کے پاس گیا۔ میں غلہ وغیرہ اسی سے خریدتا تھا، مجھ پر اس کا کچھ قرض بھی تھا۔ میں نے اسے اپنے گھر کی حالت بتائی اور کچھ سامانِ خورد و نوش (یعنی کھانے پینے کا سامان) طلب کیا اور کہا کہ میں جلد ہی اس کی قیمت ادا کر دوں گا۔

لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ میں ایک دوسرے دکاندار کے پاس گیا اور اپنی حالت سے آگاہ کر کے کچھ چیزیں

طلب کیں۔اس نے بھی انکار کردیا۔الغرض! جس جس سے بھی امید تھی میں اس کے پاس گیا لیکن کسی نے میری مدد نہ کی۔میں بہت رنجیدہ ہوا اور سوچنے لگا کہ اب کس کے پاس جاؤں، کس سے اپنی حاجت طلب کروں۔پھر میں دریائے دجلہ کی طرف چلا گیا، میں نے ایک ملاح کو دیکھا جو اپنی کشتی میں بیٹھا ہوا مسافروں کا انتظار کر رہا تھا۔مجھے دیکھ کر اس نے آواز لگائی: ''میں فلاں فلاں علاقے کی سواریاں بٹھاتا ہوں اگر کوئی مسافر ہے تو آجائے۔''

میں اس کی طرف گیا تو وہ کشتی کنارے پر لے آیا، میں کشتی میں سوار ہوا اور ہماری کشتی دریائے دجلہ کا سینہ چیرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ملاح نے مجھ سے پوچھا: ''تم کہاں جانا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''کچھ معلوم نہیں۔'' ملاح نے متعجب ہو کر کہا: ''تجھ جیسا عجیب شخص میں نے نہیں دیکھا تم اتنی رات گئے میرے ساتھ کشتی میں بیٹھے ہو اور تمہیں معلوم ہی نہیں کہ کہاں جانا ہے؟'' ملاح کی یہ بات سن کر میں نے اسے اپنی حالت سے آگاہ کیا تو وہ ہمدردانہ لہجے میں بولا: میرے بھائی! غم نہ کرو، میں فلاں علاقے میں رہتا ہوں، جہاں تک ہو سکا میں تمہاری پریشانی حل کرنے کی کوشش کروں گا۔پھر اس نے ایک جگہ کشتی روکی اور مجھے دریائے دجلہ کے کنارے واقع ایک مسجد میں لے گیا اور کہا: ''میرے بھائی! اس مسجد میں حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی دن رات عبادت میں مشغول رہتے ہیں، تم وضو کر کے مسجد میں چلے جاؤ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس نیک بندے سے دعا کراؤ، اِنْ شَاءَ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ضرور کوئی راہ نکل آئے گی۔''

میں وضو کر کے مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی محراب میں نماز ادا فرما رہے ہیں۔میں نے بھی دو رکعت ادا کیں اور سلام کر کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب بیٹھ گیا۔فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلام کا جواب دیا اور کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے! تم کون ہو؟'' میں نے اپنا واقعہ کہہ سنایا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑی توجہ سے میری بات سنی پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔باہر موسم خراب ہونے لگا، بارش زور پکڑتی جا رہی تھی۔میں بہت گھبرایا اور سوچنے لگا کہ میں اپنے گھر سے کتنا دور آگیا ہوں، بارش بڑھتی ہی جا رہی ہے، نہ جانے گھر والے کس حال میں ہوں گے۔میں اس شدید بارش میں اپنے گھر کیسے پہنچوں گا۔میں انہیں خیالات میں گم تھا کہ اچانک مسجد سے باہر کسی جانور کی آواز سنائی دی، ایک سوار اپنی سواری سے اُتر کر مسجد میں داخل ہوا اور حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے قریب آکر بیٹھ گیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز سے فراغت کے بعد اس سے پوچھا: ''مَنْ اَنْتَ رَحِمَکَ اللّٰہُ؟ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے، تم کون ہو؟''

اس نے کہا: ''حضور! میں فلاں شخص کا قاصد ہوں، انہوں نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ''میں چادر اوڑھ کر سو رہا تھا، میں نے اپنے آپ کو اچھی حالت میں دیکھا اور اپنے اوپر ایسی رحمت کی برسات دیکھی ہے کہ اس پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے، میں آپ کی بارگاہ میں کچھ نذرانہ پیش کر رہا ہوں، اسے قبول فرما کر مجھ پر احسان فرمائیں، آپ جیسے مستحق

پا ئیں اسے یہ رقم عطا فرمادیں۔''

قاصد کا پیغام سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہ ساری رقم اس ہاشمی شہزادے کی خدمت میں پیش کر دو۔'' قاصد نے کہا: ''حضور! یہ پانچ سو(500) دینار ہیں۔'' فرمایا: ''ہاں! یہ سب اسے دے دو۔'' قاصد نے ساری رقم مجھے دے دی۔ میں نے تمام رقم اپنی چادر میں رکھی، حضرت سیِّدُ نامَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا شکریہ ادا کیا اور اسی وقت گھر کی طرف چل دیا، بارش میں بھیگتا گرتا پڑتا اپنے علاقے میں پہنچا، سیدھا دُکان دار کے پاس گیا اور کہا: ''یہ دیکھو! یہ پانچ سو(500) دینار ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے رزق کے خزانوں میں سے مجھے عطا فرمائے ہیں۔ تمہارا جتنا مجھ پر قرض ہے وہ لے لو اور مجھے کھانے کا سامان دے دو۔ دکاندار نے کہا: ''کل تک یہ رقم اپنے پاس ہی رکھو، جو چیزیں تمہیں چاہئیں وہ لے جاؤ۔ پھر اس نے شہد، شکر، تِلوں کا تیل، چاول چربی اور بہت سی کھانے کی اشیاء مجھے دیتے ہوئے کہا: ''آپ یہ تمام چیزیں اپنے گھر لے جائیں۔'' میں نے کہا: ''اتنا سارا سامان میں کیسے اٹھاؤں گا۔'' کہا: ''میں آپ کی مدد کروں گا۔'' کچھ سامان اس نے اُٹھایا کچھ میں نے پھر ہم دونوں گھر کی طرف چل دیئے۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ کھلا ہوا تھا کیونکہ میری زوجہ اتنی کمزور ہوگئی تھی کہ دروازہ بند کرنے کی طاقت بھی نہ تھی۔ مجھے دیکھ کر شکوہ کرتے ہوئے بولی: ''اس نازک حالت میں مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟ بھوک اور کمزوری سے میری حالت خراب ہوگئی ہے۔

میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے ہماری پریشانی دور ہوگئی، یہ دیکھو! گھی، چربی، شکر، تیل اور بہت سی کھانے کی اشیاء کثیر مقدار میں ہمارے گھر میں موجود ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی، اس کی تکلیف جاتی رہی۔ میں نے اسے دیناروں کے بارے میں نہ بتایا اس خوف سے کہ کہیں خوشی سے ہلاک نہ ہوجائے۔ پھر کھانا تیار ہوا سب نے کھانا کھا کر خدائے بزرگ وبَرتر کا شکر ادا کیا۔ صبح میں نے اپنی زوجہ کو وہ دینار دکھائے اور سارا قصہ سنایا۔ وہ بہت خوش ہوئی اور اس غیبی امداد پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کی۔ پھر ہم نے کاشت کے لئے کچھ زمین خرید لی تاکہ اس سے حاصل شدہ آمدنی کے ذریعے ہمارے اخراجات پورے ہوتے رہیں۔ اس طرح کچھ ہی عرصہ بعد حضرت سیِّدُ نامَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی برکت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہماری تنگدستی و مفلسی دور فرمادی اور اب ہم بفضلہٖ تعالیٰ خوشحال زندگی گزار رہے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ حضرت سیِّدُ نامَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ہماری طرف سے اچھی جزا عطا فرمائے۔'' (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر299:

مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ کہنے پر انعام

حضرت سیِّدُ نا ابوبکر بن زَیَّات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ''ایک شخص حضرت سیِّدُ نا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:''حضور! آج صبح ہمارے ہاں بچے کی ولادت ہوئی، میں سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہ خبر لے کر آیا ہوں تا کہ آپ کی برکت سے ہمارے گھر میں خیر نازل ہو۔''حضرت سیِّدُ نا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا:''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ یہاں بیٹھ جاؤ اور سو مرتبہ یہ الفاظ کہو:''**مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ یعنی اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے جو چاہا وہی ہوا۔''اس نے سو مرتبہ یہ الفاظ دہرائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''دوبارہ یہی الفاظ کہو۔''اس نے سو مرتبہ پھر وہی الفاظ دہرائے۔ آپ نے فرمایا:''پھر وہی الفاظ دہراؤ۔''اس طرح پانچ مرتبہ اس کو حکم دیا۔ چنانچہ، اس نے پانچ سو مرتبہ وہ الفاظ دہرائے۔ اتنے میں وزیر کی والدہ اُمِّ جَعْفَر کا خادم ایک خط اور تھیلی لے کر حاضر ہوا اور کہا:''اے مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی! اُمِّ جَعْفَر آپ کو سلام کہتی ہے، اس نے یہ تھیلی آپ کی خدمت میں بھجوائی ہے اور کہا ہے کہ غرباء ومساکین میں یہ رقم تقسیم فرما دیں۔''

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاصد سے فرمایا:''رقم کی تھیلی اس شخص کو دے دو، اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے۔''قاصد نے کہا:''یہ پانچ سو (500) درہم ہیں، کیا سب اسے دے دوں؟''فرمایا:''ہاں! ساری رقم اسے دے دو۔ اس نے پانچ سو مرتبہ''مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ''کہا تھا۔''پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:''یہ پانچ سو درہم تمہیں مُبارَک ہوں، اگر اس سے زیادہ مرتبہ کہتے تو ہم بھی اتنی ہی مقدار مزید بڑھا دیتے۔ جاؤ! یہ رقم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔''

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولیائے کرام کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے صفاتی اسماء کی بھی بہت زیادہ برکات ہیں۔ ان کا ورد کرنے سے جہاں نیکیوں کا بیش بَہا خزانہ ملتا ہے وہیں دنیوی مسائل بھی حل ہوتے ہیں۔ بانیٔ دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلسنت ابو بلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کی خیر خواہی کے عظیم جذبے کے تحت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بعض صفاتی ناموں کی برکتوں پر مشتمل''**چالیس (40) روحانی علاج**''نامی رسالہ مُرَتَّب فرمایا ہے۔ جسے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** نے شائع کیا ہے۔ اس رسالے میں ہمارے مسائل کا روحانی علاج بتایا گیا ہے۔ چند روحانی علاج درج ذیل ہیں:''(1)......**یَا حَکِیْمُ**: جو کوئی روزانہ پانچوں نمازوں کے بعد اسّی (80) بار پڑھے کسی کا محتاج نہ ہو۔ (2)......**یَا قَابِضُ**: جو کوئی ہر روز تیس (30) بار پڑھے وہ دشمن پر فتح پائے۔ (3)......**یَا مُحْیِی**: سات بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیجئے، گیس ہو یا پیٹ یا کسی بھی جگہ درد ہو یا کسی عُضو کے ضائع ہو

جانے کا خوف ہو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فائدہ ہوگا اور (4)......یَا مُمِیْتُ: سات بار پڑھ کر اپنے او پر دم کر لیا کیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جادو اثر نہیں کرے گا۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

مفلسی و تنگدستی دور کرنے کا وظیفہ

حکایت نمبر 300:

حضرت سیِّدُنا ابنِ شِیْرَ وَیْہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''ایک دن میں حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا، اتنے میں ایک پریشان حال، تنگدست، غریب شخص آیا اور اپنی مفلسی کی شکایت کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنی حفظ وامان میں رکھے، اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ جا اور یہ الفاظ بار بار پڑھ: ''مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ، (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے جو چاہا وہی ہوا) مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ، مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ۔''

حضرت سیِّدُنا ابن شِیْرَ وَیْہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا۔ جب ایک پُل کے قریب پہنچا تو ایک سوار بہت تیز رفتاری سے آتا دکھائی دیا۔ اس نے قریب آکر کہا: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! ٹھہر جاؤ۔'' تو وہ محتاج وعیال دار شخص ٹھہر گیا، سوار نے اسے ایک تھیلی دی اور چلا گیا۔'' غریب شخص نے اپنے رفیق سے کہا: ''دیکھو! اس تھیلی میں کیا ہے؟'' جب تھیلی کھولی تو دیناروں سے بھری ہوئی تھی۔ وہ بہت خوش ہوا اور اپنے رفیق سے کہا: ''آؤ، حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سناتے ہیں۔'' چنانچہ، وہ دونوں حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں پہنچے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو دیکھتے ہی فرمایا: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! جب تیری حاجت پوری ہوگئی تو واپس آنے کی کیا ضرورت تھی؟ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اہل وعیال کی طرف یہ کہتے ہوئے لوٹ جاؤ: ''مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ، مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ، مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت سے ہمیں درس ملا کہ جب کبھی کوئی دینی یا دنیوی پریشانی آئے تو بزرگوں کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کروانی چاہئے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان نیک ہستیوں کے صدقے ہماری مصیبتیں دور ہوں گی، خوشحالی اور سکون کی دولت میسر ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پریشان حالوں کی مدد کرنا اور ان کی پریشانیاں دور کرنا نیک لوگوں کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ جتنا ہو سکے اپنے مسلمان بھائیوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی خیر خواہی کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دعوت اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں یہ سوچ دی جاتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے مسلمان

بھائیوں کی پریشانیاں دور کرنی چاہئیں۔ ''**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح**'' کے مقدس جذبے کے تحت دعوت اسلامی کے مدنی قافلے سفر کرتے رہتے ہیں۔ آپ بھی اس مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ ہوکر دارین کی سعادتیں حاصل کریں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ ہم سب کو ایک دوسرے کی خیر خواہی کی توفیق عطا فرمائے۔)

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 301: **دعائے معروف علیہ رحمۃ اللہ الرءُوف کی برکت**

حضرتِ سیِّدُنا ابوسلیمان رُومی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے خلیل صیاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میرا بیٹا شہر سے باہر کھیتوں کی طرف گیا اور گم ہوگیا، خوب ڈھونڈا لیکن کہیں نہ ملا، بیٹے کی جدائی پر اس کی والدہ غم سے نڈھال ہوگئی۔ میں حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے ابومحفوظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میرا بیٹا لاپتہ ہوگیا ہے۔ اس کی والدہ بیٹے کی جدائی میں غم سے ہلکان ہوئی جارہی ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اب تم کیا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''حضور! دعا فرمائیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارے بیٹے کو ہم سے ملوا دے۔ یہ سن کر ولی کامل، مقبولِ بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ، حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس طرح التجا کی:

''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بے شک تمام آسمان تیرے ہیں، زمین تیری ہے اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے سب کا مالک و خالق تو ہی ہے۔ میرے مالک! ان کا بچہ انہیں لوٹا دے۔''

حضرت سیِّدُنا خلیل صیاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کہتے ہیں: پھر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت سے شہر کے دروازے پر آیا تو اپنے بیٹے کو وہاں موجود پایا اس کا سانس پھول رہا تھا۔ میں نے جب اپنے بیٹے کو دیکھا تو فرطِ محبت سے پکارا: ''اے محمد! اے میرے بیٹے!'' میری آواز سن کر وہ میری طرف لپکا۔ میں نے اسے سینے سے لگا کر پوچھا: ''میرے لختِ جگر تم کہاں تھے؟'' کہا: ''ابا جان میں گندم کے کھیتوں میں مارا مارا پھر رہا تھا کہ اچانک یہاں پہنچ گیا۔'' میں اپنے بچے کو لے کر خوشی خوشی گھر کی طرف چل دیا۔ یہ سب حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی دعا کی برکت تھی کہ مجھے میرا بیٹا مل گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دیکھا آپ نے کہ نیک لوگوں کی دعاؤں سے مصیبتیں کیسے ٹلتی اور غم دور ہوتے ہیں۔ **اللہ** کریم اپنے بندوں پر ہر آن کرم کی بارش برسا رہا ہے جو چاہے اس بارانِ رحمت میں نہالے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے اولیاء کرام

کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔اوران کی برکت سے ہمارے مصائب وآلام دُور فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

؎ دعائے ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر302: امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی نگاہِ بصیرت

کروڑوں حنفیوں کے عظیم پیشوا، سراج الاُمّہ، کاشف الغُمّہ حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردِ رشید حضرت سیِّدُنا امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب علیہ رحمۃ اللہ الحسیب اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''ابھی میں چھوٹا سا تھا کہ میرے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ گیا۔گھریلو حالات سازگار نہ تھے۔میری والدہ نے مجھے ایک دھوبی کے پاس بھیج دیا تاکہ وہاں کام کروں اور جو اجرت ملے اس سے گھر کا خرچہ چلتا رہے۔میں وہاں جاتا اور کام کرتا۔میں ایک مرتبہ علم وعمل کے روشن چراغ حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ درس میں بیٹھ گیا۔مجھے ان کی باتیں بہت پسند آئیں۔چنانچہ، میں نے دھوبی کے پاس جانا چھوڑ دیا اور اس حلقۂ درس میں شریک ہونے لگا۔میری والدہ کو معلوم ہوا تو مجھے وہاں سے لے گئی اور دھوبی کے پاس چھوڑ دیا۔میں چھُپ چھُپ کر امام صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوتا جیسے ہی میری والدہ کو معلوم ہوتا مجھے وہاں سے اٹھا کر دھوبی کے پاس لے جاتی۔حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم میرا شوقِ علمی دیکھ کر میری طرف خاص توجہ فرماتے۔

جب معاملہ بڑھا تو ایک دن میری والدہ استاذِ محترم حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس آئی اور کہا: ''میرے اس بچے کو آپ نے بگاڑ دیا ہے۔یہ بچہ یتیم ہے۔کوئی ایسا نہیں جو اس کی پرورش کرے۔میں سارا دن سُوت کاتتی ہوں جو اُجرت ملتی ہے اس سے اس کی پرورش کرتی ہوں۔اس امید پر کہ یہ بڑا ہو جائے اور کچھ کما کر لائے۔اسی لئے میں نے اسے دھوبی کے پاس بھیجا تھا کہ اس طرح کچھ نہ کچھ رقم مل جایا کرے گی اور ہمارا گزارہ ہوتا رہے گا۔اب یہ سب کچھ چھوڑ کر آپ کے پاس آبیٹھتا ہے۔''

میری والدہ کی یہ باتیں سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا''اے خوش بخت! اپنے اس بچے کو علم کی دولت حاصل کرنے دے، وہ دن دور نہیں کہ یہ باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور عمدہ فالودہ کھائے گا۔'' یہ سن کر میری والدہ بہت ناراض ہوئی اور کہا: ''لگتا ہے بڑھاپے کی وجہ سے آپ کا دماغ چل گیا ہے، ہم جیسے غریب لوگ باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ کیسے کھا سکتے ہیں؟'' یہ کہہ کر میری والدہ گھر چلی آئی۔میں حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی بارگاہ میں حاضر رہ کر علمِ دین سیکھتا رہا۔آپ رحمۃ اللہ

تعالٰی علیہ مجھ پر بھرپور توجہ فرماتے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! آپ کی برکت سے مجھے علم وعمل کی بے انتہاء دولت نصیب ہوئی، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے رِفعت وبلندی عطا فرمائی۔ میرے محسن ومُرَبِّی استاذِ محترم دنیا سے پردہ فرما چکے تھے۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب خلیفہ ہارون الرشید نے عہدۂ قضاء میرے سپرد کر دیا۔

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اکثر میری دعوت کرتے اور اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ ایک مرتبہ خلیفہ نے پُرتکلُّف دعوت کا اہتمام کیا، انواع واقسام کے کھانے چُنے گئے۔ خلیفہ نے باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور عمدہ فالودہ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا: ''اے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ! یہ حلوہ کھایئے، روز روز ایسا حلوہ تیار کروانا ہمارے لئے آسان نہیں۔'' یہ سن کر میں ہنسنے لگا۔ پوچھا: ''آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ خلیفہ کو سلامت رکھے، میرے استاذِ محترم حضرتِ سیِّدُ نا امام اَعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے برسوں پہلے میری والدہ سے فرمایا تھا کہ تمہارا یہ بیٹا باداموں اور دیسی گھی کا حلوہ اور فالودہ کھائے گا'' آج میرے استاذِ محترم کا فرمان پورا ہو گیا۔ پھر میں نے اپنے بچپن کا سارا واقعہ خلیفہ کو سنایا تو وہ بہت متعجب ہوئے اور فرمایا: ''بے شک علم ضرور فائدہ دیتا اور دین ودنیا میں بلندی دِلواتا ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ حضرتِ سیِّدُ نا امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، **جس چیز کو ان کے سر کی آنکھ نہ دیکھ سکتی اسے اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھ لیا کرتے تھے۔**''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت میں ہمارے لئے بے شمار مدنی پھول ہیں۔ عِلمِ دین، دنیا وآخرت میں رِفعت وسُرخروئی کا باعث ہے۔ بڑے بڑے دنیا داروں کو وہ مقام ومرتبہ نہیں ملتا جو دین کے شیدائیوں کو بآسانی حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اولیاء کرام نگاہِ فراست سے آنے والے واقعات کو دیکھ لیتے ہیں۔ استاذِ کامل کی توجہ خاص انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ علمِ دین خود بھی سیکھیں اور اپنی اولاد کو بھی سکھائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے زیرِ انتظام علم وعمل کی دولت لوگوں کو منتقل کرنے کے لئے کئی جامعات ومدارس بنام **جامعۃ المدینہ** اور **مدرسۃ المدینہ** قائم ہیں۔ یہاں نہ صرف علم کی لازوال دولت تقسیم ہوتی ہے بلکہ عمل کا جذبہ بھی دیا جاتا ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ہزارہا طلباء وطالبات علمِ دین کی دولت سے منور ہو رہے ہیں اور سینکڑوں طلباء زیورِ علم وعمل سے آراستہ ہو کر اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے مصروفِ عمل ہیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **دعوتِ اسلامی** کو دن دُگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم)

دعوتِ اسلامی کی قَیُّوم دونوں جہاں میں مچ جائے دھوم
اس پہ فدا ہو بچہ بچہ یا اللہ! میری جھولی بھر دے۔ (آمین)

حکایت نمبر303:

خوش بختوں کا حصہ

حضرتِ سیِّدُ نا عبدُ الصَّمَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں:''ایک رات حضرت سیِّدُ نا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب اللہ ربُّ العزَّت کی بارگاہ میں اس طرح عرض گزار ہوئے:''اے میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے اور میرے اہل وعیال کو بھوکا رکھا، میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھے اور میرے اہل وعیال کو کپڑوں کے بغیر رکھا، تین دن ہمیں اسی حالت میں گزر گئے، میں نے اور میرے گھر والوں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا، مسلسل تین راتیں ہمارے گھر چراغ نہ جلا، آخر میرا کون سا عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہوا ہے جس کی وجہ سے ہمارے ساتھ ایسا مبارک معاملہ ہو رہا ہے جو تیرے اولیاء کے ساتھ ہوتا ہے؟ ایسی سعادت تو تیرے پسندیدہ وبرگزیدہ بندوں کو نصیب ہوتی ہے، میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر چوتھا دن بھی اسی حالت میں گزرا تو میں سمجھوں گا کہ تیری بارگاہ میں میرا بھی کچھ مقام ومرتبہ ہے۔''

راوی کہتے ہیں:''جب صبح ہوئی اور چوتھا دن شروع ہوا تو کسی نے دروازے پر دستک دی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا:''کون ہے؟'' جواب ملا:''میں حضرت سیِّدُ نا عبداللہ ابن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قاصد ہوں، انہوں نے آپ کو دیناروں کی یہ تھیلی اور ایک رقعہ بھجوایا ہے۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خط پڑھا تو اس میں لکھا تھا:''اس سال میں حج کے لئے نہیں آسکا، میں آپ کو اتنے اتنے دینار بھجوا رہا ہوں قبول فرمالیں۔'' وَالسَّلَام! عبداللہ بن مُبَارَک۔

خط پڑھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زاروقطار رونے لگے اور کہا:''میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ میں اتنا خوش قسمت نہیں کہ مجھے بھی وہی نعمت ملے جو اولیاء کرام کو ملا کرتی ہے۔ ہم اس قابل کہاں کہ ہمیں فقر کی لازوال دولت حاصل ہو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** مصائب وتکالیف کا ڈَٹ کر مقابلہ کرنا چاہئے اور راضی برضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ رہنا چاہئے۔ اور یہ سعادت اہلِ حق کا حصہ ہے۔ انہیں چاہے کیسی ہی مصیبت پہنچتی، کیسی ہی پریشانی لاحق ہوتی وہ ہرگز ہرگز ناشکری اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرتے بلکہ اس حالت کو بہت بڑی سعادت سمجھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول میں ہر طرح کی آزمائش پر صبر کرنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے۔ آپ بھی دعوت اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دنیا وآخرت سنور جائے گی۔)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر304:

عارضی عیش وعشرت

محمد بن جَعْفَر بن یحیٰی بن خالد بن بَرْمَک سے منقول ہے کہ'' جب میرا دادا یحیٰی بن خالد بن برمک قید میں تھا تو میرے والد نے اس سے پوچھا:'' ابا جان! ہمیں حکومت وشان وشوکت ملی، ہمارے احکامات پر عمل کیا جاتا رہا، ہماری بڑی ٹھاٹھ باٹھ تھی، اب زمانے نے ہمیں قید کردیا اور اُونی کپڑے پہننے تک نوبت آگئی، اس کی کیا وجہ ہے؟'' میرے دادا نے کہا:'' اے میرے بیٹے! مظلوم کی پکار رات کے اندھیرے میں بلند ہوتی رہی اور ہم اس سے غافل رہے، لیکن علیم وخبیر پروردگار عَزَّوَجَلَّ اس سے غافل نہیں، پھر چند اشعار پڑھے۔ جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:'' کتنی ہی ایسی قومیں ہیں کہ ان کے صبح وشام نعمتوں اور آسائشوں میں گزرے اور زمانہ ان پر عیش وعشرت کی خوب بارش برساتا رہا، زمانہ ان سے خاموش رہا پھر جب بولا تو انہیں خون کے آنسورُلانے لگا۔''

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے، ظالموں سے ہماری حفاظت فرمائے اور مظلوموں کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** انسان کو ہر دم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ گناہوں میں ہر وقت مستغرق رہنے کے باوجود اگر ہمیں ڈھیل دی جاتی رہے تو اس ڈھیل سے خوش نہیں ہونا چاہئے، بلکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پکڑ سے ہر دم لرزاں وترساں رہنا چاہئے۔ بے شک اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ طاقت ودولت کے نشے میں آکر کسی غریب ومظلوم کی بددعا نہیں لینی چاہئے، کسی بے گناہ پر ظلم وستم کے تیر چلانے والا ظالم وسخت دل شخص جب عذابِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں گرفتار ہوتا ہے تو اس کی سب اَکڑ نکل جاتی ہے اور مظلوم کی دعا بہت جلد مقبول ہوتی ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ ظلم وستم اور تمام برے افعال سے اجتناب کرے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی سے ہر دم ڈرتا رہے کہ نہ جانے ہمارے بارے میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر کیا ہے؟ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی دائمی رضا عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

حکایت نمبر305:

جا! ہم نے تجھے بخش دیا

حضرت محمد بن سلم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے منقول ہے کہ'' میں نے قاضی یحیٰی بن اَکْثَم کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:'' مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟ یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' کہا:'' **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کیا اور فرمایا: اے

بدعمل بڈھے!'' اگر تیرے بال سفید نہ ہوتے تو میں تجھے ضرور آگ میں جلاتا۔'' یہ فرمان سن کر میری کیفیت وہ ہوگئی جو ایک مجرم کی اپنے آقا کے سامنے ہوتی ہے، میں بری طرح کانپنے لگا۔ جب افاقہ ہوا تو دوبارہ ارشاد ہوا: ''اے بدعمل بڈھے! تو سفید ریش نہ ہوتا تو میں ضرور تجھے آگ میں جلاتا۔'' مجھ پر پھر ہیبت طاری ہوگئی اور میں بری طرح کانپنے لگا۔ جب حالت کچھ سنبھلی تو تیسری مرتبہ پھر اسی طرح فرمایا۔ میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے میرے خالق و مالک! اے رحیم و کریم! اے عفو ودرگزر فرمانے والے! میں نے عبدالرزاق بن ہمام سے، انہوں نے مَعْمَر بن راشد سے، انہوں نے ابنِ شِہَاب زُہری سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے تیرے نبی مُکَرَّم، نورِ مُجَسَّم، رسولِ مُحتشم، شافعِ اُمم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اور انہوں نے جبرائیلِ امین علیہ السلام سے تیرا یہ فرمان سنا: ''میرا وہ بندہ جسے اسلام میں بڑھاپا آئے، اسے جہنم کا عذاب دینے سے مجھے حیا آتی ہے۔'' تو میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''عبدالرزاق، مَعْمَر، زُہری اور اَنس سب نے سچ کہا، میرے نبی نے سچ کہا، جبریل نے سچ کہا اور میرا قول سچا ہے، اے فرشتو! اسے جنت میں لے جاؤ۔''

(اللآلیُ المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة، کتاب المبتداء، ج ۱، ص ۱۲۵)

ایک روایت میں اس طرح ہے، قاضی یحیٰی بن اَکْثَم سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''اے بوڑھے! تیرے لئے برائی ہے۔'' عرض کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیرے نبی بَرحق صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''تو اس بات سے حیاء کرتا ہے کہ اَسّی (80) سال والے بوڑھوں کو عذاب دے۔ (الجامع الصغیر، الحدیث ۱۸۹۱، ص ۱۱٦، مفهومًا) اے میرے خالق! میں بھی اَسّی سال دنیا میں گزار کر آیا ہوں، مجھ پر بھی کرم فرما دے۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: ''میرے نبی آخر الزماں نے سچ فرمایا ہے، جا! ہم نے تجھے بخش دیا۔''

ہر خطا تُو درگزر کر بیکس و مجبور کی یا الٰہی مغفرت کر بیکس و مجبور کی

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 306: دِین کے لئے بہترین سہارا

قاضی ابو عمر محمد بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، ایک مرتبہ میرے والدِ محترم لوگوں کے فیصلے کر رہے تھے۔ اتنے میں خلیفہ مُعْتَضِدْ بِاللہ کا خاص غلام فیصلہ کروانے کے لئے فریقِ مخالف کے ساتھ کمرۂ عدالت میں داخل ہوا اس کا کسی معاملہ میں ایک شخص کے ساتھ جھگڑا ہوگیا تھا وہ اپنے مخالف فریق کے ساتھ کھڑا ہونے کے بجائے خاص لوگوں کی نشست پر جا بیٹھا۔

حاجب (یعنی دربان) نے اس سے کہا: ''عدالت کے اصولوں میں سے ہے کہ فریقین ایک ساتھ کھڑے ہوں لہٰذا آپ بھی اپنے مدِّ مقابل کے پاس اسی جگہ چلے جائیں جہاں وہ کھڑا ہے۔''

حاجب کی بات کا اس نے کوئی جواب نہ دیا اور وہیں بیٹھا رہا، خلیفہ کا خاص غلام ہوکر فیصلے کے لئے ایک عام آدمی کے ساتھ کھڑا ہونا اس کے نفس نے گوارا نہ کیا۔ اس کی اس حرکت پر میرے والد کو بہت غصہ آیا، انہوں نے پکار کر کہا: ''تیری یہ جرأت کیسے ہوئی، تجھے تیرے فریقِ مخالف کے ساتھ کھڑے ہونے کو کہا جا رہا ہے اور تو انکار کر رہا ہے؟ اے خادم! کاغذ لاؤ تاکہ میں اس شخص کو عمرو بن ابو عمر کے ہاتھوں بیچ دوں اور اسے لکھ دوں کہ اس کی قیمت خلیفہ کو بھجوا دو۔ پھر حاجب کو حکم دیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاؤ اور دونوں فریقوں کو برابر کھڑا کر دو۔'' حاجب نے اسے زبردستی اٹھایا اور فریقِ ثانی کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ جب مجلس قضاء برخاست ہوئی تو وہ غلام خلیفہ کے پاس جا کر رونے لگا۔ خلیفہ نے وجہ پوچھی تو کہا: ''حضور! قاضی صاحب نے آج میری بہت بے عزتی کی اور مجھے ایک گھٹیا شخص کے ساتھ کھڑا کر دیا حالانکہ میں آپ کا خاص خادم ہوں، میری ایک عام آدمی سے کیا برابری؟

خلیفہ نے غضب ناک ہوکر کہا: ''اگر قاضی صاحب تجھے بیچ دیتے تو میں اس بیع کو نافذ رکھتا اور کبھی بھی تجھے اپنے پاس نہ بلاتا۔ میرے ہاں تیرا خاص مقام ہونا عدل وانصاف کے لئے آڑ نہیں بن سکتا۔ **بے شک عدل وانصاف سلطانوں کے لئے مضبوط ستون اور دین کے لئے بہترین سہارا ہے**، قاضی صاحب نے جو کیا دُرست کیا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان کو حق گوئی اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 307: اسمِ اعظم کے مُتَمَنّی کا امتحان

حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن حسن رازی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''مجھے بتایا گیا کہ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری علیہ رحمۃ اللہ القوی ''اسمِ اعظم'' جانتے ہیں۔ چنانچہ، میں مصر کی طرف روانہ ہوا۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا بالآخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ میری داڑھی کافی بڑھی ہوئی تھی۔ ایک بڑا سا پیالہ میرے پاس تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نظر میری طرف دیکھا پھر دوسری طرف متوجہ ہوگئے پھر میری طرف بالکل التفات نہ فرمایا۔ میں بھی آس لگائے بیٹھا رہا کہ کبھی نہ کبھی تو نظرِ کرم ضرور فرمائیں گے، اسی آس میں کافی دن گزر گئے۔

ایک دن ایک تیز طرار چرب زبان شخص جو علمِ کلام میں ماہر تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور مناظرہ کرنے لگا۔ آپ

رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے دلائل سے گفتگو کی لیکن وہ اپنی چرب زبانی کی وجہ سے قابو نہ آیا۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو اس سے مناظرہ کیا اور اسے لاجواب کر دیا، وہ شکست کھا کر وہاں سے چلا گیا۔ اب حضرت سیِّدُ نا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی میرا مقام جان چکے تھے، آپ میرے پاس آئے مجھے گلے سے لگایا اور میرے سامنے بیٹھ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ضعیف العمر جبکہ میں عالَمِ شباب میں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کمالِ انکساری کا مظاہرہ کیا اور معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ''اے نوجوان! میں تجھے پہچان نہ سکا میں اپنے رویّے پر معذرت خواہ ہوں۔'' میں نے کہا: ''حضور! کوئی بات نہیں، میں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔''

چنانچہ، ایک سال تک میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت کرتا رہا، ایک دن موقع پا کر میں نے عرض کی: ''حضور! میں ایک سال مسلسل آپ کی خدمت کرتا رہا ہوں، اب میرا حق آپ پر لازم ہو گیا ہے، مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ''**اسمِ اعظم**'' جانتے ہیں۔ ایک سال کے عرصہ میں آپ مجھے اچھی طرح جان چکے ہوں گے، حضور! مجھے یقین ہے کہ میری مثل آپ کسی ایسے کو نہ پائیں گے جسے اسمِ اعظم سکھایا جائے، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ''**اسمِ اعظم**'' کی تعلیم دے دیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا لیکن مجھے ایسا محسوس ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مجھے ''**اسمِ اعظم**'' سکھانے کے لئے راضی ہو گئے ہیں۔

میں چھ ماہ تک مزید آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت کرتا رہا، ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک تھال اور رومال میں بندھی ہوئی کوئی چیز دے کر فرمایا: ''اے نوجوان! شہر **فُسْطَاط** میں رہنے والے ہمارے فلاں دوست کو تم جانتے ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' فرمایا: ''ہماری خواہش ہے کہ تم یہ تھال اس تک پہنچا دو، میں نے وہ تھال اُٹھایا اور **فُسْطَاط** کی طرف چل پڑا، میں سوچ رہا تھا کہ ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی جیسا شخص فلاں شخص کو ہدیہ بھیج رہا ہے، اس تھال میں ضرور کوئی خاص چیز ہوگی، دیکھوں تو سہی کہ آخر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے دوست کو کیا تحفہ بھجوایا ہے۔ میں بے صبرا ہو گیا، ایک پُل کے قریب پہنچ کر تھال نیچے رکھا اس میں نہ جانے کیا چیز تھی جسے رومال سے باندھ دیا گیا تھا، میں نے رومال کھول کر اوپر اٹھایا تو ایک چوہا نکل کر بھاگا یہ دیکھ کر مجھے بہت غصہ آیا اور دل میں کہنے لگا: ''حضرت ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی جیسے بندے نے مجھ جیسے شخص کے ہاتھوں اپنے دوست کو تحفہ میں چوہا بجھوا کر میرے ساتھ مذاق کیا ہے۔'' چنانچہ، اسی غصہ کی حالت میں، مَیں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے پاس پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے میری حالت دیکھ کر فرمایا: ''اے نادان! ہم نے تجھے آزمایا اور ایک چوہا تیرے پاس امانت رکھوایا لیکن تو چوہے کے معاملے میں بھی خیانت کر بیٹھا، اگر میں نے ''**اسمِ اعظم**'' امانتاً تیرے پاس رکھ دیا تو تیرا کیا حال ہوگا، جا مجھ سے دور ہو جا۔ تو اس قابل نہیں کہ تجھے یہ دولت دی جائے۔''

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر308:

دو عظیم مُحَدِّث

حضرت سیِّدُنا محمد بن مُنْذِر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور محدث حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن اِدْرِیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پڑوس میں رہا کرتے تھے۔ان کا بیان ہے کہ''ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید اپنے دونوں بیٹوں امین اور مامون کو ساتھ لے کر حج کے لئے روانہ ہوئے،جب''کوفہ'' پہنچے تو حضرت سیِّدُنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا:''کوفہ کے تمام مُحَدِّثین (مُحَد۔دِ۔ثِین) کو پیغام بھجوائیں کہ وہ ہمارے پاس آکر حدیث سنائیں۔خلیفہ کا پیغام سن کر سوائے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن اِدْرِیس اور حضرت سیِّدُنا ابن یُونُس کے تمام محدثین خلیفہ کے پاس پہنچ گئے اور حدیثیں بیان کیں۔امین اور مامون کو جب معلوم ہوا کہ دو محدث خلیفہ کے پاس نہیں آئے تو انہوں نے خود ان کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔پہلے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن اِدْرِیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچ کر حدیثِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سننے کی خواہش ظاہر کی،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں 100 حدیثیں سنائیں۔حدیث سننے کے بعد مامون نے کہا:''چچا جان!اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو یہ سو حدیثیں آپ کو سنائیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازت دی تو مامون نے جیسے سنی تھیں حرف بحرف اسی طرح سنا دیں۔حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن اِدْرِیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو خود بہت زیادہ مضبوط حافظہ کے مالک تھے۔مامون الرشید کی ذہانت وفطانت دیکھ کر بہت متعجب ہوئے۔مامون نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا:''چچا جان! آپ کی مسجد کے برابر میں دو گھر ہیں اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو انہیں خرید کر آپ کی مسجد کو وسیع کر دیا جائے۔''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''جس نے مجھ سے پہلے والوں کی کفایت کی وہ میری بھی کفایت کرے گا،مجھے ان گھروں کی خریداری کی رغبت نہیں۔''مامون الرشید نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم پر پھنسی نکلی ہوئی ہے تو کہا:''چچا جان!ہمارے ساتھ ماہر طبیب اور بہترین دوائیں ہیں،اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجازت دیں تو ہم کسی ماہر طبیب کو بلائیں جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علاج کرے؟''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا:''پہلے بھی اس کی مثل زخم ہوا تھا،جو خود بخود ٹھیک ہو گیا،اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔''مامون نے بہت سا مال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دینا چاہا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لینے سے انکار کر دیا اور ایک درہم بھی قبول نہ کیا۔

پھر امین و مامون حضرت سیِّدُنا ابنِ یُونُس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور احادیث سنیں۔جب واپس ہونے لگے تو خدام کو حکم دیا کہ''حضرت سیِّدُنا ابن یُونُس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دس ہزار درہم پیش کئے جائیں۔''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کر دیا،مامون نے سمجھا کہ شاید دس ہزار درہم کم ہیں اس لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انکار فرما رہے ہیں۔چنانچہ،اس نے بیس ہزار درہم پیش کئے،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم!مَیں حدیثِ نبوی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلَّم سنانے کے عوض پانی کے چند گھونٹ اور روٹی کا ٹکڑا بھی قبول نہیں کروں گا، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تم اس مسجد کو چھت تک سونے سے بھر دو تب بھی میں حدیث کے عوض یہ دولت قبول نہیں کروں گا۔'' یہ سن کر امین و مامون اس عظیم مُحَدِّث کے پاس سے واپس چلے آئے، اس مردِ قلندر نے ان سے ایک درہم بھی نہیں لیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم }

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے بزرگانِ دین کیسے خود دار اور مُتَوَکِّل ہوا کرتے تھے۔ان کی نظروں میں دنیوی دولت وشہرت کی کچھ بھی اہمیت نہ تھی۔ وہ کسی بھی دنیادار کی دنیوی آسائشوں اور نعمتوں کو دیکھ کر مرعوب نہ ہوتے بلکہ بڑے بڑے امراء ووزراء پران بزرگ ہستیوں کا رُعب ودبدبہ ہوتا۔ سچ ہے کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہے ہر چیز اس سے ڈرتی ہے، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرتا ہے اسے کسی کی محتاجی نہیں ہوتی۔ ہمارے اسلاف اپنے دینی منصب کو کبھی بھی اپنے دنیوی فائدے کے لئے استعمال نہ کرتے۔انہیں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ پر یقینِ کامل تھا۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر309: جان کی قربانی دینے والی مؤمنہ

حضرتِ سیِّدُ ناسَدی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے کہ ''ایک بادشاہ بڑی عیش وعشرت سے شاہانہ زندگی گزار رہا تھا۔اس کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام ''خِضَر'' تھا۔ وہ بہت مُتَّقی و پرہیز گار تھا۔ایک دن بادشاہ کے پاس اس کا بھائی الیاس گیا اور کہا: ''بھائی جان! اب آپ کی عمر بہت ہوگئی ہے، آپ کا بیٹا خضر حکومت میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا، آپ خضر کی شادی کرادیں تاکہ اس کی اولاد میں سے کوئی آپ کا جانشین بن کر تختِ شاہی سنبھال لے اور اس طرح حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے۔'' بھائی کی بات بادشاہ کو پسند آئی اس نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا: ''بیٹا! تم شادی کرلو۔'' شہزادے نے انکار کیا تو بادشاہ نے کہا: ''تمہیں شادی ضرور کرنا پڑے گی۔ سعادت مند بیٹے نے جب باپ کا اصرار دیکھا تو شادی کے لئے تیار ہوگیا۔ بادشاہ نے ایک دوشیزہ سے اس کی شادی کردی۔شہزادہ اپنی رفیقۂ حیات کے پاس گیا اور کہا: ''مجھے عورتوں میں کچھ رغبت نہیں، اگر تو چاہے تو میرے ساتھ رہ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کر، تیرا نان ونفقہ شاہی خزانے سے ادا کیا جائے گا۔لیکن ہمارے درمیان ازدواجی تعلق قائم نہ ہوسکے گا، اگر اس بات پر راضی ہے تو میرے ساتھ رہ اور اگر چاہے تو میں تجھے طلاق دے دیتا ہوں؟''

سعادت مند بیوی نے کہا: ''میرے سرتاج! آپ سے دوری مجھے گوارا نہیں، میں آپ کے ساتھ رہ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

عبادت کروں گی ۔'' شہزادے نے کہا: ''اگر یہی بات ہے تو میرا راز کسی پر ظاہر نہ کرنا، اگر تو میرا راز چھپائے گی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے اپنے حفظ و امان میں رکھے گا۔ اگر میرا راز فاش کرے گی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے ہلاکت میں مبتلا کر دے گا۔'' اس نے یقین دہانی کرائی کہ میں یہ راز پوشیدہ رکھوں گی۔ چنانچہ، دونوں میاں بیوی دن رات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مشغول رہنے لگے۔ ایک سال گزرنے کے باوجود ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو بادشاہ نے اپنی بہو کو بلایا اور کہا: ''میرا بیٹا بالکل نوجوان ہے تم بھی جوان ہو، پھر بھی تمہارے ہاں اولاد کیوں نہ ہوئی ؟'' سعادت مند و وفا شِعار بیوی نے کہا: ''اولاد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے ہوتی ہے، جب وہ چاہے گا اولاد عطا فرمائے گا۔'' پھر بادشاہ نے اپنے بیٹے خضر کو بلایا اور کہا: ''ایک سال گزرنے کے باوجود تمہارے ہاں اولاد کیوں نہ ہوئی ؟'' کہا: ''اولاد حکمِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے ہوتی ہے، جب وہ چاہے گا عطا فرما دے گا۔''

پھر بادشاہ سے کہا گیا: شاید! یہ عورت بانجھ ہے اسی لئے اولاد نہ ہوئی، آپ شہزادے کی شادی کسی ایسی عورت سے کرائیں جو بانجھ نہ ہو اور اس کے ہاں اولاد ہو چکی ہو۔ بادشاہ نے شہزادے کو بلایا اور حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، شہزادے نے کہا: ''ابا جان! اسے مجھ سے جدا نہ کریں، وہ بڑی بابرکت اور قابلِ رشک عورت ہے۔'' بادشاہ نے کہا: ''تجھے میری بات ماننا پڑے گی، بالآخر شہزادے نے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے مجبوراً طلاق دے دی۔'' بادشاہ نے شہزادے کی شادی ایک بیوہ سے کرا دی جس کے ہاں پہلے بھی اولاد ہو چکی تھی۔ شہزادہ جب اپنی اس نئی دلہن کے پاس پہنچا تو اس سے بھی وہ بات کہی جو پہلی بیوی سے کہی تھی۔ اس نے بھی شہزادے کے ساتھ رہ کر عبادت کرنا منظور کر لی، دن رات دونوں عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے، ان کے درمیان ایک مرتبہ بھی ازدواجی تعلق قائم نہ ہوا۔ سال گزرنے کے باوجود جب اولاد کے آثار نظر نہ آئے تو بادشاہ نے اس عورت کو اپنے پاس بلایا اور کہا: ''اپنے پہلے خاوند سے تیرے ہاں اولاد ہوئی، اب میرے بیٹے کی اولاد تجھ سے کیوں نہ ہوئی، حالانکہ میرا بیٹا خوبرو نوجوان ہے اور تو بانجھ بھی نہیں۔'' اس نے کہا: ''اولاد جبھی ہوتی ہے جب میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق قائم ہو آپ کا بیٹا تو ہر وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا ہے، اس نے ایک مرتبہ بھی وظیفۂ زوجیت ادا نہیں کیا۔''

بادشاہ یہ سن کر بہت غصہ ہوا، اس نے خادم بھیج کر شہزادے کو بلوایا، لیکن شہزادہ وہاں سے بھاگ گیا۔ تین سپاہی اس کے پیچھے گئے تو شہزادہ مل گیا۔ سپاہیوں نے بادشاہ کے پاس لے جانا چاہا تو اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ دو سپاہی لے جانے پر بضد رہے تو تیسرے نے کہا: ''شہزادے پر سختی نہ کرو، اگر ہم اس وقت اسے بادشاہ کے پاس لے گئے تو ہو سکتا ہے کہ بادشاہ غصہ میں آ کر اپنے اس نیک بیٹے کو قتل کروا دے۔ بہتری اسی میں ہے کہ شہزادے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ دونوں سپاہی تیسرے کی بات سے متفق ہو گئے اور شہزادے کو وہیں چھوڑ کر بادشاہ کے پاس پہنچے۔ بادشاہ نے شہزادے کے متعلق پوچھا: تو دو سپاہی کہنے لگے: عالی جاہ! ہم نے تو اسے پکڑ لیا تھا لیکن ہمارے رفیق نے اسے چھڑوا دیا۔ بادشاہ نے غصہ میں آ کر تیسرے سپاہی کو قید میں

ڈال دیا۔ پھر بادشاہ شہزادے کے متعلق سوچنے لگا، اچانک اس نے دونوں سپاہیوں کو بلوایا جب وہ سامنے آئے تو کہا: ''تم دونوں نے میرے بیٹے کو خوفزدہ کیا اسی لئے وہ مجھ سے دور چلا گیا، اے جلاَّد! انہیں پکڑ کر لے جا اور ان کے سر قلم کردے۔'' پھر شہزادے کی دوسری بیوی کو بلوایا اور کہا: ''تو نے میرے بیٹے کا راز فاش کیا تیری وجہ سے وہ مجھ سے دور چلا گیا اگر تو اس کے راز کو چھپاتی تو آج وہ میری آنکھوں کے سامنے ہوتا، اے جلاد! اسے بھی قتل کردے۔'' پھر بادشاہ نے تیسرے سپاہی اور شہزادے کی مُطلَّقَہ کو بلایا اور کہا: ''تم دونوں جہاں چاہو جاؤ، میری طرف سے تم آزاد ہو۔''

وہ نیک سیرت عورت اپنے شہر کے دروازے کے پاس ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہنے لگی۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچتی اور اپنا گزارہ کرتی۔ ایک دن ایک غریب شخص اس طرف آنکلا اس نے جھونپڑی دیکھی تو قریب آیا اور ''**بسم اللّٰہ**'' شریف پڑھنے لگا، عورت اس کی آواز سن کر باہر آئی اور کہا: ''اے مسافر! کیا تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے متعلق جانتا ہے؟ کیا تو اس ''**وَحدَہٗ لاشریک**'' ذات پر ایمان رکھتا ہے؟'' اس نے کہا: ''ہاں! میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو مانتا ہوں، میں شہزادہ خضر کا دوست ہوں۔'' عورت نے یہ سنا تو کہا: ''میں خضر کی مُطلَّقَہ ہوں۔'' پھر ان دونوں نے شادی کرلی، **اللّٰہ** ربُّ العزَّت نے انہیں اولاد کی دولت سے نوازا اس طرح ان کی زندگی کے شب و روز خیریت سے گزرتے رہے۔

اس عورت کو فرعون کی بیٹی نے اپنی خادمہ رکھ لیا ایک دن اس کے سر میں کنگھی کرتے ہوئے کنگھی ہاتھ سے گر گئی، تو اس نیک سیرت عورت کی زبان سے بے اختیار ''**سُبحَانَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ'' کی صدا بلند ہوئی، فرعون کی کافرہ بیٹی نے جب یہ آواز سنی تو کہا: ''کیا تُو نے میرے باپ فرعون کی تعریف کی ہے؟'' اس مؤمنہ نے جواباً کہا: ''نہیں! میں نے تیرے باپ کی تعریف نہیں کی بلکہ میں نے تو اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کی ہے جو میرا، تیرے باپ فرعون کا اور تمام کائنات کا خالق ہے، عبادت کے لائق صرف وہی ''**وَحدَہٗ لاشریک**'' ذات ہے۔'' اس مؤمنہ کی ایمان بھری گفتگو سن کر فرعون کی بیٹی نے کہا: ''میں تمہارے بارے میں اپنے والد کو بتاؤں گی کہ تم اسے خدا نہیں مانتی۔'' عورت نے کہا: ''بے شک بتادو۔'' فرعون کی بیٹی نے اپنے باپ کو بتایا تو اس نے نیک سیرت مؤمنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا: ''ہم نے سنا ہے کہ تُو ہمارے علاوہ کسی اور کو خدا مانتی ہے، تیری سلامتی اسی میں ہے کہ تُو اس نئے مذہب کو چھوڑ کر ہماری عبادت کر اور ہمیں خدا مان ورنہ تجھے دردناک سزا دی جائے گی۔'' عورت نے کہا: ''جو چاہے کر، میں کبھی بھی شرک کی طرف نہ آؤں گی۔'' فرعون نے جب ایک ایمان دار اور نیک سیرت عورت کی ایمان افروز گفتگو سنی تو بہت غضب ناک ہوا اور تانبے کی دیگ میں تیل گرم کرنے کا حکم دیا۔ جب تیل خوب کھولنے لگا تو اس کے بچے کو اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا، کچھ ہی دیر میں بچے کی ہڈیاں تیل پر تیرنے لگیں۔ ظالم فرعون نے عورت سے کہا: ''کیا تو مجھے خدا مانتی ہے؟'' اس نے کہا: ''ہرگز نہیں، میرا خدا وہی ہے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے۔''

فرعون نے اس کا دوسرا لڑکا منگوایا اور اُبلتی ہوئی دیگ میں ڈال دیا۔ پھر اس عورت کو شرک کی دعوت دی اس نے صاف انکار کر دیا۔ فرعون نے اس کے ایک اور بچے کو تیل میں ڈال دیا۔ اسی طرح اس باہمت صابرہ وشاکرہ عورت کے تمام بچوں کو ابلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا لیکن اس نے اپنا ایمان نہ چھوڑا۔ ظالم فرعون نے حکم دیا کہ اسے بھی اس کے بچوں کی طرح تیل میں ڈال دو! سپاہی جب اسے لے جانے لگے تو فرعون نے کہا: ''اگر تمہاری کوئی آرزو ہو تو بتاؤ۔'' کہا: ''ہاں! میری ایک خواہش ہے اگر ہو سکے تو یہ کرنا کہ جب مجھے تیل کی ابلتی ہوئی دیگ میں ڈال دیا جائے اور میرا سارا گوشت جل جائے تو اس دیگ کو شہر کے دروازے پر بھجوا دینا وہاں میری ایک جھونپڑی ہے دیگ اس میں رکھوا کر جھونپڑی گرا دینا تاکہ ہمارا گھر ہی ہمارے لئے قبرستان بن جائے۔'' فرعون نے کہا: ''ٹھیک ہے، تمہاری اس خواہش کو پورا کرنا ہمارے ذِمَّہ ہے۔'' پھر اس جرأت مند، مؤمنہ کو اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا کچھ ہی دیر بعد اس کی ہڈیاں بھی تیل کی سطح پر تیرنے لگیں۔

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم، شافعِ اُمَم رسولِ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شبِ معراج، میں نے ایک بہترین خوشبو سونگھی تو کہا: اے جبریل (علیہ السلام)! یہ خوشبو کیسی؟ کہا: فرعون کی بیٹی کی خادمہ اور اس کے بچوں کی خوشبو ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، باب فی فضائل من لیسوا من الصحابة و ذکرهم، الحدیث ٣٧٨٣٤، ج١٤، ص٩)

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

(**سُبْحَانَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ! کیسا پختہ ایمان تھا اس مؤمنہ، صابرہ وشاکرہ عورت کا کہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو ایک ایک کر کے شہید ہوتا دیکھا لیکن پھر بھی اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ خود اپنی جان دے دی لیکن ایمان کی دولت ہاتھ سے نہ جانے دی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جنہیں ایمان کی قدر معلوم ہوتی ہے وہ کسی بھی قیمت پر لمحہ بھر کے لئے ایمان نہیں چھوڑتے، انہیں دین وایمان کی خاطر سر کٹانے میں لذتِ ایمانی ملتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جان دینا انہیں محبوب ہوتا ہے، دنیا کی تمام مصیبتیں اور غم اس وقت کافور ہو جائیں گے جب جنت کی نعمتوں میں غوطہ دیا جائے گا۔

خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر دنیا میں انسان کے پاس دنیوی نعمتوں کی بہت زیادہ کمی ہو لیکن ایمان کی دولت اس کے سینے میں ہو اور ایمان سلامت لے کر دنیا سے چلا جائے تو وہ کامیاب ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے۔ گناہوں کی نحوست سے ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ جب بھی کوئی گناہ سرزد ہو فوراً سچے دل سے توبہ کر لینی چاہئے۔ ہو سکے تو سونے سے پہلے ''صلوٰۃُ التوبہ'' پڑھ لی جائے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا ایمان سلامت رکھے اور اپنی دائمی رضا سے مالا مال فرمائے اور سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ مُعَطَّر پسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا سچا عشق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر310:

کفن چور کا اِنکشاف

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ خُبَیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ''حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن اَسْبَاط علیہ رحمۃ اللہ الجواد ایک ایسے نوجوان سے ملاقات کے لئے جاتے جو تنِ تنہا ایک جزیرے میں رہا کرتا تھا۔ دس سال تک اس نے حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن اَسْبَاط علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے گفتگو نہ کی۔ جب کبھی دن یا رات میں آپ اس سے ملنے جاتے اسے روتا گڑگڑاتا ہوا پاتے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے پوچھا: ''اے نوجوان! کیا بات ہے؟ میں ہر وقت تجھے روتا اور گڑگڑاتا ہوا دیکھتا ہوں، آخر تم اتنا کیوں روتے ہو؟'' نوجوان نے اپنا حالِ دل بیان کرتے ہوئے کہا: ''توبہ سے قبل میں لوگوں کے کفن چُرایا کرتا تھا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''جب تُو قبر کھودتا تو مردے کو کس حالت میں پاتا؟'' کہا: ''میں نے جب بھی قبر کھودی سوائے چند کے اکثر کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے دیکھے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سنا تو بہت غمگین ہوئے اور آپ کے منہ سے بے اختیار نکلا: ''سوائے چند کے اکثر کے منہ پھرے ہوئے تھے!''

اس خبر سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دماغ پر بہت اثر ہوا حتیٰ کہ صدمے کی وجہ سے آپ کی عقل زائل ہوگئی۔ اب ضرورت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علاج کروایا جائے۔ چنانچہ، ہم نے مشہور طبیب سلیمان کو بلایا۔ طبیب نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب بھی افاقہ ہوتا یہی کہتے: ''سوائے چند کے اکثر کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے تھے۔'' طبیب نے آپ کا علاج شروع کیا: **اَلْحَمْدُلِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! آپ کو شفا مل گئی۔ صحتیابی کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہم سے پوچھا: ''میرا علاج کرنے پر طبیب کو کیا دو گے؟'' ہم نے کہا: ''حضور! وہ طبیب آپ کے علاج پر کچھ بھی اُجرت نہیں چاہتا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''**سُبْحَانَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تم میرے علاج کے لئے شاہی طبیب لے کر آئے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اسے کچھ بھی نہ دوں۔'' ہم نے کہا: ''اگر دینا ہی چاہتے ہیں تو سونے کی ایک اشرفی دے دیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تھیلی ہماری طرف بڑھاتے ہوئے کہا: ''یہ اس طبیب کو دے دینا اور کہنا کہ اس وقت میرے پاس صرف اتنا ہی مال ہے یہ نہ سمجھنا کہ ہم مُرُوَّت میں بادشاہوں سے کم ہیں، اگر میرے پاس اس وقت مزید مال ہوتا تو تیری اجرت میں اضافہ کر دیتا۔'' جب ہم نے تھیلی کھول کر دیکھی تو اس میں پندرہ (15) اشرفیاں تھیں، ہم نے وہ رقم طبیب کو دے دی۔

راوی کہتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُ نا یوسف بن اَسْبَاط علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق اپنے ہاتھوں سے کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنا کر رزقِ حلال کمایا کرتے اور مرتے دم تک یہی کام کرتے رہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر311: **دو بزرگ اور دو پرندے**

حضرتِ سیِّدُ نا خَلَف بن تَمِیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم سے منقول ہے، ایک مرتبہ دو عظیم بزرگ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم اور حضرتِ سیِّدُ نا شَقِیق بَلْخِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً پہنچے۔ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے حضرتِ سیِّدُ نا شَقِیق علیہ رحمۃ اللہ الرفیق سے پوچھا: ''وہ کون سا پہلا واقعہ ہے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ عظمت و بزرگی نصیب ہوئی؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں جنگل میں تھا اچانک مجھے ایک پرندہ نظر آیا جس کے پر ٹوٹے ہوئے تھے، میں نے اپنے دل میں کہا: یہ پرندہ اپنی غذا کیسے حاصل کرتا ہوگا؟ بس اس خیال کے آتے ہی میں وہیں کھڑا ہوگیا اور ارادہ کیا کہ آج یہ دیکھ کر جاؤں گا کہ اس پرندے کو غذا کہاں سے ملتی ہے؟ میں وہیں کھڑا سوچتا رہا۔ کچھ دیر بعد ایک پرندہ اپنی چونچ میں ایک ٹِڈی پکڑے ہوئے وہاں آیا اور اس ٹُوٹے پروں والے پرندے کے منہ میں وہ ٹڈی ڈال کر واپس اڑ گیا۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس شانِ رزّاقی پر میں عَش عَش کر اٹھا اور اپنے نفس سے کہا: ''اے نفس! جس خدائے بزرگ وبَرتر، خالق و مالک نے صحیح وسالم پرندے کے ذریعے جنگل و بیابان میں اس پر ٹوٹے ہوئے پرندے کو رزق عطا فرمایا وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ مجھے رزق عطا فرمانے پر قادر ہے، چاہے میں کہیں بھی ہوں۔'' بس اس دن سے میں نے تمام دنیوی مشاغل ترک کردیئے اور عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوگیا اور آج آپ کے سامنے ہوں۔''

یہ سن کر حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے فرمایا: ''اے شَقِیق علیہ رحمۃ اللہ اللطیف! تم اس پرندے کی طرح کیوں نہ ہوگئے جو تندرست تھا اور بیمار پرندے تک اس کا رزق پہنچا رہا تھا۔ اگر تم اس جیسے ہوتے تو تمہارے لئے بہت اچھا تھا، کیا تم نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ تقرب نشان نہیں سنا: ''**اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔**''

(صحیح البخاری، کِتَابُ الزَّکَاۃِ، بَاب لَا صَدَقَۃَ اِلَّا عَنْ ظَھْرِ غِنًی، الحدیث ۱۴۲۷، ص ۱۱۲)

اے شَقِیق علیہ رحمۃ اللہ اللطیف! مومن کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اُمور میں اُس مرتبے ومقام کو پسند کرتا ہے جو اعلیٰ ونفیس ہو یہاں تک کہ وہ نیکوکاروں کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم کی حکمت بھری باتیں سن کر حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بَلْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور بڑی محبت سے بوسہ دیتے ہوئے کہا: ''حضور! آج سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذ اور میں شاگرد ہوں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** خدائے بزرگ وبَرتر تمام جہانوں کا پالنے والا اپنی تمام مخلوق کو رزق عطا فرماتا ہے۔ جسے جیسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔ انسان کو اس معاملے میں توکُّل کرنا چاہئے کیونکہ جس کے مُقدَّر میں جو ہے وہ اسے ضرور مل کر رہے گا۔ بس انسان اپنی سی کوشش کرتا رہے، رزقِ حلال کے لئے تگ ودو کرتا رہے لیکن یہ خیال ضرور رکھے کہ فرائض وواجبات کو ہرگز ہرگز ترک نہ کرے ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔ رزق وہی اچھا جس کی وجہ سے اعمالِ صالحہ میں تقویت ملے، اگر معاملہ برعکس ہو یعنی مال و کاروبار کی وجہ سے اعمالِ دینیہ میں کمی ہو رہی ہو تو ایسا مال وکاروبار کچھ کام نہ آئے گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رزق حلال عطا فرمائے، دنیوی اور اُخروی زندگی میں سلامتی عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 312:

بدبخت حکمران

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الصَّمَد بن مَعْقِل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بنی اسرائیل کا ایک نوجوان تختِ شاہی پر مُتَمَکِّن ہوا۔ ایک دن اس نے سوچا: ''مجھے تو اپنی حکومت ومملکت میں بہت کیف وسرور محسوس ہوتا ہے۔ کیا میری رعایا بھی میری حکومت اور تخت نشینی سے اسی طرح خوش ہے؟ جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ لوگ میری حکومت سے خوش ہیں اور میں ان کے درمیان فیصلوں میں عدل وانصاف سے کام لیتا ہوں اس وقت تک مجھے سکون میسَّر نہ آئے گا۔'' لوگوں نے کہا: ''عوامُ الناس بھی ملک کی بہتری چاہتے ہیں، بس آپ عدل وانصاف سے کام لیجئے۔''

بادشاہ نے کہا: ''وہ کون سی چیز ہے جسے میں اختیار کروں تو میرے تمام معاملات درست ہو جائیں؟'' کہا گیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری کرنا اور اس کی نافرمانی سے ہر دم بچنا، یہ عمل آپ کو فلاح وکامرانی کی طرف لے جائے گا۔'' بادشاہ نے شہر کے نیک لوگوں کو بلایا اور کہا: ''آپ لوگ میرے شاہی دربار میں بیٹھا کریں، جب آپ کوئی نیک عمل دیکھیں تو مجھے اسے اختیار

کرنے کا حکم دیں، اگر میں کوئی برا کام کروں تو مجھے زجر و توبیخ کریں، میں آپ کی باتوں پر دل وجان سے عمل کروں گا۔''

چنانچہ، یہ نیک لوگ بادشاہ کے پاس رہتے جب بھی وہ کوئی کام کرتا تو ان بزرگوں سے مشورہ کرتا اگر اجازت دیتے تو کرتا ورنہ ترک کر دیتا۔ اس طرح اس کے ملک میں امن وامان قائم ہوگیا۔ وہ ملک ہر طرح سے مضبوط و مستحکم ہوگیا۔ چار سو سال تک یہ بادشاہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں رہ کر حکومت کرتا رہا، لوگ اسے بہت پسند کرتے۔ پھر شیطان لعین اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: ''میں نے ایک بادشاہ کو چھوڑے رکھا یہاں تک کہ وہ چار سو سال سے **اللہ** کی عبادت کر رہا ہے، اب میں اسے ضرور بہکاؤں گا۔'' چنانچہ، شیطان اس بادشاہ کے پاس انسانی صورت میں آیا، بادشاہ اسے دیکھ کر خوفزدہ سا ہوگیا پھر ڈرتے ہوئے پوچھا: ''تو کون ہے؟'' کہا: ''میں ابلیس ہوں، اگر خیریت چاہتے ہو تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟'' بادشاہ نے کہا: ''میں آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں۔'' شیطان نے اپنا خطرناک وار کرتے ہوئے کہا: ''اگر تو آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوتا تو کب کا مر چکا ہوتا جیسے دوسرے انسان مر گئے۔ تو خود دیکھ لے کہ تیرے سامنے کتنے لوگ اس دنیا سے جا چکے ہیں اگر تو بھی ان کی طرح ہوتا تو کب کا مر چکا ہوتا، تُو انسان نہیں بلکہ خدا ہے (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) تُو لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلا۔''

شیطان لعین کی یہ کفریہ باتیں بیوقوف و بدبخت بادشاہ کے دل میں اُتر گئیں اور وہ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگا، پھر منبر پر کھڑے ہو کر اس نے لوگوں سے کہا: ''اے لوگوں! ایک بہت بڑا راز میں نے تم سے چھپائے رکھا، آج تک میں نے تمہارے سامنے اس کا اظہار نہ کیا، میں چار سو سال سے تم پر حکومت کر رہا ہوں اگر میں انسان ہوتا تو جس طرح دوسرے انسان مر گئے اسی طرح میں بھی مر چکا ہوتا، میں انسان نہیں بلکہ خدا ہوں (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) آج سے تم سب میری عبادت کیا کرو۔'' جب بدبخت بادشاہ نے یہ کفریہ کلمات زبان سے نکالے تو اس کو ایک جھٹکا لگا اور اچانک اس پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اس کے دربار میں موجود کسی شخص کو حکم الٰہی پہنچا کہ ''اس سے کہہ دے کہ تو نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا ہے جو صرف ہمارے لائق ہے تُو میری اطاعت چھوڑ کر میری نافرمانی کی طرف چل پڑا ہے، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں اس پر (انتہائی ظالم بادشاہ) ''**بُخْتُ نَصَّر**'' کو مسلّط کروں گا جو اس کو واصلِ جہنم کر کے اس کا تمام خزانہ لے لے گا۔''

اس دور میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جس سے ناراض ہوتا اس پر ''**بُخْتُ نَصَّر**'' کو مسلط کر دیتا، بادشاہ کفریہ کلمات بک کر ابھی منبر سے اُترنے بھی نہ پایا تھا کہ اس پر ''**بُخْتُ نَصَّر**'' کو مسلط کر دیا گیا۔ اس نے بدبخت و نامراد بادشاہ کو قتل کر کے اس کے خزانوں پر قبضہ کر لیا، حاصل شدہ خزانے میں اتنا سونا تھا کہ اس سے ستر کشتیاں بھر گئیں۔

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت میں ہمارے لئے عبرت ہی عبرت ہے۔ چار سو سال تک عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مصروف رہنے والے بادشاہ پر جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر غالب آئی تو ایمان جیسی عظیم دولت سے محروم ہو کر دائمی عذابِ نار کا

مستحق ہوگیا۔شیطان لعین جو انسان کا عدوِّ مبین (یعنی کھلا دشمن) ہے اس کی سب سے بڑی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مرتے وقت کسی طرح اس کا ایمان برباد ہوجائے۔ وہ ہر طرح سے انسان کو راہِ ایمان سے ہٹا کر کفر کے تنگ و تاریک گڑھوں میں دھکیلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں شیطانی حملوں سے محفوظ رکھے، ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے، وقتِ نزع ہمارے پاس شیطان نہ آئے بلکہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، بِاِذْنِ پروردگار دو عالَم کے مالک و مختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لائیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایمان کی سلامتی عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو جب پڑے مشکل شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو !

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو شادیٔ دیدارِحسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو!

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر313: حضرتِ ابنِ مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سیاہ فام غلام

حضرتِ سیِّدُنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''ایک مرتبہ جب میں مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا گیا تو معلوم ہوا کہ اس سال وہاں بالکل بارش نہیں ہوئی۔ پورے شہر میں قحط کی سی کیفیت تھی، لوگ مسجد حرام میں جمع ہوکر بارش طلب کررہے تھے۔ میں ''بابِ بنی شَیبہ'' کے قریب کھڑا تھا اتنے میں ایک سیاہ فام غلام آیا اس کے جسم پر دو موٹی کھردری چادریں تھیں ایک کا تہبند باندھا ہوا تھا اور دوسری کندھے پر اوڑھی ہوئی تھی وہ ایک جگہ چھپ گیا، مجھے اس کی آواز سنائی دی وہ بارگاہ ِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح مناجات کررہا تھا:

''الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہر طرح کے لوگ پیدا فرمائے، کچھ تو ایسے ہیں کہ گناہوں کا انبار ان کے سروں پر ہے اور وہ بُرے اعمال کے مرتکب ہیں۔ میرے رحیم و کریم پرَوَرْدْگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہم سے بارش کو روک لیا تاکہ لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا ملے اور وہ راہِ راست پر گامزن ہوں۔ اے حلیم و لطیف! اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیری ذات ایسی ہے کہ لوگ تجھی سے کرم کی امید رکھتے ہیں، میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اپنے بندوں کو بارانِ رحمت عطا فرما۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''اس غلام کی دعا مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ہر طرف گھنگور گھٹائیں چھاگئیں، ٹھنڈی ہوائیں بارانِ رحمت کا مژدہ سنانے لگیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے رحمت کی برسات چھما چھم ہونے لگی مرجھائی کلیاں کِھل اُٹھیں اور ہر طرف خوشی کا سماں ہوگیا۔ وہ سیاہ فام غلام جو حقیقتاً مقبولِ بارگاہِ خداوندی تھا، اپنی جگہ بیٹھا ذکر الٰہی میں مشغول رہا۔ میرا دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ پھر وہ نیک غلام اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک جانب چل دیا۔ میں

بھی اس کے پیچھے ہولیا بالآخر وہ ایک گھر میں داخل ہوگیا میں نے اس گھر کی پہچان کر لی اور حضرت سیِّدُ نا فُضَیل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھّاب کے پاس چلا آیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''اے ابن مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا بات ہے میں تمہارے چہرے پر غم کے آثار دیکھ رہا ہوں؟'' میں نے کہا: ''ہم لوگ پیچھے رہ گئے اور ہمارے علاوہ کوئی اور ہم پر سبقت لے گیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے اپنی ولایت کی دولتِ عظمیٰ عطا فرمادی۔''

حضرتِ سیِّدُ نا فُضَیل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب نے فرمایا: ''مجھے اصل بات بتاؤ کہ آخر معاملہ کیا ہے؟'' میں نے اس صالح غلام کا سارا واقعہ کہہ سنایا۔ جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے واقعہ سنا ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ پھر فرمایا: ''اے ابنِ مُبَارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! تمہارا بھلا ہو، مجھے فوراً اس صالح غلام کے پاس لے چلو۔'' میں نے کہا: ''اب تو وقت بہت کم ہے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کل کچھ کریں گے۔'' اگلے دن صبح صبح میں اس گھر کی طرف چل دیا جس میں نیک سیرت غلام داخل ہوا تھا۔ وہاں پہنچا تو ایک بوڑھے شخص کو دروازے کے پاس بیٹھا پایا، وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گیا اور خوش آمدید کہتے ہوئے بڑے پُرتپاک انداز میں ملاقات کی اور کہا: ''حضور! کوئی حکم ہو تو ارشاد فرمائیے؟'' میں نے کہا: ''مجھے ایک سیاہ فام غلام درکار ہے۔'' اس نے کہا: ''میرے پاس بہت سے سیاہ فام غلام ہیں میں سب کو بلالیتا ہوں، آپ جسے چاہیں پسند فرمالیں۔'' یہ کہہ کر اس نے ایک غلام کو آواز دی تو ایک طاقتور غلام باہر آیا، بوڑھے نے کہا: ''حضور! یہ غلام آپ کے لئے بہت مناسب رہے گا۔'' میں نے کہا: ''مجھے یہ نہیں چاہئے۔'' پھر اس نے دوسرا غلام بلایا میں نے انکار کر دیا، اس طرح اس نے سب غلام بلائے لیکن میرا مطلوب کوئی اور تھا۔ سب سے آخر میں وہی نیک سیرت غلام آیا تو اسے دیکھتے ہی میری آنکھیں نمناک ہوگئیں میں وہیں بیٹھ گیا بوڑھے نے مجھ سے پوچھا: ''کیا آپ اسی غلام کے طالب تھے؟''

میں نے کہا: ''ہاں! مجھے اسی ہیرے کی تلاش تھی۔'' بوڑھے نے کہا: ''حضور! میں اسے نہیں بیچ سکتا، اس کے علاوہ آپ جس غلام کو چاہیں لے جائیں۔'' میں نے کہا: ''آخر آپ اس غلام کو کیوں نہیں بیچنا چاہتے؟'' کہا: ''اس کا ہمارے گھر میں رہنا باعث برکت ہے، اس مردِ صالح سے ہم برکت حاصل کرتے ہیں، اس نے مجھ سے کبھی بھی کوئی چیز نہیں مانگی۔'' میں نے کہا: ''پھر یہ کھانا وغیرہ کہاں سے کھاتا ہے؟'' کہا: ''یہ روزانہ اتنی رسیاں بٹتا ہے کہ نصف درہم یا اس سے کچھ زیادہ کی فروخت ہو جائیں، انہیں بیچ کر یہ اپنا کھانا وغیرہ خریدتا ہے، اگر اس دن فروخت ہو جائیں تو ٹھیک ورنہ دوسرے دن کے لئے انہیں لپیٹ رکھتا ہے، مجھے میرے غلاموں نے بتایا کہ یہ ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے، نہ کسی سے میل جول رکھتا اور نہ ہی فضول باتیں کرتا ہے۔ اس کی اپنی ہی دنیا ہے جس میں ہر وقت مگن رہتا ہے۔ جب سے میں نے اس کے ان پاکیزہ خصائل کے متعلق سنا اور اس کی یہ خوبیاں دیکھیں میں اسے دل کی گہرائیوں سے چاہنے لگا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اسے خود سے دور نہیں کرنا چاہتا۔''

مَیں نے کہا: ''مَیں حضرتِ سیِّدُ ناسُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور حضرتِ سیِّدُ نا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کے حکم پر آیا تھا، کیا ان کا کام پورا کئے بغیر واپس چلا جاؤں؟''

یہ سن کر بوڑھے نے کہا: ''آپ کے مجھ پر بہت احسانات ہیں آپ اسے لے جائیں۔'' میں نے فوراً غلام کی قیمت ادا کی اور اسے لے کر حضرتِ سیِّدُ نا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کے گھر کی طرف چل دیا۔ ابھی ہم کچھ ہی دیر چلے تھے کہ اس نیک سیرت غلام نے مجھے پکارا: میرے آقا!'' میں نے کہا: ''لَبَّیْک (میں حاضر ہوں)'' اس نے کہا: ''حضور! یہ آپ کے شایانِ شان نہیں کہ مجھے لَبَّیْک کہیں، میں تو آپ کا غلام ہوں اور غلام پر لازم ہے کہ وہ اپنے آقا کو لَبَّیْک کہے۔'' میں نے کہا: ''اے میرے دوست! بتاؤ، کیا چاہتے ہو؟'' کہا: ''حضور! میں کمزور وضعیف ہوں، مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ آپ کی خدمت کرسکوں، آپ میرے علاوہ کوئی اور غلام خرید لیتے، مجھ سے کہیں زیادہ طاقتور صحت مند غلام آپ کے سامنے لائے گئے، آپ نے ان میں سے کوئی غلام کیوں نہ خرید لیا تا کہ وہ آپ کی خوب خدمت کرتا۔'' میں نے کہا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ میں نے تجھے اس لئے نہیں خریدا کہ تجھ سے خدمت کراؤں، میرے دوست میں تو تیرے لئے مکان خرید کر تیری شادی کراؤں گا اور دل وجان سے تیری خدمت کروں گا۔''

یہ سن کر وہ نیک سیرت غلام زار وقطار رونے لگا میں نے سببِ گریہ (یعنی رونے کا سبب) دریافت کیا تو کہا: ''آپ نے مجھے اسی لئے خریدا ہے کہ آپ نے میرے اور میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے درمیان جو پوشیدہ معاملات ہیں ان میں سے کسی معاملہ کو جان لیا اگر ایسا نہ ہوتا تو بقیہ تمام غلاموں کو چھوڑ کر مجھے نہ خریدتے۔ میں آپ کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، مجھے بتایئے کہ آپ میرے کون سے راز پر مُطَّلِع ہوئے ہیں؟'' میں نے کہا: ''بارگاہِ خداوندی میں تمہاری قبولیتِ دعا کو دیکھ کر۔'' اس نے کہا: ''میرا حسن ظن ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے اور آپ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے ہیں، بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ وہ ان کی شان صرف انہیں پر ظاہر فرماتا ہے جو اس کے پسندیدہ اور مقبول بندے ہوتے ہیں۔'' پھر کہا: میرے آقا! اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو میں اشراق کی نماز ادا کرلوں۔'' میں نے کہا: ''حضرتِ سیِّدُ نا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کا گھر قریب ہی ہے وہیں چل کر ادا کر لینا۔'' کہا: ''حضور! مجھے یہیں ادا کرنے کی اجازت دے دیں، میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کو مؤخَّر نہیں کرنا چاہتا۔'' پھر وہ قریب ہی ایک مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنے لگا، کافی دیر نماز میں مشغول رہا اچانک اس پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی، اس نے مجھ سے کہا: ''اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟'' میں نے کہا: ''تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟'' کہا: ''میرا کُوچ کا ارادہ ہے۔'' میں نے کہا: ''کہاں جا رہے ہو؟'' کہا: ''آخرت کی طرف روانگی ہے۔'' میں نے کہا: ''میرے دوست ایسی باتیں نہ کر میں تیرا راز پوشیدہ رکھوں گا۔''

اس نے کہا:''اس وقت میری زندگی کتنی خوشگوار تھی جب معاملہ میرے اور میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے درمیان تھا۔اب جب آپ پر میرا معاملہ ظاہر ہو چکا عنقریب کسی اور پر بھی میرا حال ظاہر ہو جائے گا اور میں اس حالت میں زندہ رہنا پسند نہیں کرتا۔''اتنا کہہ کر وہ منہ کے بل زمین پر تشریف لے آیا اور تڑپتے ہوئے بڑے دردمندانہ انداز میں یوں مناجات کرنے لگا: ''میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھے ابھی ہی اپنے پاس بلالے''پھر اچانک وہ ساکت ہو گیا، میں قریب گیا تو اس کی بے قرار روح قفسِ عُنصُرِی سے پرواز کر کے خالقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کے لئے روانہ ہو چکی تھی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب بھی اس نیک سیرت غلام کا خیال آتا ہے میں بہت غمگین ہو جاتا ہوں اور دنیا میری نظر میں انتہائی حقیر ہو جاتی ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** کتنا مخلص و مقبول تھا وہ نیک سیرت غلام! حقیقت میں وہ غلام نہیں بلکہ ہمارا سردار تھا۔جو بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا مقبول بندہ ہے وہ واقعی سرداری کے لائق ہے۔اور جو سردار و بادشاہ، خدائے اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن کی اطاعت نہیں کرتے وہ اس لائق کہاں کہ انہیں عزت کی نظر سے دیکھا جائے، ایسے بدبخت تو قابلِ نفرت و مستحقِ عذاب ہیں۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اخلاص عطا فرمائے اور اس مقبول، مخلص و بے ریا کے صدقے ریا کاری کی تباہ کاری سے محفوظ فرمائے، ہر گھڑی عبادت کی توفیق عطا فرمائے، نیکوکار اور مخلص و فرمانبردار بنائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حدیث قدسی

اُم المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:''جس نے میرے کسی ولی کو اذیت دی اس نے اپنے لئے میری جنگ حلال ٹھہرالی۔''

(الزھد الکبیر للبیھقی، فصل فی قصر الامل والمبادرۃ بالعمل......، الحدیث ۶۹۹، ص ۲۷۰)

حکایت نمبر314:
غلامیٔ سادات کی برکات

حضرت سیِّدُنا احمد بن خَصِیب علیہ رحمۃ اللہ الحسیب وزیر بننے سے قبل کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں خلیفہ مُتَوَکِّل کی والدہ کا کاتب تھا، ایک دن میں کچہری میں بیٹھا ہوا تھا کہ خادم ایک تھیلا لئے ہوئے میرے پاس آیا اور کہا: ''اے احمد! خلیفہ کی والدہ آپ کو سلام کہتی ہے، اس نے یہ ہزار دینار بھجوائے ہیں اور کہا ہے کہ ''یہ دینار میرے حلال وطیب مال میں سے ہیں، انہیں مُسْتَحِقِّیْن میں تقسیم کر کے ان کے نام ونسب اور مکمل پتہ لکھ کر ہمیں بھجوا دو تاکہ جب کبھی ان علاقوں سے کوئی ہمارے پاس آئے تو ہم ان کی طرف ہدیہ بھجوا دیں۔''

میں نے وہ دینار لئے اور اپنے گھر چلا آیا۔ اب میں اس فکر میں تھا کہ ایسا کون ہے جو مجھے ان لوگوں کے نام بتائے جو تنگدستی وغربت کے باوجود سفید پوش ہیں اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے، کیونکہ ایسے لوگ ہی مالی امداد کے زیادہ مستحق ہیں۔ بالآخر شام تک میرے پاس غریب وتنگدست اور سفید پوش وخوددار لوگوں کی ایک فہرست تیار ہوگئی۔ میں نے تین سو (300) دینار ان میں تقسیم کر دیئے، اب کوئی اور ایسا نہ تھا جسے رقم دی جاتی، رات نے آہستہ آہستہ اپنے پر پھیلا دیئے۔ میرے پاس سات سو (700) دینار موجود تھے لیکن اب کوئی بھی ایسا شخص معلوم نہ تھا جس کی مدد کی جاتی۔ رات کا ایک حصہ گزر چکا تھا۔ میرے سامنے کچھ سرکاری غلام موجود تھے، باہر پہرے دار پھر رہے تھے، برآمدے کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ میں بقیہ دیناروں کے بارے میں فکر مند تھا کہ دروازے پر کسی نے دستک دی، پھر چوکیدار کی آواز سنائی دی وہ آنے والے سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ میں نے خادم بھیجا تو اس نے بتایا کہ دروازے پر ایک سید زادہ ہے جو آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ میں نے کہا: ''اسے اندر بلا لاؤ پھر اپنے پاس موجود تمام لوگوں سے کہا: ''اس وقت یہ ضرور کسی حاجت کے پیشِ نظر آ رہا ہوگا، ہوسکتا ہے تمہارے سامنے حاجت بیان کرنے میں اسے جھجک محسوس ہو تم ایک طرف ہو جاؤ۔'' جب وہ سب چلے گئے تو سید زادہ میرے پاس آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا، پھر کہنے لگا: ''اس وقت آپ کے سامنے ایسا شخص موجود ہے جسے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے خاص قربت ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے ہمارا گزارہ ہو سکے اور نہ ہی ہمارے پاس دیگر لوگوں کی طرح درہم و دینار ہیں کہ ہم اپنے لئے کھانے کی کوئی چیز خرید سکیں۔ ہمارے پڑوس میں آپ کے علاوہ ایسا کوئی شخص نہیں جو اس کڑے وقت میں ہماری مدد کر سکے۔''

میں نے اس کی گفتگو سن کر ایک دینار اسے دے دیا اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیتا ہوا رخصت ہو گیا۔ پھر میری زوجہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی: ''اے بندۂ خدا عَزَّوَجَلَّ! تجھے کیا ہو گیا؟ خلیفہ کی والدہ نے تجھے یہ دینار مستحقین میں تقسیم

کرنے کودیئے تھے،ایک سیدزادے نے تجھ سے عیال داری اور تنگدستی کی شکایت کی تو تُو نے صرف اسے ایک دینار دیا، افسوس ہے! کہ آلِ رسول رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ ہرگز مناسب نہیں ۔'' اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت سے سرشار نیک سیرت بیوی کی گفتگو نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا۔ میں نے بے قرار ہو کر پوچھا:''اب کیا ہوسکتا ہے اس غلطی کا اِزالہ کس طرح کیا جائے۔''اس نے کہا:''یہ سارے دینار اس سیدزادے کی خدمت میں پیش کردیجئے۔'' میں نے غلام سے کہا:''جاؤاور فوراً اس سیدزادے کو بلا لاؤ، وہ گیا اور اسے لے آیا۔ میں نے اس سے معذرت کی اور سات سو دیناروں سے بھرا تھیلا اس کے حضور پیش کردیا۔ وہ دعائیں دیتا اور شکریہ ادا کرتا ہوا رخصت ہوگیا۔'' پھر مجھے شیطانی وسوسہ آیا کہ خلیفہ مُتوکِّل ساداتِ کرام سے زیادہ خوش نہیں، اس کی والدہ'' شجاع'' نے غریبوں، مسکینوں میں تقسیم کرنے کے لئے جو رقم دی تھی اس کا بڑا حصہ تو ایک سیدزادے کی خدمت میں پیش کردیا گیا کہیں ایسا نہ ہو کہ خلیفہ مجھ پر غضب ناک ہو اور مجھے سزا کا سامنا کرنا پڑے۔ میں نے اس پریشانی کا اظہار اپنی بیوی پر کیا تو اس مُتَوَکِّلَہ وصابرہ خاتون نے کہا:''آپ ان ساداتِ کرام کے نانا جان پر بھروسہ رکھیں اور سارا معاملہ ان پر چھوڑ دیں۔''

میں نے کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تو اچھی طرح جانتی ہے کہ خلیفہ متوکل ساداتِ کرام سے کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ جب وہ مجھ سے اس رقم کے متعلق پوچھے گا تو میں کیا جواب دوں گا؟'' اس نے کہا:''میرے سرتاج! آپ سارا معاملہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سپرد کردیں۔ جس سیدزادے کی آپ نے مدد کی ان کے نانا جان ہی آپ کا بدلہ چکائیں گے، آپ ان پر بھروسہ رکھیں۔'' وہ اس طرح میری ڈھارس بندھاتی رہی پھر میں اپنے بستر پر جا لیٹا۔ ابھی میں سونے کی کوشش کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی، میں نے خادم سے کہا:''جاؤ! دیکھو! اس وقت کون آیا ہے؟'' وہ گیا اور واپس آکر کہا:''خلیفہ کی والدہ شجاع نے پیغام بھجوایا ہے کہ فوراً میرے پاس پہنچو۔'' میں صحن میں آیا تو دیکھا کہ آسمان پر ستارے جگمگا رہے تھے۔ رات کافی بیت (یعنی گزر) چکی تھی ابھی میں صحن میں ہی تھا کہ دوسرا قاصد آیا پھر تیسرا۔ میں نے تینوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا:''کیا اتنی رات گئے جانا ضروری ہے؟'' انہوں نے کہا:''ہاں! آپ فوراً! خلیفہ کی والدہ کے پاس چلیں۔''

چنانچہ، میں سواری پر سوار ہو کر محل کی طرف چل دیا ابھی تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ بہت سارے قاصد ملے جو مجھے بلانے آرہے تھے۔ میں محل میں پہنچا تو خادم مجھے ایک سمت لے کر گیا۔ ایک جگہ جا کر وہ ٹھہر گیا، پھر خادمِ خاص آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر بولا: ''اے احمد! خلیفہ کی والدہ آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہے جہاں آپ کو ٹھہرایا جائے وہیں ٹھہرنا اور جب تک سوال نہ کیا جائے اس وقت تک کچھ نہ بولنا۔'' پھر وہ مجھے ایک خوبصورت کمرے میں لے گیا جس میں بہترین پردے لٹک رہے تھے اور کمرے کے وسط میں شمع دان رکھا ہوا تھا، مجھے ایک دروازے کے پاس کھڑا کر دیا گیا۔ میں چپ چاپ وہاں کھڑا رہا، پھر کسی نے بلند آواز سے

پکارا: اے احمد! میں نے آواز پہچان کر کہا: ''اے خلیفہ کی والدہ! میں حاضر ہوں۔'' پھر آواز آئی: ''ہزار دیناروں کا حساب، بلکہ سات سو دیناروں کا حساب دو، اتنا کہہ کر خلیفہ کی والدہ کے رونے کی آواز آنے لگی، میں نے اپنے دل میں کہا: ''اس سیدزادے نے کسی دکان سے کھانے کا سامان اور غلہ وغیرہ خریدا ہوگا اور کسی مخبر نے خلیفہ کو خبر دی ہوگی کہ مَیں نے اس سیدزادے کی مدد کی ہے، تو خلیفہ نے مجھے قتل کرنے کا حکم دیا ہوگا، جس کی وجہ سے اس کی والدہ مجھ پر ترس کھاتے ہوئے رو رہی ہے، میں انہیں سوچوں میں گُم تھا کہ دوبارہ آواز آئی: اے احمد! ہزار دیناروں کا حساب دو، بلکہ سات سو دیناروں کے متعلق مجھے بتاؤ۔

اتنا کہہ کر وہ پھر زار و قطار رونے لگی۔ اس طرح اس نے کئی مرتبہ کیا اور دیناروں کے متعلق بار بار پوچھا۔ میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ جب سیدزادے کا ذکر آیا تو وہ رونے لگی اور کہا: ''اے احمد! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے اور جو تیرے گھر میں نیک خاتون ہے اسے بہترین جزاء عطا فرمائے، کیا تو جانتا ہے کہ آج رات میرے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہا: ''آج رات جب میں سوئی تو میری سوئی ہوئی قسمت جاگ اٹھی میں نے خواب میں حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت کی، لب ہائے مبارکہ کو جُنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ احمد بن خَصِیب اور اس کے گھر میں موجود نیک خاتون کو بہترین جزاء عطا فرمائے، آج رات تم لوگوں نے میری اولاد میں سے تین ایسے شخصوں کی تنگدستی دور کی جن کے پاس کچھ بھی نہ تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔''

خواب سنانے کے بعد کہا: ''اے احمد بن خَصِیب! یہ زیورات، کپڑے اور دیناروں کی تھیلیاں اس سیدزادے کو دے دینا جس کی برکت سے مجھے نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار نصیب ہوا۔ اس سے کہہ دینا کہ جب کبھی ہمارے پاس مال آئے گا ہم تمہارے لئے بھجوا دیا کریں گے۔ پھر خلیفہ کی والدہ شجاع نے کچھ اور سامان دیتے ہوئے کہا: ''یہ زیورات، کپڑے اور دینار اپنی زوجہ کو دینا اور کہنا: ''اے نیک ومُبارَک خاتون! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اچھی جزاء عطا فرمائے۔ تمہارے ہی مشورے پر اس سیدزادے کو رقم دی گئی اور اس طرح مجھے دیدارِ نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوا، یہ نذرانہ قبول کر لیجئے۔ اور اے احمد! یہ کپڑے اور رقم تم اپنے پاس رکھو یہ تمہارے لئے ہیں۔'' میں تمام سامان لے کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا راستے میں ہی اس سیدزادے کا گھر تھا میں نے دل میں کہا: ''جس کی برکت سے مجھے اتنا انعام ملا اسی سے خیر کی ابتداء کرنی چاہئے۔''

چنانچہ، میں اس کے گھر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے پوچھا گیا: ''کون؟'' میں نے اپنا نام بتایا تو وہی سیدزادہ باہر آیا اور کہا: ''اے احمد! ہمارے لئے جو مال لے کر آئے ہو وہ ہمیں دے دو۔'' میں نے حیران ہو کر پوچھا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں تمہارے لئے ہدیہ لایا ہوں؟'' کہا: ''بات دراصل یہ ہے کہ جب میں تمہارے پاس سے رقم لایا اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ

تھا میں نے تمہاری دی ہوئی رقم اپنی زوجہ کو دی تو وہ بہت خوش ہوئی اور کہا: ''آؤ! ہم اس شخص کے لئے دعا کریں جس نے ہماری مدد کی، تم نماز پڑھو اور دعا کرو میں آمین کہوں گی۔'' پس میں نے نماز پڑھ کر دعا کی اور اس نے ''آمین'' کہی۔ پھر مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی میری آنکھیں تو کیا بند ہوئیں دل کی آنکھیں کھل گئیں میں خواب میں اپنے نانا جان، رحمتِ عالَمِیان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے مشرف ہوا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: ''جنہوں نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہم نے ان کا شکریہ ادا کر دیا ہے اب وہ دوبارہ تمہیں کچھ چیزیں بطورِ خیر خواہی دیں گے تم قبول کر لینا۔''

حضرت سیِّدُنا احمد بن خُصَیب علیہ رحمۃ اللہ الحسیب فرماتے ہیں: ''اس وقت میرے پاس جو کچھ بھی مال واسباب تھا سب اس سید زادے کے حضور پیش کر کے خوشی خوشی گھر چلا آیا۔ میں نے اپنی زوجہ کو مشغولِ دعا و مناجات پایا وہ کافی بے چین و مضطرب نظر آرہی تھی۔ جب اسے میرے گھر آنے کا علم ہوا تو میرے پاس آئی اور خیریت معلوم کی میں نے جانے سے لے کر واپسی تک کا تمام واقعہ کہہ سنایا۔'' اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکریہ ادا کیا اور کہا: ''میں نہ کہتی تھی کہ آپ ان کے نانا جان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان، سرکارِ کون ومکان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر بھروسہ رکھیں اور معاملہ ان کے سپرد کر دیں، دیکھیں! انہوں نے کیسا لطف و کرم فرمایا اور کیسے ہماری دستگیری فرمائی، پھر میں نے اپنی زوجہ سے کہا: اچھا! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے مجھے جو انعام ملا ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟'' حالانکہ میں نے اس کا حصہ اس کے حوالے کر دیا جو اس نے بخوشی قبول کر لیا۔

{ اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ! کیا شان ہے ساداتِ کرام اور ان کے نانا جان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی! اس سخی گھرانے کے ساتھ جو بھی حسنِ سلوک کرتا ہے وہ محروم و مایوس نہیں ہوتا بلکہ اس پر انعام و اکرام کی ایسی بارش ہوتی ہے کہ محتاجوں اور غمگینوں کے دلوں کی مُرجھائی کلیاں کِھل اٹھتی ہیں، گردشِ ایام کی زد میں آکر سنسان و ویران ہو جانے والے باغات میں بہار آجاتی ہے۔ جس نے بھی ان مُبَارَک ہستیوں سے حُسنِ سلوک کیا وہ بے شمار پریشانیوں سے نجات پا کر شاداں و فرحاں ہوگیا۔ اور کیوں نہ ہو کہ کریموں سے تعلق رکھنے والے پر بھی ضرور کرم کیا جاتا ہے۔ ساداتِ کرام چمنستانِ کرم کے مہکتے پھول ہیں ان کی خوشبو سے عالَمِ اسلام مہک رہا ہے، انہیں درخشاں ستاروں کی روشنی سے نہ جانے کتنے بھولے بھٹکے مسافروں کو نشانِ منزل ملا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت، عظیم البرکت، پروانۂ شمعِ رسالت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن، اہلِ بیتِ اطہار کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

؎ کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی   زہراء ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اِن نُفُوسِ قُدْسِیَہ کے صدقے دین ودنیا کی بھلائیاں عطافرمائے، ان سادات ِکرام کا باادب بنائے، بے ادبوں سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان کی غلامی میں استقامت عطافرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم)

؎ صحابہ کا گدا ہوں اور اہلِ بیت کا خادم　　یہ سب ہے آپ کی تو ہی عنایت یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر315:

شریر جنّ

حضرتِ سیِّدُ ناعبدُ الصَّمَد بن مَعْقِل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُ نا وَہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''گزشتہ اُمتوں میں ایک شخص تھا، اس کی بیٹی مرگی کے مرض میں مبتلا ہوگئی۔ بہت علاج کرایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ وہ جس معالج کے متعلق بھی سنتا، اپنی بیٹی کو لے کر اس کے پاس پہنچ جاتا۔ لیکن اس کے علاج سے سب عاجز رہے۔ بالآخر اُسے بتایا گیا کہ فلاں شخص اس وقت سب سے زیادہ متقی وپرہیز گار ہے، اگر اس کے پاس جاؤ تو تمہاری مشکل حل ہوجائے گی۔ چنانچہ، وہ اپنی بیٹی کو لے کر اس کے پاس گیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دے کر علاج کا سوال کیا اور بتایا کہ میں زمانے بھر کے طبیبوں اور عاملوں سے ملا، لیکن کوئی بھی اس بیچاری کا علاج نہ کرسکا۔

اس نیک شخص نے دکھیارے باپ کی فریاد سنی تو کہا: ''مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ اگر میں نے تمہاری بیٹی کا علاج کردیا تو تم لوگوں کو بتاؤ گے، اس طرح میری شہرت ہوجائے گی اور لوگ مجھے مصیبت میں مبتلا کردیں گے۔'' لڑکی کے باپ نے عہد کیا کہ میں ہرگز کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ چنانچہ، وہ نیک شخص علاج کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ دراصل ایک شریر جن نے لڑکی کے جسم میں داخل ہوکر اسے اذیّت میں مبتلا کر رکھا تھا، نیک شخص نے عمل کیا اور شریر جن کو مخاطب کر کے کہا: ''اس لڑکی کے جسم سے باہر نکل آ۔'' جن نے کہا: ''ہرگز نہیں! یہ صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ اس کے جسم سے نکل کر تیرے جسم میں آجاؤں۔'' نیک شخص نے کہا: ''ٹھیک ہے! تو اسے چھوڑ دے اور میرے جسم میں داخل ہوجا۔'' چنانچہ جن لڑکی کو چھوڑ کر نیک شخص کے جسم میں داخل ہو گیا، اس نے دَم کر کے اپنے جسم کا حصار کیا اور تمام مَسام بند کر کے اسے اپنے جسم میں قید کرلیا، پھر لڑکی کے والد سے کہا: ''اپنی بیٹی کو لے جاؤ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے اب یہ ٹھیک ہوگئی ہے۔'' اس نے کہا: ''مجھے ڈر ہے کہ یہ شریر جن دوبارہ میری بیٹی کو تنگ کرنے نہ آجائے۔'' تو نیک آدمی نے کہا: ''جاؤ! اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! اب کبھی بھی یہ اس کی طرف نہ آئے گا۔''

دُکھیارا باپ دعائیں دیتا ہوا وہاں سے رخصت ہوگیا۔ شریر جن اس مردِ صالح کے جسم میں قید تھا، اس نے پورے ہفتے مسلسل روزے رکھے اور راتیں عبادت و ریاضت میں گزاریں، ساتویں دن شریر جن نے اس سے کہا: ''تو کھانا وغیرہ کیوں نہیں کھاتا کہ تقویت حاصل ہو؟'' کہا: ''جلدی نہ کر! ابھی مجھے کھانے کی حاجت نہیں۔'' جن نے کہا: ''پھر مجھے چھوڑ دے تاکہ تیرے جسم سے نکل جاؤں۔'' کہا: ''ہرگز نہیں! اب تو نہیں نکل سکتا۔'' پھر نیک بندے نے مزید ایک ہفتہ روزے رکھے اور راتیں عبادت میں گزاریں اور نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ جن نے کہا: تو کوئی چیز کھاتا کیوں نہیں؟ کیا تو اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے؟'' کہا: ''مجھے ابھی کھانے پینے کی حاجت نہیں۔''

جن نے کہا: ''مجھے چھوڑ دو تاکہ تمہارے جسم سے نکل جاؤں۔'' کہا: ''ہرگز نہیں۔'' جن نے عاجز ہوکر کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تو نے مجھے اپنے جسم سے نہ نکلنے دیا تو بھوک و پیاس کی وجہ سے میں تمہارے جسم میں مرجاؤں گا اور تو بھی ہلاک ہوجائے گا، خدارا! مجھے چھوڑ دے۔'' نیک شخص نے کہا: ''مجھے خدشہ ہے کہ اگر میں نے تجھے چھوڑ دیا تو تُو دوبارہ اس لڑکی کے پاس جا کر اسے تنگ کرے گا۔'' جن نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب میں کبھی بھی نہ اس لڑکی کے پاس جاؤں گا اور نہ ہی کسی اور انسان کی طرف، تو نے میرا جو حشر کیا ہے، اس کی وجہ سے انسان میرے نزدیک سب سے زیادہ خطرناک ہوچکا ہے، اب مجھے انسانوں سے ڈر لگنے لگا ہے۔''

جب نیک شخص نے جنّ کی یہ باتیں سنیں تو اسے اپنے جسم سے نکلنے کا راستہ دے دیا، جن فوراً بھاگ کھڑا ہوا اور پھر کسی انسان کو تنگ نہیں کیا بلکہ جب بھی کسی انسان کو دیکھتا تو ڈر کر بھاگ جاتا۔

(جنات کے بارے میں مزید معلومات کے لئے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے **''مکتبۃ المدینۃ''** سے کتاب **''قوم جنات اور امیر اہلسنّت''** خرید فرما کر مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ معلومات کا ڈھیروں خزانہ ہاتھ میں آئے گا۔)

حکایت نمبر 316: نہر کی صدائیں

حضرتِ سیِّدُنا کَعْبُ الْاَحْبَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے منقول ہے کہ ''بنی اسرائیل کا ایک شخص توبہ کرنے کے بعد پھر ایک بدکار عورت سے منہ کالا کر کے غسل کرنے کے لئے نہر میں داخل ہوا تو نہر سے صدائیں آنے لگیں، ''اے فلاں! تجھے شرم نہیں آتی؟ کیا تو نے توبہ کر کے یہ عہد نہ کیا تھا کہ اب کبھی یہ گناہ نہ کروں گا؟'' نہر کی صدائیں سن کر خوفزدہ ہوکر پانی سے باہر نکل آیا اور یہ کہتا ہوا وہاں سے بھاگا: ''اب کبھی بھی اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔'' روتا ہوا ایک پہاڑ پر پہنچا جہاں بارہ افراد

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مشغول تھے یہ بھی ان کے ساتھ عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول ہوگیا، کچھ عرصہ بعد وہاں قحط پڑا تو تیرہ(13) افراد پر مشتمل نیک لوگوں کا وہ قافلہ غذا کی تلاش میں پہاڑ سے نیچے اترا اور آبادی کی طرف چل دیا اتفاق سے ان کا گزر اسی نہر کی طرف سے ہوا، وہ شخص خوف سے تھرّ ا اٹھا اور کہنے لگا: ''میں اس نہر کی طرف نہیں جاؤں گا کیونکہ وہاں میرے گناہوں کو جاننے والا موجود ہے، مجھے اس کے سامنے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔'' یہ کہہ کر وہ وہیں رک گیا۔

باقی بارہ افراد جب نہر پر پہنچے تو نہر سے صدائیں آنا شروع ہوگئیں: ''اے نیک بندو! تمہارا رفیق کہاں ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''وہ کہتا ہے کہ اس نہر پر میرے گناہوں کو جاننے والا موجود ہے، مجھے اس کے سامنے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔'' نہر سے آواز آئی: ''**سُبْحَانَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر تمہارا کوئی عزیز تمہیں تکلیف پہنچائے پھر نادِم ہوکر تم سے معافی مانگ لے اور اپنی غلط عادت ترک کردے تو تم اس سے صلح نہ کرلوگے؟ تمہارا رفیق بھی اپنے گناہ سے تائب ہوکر عبادت میں مشغول ہوگیا ہے لہٰذا اب اس کی اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے صلح ہوچکی ہے۔ اب میں اس سے راضی ہوں۔'' جاؤ! اسے یہاں لے آؤ اور تم سب میرے کنارے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو۔'' انہوں نے اپنے رفیق کو خوشخبری دی اور پھر یہ سب مل کر وہاں مشغولِ عبادت ہوگئے۔ وہیں اس نیک شخص کا انتقال ہوا، نہر سے آوازیں آنے لگیں ''اے نیک بندو! اسے میرے پانی سے غسل دو اور میرے ہی کنارے دفن کرو تاکہ بروزِ قیامت بھی وہ یہیں سے اٹھایا جائے۔''

چنانچہ، انہوں نے ایسا ہی کیا اور ساری رات اس کے مزار کے قریب عبادت کرتے اور روتے ہوئے گزاری، وقتِ سحر انہیں نیند نے آلیا، جب جاگے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس نیک شخص کے مزار کے اطراف میں سَرْو(1) کے بارہ درخت کھڑے تھے، زمین پر سب سے پہلے سرو کے درخت یہیں اُگے، یہ سب سمجھ گئے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہ درخت ہمارے لئے ہی پیدا فرمائے ہیں، تاکہ ہم کہیں اور جانے کی بجائے ان کے سائے میں ہی رہیں اور یہیں رہ کر اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کریں۔ چنانچہ وہ لوگ وہیں عبادت میں مشغول ہوگئے۔ جب ان میں سے کسی کا انتقال ہوتا تو اسی شخص کے پہلو میں دفن کردیا جاتا حتیٰ کہ سب وفات پاگئے۔ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد حضرت سیِّدُنا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**بنی اسرائیل ان کے مزارات کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔**''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کتنا مہربان اور رحمٰن و رحیم ہے، جب کوئی بندہ سچے دل

---

(1)......ایک خوبصورت مخروطی (گاجر کی) شکل کا قدآور درخت جو اکثر باغات میں لگایا جاتا ہے (جسے صنوبر کا درخت کہا جاتا ہے)۔

سے تائب ہوتا ہے تو اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ یہ درس بھی ملا کہ گناہ کرنے والا اگرچہ لاکھ پردوں میں چھپ کر گناہ کرے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تو دیکھ ہی رہا ہے۔ لہٰذا انسان کو ہر وقت رب عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے اعمالِ صالحہ کو اپنا وَطِیرہ بنانا چاہئے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں گناہوں سے بچا کر اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ))

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 317: **حضرتِ سیِّدُنا ابو جُعفر مجذوم** علیہ رحمۃ اللہ القیُّوم

حضرتِ سیِّدُنا ابوالحسین دَرَّاج علیہ رحمۃ اللہ الوہاب سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ مَیں حاجیوں کے ایک قافلے کے ساتھ سوئے حرم روانہ ہوا۔ جہاں قافلہ ٹھہرتا مجھے بھی ٹھہرنا پڑتا اور دیگر معاملات میں بھی ان کے ساتھ کام وغیرہ کرنا پڑتا۔ اس طرح اس سال میرا تمام سفر ان قافلے والوں کے ساتھ رہا اور حج سے واپسی بھی انہیں کے ساتھ ہوئی۔ پھر ایک سال میں اکیلا ہی سفرِ حج پر روانہ ہو گیا اور منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا ''قادسیہ'' پہنچا۔ میں ایک مسجد میں گیا تو محراب میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے جسم کو کوڑھ کے مرض نے بہت زیادہ متاثر کر رکھا تھا۔

اس نے مجھے دیکھ کر سلام کیا اور کہا: ''اے ابوالحسین! کیا تمہارا حج کا ارادہ ہے؟'' مجھے اسے دیکھ کر بہت زیادہ کراہت محسوس ہو رہی تھی، اس بات پر غصہ بھی آیا کہ اس نے مجھے مخاطب کیوں کیا؟ میں نے بڑی بے رُخی سے کہا: ''ہاں! میرا حج کا ارادہ ہے۔'' کہا: ''پھر مجھے بھی اپنا رفیق بنالیں۔'' میں نے دل میں کہا: ''یہ کیسی مصیبت آگئی میں تو تندرست لوگوں کی رفاقت پسند نہیں کرتا، وہاں سے بھاگا ہوں تو اس کوڑھی و بیمار شخص سے واسطہ پڑ گیا، میں نے کہا: ''میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔'' اس نے کہا: ''مہربانی کرو، مجھے اپنے ساتھ رکھ لو۔'' میں نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہرگز تجھے اپنا رفیق نہ بناؤں گا۔'' اس نے کہا: ''اے ابو الحسین! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ناتوانوں اور کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی تعجب کرنے لگتے ہیں۔''

میں نے کہا: ''تمہاری بات ٹھیک ہے، لیکن میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔'' عصر کی نماز پڑھ کر میں سفر پر روانہ ہوا، صبح ایک بستی میں پہنچا تو اسی شخص سے ملاقات ہوئی اس نے مجھے سلام کیا اور وہی الفاظ کہے، ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ضعیف و ناتواں بندوں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی تعجب کرنے لگتے ہیں۔'' اس کی یہ بات سن کر میں بڑا حیران ہوا مجھے اس کوڑھی شخص کے بارے میں عجیب وغریب خیال آنے لگے، میں وہاں سے اگلی منزل کی طرف روانہ ہوا۔ جب مقامِ ''قَرعاء'' پہنچ کر نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہوا تو اسے وہاں بیٹھا دیکھا، اس نے کہا: ''اے ابوالحسین! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ضعیف ناتواں بندوں کو ایسا نوازتا ہے کہ

طاقتوروں کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔'' میں فوراً اس کے پاس گیا اور قدموں میں گر کر عرض کی: ''حضور! میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے معافی کا طلبگار ہوں اور آپ سے بھی معافی کی درخواست کرتا ہوں مجھے معاف فرما دیں۔''

اس نے کہا: ''تجھے کیا ہوا؟'' میں نے کہا: ''مجھ سے غلطی ہوگئی کہ آپ کو اپنے ساتھ نہ رکھا، اب کرم فرمائیں مجھے معاف فرما دیں آپ بخوشی میرے ساتھ سفر کریں۔'' اس نے کہا: ''کیا تو نے مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنے کی قسم نہ کھائی تھی؟'' میں تمہاری قسم نہیں تڑوانا چاہتا۔'' میں نے کہا: ''اچھا پھر اتنا کرم فرمائیں کہ ہر منزل پر اپنا دیدار کرا دیا کریں۔'' اس نے کہا: ''ہاں! یہ ہوسکتا ہے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری یہ خواہش پوری ہو جائے گی۔'' پھر وہ مجھ سے جدا ہو گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس نیک بندے کی برکت سے میرا بھوک و پیاس اور تھکاوٹ کا احساس جاتا رہا۔ جب بھی میں کسی منزل پر ٹھہرتا تو اس نیک بندے کی زیارت کا شوق بڑھ جاتا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے ہر منزل پر اس بزرگ کی زیارت ہوتی رہی یہاں تک کہ میں مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے وہ نظر نہ آیا۔

جب مکۂ معظمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا میں حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر کتّانی اور حضرتِ سیِّدُنا ابوالحسن مُزَیِّن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور انہیں اپنے سفر کا سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے فرمایا: ''ارے نادان! جانتے ہو، وہ کون تھے؟ وہ زمانے کے مشہور ولی حضرت سیِّدُنا ابوجَعْفَر مجذوم علیہ رحمۃ اللہ القیوم تھے۔'' ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا گو ہیں کہ اپنے اس ولی کا ہمیں دیدار کرا دے۔ سنو! اب جب بھی تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ہمیں ضرور بتانا، شاید ہمیں بھی ان کے دیدار کی دولت نصیب ہو جائے۔ میں نے کہا: ''ٹھیک ہے۔'' پھر ہم ''مِنٰی و عرفات'' کی طرف گئے لیکن میں ان کا دیدار نہ کر سکا، دسویں **ذُوالْحِجَّۃُ الْحَرَام** کو جب میں رمیٔ جمار کرنے (یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے) لگا تو کچھ دیر بعد کسی شخص نے مجھے اپنی طرف کھینچا اور کہا: ''اے ابوالحسن! **السلام علیکم**۔'' جیسے ہی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو میرے سامنے وہی بزرگ حضرت سیِّدُنا ابوجَعْفَر مجذوم علیہ رحمۃ اللہ القیوم موجود تھے۔ انہیں دیکھتے ہی مجھ پر رِقّت طاری ہو گئی میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب میرے حواس بحال ہوئے تو وہ وہاں سے جا چکے تھے۔ میں مسجد ''خیف'' آیا اور اپنے رفقاء کو سارا واقعہ بتایا۔'' یومِ وَداع کو مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد میں نے جیسے ہی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اچانک کسی نے مجھے اپنی طرف کھینچا، دیکھا تو وہی بزرگ حضرت سیِّدُنا ابوجَعْفَر مجذوم علیہ رحمۃ اللہ القیوم موجود تھے اور فرما رہے تھے، ''اے ابوالحسن! بالکل نہ گھبرانا اور نہ ہی شور مچانا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے، میں شور نہیں کروں گا، آپ میرے لئے دعا فرما دیں۔'' انہوں نے فرمایا: ''جو مانگنا چاہتے ہو، مانگو۔'' چنانچہ، میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں تین مرتبہ دعا کی اور انہوں نے میری دعا پر آمین کہا۔ پھر وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے اور دوبارہ نظر نہ آئے۔

جب مجھ سے کسی نے میری تین دعاؤں کے متعلق پوچھا تو میں نے بتایا: ''میری پہلی دعا یہ تھی کہ اے میرے پاک

پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہمیرے نزدیک فقر کوایسا محبوب بنادے کہ دنیا میں مجھے اس سے زیادہ محبوب کوئی شئے نہ ہو۔اور دوسری یہ تھی کہ مجھے ایسا نہ بنانا کہ میری کوئی رات اس حالت میں گزرے کہ صبح کے لئے کوئی چیز ذخیرہ کرر کھی ہو۔'' اور پھر ایسا ہی ہوا کئی سال گزر گئے لیکن میں نے کوئی چیز اپنے پاس ذخیرہ کر کے نہ رکھی ۔اور تیسری دعا یہ تھی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جب تو اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اپنے دیدار کی دولتِ عظمٰی سے مشرف فرمائے تو مجھے بھی ان اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں شامل فرمالینا۔''
مجھے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے اُمید ہے کہ میری ان دعاؤں کو ضرور پورا فرمائے گا کیونکہ ان پر ایک ولی کامل نے آمین کہا تھا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ** عَزَّوَجَلَّ بے نیاز ہے وہ اپنے اولیاء کرام کو جس حال میں چاہے رکھے، چاہے تو ایسا مشہور فرمائے کہ چہاردانگِ عالَم میں ان کی ولایت کے ڈنکے بجنے لگیں اور چاہے تو ایسا پوشیدہ رکھے کہ بالکل قریب رہنے والے بھی نہ پہچان سکیں، بلکہ عام لوگ ان کو حقارت بھری نظروں سے دیکھیں اور اپنے ساتھ رکھنا بھی پسند نہ کریں۔وہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ اپنے نیک بندوں کو جس حال میں بھی رکھے وہ اس سے خوش رہتے ہیں، کبھی بھی حرفِ شکایت لب پر نہیں لاتے۔ہمیں چاہئے کہ ہم کسی بھی مسلمان کو حقیر نہ سمجھیں، نہیں معلوم، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کس کا کیا مقام ہو، بعض پراگندہ حال، بکھرے بالوں والے بظاہر کچھ بھی نظر نہ آنے والے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ اللہ ربُّ العزّت اُن کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو رد نہیں فرماتا۔

بکھرے بال، آزُردہ صورت، ہوتے ہیں کچھ اہلِ محبت ۔۔۔ بدر مگر یہ شان ہے اُن کی، بات نہ ٹالے ربُّ العزّت

ان کے خالی ہاتھوں میں دین ودنیا کی دولت ہوتی ہے اور جو اُن سے عقیدت رکھتا ہے اسے بہت کچھ مل جاتا ہے۔ بلاشبہ وہ **گُدڑی کے لعل** ہوتے ہیں۔)

نہ پوچھ! اِن خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر318: نافرمان بیٹے کا عبرت ناک انجام

حضرتِ سیِّدُنا ابو حازِم علیہ رحمۃ اللہ الدائم فرماتے ہیں: ''مجھے کسی شخص نے ایک عبرت ناک واقعہ کچھ یوں سنایا: ''ایک مرتبہ جنگل بیابان میں مجھے رات ہوگئی، ہر طرف سناٹا طاری تھا، دُور دُور تک آبادی کا نام ونشان نہ تھا، کچھ دور دو جھونپڑیاں نظر آئیں۔ میں نے وہاں پہنچ کر بلند آواز سے سلام کیا۔جھونپڑی سے ایک نوجوان عورت اور ایک بڑھیا باہر آئی۔ میں نے کہا: ''میں مسافر

ہوں، کیا رات کے کھانے کو کچھ مل سکتا ہے؟'' نو جوان عورت نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس ویران جنگل میں ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے ضیافت کی جاسکے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی حلال جانور ہے جسے ذبح کر کے تمہاری مہمانی کی جاسکے۔''

میں نے کہا: ''پھر تم دونوں اس ویران جنگل میں کس طرح گزر بسر کرتی ہو؟'' اس نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا، اس کے نیک بندوں اور مسافروں کے سہارے ہماری زندگی کے دن گزر رہے ہیں۔'' یہ سن کر میں وہاں سے کچھ دُور ایک جگہ ٹھہر گیا۔ جب آدھی رات گزر گئی تو اچانک ایک سمت سے گدھے کے چیخنے کی آواز آنے لگی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! صبح تک وہ آواز مجھے سنائی دیتی رہی، نیند مجھ سے کوسوں دور تھی ۔ میں نے وہ رات جاگ کر گزاری۔ صبح ہوتے ہی میں اس سمت چل دیا جہاں سے آواز آرہی تھی، وہاں پہنچا تو ایک عجیب وغریب منظر دیکھ کر میں حیران رہ گیا، وہاں ایک قبر تھی جس میں ایک گدھا گردن تک دفن تھا۔ اس کے سر اور پیٹھ سے مٹی ہٹ چکی تھی، اس بھیانک منظر کو دیکھ کر مجھ پر کپکپی طاری ہوئی گئی۔ میں وہاں سے واپس آگیا اور ان دونوں عورتوں کے پاس پہنچ کر گدھے اور قبر کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: ''اگر تم اس کے متعلق نہ پوچھو تو کیا حرج ہے؟'' میں نے کہا: ''میں اس بھیانک منظر کے متعلق ضرور دریافت کروں گا، برائے کرم! مجھے صورتحال سے آگاہ کرو۔''

عورت نے کہا: ''اچھا! اگر تم سننا ہی چاہتے ہو تو سنو! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ گدھا جو تم نے قبر میں دفن دیکھا، وہ میرا شوہر اور اس بڑھیا کا بیٹا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے گذشتہ رات تمہیں یہ منظر دکھایا! میرا یہ شوہر اپنی ماں کا بہت زیادہ نافرمان تھا۔ مَیں نے اس سے زیادہ ماں کا نافرمان دنیا میں کوئی نہ دیکھا۔ جب بھی اس کی ماں اسے کسی بری بات سے منع کرتی تو وہ اسے اس طرح بدکلامی کرتا، اور کہتا: ''دفع ہوجا! کیا گدھی کی طرح چیخ و پکار کر رہی ہے، جا! مجھے تیری بات نہیں سننی۔'' آخر کار دکھیاری ماں نے تنگ آکر کہا: ''اللہ تعالیٰ تجھے گدھے کی طرح بنادے۔'' جب یہ نافرمان مرگیا تو ہم نے اسے دفنا دیا۔ اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس نے ہمیں اس ویران جنگل کا مکین بنایا! جس دن ہم نے اسے دفنایا اسی دن سے یہ گدھے کی شکل اختیار کر گیا۔ ماں کا نافرمان اور اپنی ماں کو گدھی کہنے والا اب روزانہ اپنی قبر میں گدھے کی طرح چیختا ہے اور ہر رات اس کی قبر سے یہ آواز سنائی دیتی ہے۔'' (الامان والحفیظ)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو والدین کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** کتنا بدنصیب ہے وہ شخص جو اپنی ماں کو بُرا بھلا کہے اور وہ بھی اس بات پر کہ اسے برے کام سے کیوں منع کیا جارہا ہے۔ ایسے نافرمانوں کا انجام بھی پھر ایسا بھیانک ہوتا ہے کہ زمانے کے لئے عبرت کی علامت بن جاتا ہے۔ بعض اوقات انسان کی عبرت کے لئے برزخ کے مناظر ظاہر کر دیئے جاتے ہیں تاکہ گناہوں پر مُصر رہنے والے اِن ہولناک مناظر سے عبرت حاصل کریں اور توبہ کی طرف مائل ہوں۔ والدین کا مقام و مرتبہ دینِ اسلام نے بہت زیادہ معظّم بنایا، **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں والدین کی اطاعت کا حکم دیا، بدبخت و نامراد ہے وہ شخص جس سے اس کے والدین

ناراض ہوں۔ والدین کی ناراضی میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی ہے۔ والدین سے حسنِ سلوک کی بارہا تاکید کی گئی ہے بلکہ اُن کو ''اُف'' تک کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ جولوگ والدین کی نافرمانی کرتے ہیں وہ آخرت میں تو سزا کے مستحق ہیں ہی، لیکن دنیا میں بھی انہیں نشانِ عبرت بنادیا جاتا ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں والدین کی نافرمانی سے محفوظ رکھے اوران کا مطیع وفرمانبردار بنائے۔)

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر319:

عقل مند شہزادہ

حضرتِ سیِّدُنا بکر بن عبداللہ مُزَنی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ''بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کو کثرتِ مال واولاد اور بہت لمبی عمر عطا کی گئی۔ اس کی اولاد میں یہ عادتِ حسنہ تھی کہ جب بھی ان میں سے کوئی جوان ہوتا اُون کا لباس پہن کر پہاڑوں میں چلا جاتا، دنیوی رونقوں کو خیر باد کہہ کر دُرویشانہ زندگی اختیار کرلیتا، درختوں کے پتے اور جھاڑیاں کھا کر اپنا گزارہ کرتا اوراسی حالت میں اس دارِفانی سے دارِبقا کی طرف کوچ کر جاتا۔ سب شہزادوں نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ جب بادشاہ کی عمر بہت زیادہ ہوگئی اوراس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو اس نے اپنی قوم کو بُلا کر کہا: ''اے میری قوم! دیکھومیری عمراب بہت ہو گئی ہے، اس عمر میں مجھے بیٹے جیسی نعمت نصیب ہوئی، میں تم لوگوں سے جتنی محبت کرتا ہوں تم خوب جانتے ہو، مجھے ڈر ہے کہ میرا یہ بیٹا بھی اپنے دوسرے بھائیوں کا راستہ اختیار نہ کرلے، اگرایسا ہوا تو ہمارے خاندان میں سے میرے بعد تمہارا کوئی حاکم نہ رہے گا اور پھر تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے۔ اگر بہتری چاہتے ہو تو اس شہزادے کو چھوٹی عمر ہی میں سنبھال لو، اسے دنیوی نعمتوں اور آسائشوں کی طرف مائل کرو، اگرایسا کرو گے تو شاید میرے بعد یہ تمہارا حاکم بن جائے، جتنا ہو سکے اس کا دل دنیا میں لگا دو۔''

یہ سن کر لوگوں نے کئی میل لمبا چوڑا ایک خوبصورت قلعہ بنایا اس میں دنیوی آسائش کا تمام سامان شہزادے کو مہیا کیا۔ شہزادے نے کئی سال اس وسیع وعریض قلعے کی چار دیواری میں گزار دیئے یہاں اسے ہر طرح کی سہولت میسر تھی۔ اس کے سامنے کوئی غم وپریشانی کی بات نہ کی جاتی۔ لوگوں کو اس سے دور رکھا جاتا، ہر وقت خُدَّام اس کی خدمت پر مامور رہتے۔ ایک مرتبہ وہ گھوڑے پر سوار ہوکر ایک سمت چل دیا جب آگے دیوار دیکھی تو خادموں سے کہا: ''میرا گمان ہے کہ اس دیوار کے پیچھے ضرور ایک نیا جہاں ہوگا وہاں ضرور آبادی ہوگی مجھے یہاں سے باہر نکالو تا کہ میری معلومات میں اضافہ ہوسکے اور میں لوگوں سے ملاقات کروں۔'' جب شہزادے کی یہ خواہش بادشاہ کو بتائی گئی تو بادشاہ ڈر گیا کہ باہر جا کر کہیں یہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح دَرویشانہ زندگی اختیار نہ کرلے۔ اسی خوف کے سبب اس نے حکم دیا کہ شہزادے کو ہر دنیوی کھیل کود کا سامان مہیا کرو جس طرح

بھی ہوا سے دنیوی مشاغل میں مصروف رکھو تا کہ اسے باہر جانے کا خیال ہی نہ آئے۔

حکم کی تعمیل ہوئی اور شہزادے کو دوبارہ دنیوی عیش وعشرت میں اُلجھا دیا گیا۔اسی طرح ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ایک دن وہ پھر دیوار کی طرف گیا اور کہا:''اب تو میں ضرور باہر جا کر دیکھوں گا، مجھے جلدی سے اس دیوار کے پار لے چلو۔ جب بادشاہ کو شہزادے کی ضد کا بتایا گیا تو اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی اجازت دے دی۔لوگ شہزادے کو ایک بہترین سواری پر بٹھا کر باہر لے گئے۔سواری کو سونے چاندی سے خوب مُزَیَّن کیا گیا،لوگ اس کے اردگرد ننگے پاؤں چلنے لگے۔شہزادہ گردو پیش کے مناظر دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا یکا یک اسے ایک بہت ہی بیمار شخص نظر آیا، بیماری کی وجہ سے وہ انتہائی لاغر و کمزور ہو چکا تھا، پوچھا:''اس کو کیا ہوا؟''لوگوں نے بتایا کہ یہ بیماری میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔شہزادے نے پھر پوچھا:''کیا اس کی طرح دوسرے لوگ بھی بیمار ہوتے ہیں؟ کیا تمہیں بھی بیماری لاحق ہونے کا خوف لگا رہتا ہے؟''لوگوں نے کہا:''ہاں۔''شہزادے نے پوچھا:''کیا میں جس سلطنت میں ہوں وہاں بھی یہ بیماری آسکتی ہے؟''کہا:''ہاں! بالکل آسکتی ہے۔''عقل مند شہزادے نے کہا:''اے لوگو! تمہاری یہ دنیوی عیش وعشرت بدمزہ ہے۔'' یہ کہہ کر شہزادہ غم والم میں واپس لوٹ آیا۔جب اس کی یہ حالت بادشاہ کو بتائی گئی تو اس نے کہا:''شہزادے کو ہر طرح کا سامانِ لہو ولعب مہیا کرو، اسے دنیوی آسائشوں میں ایسا مگن کر دو کہ اس کے دل سے سب رنج وملال جاتا رہے۔''

لوگ شہزادے کو دنیوی مشاغل میں اُلجھانے کی انتھک کوشش کرتے رہے۔اسی طرح ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ شہزادے نے پھر باہر جانے کی خواہش ظاہر کی۔ پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی ہیرے جواہرات اور سونے چاندی سے مُرَصَّع سواری پر سوار کر کے اسے قلعے سے باہر لے جایا گیا۔شہزادہ مختلف مناظر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔آگے پیچھے خادموں اور سپاہیوں کا ہجوم تھا، یکا یک ایک بوڑھے پر نظر پڑی، بڑھاپے نے اس کا برا حال کر رکھا تھا، منہ سے رال ٹپک رہی تھی، جسم کانپ رہا تھا۔ شہزادے نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا:''اسے کیا ہوا؟''لوگوں نے کہا:''حضور! ایامِ جوانی گزار کر اب یہ بڑھاپے کی زَد میں آچکا ہے۔''شہزادے نے کہا:''کیا دیگر لوگ بھی اس مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں؟ کیا ہر شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے؟'' لوگوں نے کہا:''ہم میں سے ہر شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے۔''شہزادے نے کہا: تمہاری یہ عیش وعشرت کتنی بدمزہ اور کیسی بھیانک ہے کہ کسی ایک کو بھی اس کے فساد سے چھٹکارا نہیں۔''

یہ کہہ کر شہزادہ مغموم و پریشان واپس اپنے قلعے کی طرف آگیا۔ بادشاہ کو جب شہزادے کی یہ کیفیت بتائی گئی تو اس نے نے پھر وہی حکم دیا کہ اسے دنیوی آسائشوں میں الجھا دو تا کہ غم وملال اس کے دل سے جاتا رہے۔ایک سال پھر شہزادے نے قلعے میں گزار دیا، اس کے بے قرار دل میں پھر باہر جانے کی خواہش ابھری۔ چنانچہ، خادموں اور سپاہیوں کے ہجوم میں اسے باہر لے جایا گیا۔راستے میں کچھ لوگ ایک جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جا رہے تھے،شہزادے نے لوگوں سے پوچھا:''یہ شخص

چار پائی پر اس طرح کیوں لیٹا ہوا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''یہ شخص موت کا شکار ہو چکا ہے۔'' شہزادے نے پوچھا: ''موت کیا چیز ہے؟ مجھے اس شخص کے پاس لے چلو۔'' شہزادے کو مردے کے پاس لے جایا گیا تو کہا: ''لوگو! اس سے کہو کہ یہ بیٹھ جائے۔'' لوگوں نے کہا: ''حضور! اس میں بیٹھنے کی طاقت نہیں۔'' شہزادے نے کہا: ''اس سے کہو کہ بات کرے۔'' لوگوں نے کہا: ''موت نے اس کی زبان بند کر دی ہے، اب یہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔'' شہزادے نے پھر پوچھا: ''اب تم اسے کہاں لے جا رہے ہو؟'' لوگوں نے کہا: ''قبر میں دفنانے کے لئے لے جا رہے ہیں۔'' شہزادے نے پوچھا: ''اس کے بعد پھر کیا ہو گا؟'' لوگوں نے کہا: ''موت کے بعد ''حشر'' ہو گا۔'' شہزادے نے پوچھا: ''یہ حشر کیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''حشر وہ دن ہے کہ اس دن سب لوگ، خالقِ کائنات عزوجل کے حضور کھڑے ہوں گے، وہ **خالِقِ لَمْ یَزَل** ہر ایک کو اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دے گا اور اس دن ہر شخص سے ذرّے ذرّے کا حساب لیا جائے گا۔'' شہزادے نے کہا: ''کیا اس دنیا کے علاوہ بھی کوئی ایسا جہان ہے جہاں تم دنیا کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں! دنیا میں جو بھی آیا اسے آخرت کی طرف ضرور کوچ کرنا ہے۔''

یہ سن کر شہزادہ گھوڑے سے نیچے گر کر تڑپنے لگا، وہ روتا جاتا اور اپنے چہرے کو مٹی سے رگڑتا جاتا، پھر اس نے روتے ہوئے کہا: ''اے لوگو! مجھے یہ خوف لاحق ہو گیا ہے کہ جس طرح یہ شخص موت کا شکار ہوا، اسی طرح مجھے بھی اچانک موت آ جائے گی اور میں دیکھتا ہی رہ جاؤں گا۔ اس خدائے بزرگ و برتر کی قسم جو بروزِ قیامت تمام لوگوں کو جمع فرما کر جزا و سزا دے گا! میرے اور تمہارے درمیان یہ آخری عہد ہے، آج کے بعد تم مجھ سے کبھی نہ مل سکو گے۔'' لوگوں نے کہا: ''ہم آپ کو واپس آپ کے والد کے پاس لے جائیں گے، ان کی اجازت کے بغیر آپ کہیں بھی نہیں جا سکتے۔'' پھر شہزادے کو بادشاہ کے پاس اس حالت میں لے جایا گیا کہ اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا، بادشاہ نے شہزادے سے کہا: ''میرے لال! تم اتنے خوف زدہ کیوں ہو اور یہ رونا کس لئے؟'' شہزادے نے کہا: ''ابا حضور! میں اس دن کے خوف سے رو رہا ہوں جس دن ہر ایک کو اس کے اچھے، برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔'' پھر شہزادے نے اُون کا لباس منگوا کر پہنا اور کہا: ''آج رات میں اس محل کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔'' پھر واقعی آدھی رات کو وہ سمجھدار شہزادہ تاج و تخت ٹھکرا کر درویشانہ لباس پہنے آخرت کی تیاری کے لئے جنگل کی طرف جا رہا تھا، جب قصرِ شاہی سے نکلنے لگا تو بارگاہِ خداوندی میں اس طرح التجا کی:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے ایسی زندگی مانگتا ہوں جس میں میری سابقہ زندگی کی آسائشوں میں سے کچھ نہ ہو اور میں پسند کرتا ہوں کہ چاہے دُنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے مگر میں لمحہ بھر کے لئے بھی دنیوی آسائشوں کی طرف نظر نہ کروں۔''

پھر وہ شہزادہ تمام دنیوی آسائشوں اور نعمتوں کو خیر باد کہہ کر اُخروی نعمتوں کے حصول کے لئے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔''

حضرت سیِّدُنا بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ شہزادہ گناہوں کے خوف

سے دنیوی نعمتوں کو چھوڑ کر چلا گیا حالانکہ اسے معلوم بھی نہ تھا کہ کس گناہ کی کتنی سزا ہے؟ اس شخص کا کیا حال ہوگا جو دردناک سزائیں جانتے ہوئے بھی گناہوں سے کنارہ کشی نہیں کرتا، نہ گناہوں پر شرمندہ ہوتا ہے اور نہ ہی توبہ کی طرف مائل ہوتا ہے، **اللہ** تعالیٰ ہمیں گناہوں سے نفرت عطا فرما کر اپنا ڈر اور خوف عطا فرمائے۔'' (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** جو آخرت کے معاملے میں غور وفکر کرتا ہے اسے کامیابی کی راہیں نظر آہی جاتی ہیں۔ سچے دل سے جو بھی کام کیا جائے اس کے اثرات بہت جلد مرتَّب ہوتے ہیں۔ عقل مند شہزادے نے لوگوں کے مختلف احوال میں غور وفکر کیا تو اسے فلاح کا راستہ مل گیا۔ ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے اردگرد کے ماحول سے عبرت حاصل کریں۔ اس نیرنگیٔ دنیا سے دل نہ لگائیں یہ بظاہر تو بڑی مُنَقَّش لیکن حقیقت میں بڑی خاردار و بے کار ہے۔ اکھیاروں کے لئے اس دنیا میں ہر طرف عبرت ہی عبرت ہے مگر کیا کریں دنیا کی رنگینیوں نے آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال رکھا ہے۔

؎ جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے — مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے — جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سُونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں موت سے پہلے اس کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ))

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 320:

احکاماتِ الٰہی کو پامال کرنے کا انجام

ابراہیم بن عیسیٰ بن ابو جَعْفَر منصور سے منقول ہے کہ میں نے اپنے چچا سلمان بن ابو جَعْفَر منصور کو یہ کہتے ہوئے سنا: ایک مرتبہ خلیفہ منصور کے دربار میں اسماعیل بن علی بن صالح بن علی، سلمان بن علی اور عیسیٰ بن علی موجود تھے۔ میں بھی وہیں تھا کہ بنواُمَیّہ کی حکومت کے زوال کا تذکرہ چھڑ گیا۔ عبداللہ نے بنوامیہ کے ساتھ جو سلوک کیا اس کا بھی ذکر ہوا، خلیفہ نے بنواُمَیّہ کے متعلق کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان پر احسان فرمایا یہاں تک کہ انہوں نے ہماری حکومت کی طرف نظر اٹھائی جیسا کہ ہماری نظر ان کی حکومت کی طرف اٹھی، جیسے ہم ان کی طرف راغب ہوئے ایسے ہی وہ بھی ہماری طرف راغب ہوئے، قسم ہے مجھے اپنی جان کی! انہوں نے خوش بختی کی زندگی گزاری لیکن فقیروں کی حالت میں مرے۔'' اسماعیل بن علی جو دربار میں ہی موجود تھا اس نے کہا: ''اے خلیفہ! بے شک عبیداللہ بن مَرْوَان بن محمد آپ کی قید میں ہے اس کے پاس مُلکِ ''نوبہ'' کے بادشاہ کا عجیب وغریب

قصہ ہے، اسے بلا کر وہ واقعہ سنیں۔'' خلیفہ نے مسیّب کو حکم دیا کہ عبیداللہ بن مَرْوَان کو ہمارے سامنے حاضر کیا جائے۔

حکم کی تعمیل ہوئی، مضبوط و بھاری زنجیروں میں جکڑے ایک نوجوان کو خلیفہ کے سامنے لایا گیا۔ نوجوان کی گردن میں بہت وزنی طوق تھا اس نے آتے ہی باآواز بلند ''**السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**'' کہا۔ خلیفہ منصور نے کہا: ''اے عبیداللہ! سلام کا جواب دینا امن وسلامتی دینا ہے اور میرا نفس اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تجھے امن وسلامتی دی جائے۔ تو زنجیروں میں جکڑا ہوا میرے سامنے کھڑا رہ۔ پھر خُدَّام خلیفہ کے لئے تکیہ لائے خلیفہ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور کہا: ''اے عبیداللہ! مجھے پتا چلا ہے کہ تیرے پاس ''نوبہ'' کے بادشاہ کا کوئی عجیب وغریب قصہ ہے، بتا! وہ کیا ہے؟'' عبیداللہ بن مَرْوَان نے کہا: ''اے خلیفہ! اس پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس نے آپ کو مسندِ خلافت پر فائز کیا! لوہے کی یہ مضبوط و بھاری زنجیریں وضو وطہارت کا پانی لگنے کی وجہ سے زنگ آلود ہو کر بہت زیادہ تکلیف دہ ہوگئی ہیں، ان کے ہوتے ہوئے میں کس طرح کلام کرسکوں گا۔'' خلیفہ نے اسے بیڑیوں اور طوق سے آزاد کرا دیا۔

عبیداللہ نے کہا: ''ہاں! اے خلیفہ! اب میں آپ کو ''نوبہ'' کے بادشاہ کا واقعہ سناتا ہوں، سنئے! جب عبداللہ بن علی نے ہم پر حملہ کیا تو اس کا مطلوبِ اوّل میں ہی تھا کیونکہ اپنے والد مَرْوَان بن محمد کے بعد میں ہی ان کا ولی عہد تھا۔ چنانچہ، میں نے خزانے سے دس ہزار دینار لئے، دس خادموں کو اپنے ساتھ لیا ہر ایک کو ہزار ہزار دینار دے کر علیحدہ علیحدہ سواریوں پر بٹھایا۔ مزید پانچ خچروں پر قیمتی سامان رکھا پھر ان سب کو لے کر میں سلطنتِ ''نوبہ'' کی طرف بھاگ گیا۔ تین دن مسلسل سفر جاری رہا بالآخر ''نوبہ'' کے قریب ایک ویران قلعے میں پہنچ کر میں نے خُدَّام کو حکم دیا کہ اسے اچھی طرح صاف کرو پھر بہترین قالین بچھادو۔ کچھ ہی دیر میں بہترین قالین بچھادیئے گئے۔

میں نے اپنے سب سے زیادہ بااعتماد وعقل مند خادم کو بلا کر کہا: ''تم ''نوبہ'' کے بادشاہ کے پاس جاؤ، اسے میرا سلام کہنا اور میرے لئے امان طلب کرنا، پھر کچھ اناج وغیرہ شہر سے خرید لانا۔'' خادم میرا پیغام لے کر بادشاہ کے پاس چلا گیا، کافی دیر گزر گئی لیکن وہ واپس نہ آیا۔ مجھے اس کے بارے میں بدگمانی ہونے لگی، پھر کچھ دیر بعد وہ آیا تو اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔ اس نے نہایت ادب وتعظیم سے پیش آتے ہوئے ملاقات کی، پھر میرے سامنے بیٹھ گیا اور کہا: ''ہمارے بادشاہ نے آپ کو سلام کہا ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ تمہیں ہمارے ملک آنے کے لئے کس چیز نے مجبور کیا۔ کیا ہم سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہو یا ہمارے مذہب کی محبت تمہیں یہاں کھینچ لائی یا تم پناہ چاہتے ہو؟'' میں نے اس قاصد سے کہا: ''اپنے بادشاہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو: میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں تم سے جنگ کروں، باقی رہا دین ومذہب تبدیل کرنے کا معاملہ تو میں کبھی بھی اپنا دین چھوڑ کر تمہارا دین قبول نہ کروں گا، ہاں میں پناہ کا طلب گار ہوں، اگر مجھے پناہ مل جائے تو احسان ہوگا۔''

قاصد یہ پیغام لے کر بادشاہ کے پاس گیا پھر واپس آ کر کہا: ''ہمارے بادشاہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ ''کل میں

خود تمہارے پاس آؤں گا، تم اپنے دل میں کسی قسم کا خدشہ پیدا نہ ہونے دینا اور نہ ہی غلہ وغیرہ خریدنا جس چیز کی تمہیں ضرورت ہے وہ تمہارے پاس پہنچا دی جائے گی۔'' بادشاہ کا یہ پیغام سن کر میں نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ بہترین قسم کے قالین بچھاؤ اور ان قالینوں پر بادشاہ اور میرے لئے ایک جیسی نشست گاہ بناؤ، کل میں خود بادشاہ کے استقبال کے لئے جاؤں گا۔'' خادموں نے جتنا ہو سکا خوب سجاوٹ کی دوسرے دن میں بادشاہ کا انتظار کر رہا تھا کہ خادموں نے اس کے آنے کی اطلاع دی۔ میں ایک اونچی جگہ کھڑا ہو کر بادشاہ کو دیکھنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص دو موٹی چادروں میں ملبوس ننگے پاؤں پیدل ہی ہماری طرف آ رہا تھا اس کے ساتھ دس سپاہی تھے تین اس کے آگے اور سات پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ میں نے جب بادشاہ کو اس حالت میں دیکھا تو وہ مجھے بہت معمولی سا آدمی لگا، میرے دل میں آیا کہ اس کو قتل کر دوں اور خود اس کی جگہ لے لوں۔ جب وہ قریب آیا تو میں نے ایک بہت بڑا لشکر دیکھا، میں نے پوچھا: ''یہ کیا ہے۔'' کہا: ''گھوڑوں کا لشکرِ جرار ہے۔''

اے خلیفہ! میں نے دیکھا کہ کچھ ہی دیر بعد دس ہزار گھڑ سوار اسلحے سے لیس ہمارے قلعے کی طرف آئے اور اسے چاروں طرف سے گھیر لیا، پھر فقیرانہ لباس میں ملبوس وہ بادشاہ اندر آیا اور پوچھا: ''وہ شخص کہاں ہے؟'' ترجمان نے میری طرف اشارہ کیا۔ بادشاہ نے میری طرف دیکھا تو میں ادب بجالانے کے لئے اس کی طرف دوڑا۔ بادشاہ نے میرا ہاتھ چوم کر اپنے سینے پر رکھ لیا، پھر اپنے پاؤں سے قالین لپیٹا اور خالی زمین پر بیٹھ گیا۔ میں نے ترجمان سے کہا: ''سُبْحَانَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! ہم نے یہ تمام چیزیں بادشاہ کے لئے بچھوائیں ہیں، پھر یہ قالین پر کیوں نہیں بیٹھ رہا؟ جب ترجمان نے بادشاہ سے پوچھا تو اس نے جواب دیا: ''میں بادشاہ ہوں اور ہر بادشاہ پر حق ہے کہ وہ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی عظمت و بزرگی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کے سامنے تواضع اختیار کرے۔''

بادشاہ کافی دیر تک زمین کو اپنی اُنگلی سے کُرید تا رہا اور کچھ سوچتا رہا۔ پھر سر اوپر اٹھایا اور کہا: ''تم سے یہ ملک کیوں چھن گیا؟ تم سے اقتدار کیوں جاتا رہا؟ حالانکہ دوسرے لوگوں کی نسبت تم اپنے نبی سے زیادہ قربت رکھتے ہو۔'' میں نے کہا: ''اے بادشاہ! ایک ایسا شخص آیا جو ہماری نسبت ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا زیادہ قریبی تھا اس نے ہم پر حملہ کیا تو ہمارا اقتدار جاتا رہا اور ہم لاوارث ہو گئے۔ اب میں بھاگ کر تمہارے پاس پناہ لینے آیا ہوں، **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے بعد مجھے تمہارا ہی سہارا ہے۔''

بادشاہ نے کہا: ''تم لوگ شراب کیوں پیتے ہو؟ حالانکہ تمہاری کتاب (یعنی قرآنِ کریم) میں اس کو حرام ٹھہرایا گیا ہے۔'' میں نے کہا: ''یہ کام ہمارے غلاموں، عجمیوں اور دوسرے لوگوں کا ہے جو ہماری سلطنت میں ہماری رضا مندی کے بغیر گھس آئے ہیں۔''

بادشاہ نے کہا: ''تم لوگ سونے چاندی اور ریشم سے مزیّن سواریوں پر کیوں سوار ہوتے ہو؟ حالانکہ تمہارے مذہب میں یہ چیزیں جائز نہیں۔'' میں نے کہا: ''یہ بھی ہمارے غلاموں اور عجمی لوگوں کا کیا دھرا ہے، وہ ہی ایسے ناجائز امور میں مبتلا ہیں۔''

بادشاہ نے پھر کہا: ''تم لوگ کہیں سفر پر یا شکار کے لئے جاتے وقت جب کسی وادی سے گزرتے ہو تو اس کے رہائشیوں کو کیوں

پریشان کرتے ہو اور ان پر بے جا ٹیکس کیوں لگاتے ہو؟ جب تک ان کی فصلوں کو اپنی سواریوں سے روند نہ ڈالو تمہیں سکون نہیں ملتا، نصف درہم کے لئے بھی خوب نقصان کرتے اور فساد برپا کرتے ہو، آخر ایسا کیوں؟ حالانکہ تمہارے دِین میں ایسا فساد حرام کیا گیا ہے۔'' میں نے وہی جواب دیا کہ یہ سب کام ہمارے خُدّام اور غلام وغیرہ کرتے ہیں۔''

بادشاہ نے کہا: ''نہیں، بلکہ تم لوگوں نے اُن چیزوں کو حلال سمجھ لیا ہے جنہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حرام فرمایا تھا، جن باتوں سے اس نے روکا تم نے وہی اختیار کرلیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم سے عزت چھین کر ذلت کا لباس پہنا دیا۔ خدائے بزرگ و بَرتر کا انتقام ابھی تمہارے متعلق پورا نہیں ہوا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر تم میرے ملک میں رہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عذاب آیا تو کہیں وہ تمہارے ساتھ مجھے بھی اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ بے شک عذاب کہہ کر نہیں آتا، جب وہ آئے گا تو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا، سنو! مہمان نوازی کا حق تین دن ہی ہوتا ہے تین دن بعد تم یہاں سے چلے جانا تمہیں جو ضرورت ہے وہ لے لو۔ اگر تین دن کے بعد یہاں رُکو گے تو تمہارا سارا سامان چھین لوں گا۔'' اتنا کہہ کر بادشاہ وہاں سے چلا گیا۔ میں تین دن وہاں ٹھہر کر واپس آیا تو مجھے قید کر کے آپ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اب میں آپ کے سامنے موجود ہوں، زندگی سے زیادہ اب مجھے موت پیاری ہے، کاش! مجھے موت آجائے۔ عبیداللہ بن مَرْوَان کی یہ عبرت ناک روداد سن کر خلیفہ منصور کو اس پر ترس آنے لگا جب اسے آزاد کرنا چاہا تو اسماعیل بن علی نے منع کرتے ہوئے کہا: ''اس کی گردن میں بنو امیہ کی بیعت ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''پھر تمہاری کیا رائے ہے؟'' اسماعیل بن علی نے کہا: ''اسے ہمارے قید خانوں میں ہی رہنے دیں اور جس سزا کا یہ مستحق ہے وہ اس پر جاری کر دیں۔''

راوی کا بیان ہے، ''پھر عبیداللہ بن مَرْوَان کو واپس قید خانے میں بھیج دیا گیا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ وہ منصور کی خلافت میں ہی مر گیا یا مہدی نے اسے آزاد کر دیا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو ظالموں سے محفوظ رکھے اور دنیا و آخرت میں ہمارے ساتھ عَفْو و کرم والا معاملہ فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 321: حضرت بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ہمشیرہ

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے منقول ہے کہ ایک دن میں اپنے والدِ محترم حضرتِ سیِّدُنا احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ اپنے گھر میں تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میرے والد نے فرمایا: ''بیٹے، جاؤ! دیکھو! کون ہے؟'' میں باہر گیا تو ایک باپردہ خاتون کھڑی تھی اس نے مجھ سے کہا: ''اے عبداللہ! احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میرے اندر

آنے کی اجازت طلب کرو۔'' میں والد صاحب کے پاس آیا اور اس خاتون کے متعلق بتایا تو انہوں نے اجازت عطا فرمادی۔ وہ آئی اور سلام کرکے بیٹھ گئی پھر پوچھا: ''اے ابوعبداللہ! میں رات کو چراغ کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں، جب کبھی چراغ بجھ جائے تو چاند کی روشنی میں بھی سوت کات لیتی ہوں، کیا سوت فروخت کرتے وقت خریدار کے سامنے یہ ظاہر کردینا مجھ پر لازم ہے کہ یہ سوت چاند کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے اور یہ چراغ کی روشنی میں؟''

میرے والدِ محترم حضرتِ سیِّدُنا احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر آپ ان دونوں اونوں میں فرق کرسکتی ہیں تو ضروری ہے کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ فروخت کریں۔'' خاتون نے پھر سوال کیا: ''اے ابوعبداللہ! کیا شدتِ مرض کی وجہ سے مریض کا کراہنا یا آہیں بھرنا شکوہ کہلائے گا؟'' فرمایا: ''میں امید کرتا ہوں کہ یہ شکوہ نہیں، لیکن تمام غموں اور مصیبتوں کی فریاد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کی جاتی ہے۔'' متقی خاتون رخصت ہوگئی۔ میرے والد نے مجھ سے فرمایا: ''میرے بیٹے! میں نے آج تک ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے اس خاتون کی مثل سوال کیا ہو۔ جاؤ! دیکھو! یہ خاتون کون ہے اور کہاں رہتی ہے؟'' میں اس کے پیچھے پیچھے گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت سیِّدُنا بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے گھر میں داخل ہوگئی وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمشیرہ تھی۔ میں نے واپس آکر والد صاحب کو بتایا تو انہوں نے فرمایا: ''بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ہمشیرہ کے علاوہ کوئی اور عورت اتنی متقی و پرہیزگار نہیں ہوسکتی۔''

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمیں نہیں معلوم کہ حضرتِ سیِّدُنا بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی تین بہنوں ''زُبدہ، مُضغہ، مُخّہ'' میں سے یہ کون سی تھی۔ زبدہ کو اُمِّ علی کہا جاتا تھا، مضغہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عمر میں بڑی تھی اور آپ کی زندگی ہی میں اس کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس کے وصال پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت روئے اور بہت غمگین ہوئے۔ جب اتنے زیادہ رنج و ملال کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ جب بندہ اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں سستی کرتا ہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اس کی سب سے زیادہ محبوب شئے سے محروم کردیتا ہے۔ میری یہ ہمشیرہ مجھے دنیا میں سب سے زیادہ پیاری تھی، اب وہ مجھ سے جدا ہوگئی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 322: تقویٰ ہو تو ایسا ہو......!

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر اَحنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ''میں نے عبداللہ بن احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا بِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ہمشیرہ حضرت سیِّدَتُنا ''مُخَّہ'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا میرے والد کے پاس

آئیں اور پوچھا: میرے پاس دو دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) تھے میں نے ان کا اون خرید کر کاتا اور نصف درہم کا بیچ دیا۔ میرا کھانے پینے کا پورے ہفتے کا خرچ ایک دانق ہے۔ ہوا یوں کہ حاکم شہر ابن طاہر ہمارے گھر کے قریب سے گزرا اس کے ساتھ مشعلیں بھی تھیں۔ ہمارے گھر کے قریب کھڑا ہو کر وہ چند کارندوں سے گفتگو کرنے لگا۔ میں نے ان مشعلوں کی روشنی میں کچھ اون کات لیا تھا۔ جب حاکم وہاں سے چلا گیا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ''حاکمِ شہر کی مشعلوں کی روشنی میں کاتی ہوئی اُون کا حساب دینا ہوگا۔'' بس اس خیال کے آتے ہی میں پریشان ہوگئی، اب آپ کے پاس اپنا مسئلہ لے کر آئی ہوں مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی پریشانی دور فرمائے۔ مجھے بتائیں کہ اب میں اس اون کی قیمت کا کیا کروں۔'' میرے والدِ محترم نے فرمایا: ''تم دو دانق رکھ لو اور نفع چھوڑ دو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس نفع کے بدلے تمہیں اچھا بدلہ عطا فرمائے گا۔ یہ سن کر وہ چلی گئی۔''

میں نے اپنے والدِ محترم سے کہا: ''حضور! اگر آپ اسے یہ کہہ دیتے کہ اس روشنی میں جتنا اون کاتا وہ علیحدہ کرلو، باقی اُون تمہارے لئے جائز ہے تو کیا حرج تھا۔'' فرمایا: ''بیٹے! اس خاتون کا سوال اس تاویل کا احتمال نہیں رکھتا تھا۔ پھر فرمایا: ''تم جانتے ہو، وہ کون تھی؟'' میں نے کہا: ''ہاں! وہ زمانے کے مشہور ولی حضرتِ سیِّدُنا بِشرِ حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی ہمشیرہ ''مُخَّہ'' تھی۔'' فرمایا: ''جبھی تو وہ یہ مسئلہ پوچھنے آئی تھی۔ واقعی ایسی عظمت و شان والی عورت بِشر جیسے ولی کی بہن ہی ہوسکتی ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 323: حضرتِ عیسیٰ بن زاذان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بخشش

حضرت سیِّدُنا عمَّار بن راہِب علیہ رحمۃ اللہ الغالب سے منقول ہے کہ ''حضرت سیِّدَتُنا **مسکینہ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اجتماعِ ذکر میں پابندی سے شرکت کیا کرتی تھیں۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو کہا: ''اے مسکینہ! مرحبا۔'' مسکینہ نے کہا: ''اے عمَّار! تمہارا بھلا ہو، میں مسکین نہیں اب تو بہت زیادہ غِنیٰ مل چکا ہے محتاجی ختم ہوگئی اور کشادگی آچکی ہے۔'' میں نے کہا: ''اچھا! ان باتوں کو چھوڑو اپنا حال بیان کرو، تمہیں کیا کیا نعمتیں عطا کی گئیں؟'' مسکینہ نے کہا: ''تم اُس سے سوال کر رہے ہو جسے جنت اپنی کثیر نعمتوں کے ساتھ عطا کر دی گئی ہے۔ اب وہ جہاں چاہے جنت کے درختوں کے سائے میں رہے۔'' حضرت سیِّدُنا عمَّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کا بیان ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی یہ نیک بندی ہمارے ساتھ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ بن زاذان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کی محفلِ ذکر میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ میں نے پوچھا: ''اے مسکینہ! حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن زاذان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟'' یہ سن کر وہ ہنسنے لگی اور دو عربی اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

''انہیں خوبصورت وبیش بہا جنتی لباس پہنایا گیا۔جنّتی خدّام ہاتھوں میں آبخورے لئے ہر وقت ان کے اردگرد موجود رہتے ہیں۔پھرانہیں جنتی زیور سے آراستہ کیا گیااور کہا گیا:''اے قاری! تلاوت کر،بخدا تجھے تیرے روزوں نے چھٹکارا دلادیا۔''

راوی کہتے ہیں کہ''حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ بن زَاذَان علیہ رحمۃ اللہ المنّان آخری عمر تک اس کثرت سے روزے رکھتے رہے کہ آپ کی کمر بالکل جھک گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز بند ہوگئی۔ان کی یہ عبادت وریاضت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایسی مقبول ہوئی کہ مغفرت وبخشش کا سبب بن گئی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نفلی عبادت کا بھی خوب اہتمام کرتے تھے۔جیسا کہ ہم نے ابھی حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ بن زَاذَان علیہ رحمۃ اللہ المنّان کے بارے میں پڑھا کہ وہ کثرت سے نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ہمیں بھی چاہئے کہ وقتاً فوقتاً نفلی روزے رکھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا طلب کریں۔اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے،اپنی رضا والے کاموں پر گامزن فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔اگر ہم چند روزہ زندگی میں تھوڑی سے مشقت برداشت کر کے فرض عبادت کے ساتھ ساتھ نفلی عبادت پر بھی مواظبت (''مُوَا۔ظَ۔بَت''،یعنی ہمیشگی) اختیار کرتے رہے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جنت میں خدائے بزرگ وبَرتر کی طرف سے ہماری مہمانی کی جائے گی۔جن خوش نصیبوں کے لئے''نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْم''(پ۲۴،حٰمٓ السجدۃ ۳۲)ترجمۂ کنزالایمان:مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی ان میں شامل فرمائے۔ہم بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید لگائے اس یومِ عید کے منتظر ہیں۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں جنت الفردوس میں اپنے پیارے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پڑوس عطا فرما۔(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم))

؎ گدا بھی منتظر ہے خُلد میں نیکوں کی دعوت کا　　خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر324:

گائے پر ٹیکس

حضرتِ سیِّدُنا ہِشَام بن مُحَمَّد بن سَائِب کَلْبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:''ایک مرتبہ شاہِ فارس (یعنی ایران کا بادشاہ) اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ شکار کے لئے نکلا۔گھنے جنگل میں اچانک ایک شکار نظر آیا،بادشاہ نے گھوڑا شکار کے پیچھے لگا دیا کافی دور تک پیچھا کرنے کے باوجود بادشاہ اس جانور کا شکار کرنے میں ناکام رہا۔وہ جانور کے پیچھے اتنی تیزی سے آیا کہ

اسے معلوم ہی نہ ہوسکا کہ میں اپنے ہمراہیوں سے بہت دور ویران جنگل میں ایک انجانی جگہ پہنچ چکا ہوں۔آہستہ آہستہ شام اپنے سائے گہرے کررہی تھی پھر یکا یک آسمان پر سیاہ بادل چھا گئے اور کچھ ہی دیر بعد موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ بادشاہ کسی محفوظ جگہ کی تلاش میں ایک سمت چل دیا۔کچھ دور ایک جھونپڑی نظر آئی جلدی سے وہاں پہنچا تو ایک بوڑھی عورت دروازے پر بیٹھی تھی۔بادشاہ نے کہا:''میں مسافر ہوں، کیا اس اندھیری وطوفانی رات میں مجھے تمہاری جھونپڑی میں پناہ مل سکتی ہے؟''بڑھیا نے کہا:''آج رات آپ ہمارے مہمان ہیں،آیئے!اندر تشریف لے آیئے۔''

بادشاہ اپنا گھوڑا لے کر بڑھیا کے ساتھ اس کی جھونپڑی میں داخل ہوگیا۔کچھ ہی دیر بعد بڑھیا کی بیٹی چند گائیں لے کر جھونپڑی میں داخل ہوئی۔ وہ دن بھر اپنے جانوروں کو چراگاہ میں چراتی اور شام کو واپس آجاتی، ساری ہی گائیں بہت فربہ اور دودھ والی تھیں۔ بادشاہ نے جب ایسی موٹی تازی دودھ والی گائیں دیکھیں تو دل میں کہا:''ان گایوں پر ضرور کچھ ٹیکس لگایا جانا چاہئے، یہ بہت دودھ والی ہیں، ان کا دودھ دربارِ شاہی میں ضرور پہنچنا چاہئے۔ بادشاہ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ بڑھیا نے اپنی بیٹی سے کہا:''بیٹی!فلاں گائے کا دودھ نکالو۔''جب اس کی بیٹی گائے کے پاس پہنچی تو اسے دودھ سے بالکل خالی پایا، اس نے پکار کر کہا:''اے میری ماں!خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم!آج ہمارے بادشاہ نے ہمارے بارے میں کوئی برا فیصلہ کیا ہے۔''بڑھیا نے کہا:''بیٹی کیا ہوا؟''کہا:''امی جان!ابھی کچھ دیر قبل جس گائے کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے اب دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں۔'' بڑھیا نے کہا:''صبر کرو، صبح تک اس معاملے کو چھوڑ دو۔''بادشاہ جو ماں بیٹی کی گفتگو سن رہا تھا اس نے دل میں کہا:''اس لڑکی کو کیسے معلوم ہوگیا کہ میں نے ان کے بارے میں ظالمانہ فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ میں اپنے اس ارادے سے باز آیا اب میں انہیں تنگ نہیں کروں گا، لیکن ان کے بارے میں تحقیق ضرور کروں گا۔''

جب صبح ہوئی تو بڑھیا نے کہا:''بیٹی!جاؤ دودھ نکالو۔''جب لڑکی، گائے کے پاس گئی تو اسے دودھ والی پایا، اس نے پکار کر کہا: ''امی جان!بادشاہ نے ہمارے بارے میں جو ناانصافی والی بات سوچی تھی اب اس کے دل سے وہ نکل چکی ہے، ہماری گائے کے تھن اب دودھ سے بھر چکے ہیں۔''پھر اس نے دودھ نکالا اور رکھ دیا۔اتنی ہی دیر میں بادشاہ کے ساتھی اسے ڈھونڈتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان دونوں ماں بیٹی کو ہمارے دربار میں لے چلو۔ سپاہی انہیں دربار میں لے گئے۔ بادشاہ نے ان کی خوب خاطر مدارات کی، پھر پوچھا:''تم نے کیسے جان لیا کہ بادشاہ نے کسی بری بات کا ارادہ کیا اور پھر اس کے دل سے وہ ارادہ جاتا رہا؟''بڑھیا نے کہا:''ہم اس جنگل میں عرصۂ دراز سے سکونت پذیر ہیں، جب بھی دربارِ شاہی سے کوئی عدل وانصاف والا حکم جاری ہوتا ہے تو ہمارے شہروں، دیہاتوں اور چراگاہوں میں خوشحالی آجاتی اور ہماری زندگی خوشگوار ہوجاتی ہے۔لیکن جب کوئی ظالمانہ حکم جاری ہوتا ہے تو تنگدستی اور مفلسی آجاتی ہے اور ہماری اشیاء سے ہمارا نفع منقطع (یعنی ختم) ہوجاتا ہے۔اس لئے ہم جان لیتے ہیں کہ کس وقت کس طرح کا

حکم جاری ہوا ہے۔'' یہ سن کر بادشاہ بڑا حیران ہوا پھر ماں بیٹی کو انعام واکرام کے ساتھ واپس بھیج دیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور اچھوں کے دامن سے وابستہ فرمائے۔(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

حکایت نمبر325: بوڑھے مجاہد کی دعا

حضرتِ سیِّدُنا عُـکْـلِـی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''مجھے بصرہ کے رہنے والے ایک شخص نے بتایا کہ میں نے ایک پُر کشش و بارُعب شخص کو اون کا لباس پہنے دیکھا۔اس کا نام پوچھا تو علی بن محمد بتایا۔میں اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگا،اس نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ ''**مصیصہ**'' کی طرف جہاد کے لئے گیا،وہاں مسجد میں ایک حسین وجمیل بزرگ کو دیکھا لوگ اس کے گرد بیٹھے تھے اور وہ انہیں حدیث سنا رہا تھا۔میں بھی حلقۂ درس میں شامل ہو گیا،اس نے مجھ سے میرا حال دریافت کیا تو میں نے کہا: ''میں عراق کا رہنے والا ہوں،**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور آخرت کی طلب میں یہاں آیا ہوں۔'' یہ سن کر بزرگ نے مجھے دعائیں دیتے ہوئے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں پاکیزہ زندگی اور آخرت میں عزت والا گھر عطا فرمائے،اے بندۂ خدا! مجھے تم سے ایک حاجت ہے، میری اس حاجت کو رد نہ کرنا۔'' میں نے کہا: ''جی بتایئے! کیا حاجت ہے؟'' کہا: ''ہمارے ہاں قیام کرو اور ضیافت کا موقع دو۔''

میں اس کے پاس رک گیا میں نے دیکھا کہ میرے میزبان کو **اللہ** ربُّ العزَّت نے **صِیَامُ النَّھَارِ وَقِیَامُ اللَّیْل** (یعنی دن کو روزہ رکھنے اور رات کو عبادت کرنے) اور اعمالِ صالحہ کی دولت سے مالا مال کیا ہوا ہے۔میں اس کے پاس ہی ٹھہرا رہا۔ہمارا لشکر جہاد کے لئے روانہ ہونے لگا تو میرے اس بزرگ میزبان نے مجاہدین کے لئے کثیر سامانِ خورد ونوش فراہم کیا۔اور خود بھی لشکر میں شامل ہو گیا اس کے ساتھ دس ہزار مجاہدین بھی لشکر میں شامل ہوئے۔اس کا جوان بیٹا جو اس کے گھر کے انتظامات سنبھالتا تھا،وہ بھی مجاہدین میں شامل ہو گیا۔ہمارا یہ لشکر دشمن کی سرحدوں کی طرف آندھی وطوفان کی طرح بڑھنے لگا۔جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو ہم نے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ محسوس کی،کفار کو انجامِ بد تک پہنچانے کے لئے مجاہدینِ اسلام،کفار کے ٹِڈّی دَل لشکر کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح جم گئے۔اس بزرگ کے جوان بیٹے نے مجاہدین کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے انہیں جہاد پر خوب اُبھارا۔پھر اس کے بوڑھے باپ نے مجاہدین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''اے نوجوانانِ اسلام! جنت کے دروازے تمہارے سامنے ہیں،اپنی شمشیروں کے ذریعے انہیں کھولو اور دشمن پر ٹوٹ پڑو۔'' یہ سنتے ہی اس کا نوجوان بیٹا کمال دلیری سے تن تنہا دشمن کی صفوں میں گھس گیا اور بہادری وجوانمردی کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمنوں کی عقلیں دنگ رہ گئیں۔بالآخر یہ مردِ مجاہد شجرِ اسلام کی آبیاری کے لئے مرتبہ شہادت پر فائز ہوا۔پھر اس کا بوڑھا باپ دشمنوں پر غضب ناک شیر کی طرح حملہ آور ہوا اور دادِ شجاعت دیتے ہوئے یہ

بھی جامِ شہادت نوش کر گیا اور اس کی روح بھی جنت کے باغات کی طرف پرواز کر گئی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں فتح عطا فرمائی، دشمن پیٹھ پھیر کر خائب وخاسر لوٹا۔ ہم نے بہت سوں کو واصلِ جہنم کیا۔ بہت سے دشمن قید ہوگئے۔ پھر ہم نے مجاہدین کی مُبارَک لاشیں سپر دِ خاک کیں۔ بوڑھے مجاہد کے لئے بھی ایک قبر کھودی گئی جب اسے دفنا کر ہم واپس ہونے لگے تو زمین ہلنے لگی اور اس بزرگ مجاہد کی لاش زمین سے باہر آگئی۔ ہم یہ سمجھے کہ شاید زلزلے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ لہٰذا ہم نے ایک اور قبر کھودی اور اسے دفن کردیا۔ ابھی مٹی برابر ہی کی تھی کہ دوبارہ زمین ہلنے لگی اور ایک پُر ہول آواز سنائی دی۔ زمین نے پہلے کی طرح اسے پھر باہر نکال دیا۔ ہم نے تیسری قبر کھود کر اسے دفنایا تو یہ دیکھ کر ہماری عقلیں حیران ہو گئیں کہ اس مرتبہ بھی زمین نے اسے باہر نکال دیا۔ پھر ہم نے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی: ''اے لوگو! یہ نیک بندہ اپنی زندگی میں ہمیشہ یہ دعا کرتا رہا کہ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! **میرا حشر درندوں اور پرندوں کے پیٹوں میں کرنا** اس کی دعا بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں قبول ہوگئی ہے، لہٰذا اب یہ قبر میں دفن نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی خواہش کے مطابق اس کے جسمِ نازنین کو جنگلی درندے اور پرندے کھائیں گے۔ یہ غیبی آواز سن کر ہم اسے وہیں چھوڑ کر واپس لوٹ آگئے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 326:

عالِمِ ربّانی

حضرتِ سیِّدُنا عبدالجبّار بن عبدالعزیز بن ابو حازِم علیہم الرحمۃ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ خلیفہ سلیمان بن عبد الملک مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً میں تین دن ٹھہرا اور لوگوں سے کہا: ''کیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جس نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی زیارت کی ہو، ہم اس سے حدیث سننا چاہتے ہیں؟'' اسے بتایا گیا کہ یہاں ایک جلیل القدر تابعی بزرگ حضرت سیِّدُنا ابو حازِم علیہ رحمۃ اللہ الناصر رہتے ہیں۔ چنانچہ، انہیں بلایا گیا، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے تو خلیفہ نے کہا: ''اے ابو حازِم علیہ رحمۃ اللہ الناصر! آخر اتنی بے وفائی کیوں؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آپ نے مجھ میں کون سی بے وفائی دیکھی ہے؟''

خلیفہ نے کہا: ''مدینۂ منورہ کے تمام علماء ومُعزَّزین میرے پاس آئے لیکن آپ نہیں آئے؟'' فرمایا: ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ ایسی بات کہیں جو سرے سے ہی نہ ہو، میرے اور آپ کے درمیان پہلے واقفیت ہی نہ تھی کہ جس کی وجہ سے میں یہاں آتا، پھر بے وفائی کا الزام کیوں؟'' خلیفہ نے کہا: ''بے شک آپ نے سچ وحق بات کہی: اچھا یہ بتائیے کہ ہم موت کو

کیوں ناپسند کرتے ہیں؟'' فرمایا: ''اس لئے کہ تم لوگوں نے اپنی آخرت برباد کرڈالی ہے اور دنیا میں خوب عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہو، اب تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ عیش وعشرت کے گھر کو چھوڑ کر عذاب والی جگہ جائیں۔'' خلیفہ نے کہا: ''آپ نے حق فرمایا۔'' اچھا یہ بتایئے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضری کی کیا کیفیت ہوگی؟'' فرمایا: ''نیک لوگ تو اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایسے جائیں گے جیسے برسوں کا بچھڑا ہوا اپنے اہل وعیال کی طرف خوشی خوشی جاتا ہے۔ جبکہ گناہ گار و نافرمان اس طرح ہوں گے جیسے بھاگے ہوئے غلام کو واپس اس کے مالک کے پاس لایا جارہا ہو۔''

یہ سن کر خلیفہ سلیمان نے روتے ہوئے کہا: ''اے کاش! مجھے معلوم ہوجاتا کہ ہمارے لئے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کیا کچھ ہے؟'' فرمایا: ''اپنے آپ کو کتاب اللہ پر پیش کرو، تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ تمہارے لئے کیا کچھ ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پاکیزہ کتاب میں کس مقام پر یہ باتیں تلاش کروں؟'' فرمایا: ''دیکھو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نیکوں اور بدوں کے اُخروی مقامات کا واضح بیان فرمارہا ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ﴿۱۴﴾
(پ ۳۰، الانفطار: ۱۳-۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نِکوکار ضرور چین میں ہیں اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں۔

خلیفہ نے پوچھا: ''اے ابوحازِم! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کہاں ہے؟'' فرمایا: اس کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ سمجھ دار کون ہے؟'' فرمایا: ''جس نے علم وحکمت کی باتیں سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔'' خلیفہ نے پوچھا: ''لوگوں میں بے وقوف ترین شخص کون ہے؟'' فرمایا: ''جو ظالم کی پیروی میں لگا، ظالم کی ہاں میں ہاں ملائی اور اس کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت داؤ پر لگادی۔'' خلیفہ نے کہا: اچھا یہ بتایئے کہ مقبول ترین دعا کون سی ہے؟'' فرمایا: '' مُتَوَاضِعِیْن (یعنی عاجزی کرنے والوں) کی دعا۔'' خلیفہ نے کہا: ''اے ابوحازِم! سب سے بہترین صدقہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''تنگدست محتاج کی مدد کرنا۔'' خلیفہ نے کہا: ''حضور! یہ بتایئے کہ جس حالت میں ہم ہیں اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟'' فرمایا: ''اس معاملے میں مجھے معافی دو۔''

سلیمان نے کہا: ''اچھا! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔'' فرمایا: ''بے شک حکمرانوں نے ظلم وزیادتی کرکے مسلمانوں کی رائے کے بغیر من مانی کرتے ہوئے خلافت حاصل کی، بے وفا دنیا کے حصول کے لئے بے گناہوں کا بے دریغ خون بہایا پھر کفِ افسوس ملتے ہوئے حکومت ومملکت کو چھوڑ کر آخرت کی طرف کوچ کرگئے۔ اے کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ ان سے وہاں کیا کیا پوچھا گیا اور انہوں نے کیا جواب دیا؟ اب وہ اپنی کرنی کا پھل بھگت رہے ہوں گے۔'' یہ سن کر کسی خوشامدی درباری نے کہا: ''اے شیخ! یہ آپ نے بہت بری بات کی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''تو نے جھوٹ کہا، میں نے وہی کیا جو مجھ پر لازم تھا، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے علماء کرام سے عہد لیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے دین ظاہر کریں گے اور کچھ بھی نہیں چھپائیں گے۔'' خلیفہ سلیمان نے کہا: ''اے

ابوحَازِم! کیا ہماری اصلاح کی کوئی صورت ہے؟'' فرمایا: ''ہاں! تم لوگ تکلُّفات اور ریاکاری کو چھوڑ کر مروت واخلاص کو اپنالو۔'' خلیفہ نے کہا: ''اس کی کیا صورت ہے؟'' فرمایا: ''جن سے لینے کا حق ہے ان سے لو اور مستحقین کو ان کا حق دو۔''

خلیفہ نے کہا: ''اے محترم! آپ ہمارے ہاں قیام فرمائیں تاکہ ہم آپ سے مستفیض ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''میں اس بات سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' خلیفہ نے کہا: ''آپ ہم سے دور کیوں رہنا چاہتے ہیں؟'' فرمایا: ''اگر میں تمہارے ساتھ رہوں تو اندیشہ ہے کہ کسی معاملے میں تمہاری طرف مائل ہو جاؤں، شاہی عیش وعشرت سے کچھ فائدہ اٹھالوں اور اس طرح اپنی دنیا وآخرت برباد کر بیٹھوں لہٰذا دُوری ہی میں عافیت ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔'' فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے خوف کر اور جس جگہ جانے سے اس نے روکا ہے وہاں ہرگز نہ جا۔ اور ایسی جگہ سے ہرگز غیر حاضر نہ رہ جہاں حاضر رہنے کا اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے تجھے حکم دیا ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''اے ابوحَازِم! ہمارے لئے دعا کیجئے۔'' فرمایا: ''ہاں! میں دعا کرتا ہوں،'' ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر سلیمان تیرا پسندیدہ بندہ ہے تو اس کے لئے خیر کی راہ آسان فرمادے اور اگر یہ تیرے دشمنوں میں سے ہے تو اسے پیشانی سے پکڑ کر خیر کی راہ پر ڈال دے۔''

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے ایک ہزار دینار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑھاتے ہوئے عرض کی: ''حضور! یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمائیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے اس کی حاجت نہیں، میرے علاوہ اس مال کے اور بھی بہت سے حق دار ہوں گے۔ میں ڈرتا ہوں کہ یہ مال میری اس نیکی کی دعوت کا بدلہ نہ ہو جائے جو میں نے تجھے دی۔ میں نے یہ تمام باتیں رضائے الٰہی کے لئے کیں اور اسی سے اجر کا طلبگار رہوں، دنیا والوں سے ہرگز بدلہ نہیں چاہتا۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب فرعون کے ملک سے مدین کی طرف تشریف لے گئے تو ایک کنوئیں کے قریب بیٹھ گئے وہاں دولڑکیاں اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لئے کھڑی تھیں، آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''کیا کوئی مرد نہیں ہے کہ تم پانی پلا رہی ہو؟'' کہا: ''نہیں۔'' یہ سن کر آپ علیہ السلام نے انہیں پانی بھر کر دیا اور پھر ایک درخت کے سائے تلے بیٹھ کر بارگاہِ خداوندی میں اس طرح عرض گزار ہوئے: ''رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾ (پ ۲۰، القصص: ۲۴) ترجمۂ کنز الایمان: اے میرے رب! میں اس کھانے کا جو تو میرے لئے اُتارے محتاج ہوں۔'' اے خلیفہ! دیکھ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی برحق نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے دِین کے بدلے کوئی دنیوی شئے نہ مانگی۔ جب وہ دونوں صاحبزادیاں اپنے والد حضرت سیِّدُنا شُعَیب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گئیں تو آپ علیہ السلام نے پوچھا: ''میری بیٹیو! آج تم خلافِ معمول جلدی کیوں آ گئیں؟'' عرض کی: ''ابا حضور! آج ایک مردِ صالح نے ہمارے جانوروں کو پانی پلا دیا اسی لئے ہم جلدی آ گئیں۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا تم نے اسے کچھ کہتے ہوئے سنا؟'' عرض کی: ''ہاں! وہ نوجوان اس طرح مُلْتَجِی (التجا کر رہا) تھا:

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ﴿۲۴﴾ (پ۲۰،القصص:۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اے میرے رب میں اس کھانے کا جو تو میرے لئے اتارے محتاج ہوں۔

حضرتِ سیِّدُ نا شُعَیب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا: ''وہ نوجوان ضرور بھوکا ہوگا، تم میں سے کوئی ایک جائے اور اس نوجوان سے جا کر کہے: ''بے شک میرا والد آپ کو بلاتا ہے تا کہ جو بھلائی آپ نے ہمارے ساتھ کی اور ہمارے جانوروں کو پانی پلایا آپ کو اس کا بدلہ عطا فرمائے۔'' جب صاحبزادی نے حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ و السلام کو اپنے والد کا پیغام دیا تو آپ علیہ السلام زار و قطار رونے لگے، آپ علیہ السلام اس صحرائی علاقے میں اجنبی و مسافر تھے، کئی دنوں سے کھانا نہ کھایا تھا، آپ علیہ السلام ان کے پیچھے پیچھے ان کے گھر کی جانب چل دیئے۔ تیز ہوا کی وجہ سے ان کے کپڑے اڑنے لگے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تو میرے پیچھے چل۔'' جب آپ علیہ السلام حضرتِ سیِّدُ نا شُعَیب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے کھانا پیش کرتے ہوئے فرمایا: ''اے نوجوان! کھانا کھا لیجئے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا: ''میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' پوچھا: ''آپ کھانے سے کیوں انکار کر رہے ہیں؟'' فرمایا: ''ہمارا تعلق ایسے خاندان سے ہے اگر ہمارے لئے ساری زمین کو سونے سے بھر دیا جائے تو پھر بھی ہم اپنا دِین نہیں بیچیں گے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا شُعَیب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں کہ ہم آپ کی نیکی خرید رہے ہیں، بلکہ ہم نے تو بطورِ ضیافت یہ کھانا پیش کیا ہے اور مہمانوں کو کھانا کھلانا ہمارے آباء و اجداد کا طریقہ رہا ہے، آپ بلا جھجک کھانا تناول فرمائیں۔'' پھر آپ علیہ السلام نے کھانا تناول فرمایا۔

اے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک! اگر آپ کی یہ دنیا میری نیکی کی دعوت کا بدلہ ہے تو حالتِ اضطرار میں مردار کا گوشت کھا لینا مجھے ان دیناروں کے لینے سے زیادہ پسند ہے۔'' خلیفہ اس بزرگ کی شانِ بے نیازی دیکھ کر بہت متعجب ہوا۔ زُہری نے کہا: ''ابو حازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم میرے پڑوسی ہیں تیس سال کا طویل عرصہ گزر گیا لیکن میں ان سے کلام کرنے کا شرف حاصل نہ کر سکا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ابو حازِم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا: ''تو اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو بھول گیا تو نے مجھے بھی بھلا دیا۔ اگر تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں کامل ہوتا تو مجھ سے ضرور محبت کرتا۔'' زُہری نے کہا: ''کیا آپ مجھے برا بھلا کہہ رہے ہیں؟'' خلیفہ سلیمان نے کہا: ''اے زُہری! انہوں نے تجھے برا بھلا نہیں کہا بلکہ تو نے خود اپنے آپ کو برا بھلا کہا ہے۔ کیا تو پڑوسی کے حقوق سے آگاہ نہ تھا؟'' پھر حضرتِ سیِّدُ نا ابو حازِم علیہ رحمۃ اللہ الناصر نے فرمایا: ''بنی اسرائیل اس وقت تک سیدھی راہ پر گامزن رہے جب تک امراء و سلاطین، علماء کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے۔ وہ علماءِ رَبَّانِیِّین اپنے دِین کی وجہ سے دربارِ سلاطین سے دور بھاگتے تھے۔ پھر بھی حکمران و امراء علماء کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ جب ذلیل لوگوں نے علماء کرام کی عزت و توقیر دیکھی تو انہوں نے بھی علم

حاصل کیا پھر دین کو لے کر بادشاہوں کے درباروں میں جانے لگے اس طرح ان امراء وسلاطین نے علماء رَبَّانِیِّین کو چھوڑ دیا پھر وہ قوم گناہوں پر جمع ہوگئی تو ان کی عزت جاتی رہی اور تنگدستی و مفلسی ان کا مقدر بن گئی۔ اگر علماء اپنے دین کی حفاظت کرتے اور لالچ کرتے ہوئے اسے بادشاہوں کے دربار میں نہ لے جاتے تو سلاطین وامراء سرکش و باغی نہ ہوتے۔''

زُہری نے کہا: ''اے ابوحَازِم! ایسا لگتا ہے کہ تم یہ ساری باتیں مجھے سنانے کے لئے کہہ رہے ہو اور مجھے طعنہ دے رہے ہو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں ہر گز تمہاری بے عزتی نہیں کر رہا لیکن حقیقت وہی ہے جو تم نے سنی۔'' اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دربار سے واپس چلے آئے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہِشَام بن عبدالمَلِک مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً آیا تو اس نے حضرتِ سیِّدُنا ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الناصر کو اپنے پاس بلایا اور کہا: ''مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔'' فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر، دنیا سے بے رغبتی اختیار کر، بے شک اس کی حلال اشیاء کا حساب اور حرام پر عذاب ہوگا۔'' ہِشَام نے کہا: ''اے ابوحَازِم علیہ رحمۃ اللہ الناصر! آپ نے مختصر مگر بہت جامع نصیحت کی۔'' اچھا یہ بتایئے کہ آپ کا سرمایہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر پختہ یقین رکھنا اور اس چیز سے ناامید رہنا جو لوگوں کے پاس ہے۔'' کہا: ''آپ اپنی کوئی حاجت خلیفہ سے کہنا چاہیں تو کہیں۔'' فرمایا: ''افسوس صد افسوس! سنو! میں اپنی حاجتیں اسی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی اور حاجتیں پوری نہیں کرتا۔ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے مجھے جو عطا ہوتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہو۔ اور جو چیز مجھ سے روک لی جاتی ہے اس پر صبر وشکر کرتا ہوں۔ میں نے کسب اور مال ودولت کے معاملے میں غور کیا تو میرے سامنے دو باتیں واضح ہوئیں۔

پہلی یہ کہ جو چیز میرے مقدر میں ہے وہ ضرور بالضرور مجھے مل کر رہے گی اور اپنے وقت پر ہی ملے گی وقت سے قبل ہرگز نہیں مل سکتی چاہے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا لوں۔ اور جو چیز میرے علاوہ کسی اور کے مقدر میں ہے، وہ مجھے کبھی بھی نہیں مل سکتی۔ جس طرح مجھے کسی اور کا رزق نہیں مل سکتا اسی طرح کسی اور کو بھی میرے حصے کا رزق ہرگز ہرگز نہیں مل سکتا، میں خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکت و پریشانی میں کیوں ڈالوں۔ وہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ سب کو رزق دینے والا ہے، مجھے اسی کی ذات کافی ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** عظیم وکامیاب لوگ کبھی بھی اپنے اصولوں کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ دنیوی مال ودولت کی خاطر ہرگز اپنا سرمایۂ ایمان وعلم داؤ پر نہیں لگاتے۔ بھوک پیاس، تنگدستی اور لوگوں کی طرف سے کی جانے والی ظلم وزیادتی سب برداشت کر لیتے ہیں لیکن کبھی بھی حالات سے مجبور ہو کر دنیا کی حقیر دولت کے بدلے اپنے علم وعمل کا سودا نہیں کرتے۔ ایسے باہمت بامُرَوَّت اور خوددار لوگ ہی درحقیقت لوگوں کے سالار ورہنما ہوئے ہیں۔)

؎ شاہین کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا   پُردم ہے اگر تو تو نہیں خطرۂ اُفتاد

حکایت نمبر327: **صابرہ خاتون**

حضرتِ سیِّدُ نا اَصْمَعِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ سفر پر تھا، جنگل سے گزرتے ہوئے ہم راستہ بھول گئے، کچھ دورایک خیمہ نظر آیا تو اس طرف گئے وہاں پہنچ کر بلند آواز سے سلام کیا، تو ایک عورت خیمے سے باہر آئی اور ہمارے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' ہم نے کہا: ''ہم راستہ بھول گئے ہیں خیمہ دیکھا تو اس طرف چلے آئے۔'' عورت نے کہا: ''تم لوگ تھوڑی دیر یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارا حق پورا کروں جس کے تم حق دار ہو۔'' ہم وہیں کھڑے رہے۔ وہ پردے کے پیچھے چلی گئی اور کہا: ''تم اپنا منہ دوسری طرف کرو یہاں تک کہ تمہیں تمہارا حق دیا جائے۔'' ہم دوسری طرف دیکھنے لگے، اس نے اپنی چادر اُتار کر بچھائی اور خود پردے کی اَوٹ میں ہی رہی اور کہنے لگی: ''اس چادر پر بیٹھ جاؤ، میرا بیٹا ابھی آتا ہی ہوگا پھر تمہاری ضیافت کا اہتمام کردیا جائے گا۔'' ہم چادر پر بیٹھ گئے کچھ دور ایک سوار آتا دکھائی دیا تو بولی: ''یہ اونٹ تو میرے بیٹے کا ہے لیکن اس پر سوار ہونے والا میرے بیٹے کے علاوہ کوئی اور ہے۔'' کچھ ہی دیر بعد سوار خیمے کے پاس پہنچ گیا اس نے عورت سے کہا: ''اے اُمِّ عقیل! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارے بیٹے کے معاملے میں تمہیں عظیم اجر عطا فرمائے۔'' یہ سن کر اس عورت نے کہا: ''تمہارا بھلا ہو، کیا میرا بیٹا مرگیا؟'' کہا: ''ہاں۔'' پوچھا: ''اس کی موت کا سبب کیا بنا؟'' کہا: ''وہ اونٹوں کے درمیان پھنس گیا تھا، اونٹوں نے اسے کنوئیں میں دھکیل دیا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی۔'' بیٹے کی موت کی خبر سن کر وہ صابرہ خاتون نہ روئی اور نہ ہی کسی قسم کا واویلا کیا بلکہ اس اونٹ والے سے کہا: ''نیچے اُترو ہمارے ہاں کچھ مہمان آئیں ہیں ان کی ضیافت کا اہتمام کرو، وہ سامنے مینڈھا بندھا ہوا ہے اسے ذبح کرکے مہمانوں کو پیش کرو۔''

چنانچہ، مینڈھا ذبح کیا گیا اور اس کے گوشت سے ہماری دعوت کی گئی۔ ہم کھانا کھاتے ہوئے سوچ رہے تھے کہ یہ عورت کتنی صبر والی ہے کہ جوان بیٹے کی موت پر کسی طرح کا غیر شرعی کام نہ کیا اور نہ ہی کسی قسم کا شور شرابہ کیا۔ جب ہم کھانا چکے تو صابرہ خاتون نے کہا: ''تم میں سے کوئی شخص مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی کتاب میں سے کچھ آیات سنا کر مجھ پر احسان کرے گا؟'' میں نے کہا: ''ہاں! میں تمہیں قرآنی آیات سناتا ہوں۔'' صابرہ خاتون نے کہا: ''مجھے کچھ ایسی آیات سناؤ جن سے صبر وشکر کی دولت نصیب ہو۔ میں نے سورۂ بقرہ کی درج ذیل آیات بینات کی تلاوت کی:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ (پ۲، البقرۃ: ۱۵۵۔۱۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔

خاتون نے یہ آیاتِ قرآنیہ سنیں تو کہا: ''جو تم نے پڑھا کیا قرآن میں بالکل اسی طرح ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! خدا

عَزَّوَجَلَّ کی قسم! قرآن میں اسی طرح ہے۔'' صابرہ خاتون نے کہا: ''تم پر سلامتی ہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں خوش رکھے۔'' پھر اس نے نماز پڑھی اور کہا: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن '' بے شک میرا بیٹا عقیل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پہنچ گیا ہوگا، تین مرتبہ اس نے یہی کلمات کہے پھر اس طرح مُلْتَجِی ہوئی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جیسا تو نے حکم دیا میں نے ویسا ہی کیا اب تو بھی اپنے اس وعدے کو پورا فرما دے جو تو نے کیا ہے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(سُبْحَانَ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! صبر ہو تو ایسا اور یقین ہو تو ایسا۔ اس خوش بخت ماں نے اپنے جگر کے ٹکڑے، اپنے جوان بیٹے کی موت پر بے وقوف اور جاہل عورتوں کی طرح نوحہ، چیخ و پکار اور کوئی بھی غیر شرعی کام نہ کیا۔ بلکہ حکمِ خداوندی سن کر نماز ادا کی اور وہی کیا جو حکمِ خداوندی تھا۔ وہ خوش نصیب ماں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی کتنی فرمانبردار تھی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی مصائب و آلام پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو نیک بندے مصیبت میں حرفِ شکایت زبان پر نہیں لاتے اور نہ ہی مصائب سے گھبراتے ہیں ان عاشقانِ رسول کا صدقہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی دولتِ صبر و شکر سے مالا مال فرما دے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم))

؎ زباں پر شکوۂ رنج والم لایا نہیں کرتے نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 328: درسِ صبر و شکر

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ المنّان اپنے چچا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ''ایک بوڑھی عورت جو جنگل میں چراگاہ کے قریب رہتی تھی اس کے متعلق مجھے ایک شخص نے بتایا کہ وہ بڑھیا بہت عقل مند اور صابرہ و شاکرہ تھی۔ لوگ اس کے صبر و شکر اور دانائی کی مثالیں دیا کرتے تھے۔ اس کا ایک بیٹا تھا جو انتہائی وجیہہ و خوبصورت تھا کافی عرصہ بیمار رہا، بوڑھی ماں نے بہت اچھے طریقے سے اس کی تیمارداری کی۔ عرصۂ دراز تک بسترِ عَلالت پر اپنے زندگی کے ایام گزارنے کے بعد بالآخر اس کا نوجوان جمیل و شکیل اکلوتا بیٹا اس دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گیا۔ اس کی موت کے بعد بڑھیا اپنے گھر کے صحن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ لوگ تعزیت کے لئے آئے تو بڑھیا نے ایک ضعیف العمر شخص سے کہا: ''کتنا اچھا ہے وہ خوش بخت جس نے عافیت کا لباس پہن لیا، جس پر نعمتوں کا رنگ چڑھ گیا، جسے ایسی فطرت عطا کی گئی کہ جب تک وہ اپنے مسائل حل نہ کر لے اسے توفیق و ہمت دی جاتی رہے۔ پھر بڑھیا نے دو عربی اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

''وہ میرا بیٹا تھا مجھے معلوم نہیں کہ اس کی وجہ سے مجھے کتنا اجر ملا، میری مدد اس کے لئے یہ تھی کہ میں نے اس کی پرورش کی

اور میں اس کی دیکھ بھال کرنے والی تھی، اگر میں اس کی موت پر صبر کروں تو اجر دی جاؤں گی اور اگر گریہ وزاری اور چیخ وپکار کروں تو اس رونے والی کی طرح ہوجاؤں گی جسے اس کے رونے دھونے نے کچھ فائدہ نہ دیا۔''

بڑھیا کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر ضعیف العمر شخص نے کہا: ''اب تک تو ہم یہی سنتے آئے ہیں کہ رونا دھونا، واویلا کرنا عورتوں کی عادت ہے، لیکن تم تو مردوں سے بھی زیادہ صبر والی ہو، تمہارا صبر عظیم ہے اور عورتوں میں تمہاری نظیر ملنا مشکل ہے۔'' یہ سن کر بڑھیا نے کہا: ''جب بھی کوئی شخص دو چیزوں یعنی صبر وشکر اور جزع فزع (یعنی بے صبری) کے درمیان ہو تو اس کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں۔ بہر حال صبر تو ہر حال میں اچھا ہے، وہ ظاہراً حسین اور اس کا انجام محمود ہے۔ جب کہ بے صبری، اس پر تو کوئی ثواب ہی نہیں ہے۔ اگر صبر و بے صبری انسانی شکل میں ہوتے تو **صبر**، حسن وعادات اور دین کے معاملے میں **بے صبری** سے بدرجہا افضل ہوتا۔ **صبر** دینی معاملات اور نیکی کے کاموں میں جلدی کرنے والا ہے۔ جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ دولتِ صبر عطا فرمائے اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا وعدہ کافی ہے۔ صبر میں بھلا ہی بھلا اور بے صبری میں نقصان ہی نقصان ہے۔''

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے، بے صبری و بے شکری کی نحوست سے محفوظ رکھے۔ راضی برضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ رہنے والا اور حرفِ شکایت لب پر نہ لانے والا خوش نصیب ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں صابر و شاکر بنائے۔)

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 329: ہائے! میں تو نماز پڑھتا تھا

حضرتِ سیِّدُنا عبیداللہ بن محمد مَدِینی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ہمارے ایک دوست نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں اپنی زرعی زمین کی طرف گیا، مغرب کا وقت ہوا تو نمازِ مغرب ادا کی۔ قریب ہی ایک طرف ایک قبر تھی ابھی میں نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اچانک رونے کی آواز آنے لگی میں نے غور سے سنا تو قبر سے یہ دردبھری آواز آئی: ''ہائے! میں تو نماز بھی پڑھتا تھا، میں تو روزے بھی رکھتا تھا۔'' یہ آواز سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا میں نے ایک شخص کو بلایا تو اس نے بھی وہی آواز سنی جو میں سن رہا تھا۔ پھر میں خوفزدہ و متعجب ہوا۔ دوسرے دن میں نے پھر اسی مقام پر نمازِ عصر ادا کی، غروبِ آفتاب تک وہیں بیٹھا رہا اور نمازِ مغرب ادا کی، قبر سے پھر یہ دردناک آواز سنائی دی: ''ہائے! میں تو نماز بھی پڑھتا تھا، میں تو روزے بھی رکھتا تھا۔'' مسلسل اسی طرح آواز آتی رہی۔ میں غمگین و پریشان اپنے گھر کی طرف چلا آیا، مجھے بخار چڑھ گیا اور دو مہینوں تک اسی میں مبتلا رہا۔''

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں تمام گناہوں سے محفوظ رکھے، نماز روزے کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنے کی بھی

توفیق عطا فرمائے۔ مذکورہ حکایت میں جس مردے کا ذکر ہوا وہ نماز روزے کا پابند تھا لیکن اس کا کوئی گناہ ایسا ہوگا جس کی اسے سزا مل رہی تھی۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں عذابِ قبر سے محفوظ رکھے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔)

کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یارب عَزَّوَجَلَّ! نیک کب اے میرے اللہ! بنوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ!

کب گناہوں کے مرض سے میں شفا پاؤں گا کب میں بیمار مدینے کا بنوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حکایت نمبر 330:

رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی برسات

حضرتِ سیِّدُنا اُبَی بن کَعب حَارِثی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں اپنے گمشدہ اونٹوں کو تلاش کرنے کے لئے نکلا تو اپنے برتنوں کو دودھ سے بھر لیا پھر میں نے دل میں کہا: ''یہ میں نے اچھا نہیں کیا، سارے برتن دودھ سے بھر لئے لیکن وضو کے لئے پانی وغیرہ بھرا ہی نہیں، میرا یہ عمل غیر منصفانہ ہے (یعنی اس میں انصاف نہیں) اس خیال کے آتے ہی میں نے برتنوں کو دودھ سے خالی کیا اور پانی بھر لیا۔ پھر اونٹوں کی تلاش میں چل دیا۔ میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ایسا کرم فرمایا کہ جو برتن وضو کے لئے بھرے تھے ان میں تو پانی ہی رہا لیکن جو پینے کے لئے بھرے تھے وہ بھی سب دودھ میں تبدیل ہوگئے۔ میں تین دن اونٹوں کی تلاش میں رہا اور تینوں دن مجھ پر اسی طرح رحمتِ خداوندی کی برسات ہوتی رہی۔ پھر میں دریا کی طرف گیا تو ایک آواز سنائی دی:

''اے ابو کَعب! بھنا ہوا گوشت چاہئے یا دودھ ہی بہتر ہے؟ بے شک وہی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ بھوک و پیاس سے نجات دینے والا ہے۔'' پھر میں اپنی قوم کی طرف آیا اور انہیں یہ واقعہ بتایا تو قبیلہ بنوقَنَان کے سردار علی بن حارِث نے کہا: ''میرا خیال ہے کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ بس کہنے کی حد تک ہے۔'' میں نے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ حقیقتِ حال کو بہتر جانتا ہے۔'' پھر میں اپنے گھر آیا اور سو گیا۔ نمازِ فجر کے وقت کسی نے میرے دروازے پر دستک دی میں باہر آیا تو سامنے قبیلہ بنوقنان کے سردار علی بن حارِث کو پایا۔ میں نے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، مجھے حکم فرمایا ہوتا تو میں خود حاضر ہو جاتا، آپ نے کیوں تکلیف کی؟'' کہا: ''میں اس بات کا زیادہ حق دار ہوں کہ تمہارے پاس چل کر آؤں، سنو! آج رات جب میں سویا تو کسی نے میرے خواب میں آکر کہا: ''تو وہی ہے نا جس نے اس شخص کی تکذیب کی جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں اور عطاؤں کا تذکرہ کرتا ہے۔'' میری توبہ! میں آئندہ کبھی بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطاؤں اور نعمتوں کا ذکر کرنے والے کی باتوں میں شک نہیں کروں گا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر331:

بادشاہوں کی کھوپڑیاں

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن عبداللہ خُزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ایک مرتبہ عظیم سلطنت کے عظیم بادشاہ حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَیْن ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے پاس دنیوی ساز وسامان وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔ انہوں نے ایک جگہ بہت سی قبریں کھودی ہوئی تھیں، صبح سویرے ان قبروں کے پاس جاتے، انہیں صاف کرتے اوران کے قریب ہی نماز پڑھتے۔ یہ ان کا روز کا معمول تھا۔ان کی غذا درختوں کے پتے اور گھاس تھی۔ جنگل میں ان کے لئے گھاس اور سبزہ وافر مقدار میں موجود تھا وہ اسے کھا کر اور تالابوں کا پانی پی کر گزارہ کرتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکرادا کرتے۔حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَیْن نے ان کے سردار کو پیغام بھیجا کہ ہم سے آکر ملو۔قاصد نے بادشاہ کا پیغام دیا تو سردار نے کہا: ''ہمیں ان سے ملنے کی کوئی حاجت نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ جواب ملا تو خود سردار کے پاس گئے اور کہا: ''میں نے تمہاری طرف پیغام بھیجا کہ ہم سے آکر ملو لیکن تم نے انکار کر دیا تو میں خود ہی تمہارے پاس چلا آیا۔''

سردار نے کہا: ''اگر مجھے آپ سے کوئی حاجت ہوتی تو میں ضرور آپ کے پاس آتا، نہ مجھے آپ سے کوئی حاجت تھی نہ میں آیا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَیْن نے کہا: ''کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں ایسی خستہ حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ کسی قوم کو ایسی حالت میں نہیں دیکھا؟'' سردار نے کہا: ''آپ نے ہمیں کس حالت میں دیکھا۔'' کہا: ''تمہارے پاس دنیوی ساز وسامان میں سے کچھ بھی نہیں، تم لوگ سونا وچاندی حاصل کر کے اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے؟'' سردار نے کہا: ''ہمیں دنیوی مال ودولت سے نفرت ہے کیونکہ جب بھی کسی شخص کو یہ چیزیں ملیں اس کے نفس نے لالچ کیا اوران سے بھی اچھی چیزوں کا مطالبہ شروع کر دیا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَیْن نے کہا: ''میں نے دیکھا کہ تم لوگوں نے قبریں بنا رکھی ہیں، روزانہ وہاں جھاڑو دے کر نماز پڑھتے ہو،تمہارے اس عمل کی کیا وجہ ہے؟'' کہا: ''ان قبروں کو دیکھ کر ہم عبرت حاصل کرتے ہیں، انہیں دیکھ کر ہماری لمبی لمبی امیدیں ختم ہو جاتی ہیں اور یہ ہمیں سامانِ عبرت مہیا کرتی ہیں۔''

حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَیْن نے کہا: ''کیا وجہ ہے کہ تم لوگ گھاس اور پتّے بطورِ غذا استعمال کرتے ہو؟ تم جانور کیوں نہیں پالتے کہ ان کا گوشت کھاؤ، دودھ پیؤ اور دیگر فوائد حاصل کرو؟'' سردار نے کہا: ''ہم وہ نہیں کہ ہمارے پیٹ ان کی قبر بنیں، ہم نے زمین پر گھاس اور سبزہ دیکھا تو اسی کو اپنی غذا بنا لیا۔ابن آدم کو جینے کے لئے اس قدر غذا کافی ہے، لذیذ وعمدہ کھانوں کا مزہ صرف زبان کی حد تک ہوتا ہے جیسے ہی غذا حلق سے نیچے جاتی ہے تمام مزہ ختم ہو جاتا ہے۔'' پھر سردار نے قبر سے ایک بوسیدہ کھوپڑی نکالی اور کہا: ''اے عظیم بادشاہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''نہیں۔''

سردار بولا: ''یہ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے حکومت وطاقت عطا فرمائی، لوگوں پر اسے حاکم بنایا لیکن اس نے مخلوقِ خدا پر ظلم کیا اور بلاوجہ انہیں تنگ کیا۔ جب اس کی سرکشی بڑھی تو موت کے ذریعے اس کی گرفت ہوئی پھر یہ پھینکے ہوئے بے جان پتھر کی طرح بے بس ہو گیا۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے تمام کاموں سے واقف ہے، اب اس کے ہر عمل کا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔''

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے ؎ مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے

کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے جو آباد تھے وہ مکاں اب ہیں سُونے

جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے

ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے زمین کھا گئی نوجوان کیسے کیسے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

سردار نے ایک اور کھوپڑی اٹھائی اور کہا: ''اے عظیم بادشاہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کس کی کھوپڑی ہے؟'' حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَین نے کہا: ''بتاؤ! یہ کون ہے؟'' کہا: ''یہ بھی ایک بادشاہ تھا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے حکومت وبادشاہت عطا فرمائی اس نے جب دیکھا کہ مجھ سے پہلے جن بادشاہوں نے ظلم وستم سے کام لیا اور سرکشی اختیار کی وہ ذلیل وخوار ہوئے، تو اِس نے ان سے عبرت حاصل کی، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری اختیار کی، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرا، اپنے ملک میں عدل وانصاف قائم کیا اور شریعت کی پابندی کرتے ہوئے اس دنیائے ناپائیدار سے رخصت ہو گیا۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ وہ **مَالِکِ یَوْمِ الدِّین** بروزِ قیامت اسے اس کے اعمال کا بدلہ عطا فرمائے گا۔ پھر سردار نے حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکَوْنَین کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''یہ بھی ان دونوں (کھوپڑیوں) کی طرح ہے۔ اے ہمارے عظیم بادشاہ! غور فرمالیں کہ آپ کا عمل اپنی رعایا کے ساتھ کیسا ہے؟''

قبر میں میت اُترنی ہے ضرور ؎ جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اس سردار کی فکرِ آخرت سے مَمْلُو (یعنی بھری ہوئی) حکیمانہ گفتگو سنی تو کہا: ''کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کرو گے، میں تمہیں اپنا وزیر بناؤں گا، میرے تمام معاملات میں تم میرے ساتھ رہو گے، جو مال ودولت میرے پاس ہے اس میں تم میرے برابر کے شریک رہو گے۔'' سردار نے کہا: ''اے ہمارے عظیم بادشاہ! آپ اپنی جگہ ٹھیک ہیں اور میں اپنی جگہ۔ ہم دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آخر اتنے بڑے عہدے سے تم اعراض کیوں کر رہے ہو؟'' سردار نے کہا: ''اس لئے کہ تمام لوگ آپ کے دشمن اور میرے دوست ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''لوگ میرے دشمن کیوں

ہیں۔'' سردار نے کہا: ''اے عظیم بادشاہ! دنیوی مال ومتاع، حکومت وسلطنت کی وجہ سے، اور اسی دنیوی دولت کے حصول کی خاطر وہ آپ کے دشمن ہوگئے ہیں۔ اور میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے دشمنی کریں۔ نہ لوگوں سے مجھے واسطہ پڑتا ہے اور نہ ہی وہ میرے دشمن بنتے ہیں۔ مجھے میری یہی زندگی پسند ہے۔''

سمجھدار و مخلص سردار کی یہ باتیں سن کر عظیم بادشاہ حضرتِ سیِّدُنا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃُ ربِّ الکَوْنَین وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، دنیوی غموں اور پریشانیوں سے نجات اور فکرِ آخرت عطا فرمائے۔

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت میں ہمارے لئے عبرت کے بے شمار مدنی پھول ہیں، انسان کو گردو پیش کے ماحول سے عبرت حاصل کرتے رہنا چاہئے، سمجھدار وہی ہے جو موت سے پہلے اُس کی تیاری کرلے، دنیوی زندگی بے حد مختصر ہے۔ ہر سانس موت کو ہم سے قریب کرتا جارہا ہے، جیسے ہی سانس کی مالا ٹوٹی ہمارا سلسلۂ عمل منقطع ہوجائے گا، پھر حسرت وافسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا، اتنی بھی مہلت نہ دی جائے گی کہ ایک مرتبہ ''سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ'' کہہ کر اپنی نیکیوں میں اضافہ کرلیں۔ بس پھر ہم ہوں گے اور ہمارے اعمال۔ ہر ذی شعور پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ وقت کا ضیاع باعثِ ندامت ہے، سمجھدار لوگ کبھی بھی اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

کچھ نیکیاں کمالے جلد آخرت بنالے کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فکرِ آخرت کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' کے مدنی ماحول سے وابستگی بھی ہے۔ اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ سنتوں کی تربیت کے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر مدنی انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔)

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو! (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 332:

مُردہ بول اٹھا

حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن عبداللہ بن بَشَّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار سے منقول ہے: بنی اسرائیل کے ایک شخص پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو اس کی بیوی غمِ فرقت میں رونے لگی۔ اس نے بیوی سے کہا: ''کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ موت کے بعد بھی میں تجھ سے

دور نہ جاؤں۔'' اس نے ہاں میں سر ہلایا تو اس کے شوہر نے کہا: ''جب میں مرجاؤں تو میری لاش ایک تابوت میں رکھ دینا اور تابوت کو اپنے مکان ہی میں رکھنا، میرا جسم گلنے سڑنے سے محفوظ رہے گا۔'' موت کے بعد اس کی بیوی نے ایسا ہی کیا اور تابوت کو اپنے کمرے میں محفوظ کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد جب تابوت کھول کر دیکھا تو اس کے شوہر کا ایک کان گل کر ختم ہو چکا تھا۔ عورت نے کہا: ''اس شخص نے اپنی زندگی میں کبھی بھی مجھ سے غلط بیانی نہیں کی، اس نے تو کہا تھا کہ میرا جسم مرنے کے بعد سلامت رہے گا لیکن اس کا تو ایک کان گل کر ختم ہوگیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟'' ابھی یہ انہی خیالات میں گم تھی کہ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے مردے کے جسم میں روح لوٹا دی، اس نے اپنا کان گل جانے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا: ''ایک مرتبہ کسی مصیبت زدہ شخص نے مجھے مدد کے لئے پکارا میں نے اس کی آواز سنی لیکن مدد نہ کی، بس اسی وجہ سے میرا وہ کان گل گیا جس سے میں نے مصیبت زدہ کی آواز سنی اور باوجودِ قدرت اس کی مدد نہ کی۔''

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ رکھ کر رحم و کرم والا معاملہ فرمائے۔ اور جب کوئی مصیبت زدہ ہم سے مدد چاہے تو ہمیں اس کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو شخص مصیبت میں کسی کی مدد کرتا ہے تو مشکل وقت میں اس کی بھی مدد کی جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ے دُنیا نہ سمجھ اس کو میاں! دریا کی یہ منجدھار ہے — اَوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بَیڑا پار ہے

حکایت نمبر 333: سعید و شقی کی پہچان کا انوکھا طریقہ

حضرتِ سیِّدُنا عبید اللہ اَحلافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے منقول ہے: بنی اسرائیل میں جب کوئی قاضی (یعنی جج) مرجاتا تو وہ اُسے بڑے کمرے میں چالیس سال تک رکھتے۔ اس دوران اگر اس کا جسم گل سڑ جاتا تو وہ سمجھتے کہ اس نے ضرور کسی فیصلے میں ناانصافی اور ظلم وستم سے کام لیا ہے اسی لئے اس کا جسم خراب ہوگیا۔ جب ایک عادل قاضی کا انتقال ہوا تو حسبِ طریقہ انہوں نے میت کو ایک کمرے میں رکھ دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کمرے کی دیکھ بھال پر مامور نگران جب کمرے میں آیا تو خادم کمرے کی صفائی کررہا تھا کہ اچانک اس کے جھاڑو کا ایک تنکا میت کے کان میں لگا، کان سے پیپ اور خون بہنے لگا۔ جب لوگوں کو یہ بات بتائی گئی تو وہ بڑے پریشان ہوئے کیونکہ وہ قاضی بظاہر بہت عادل وصالح تھا۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے اس دور کے نبی علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ ''میرا یہ بندہ واقعی عدل وانصاف پسند تھا، لیکن ایک مرتبہ اس کے پاس دو شخص اپنا فیصلہ کروانے آئے تو ایک شخص کی بات اس نے زیادہ توجہ سے سنی اور دوسرے کی طرف کچھ کم توجہ دی اسی لئے ہم نے اسے یہ سزا دی ہے۔''

اے ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہم پر رحم وکرم فرما، تیرا عذاب سہنے کی ہم میں طاقت نہیں۔ ہمارے بدن جہنم کی

بھڑکتی ہوئی آگ کیسے برداشت کریں گے۔اے ہمارے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! ہماری خطاؤں سے درگزر فرما،ہمیں متقی وپرہیز گار، والدین کا فرمانبردار اور سچا پکا عاشقِ رسول بنا، دنیا وآخرت میں اپنی ناراضگی سے بچا۔ہم سے سدا کے لئے راضی ہوجا۔اے ہمارے مالک! تیری قسم! اگر تو ہم سے ناراض ہوگیا تو ہم تباہ وبرباد ہوجائیں گے پھر جہنم کی وہ بھڑکتی ہوئی آگ جس کے بارے میں قرآنِ پاک میں فرمایا جارہا ہے:

اَلَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ﴿۷﴾ (پ۳۰،الھمزہ:۷) ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔

(اے ہمارے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! کرم والا معاملہ فرما۔نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا صدقہ! ہم سے سدا کے لئے راضی ہوجا۔)

گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہو گی ہائے میں نارِ جہنم میں جلوں گا یا رب عَزَّوَجَلَّ
عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا یہ کرم کردے تو جنت میں رہوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر334: پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کا وبال

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ایک مرتبہ میں سفر پر روانہ ہوا تو میرا گزر زمانۂ جاہلیت کے قبرستان سے ہوا۔اچانک ایک مردہ قبر سے باہر نکلا اس کی گردن میں آگ کی زنجیر بندھی ہوئی تھی میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا۔جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا:''اے عبداللہ! مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو۔''میں نے دل میں کہا:''اس نے میرا نام لے کر مجھے پکارا ہے یا تو یہ مجھے جانتا ہے یا عربوں کے طریقے کے مطابق عبداللہ کہہ کر پکار رہا ہے۔''پھر اچانک اسی قبر سے ایک اور شخص نکلا اس نے مجھ سے کہا:''اے عبداللہ! اس نافرمان کو ہرگز پانی نہ پلانا، یہ کافر ہے۔''دوسرا شخص پہلے کو گھسیٹ کر واپس قبر میں لے گیا۔میں نے وہ رات ایک بڑھیا کے گھر گزاری، اس کے گھر کے قریب ایک قبر تھی میں نے قبر سے یہ آواز سنی:''پیشاب! پیشاب کیا ہے؟ مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟''

جب اس آواز کے متعلق بڑھیا سے پوچھا تو اس نے کہا:''یہ میرے شوہر کی قبر ہے۔اسے دو خطاؤں کی سزا مل رہی ہے۔پیشاب کرتے وقت یہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا، میں اس سے کہتی کہ تجھ پر افسوس! جب اونٹ پیشاب کرتا ہے تو وہ بھی اپنے پاؤں کشادہ کرکے پیشاب کے چھینٹوں سے بچتا ہے،لیکن تو اس معاملے میں بالکل بھی احتیاط نہیں کرتا، میرا

شوہر میری ان باتوں پر کوئی توجہ نہ دیتا، پھر یہ مرگیا تو مرنے کے بعد سے آج تک اس کی قبر سے روزانہ اسی طرح کی آوازیں آتی ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''مشکیزہ کیا ہے؟'' بڑھیا نے کہا: ''ایک مرتبہ اس کے پاس ایک پیاسا شخص آیا اس نے پانی مانگا تو کہا: ''جاؤ، اس مشکیزے سے پانی پی لو، وہ پیاسا بے تابانہ مشکیزے کی طرف دوڑا جب اٹھایا تو وہ خالی تھا پیاس کی شدت سے وہ بے ہوش ہوکر گر گیا اور اس کی موت واقع ہوگئی۔ پھر میرا شوہر بھی مرگیا اس کی وفات سے آج تک روزانہ اس کی قبر سے آواز آتی ہے، مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟'' حضرت سیِّدُ ناعبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوکر سارا واقعہ عرض کیا تو سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمادیا۔

{اللہ عزَّوجلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 335: حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کا تقویٰ

حضرتِ سیِّدُ ناوُہَیب بن وَرْد علیہ رحمۃ اللہ الرَّب فرماتے ہیں: ''ہمیں یہ خبر پہنچی کہ عالَمِ اسلام کے عظیم خلیفہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے مسافروں، مسکینوں اور فقراء کے لئے ایک مہمان خانہ بنا رکھا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر والوں کو تنبیہ کی ہوئی تھی کہ اس مہمان خانے سے تم کوئی چیز بھی نہ کھانا، اس کا کھانا صرف مسافروں اور غرباء وفقراء کے لئے ہے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے تو ایک کنیز کے ہاتھ میں پیالہ دیکھا جس میں صرف دو گھونٹ دودھ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' کنیز نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حاملہ ہے، اسے چند گھونٹ دودھ پینے کی خواہش ہورہی تھی اور جب حاملہ عورت کو وہ چیز نہ دی جائے جس کی اسے خواہش ہو تو ڈر ہوتا ہے کہ اس کا حمل ضائع ہوجائے لہٰذا اسی خوف سے میں یہ دو گھونٹ دودھ مہمان خانے سے لے آئی ہوں۔''

حضرتِ سیِّدُ ناعمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنیز کا ہاتھ پکڑا اور اپنی زوجۂ محترمہ کے پاس لے کر چلے، جاتے ہوئے باآوازِ بلند فرمایا: ''اگر اس کا حمل فقیروں، محتاجوں اور مسافروں کا حق کھائے بغیر نہیں رُک سکتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے نہ روکے۔'' پھر اپنی زوجہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے عرض کی: ''میرے سرتاج! کیا بات ہے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اس کنیز کا یہ خیال ہے کہ جو تیرے بطن میں حمل ہے وہ مسکینوں، محتاجوں اور مسافروں کا حق کھائے بغیر نہیں رُک سکتا، اگر یہی بات

ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے حمل کو نہ روکے۔'' سعادت مند زوجہ نے جب یہ سنا تو کنیز سے کہا: ''جا! یہ دودھ واپس لے جا، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اسے ہرگز نہ پیوں گی۔'' چنانچہ، کنیز دودھ کا پیالہ واپس لے گئی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(سُبْحَانَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ! خلیفۂ اسلام کیسی عظیم صفات کے مالک تھے جن کی حکومت کے ڈنکے عرب وعجم میں بج رہے تھے، ان کے گھر والوں کی کیفیت کیا تھی؟ اسلام کے وہ پاسبان کیسے انصاف پسند تھے کہ بھوکا پیاسا رہنا منظور تھا لیکن کسی کے حق میں سے ایک گھونٹ پینے کو بھی تیار نہ تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسے خلفاء کے صدقے ہمیں بھی امانت کی پاسداری، دیانت، اخلاص اور اپنا خوف عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم))

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حیاتِ برزخی

حکایت نمبر336:

حضرتِ سیِّدُنا ابوحَمْزَہ انصاری علیہ رحمۃ اللہ الباری، حضرتِ سیِّدُنا ابومُضَرِّحی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں جہاد کے لئے گیا تو میرا گزر ملکِ شام کے ایک قلعے کے قریب سے ہوا جس کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کے ساتھ ہی ایک قبر تھی۔ رات ہو چکی تھی لہٰذا میں نے یہیں رات گزارنے کا فیصلہ کیا اور قبر کے قریب لیٹ گیا۔ میں سویا ہوا تھا کہ ایک غیبی آواز سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے اُمیمہ! تُو ہمارے پاس آ، اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے۔'' آواز سن کر میں خوفزدہ ہو گیا اور نماز پڑھنے لگا۔ پھر جب صبح کا اُجالا پھیلنے لگا تو میں دوبارہ سو گیا، میں نے پھر وہی آواز سنی: ''اے اُمیمہ! ہمارے پاس آ، اللہ عَزَّوَجَلَّ دونوں حالتوں میں تجھ سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے، ہماری قبروں کے اندھیرے سے تعجب نہ کر تو مٹی کے نیچے ہمارے پاس آ جا۔''

میں پھر گھبرا کر اٹھ بیٹھا، قلعے کے دروازے کی طرف دیکھا وہ کھل چکا تھا اور لوگ ایک جنازہ لئے آ رہے تھے۔ ان کے آگے ایک بوڑھا شخص تھا، میں نے اس سے کہا: ''یہ جنازہ کس کا ہے؟'' کہا: ''یہ میری بیٹی کا جنازہ ہے۔'' میں نے کہا: ''اس کا نام کیا ہے؟'' کہا: ''اُمیمہ۔'' میں نے قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''یہ قبر کس کی ہے؟'' کہا: ''میرے بھتیجے کی، یہ میری بیٹی کا شوہر تھا فوت ہو گیا تو ہم نے اسے دفنا دیا، اب میری بیٹی بھی انتقال کر گئی ہے ہم اسے دفن کرنے آئے ہیں۔'' میں نے جب یہ سنا تو وہاں موجود لوگوں کو اس آواز کے بارے میں بتایا جو میں نے رات کو دو مرتبہ سنی تھی، لوگ یہ سن کر حیران رہ گئے۔

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن ابن جوزِی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''اس سے ثابت ہوا

کہ مردے زندوں کے احوال جانتے ہیں۔''

چنانچہ، حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن عباس وَرَّاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق سے مروی ہے کہ ''ایک شخص اپنے والد کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا، راستے میں دَوْم (یعنی سیب کی طرح سرخ رنگ کے پھلوں والے خاص درخت) کے پاس اس کے والد کا انتقال ہوگیا۔ بیٹا اسے درخت کے قریب ہی دفنا کر سفر پر روانہ ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد جب اس نوجوان کا گزر اس درخت کے قریب سے ہوا تو اپنے والد کی قبر پر نہ ٹھہرا، یکا یک ہاتفِ غیبی کی آواز نے اسے چونکا دیا، فضا میں آواز گونجنے لگی:

''میں نے تجھے رات کے وقت دَوْم کے درخت کے قریب سے گزرتا ہوا پایا تجھ پر لازم ہے کہ دوم والے سے گفتگو کر، دوم کے درخت کے قریب ایک شخص رہتا ہے، کاش! تو اس کی جگہ ہوتا، کچھ دیر دوم والے کے پاس ٹھہر اور اسے سلام کر۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں آخرت میں اچھی جزا عطا فرمائے اور اپنے عفو و کرم کے سائے میں رکھے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 337: ویران محل

حضرتِ سیِّدُ نا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی ایک مرتبہ ایک محل کے قریب سے گزرے تو ایک نوجوان کنیز ہاتھوں میں دَف اٹھائے یہ نغمہ گا رہی تھی: ''ہم لوگ ایسی نعمتوں اور خوشیوں میں ہیں جو کبھی زائل (یعنی ختم) نہ ہوں گی۔'' یہ سن کر حضرتِ سیِّدُ نا صالح مُرِّیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس کنیز سے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تو جھوٹ بول رہی ہے، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے روانہ ہو گئے۔'' کچھ عرصہ بعد جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گزر دوبارہ اس محل کے قریب سے ہوا تو دیکھا کہ اس محل پر بوسیدگی و شکستگی کے آثار نمایاں تھے نوکر چاکر سب غائب تھے، محل کی تمام زیب و زینت خاک میں مل چکی تھی، گردشِ ایام کی زد میں آکر وہ زیب و زینت کا شاہکار خراب و بیکار ہو چکا تھا گویا وہ ویران محل پکار پکار کر زبانِ حال سے یوں کہہ رہا تھا:

اَجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا	اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سِدھارا	پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محل کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر بآوازِ بلند کہا: ''اے ویران محل! تیرے مکین کہاں ہیں؟ کہاں گئے تیرے خدام؟ تیری زیب و زینت کو کیا ہوا؟ کہاں ہے وہ جھوٹی کنیز جس کا یہ گمان تھا کہ ہماری نعمتیں اور خوشیاں ختم نہ ہوں گی؟ کہاں گئیں اب وہ نعمتیں اور خوشیاں؟'' ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ محل کے اندر سے یہ غیبی آواز

سنائی دی: ''اے صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! جب مخلوق کا مخلوق پر اتنا غضب ہے تو مخلوق پر خالق کے غضب کا عالَم کیا ہوگا؟'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور زار و قطار روتے ہوئے یوں گویا ہوئے: اے لوگو! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنمی اس طرح پکاریں گے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو جو چاہے ہمیں عذاب دے، لیکن ہم پر غضب نہ فرما، بے شک تیرا قہر و غضب ہم پر آگ سے زیادہ شدید ہے۔ اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! جب تو ہم پر غضب فرماتا ہے تو عذاب کی زنجیریں، بیڑیاں اور جہنمی طوق ہم پر تنگ ہو جاتے ہیں۔''

؎ عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا　　گر کرم کردے تو جنت میں رہوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ!

(**پیارے اسلامی بھائیو!** یہ حکایت اپنے اندر عبرت کے بے شمار مدنی پھول لئے ہوئے ہے۔ انسان کو دنیا کی ظاہری زیب و زینت کے دھوکے میں پڑ کر اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ افسوس ہے اس پر جو دنیا کی نیرنگیاں دیکھنے کے باوجود بھی اس کے دھوکے میں پڑ کر اپنی موت اور قبر و حشر کو بھول جائے اور **اللہ** تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اعمالِ صالحہ کی طرف راغب نہ ہو، ایسا شخص واقعی قابلِ مذمت ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دنیا کے دھوکے سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ﻗﻔ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (پ۲۲، الفاطر: ۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی۔

خوش نصیب ہے وہ شخص جو دنیا کے دھوکے سے بچے اور آخرت کی تیاری کے لئے ہر دم کوشاں رہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں دنیا کے دھوکے سے بچا کر آخرت کی تیاری کے لئے اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، اپنی ناراضگی سے بچا کر رضائے دائمی کی لازوال دولت سے مالا مال فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم))

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 338:

ہائے! میرا دل کہاں ہے....؟

حضرتِ سیِّدُنا ابوالحسن فارسی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے: حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے معتقدین میں سے ایک شخص کی عقل جاتی رہی اور وہ مجنون ہو کر گلی کوچوں میں اس طرح صدائیں لگاتا پھرتا: ''ہائے! میرا دل کہاں ہے؟ ہائے! میرا دل کہاں ہے؟ کیا کسی کو میرا دل ملا ہے؟ کیا کسی کو میرا دل ملا ہے؟ میرا دل کہاں ہے؟'' بچے اس کا مذاق اُڑاتے اور پتھر مارتے۔ ایک دن وہ بچوں سے تنگ آکر ایک گلی میں داخل ہو کر ایک جگہ بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد ایک بچے کے رونے

کی آواز سنائی دی، نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک چھوٹا سا بچہ زار و قطار رو رہا تھا، اس کی والدہ نے کسی غلطی پر اسے مارا اور ناراض ہو کر گھر سے باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ اب وہ چھوٹا سا مُنّا کبھی دروازے کی دائیں جانب جارہا تھا کبھی بائیں جانب لیکن اسے اندر جانے کا کوئی راستہ نظر نہ آرہا تھا۔ بچہ بڑے دردمندانہ انداز میں رو رہا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے؟ کہاں جائے؟ بالآخر تھک ہار کر اپنے گھر کے دروازے کی چوکھٹ پر گردن رکھ کر لیٹ گیا، لیٹے لیٹے اسے نیند آگئی۔ جب بیدار ہوا تو رونے لگا اور بڑی آہ وزاری کرتے ہوئے یوں التجائیں کرنے لگا:

''اے میری پیاری ماں! اگر تو ہی میرے لئے دروازہ بند کردے گی تو پھر کون میرے لئے اپنا دروازہ کھولے گا؟ جب تو ہی مجھے ٹھکرا دے گی تو کون مجھے اپنے قریب کرے گا؟ میری پیاری ماں! جب تو ہی مجھ سے ناراض ہوگئی تو کون مجھے پیار دے گا؟ میری پیاری ماں! مجھے اپنی آغوشِ رحمت میں لے لے۔''

بچے کی آنکھوں سے سَیلِ اشک رواں تھا اور بڑے ہی دردمندانہ انداز میں آہ وزاری کر رہا تھا۔ اپنے جگر کے ٹکڑے کی یہ درد بھری آواز سن کر ماں کا دل بَھر آیا، وہ دوڑتی ہوئی اپنے جگر پارے کے پاس آئی تو دیکھا کہ بچے کی آنکھیں آنسوؤں سے تر بَتر تھیں، چہرے پر مٹی لگی ہوئی تھی اور وہ زمین پر سر رکھ کر زار و قطار رو رہا تھا۔ ماں نے فوراً اپنی آغوش میں لے لیا، پیار سے چومنے لگی اور ماما بھری آواز میں کہا: ''میرے لال! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تُو تو مجھے جان سے بھی زیادہ محبوب ہے تو نے ایسی غلطی کی جس کی وجہ سے مجھے تجھ پر غصہ آیا اور تجھے سختی برداشت کرنی پڑی، میرے لال! اگر تو میری اطاعت وفرمانبرداری کرتا تو ہرگز میری طرف سے تجھے ناپسندیدہ بات نہ پہنچتی۔''

وہ مجنون، ماں بیٹے کی باتیں سن رہا تھا، جب اس نے ماں کی بیٹے پر شفقت دیکھی تو اسے وجد آگیا وہ کھڑا ہو گیا اور زور زور سے چیخنے لگا۔ چیخ وپکار سن کر لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے اور وجہ پوچھی تو مجنون نے کہا: ''مجھے میرا دل مل گیا ہے۔ مجھے میرا دل مل گیا ہے۔'' جب اس نے حضرتِ سیِّدُ ناذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو دیکھا تو کہا: ''حضور! مجھے میرا کھویا ہوا دل مل گیا ہے، فلاں گلی فلاں مکان کے پاس مجھے میرا دل مل گیا۔'' پھر اس نے ماں بیٹے والا واقعہ سنایا۔'' جب بھی وہ مجنون یہ واقعہ سناتا اس پر وجد طاری ہو جاتا، گویا ماں بیٹے کی محبت دیکھ کر اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق پر رحمتیں وعنایتیں یاد آجاتیں۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس رِقّت انگیز حکایت میں ہماری اصلاح کے لئے بے شمار مدنی پھول ہیں، بچے کی کسی غلطی پر ماں نے ناراض ہو کر اسے گھر سے باہر نکال دیا تو وہ چھوٹا سا مُنّا ماں کی ناراضگی و دوری لمحہ بھر کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکا۔ گھر کے دروازے پر سر رکھ کر روتا رہا اسے اپنی ماں کی رحمت وشفقت سے امید تھی کہ وہ ضرور بلا لے گی میری غلطی کو معاف کرکے

مجھے اپنے دامن میں چھپالے گی، بالآخر بچے کی گریہ وزاری دیکھ کر ماں نے اسے اپنی مامتا بھری گود میں اُٹھالیا اور اس کی خطا کو معاف کر دیا۔ ہمارا پروردگار جو ہم پر ستر ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ورحیم ہے وہ ہم سے کتنی محبت کرتا ہوگا۔

ہمیں بھی چاہئے کہ کوئی بھی ایسا کام نہ کریں جس میں ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی ہو پھر بھی بتقضائے بَشرِیَّت جب بھی کوئی خطا سرزد ہو فوراً اس رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ رَیز ہو کر رو رو کر اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کو راضی کر لینا چاہئے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر خدانخواستہ وہ مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ ہم سے ناراض ہو گیا تو ہم کہیں کے بھی نہ رہیں گے، دُنیا وآخرت تباہ وبرباد ہو جائے گی۔ ہمیں اپنے پیارے، رحیم وکریم، ستار وغفار رب عَزَّوَجَلَّ سے اُمیدِ واثق ہے کہ وہ مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ہماری خطاؤں کو ضرور معاف فرمائے گا اور اپنے رحمت کے سائے میں ضرور جگہ عطا فرمائے گا۔ جو اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا، وہ اتنا عطا فرماتا ہے کہ عقلیں اس کی عطاؤں کا اِدراک نہیں کر سکتیں۔

ہم اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں ہمیشہ اپنی ناراضگی سے بچائے رکھے اور اپنی رضا والے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا   یہ کرم کردے تو جنت میں رہوں گا یارب عَزَّوَجَلَّ!

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 339: اچانک قبر کُھل گئی

حضرتِ سیِّدُنا ابویوسف **غَسُّولِی** علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: ''میں ملکِ شام میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے ساتھ رہتا تھا، ایک دن وہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے **غَسُّولِی**! آج میں نے ایک بہت عجیب وغریب بات دیکھی۔'' میں نے کہا: ''اے ابو اسحاق (علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق)! آپ نے کون سی عجیب بات دیکھی ہے؟'' فرمایا: ''آج میں قبرستان میں کھڑا تھا کہ ایک **قبر اچانک کُھل گئی** اور ایک سفید ریش شخص نمودار ہوا اس کے سفید بالوں میں سرخ مہندی لگی ہوئی تھی، اس نے مجھ سے کہا: اے ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! **اللہ** ربُّ العزَّت نے مجھے آپ کی خاطر زندہ کیا ہے، آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھئے۔''

میں نے کہا: ''**مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔'' اس سفید ریش بزرگ نے کہا: ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملا کہ میرے اعمالِ سیّئہ (یعنی بُرے اعمال) میرے ساتھ تھے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے فرمایا:

''میں نے تین باتوں کی وجہ سے تجھے بخش دیا: (۱)......تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ جس سے میں محبت کرتا تھا تو نے بھی اسے محبوب رکھا (۲)......تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ تیرے پیٹ میں شراب کا ایک قطرہ بھی نہ تھا اور (۳)......تو مجھ سے اس حال میں ملا کہ تیرے سفید بالوں میں سرخ خضاب لگا ہوا تھا اور مجھے حیا آتی ہے کہ اس شخص کو آگ کا عذاب دوں جس کے سفید بالوں میں سرخ خضاب لگا ہوا ہو۔'' اتنا کہہ کر وہ بزرگ واپس قبر میں چلا گیا اور قبر بند ہوگئی۔'' حضرتِ سیِّدُ ناغَسُّولی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے کہا: ''اے ابو اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! کیا آپ مجھے اس قبر پر نہیں لے چلیں گے؟'' فرمایا: ''اے غَسُّولی علیہ رحمۃ اللہ القوی! تیرا بھلا ہو! تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ اپنے معاملات درست کرلے تو وہ تجھے بھی عجیب وغریب چیزیں دکھائے گا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 340: سادات کی دستگیری پر انعام

حج کا پُر بہار موسم تھا، خوش نصیب حُجَّاج اپنی دیرینہ آرزو کی تکمیل کے لئے قافلوں کی صورت میں سوئے حرم رواں دواں تھے۔ جو پہلی مرتبہ جارہے تھے ان کی کیفیت کچھ اور تھی جو بار بار زیارتِ حرمینِ شریفین سے مشرّف ہوچکے تھے ان کی کیفیت کچھ اور تھی۔ بار بار حاضری دینے کے باوجود دل بھرتا ہی نہیں۔ یہ مُبارَک سفر ہر سال ہی بہت پیارا ہوتا ہے چاہے کوئی پہلی بار جائے یا بار بار جائے کسی کی بھی محبت و دیوانگی میں کمی نہیں آتی۔ حُجَّاج کرام کا ایک قافلہ جب عُرُوْسُ الْبِلاد بغداد شریف پہنچا تو حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا دل مچلنے لگا، تمنائے زیارت نے دل کو بے چین کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے حُجَّاج کے قافلے کے ہمراہ جانے کا عزمِ مُصَمَّم (یعنی پختہ ارادہ) کرلیا اور سفر کا ضروری سامان خریدنے کے لئے پانچ سو دینار لے کر بازار کی جانب روانہ ہوگئے، راستے میں ایک خاتون ملی جس کی حالت بتارہی تھی کہ یہ غربت وافلاس کا شکار ہے۔ اس خاتون نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کہا: ''اے بندۂ خدا! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، میں سیدزادی ہوں، حوادثاتِ زمانہ کے ہاتھوں مجبور ہوکر دستِ سوال دراز کررہی ہوں۔ میری چند بیٹیاں ہیں ان بیچاریوں کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں، آج چوتھا دن ہے ہم ماں بیٹیوں میں سے کسی نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا۔''

سیدزادی کی دردبھری داستان سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا دل بھر آیا۔ آپ نے پانچ سو دینار اس کی چادر میں ڈال دیئے اور کہا: ''اپنے گھر جلدی سے جاؤ اور یہ رقم اپنے استعمال میں لاؤ! اللہ ربُّ العزَّت تمہارا حامی وناصر ہو۔'' وہ غریب سیدزادی حمدِ خداوندی بجالائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دعائیں دیتی ہوئی اپنے گھر روانہ ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''اس سال

میں حج کو نہ جاسکا، حُجَّاج کا قافلہ روانہ ہوگیا اور میں رہ گیا۔لیکن مجھے اس سیدزادی کی مدد کرنے پر ایسا دِلی سکون ملا کہ اس سے قبل کبھی ایسا سکون نہ ملا تھا۔حج کی سعادت حاصل کرکے حُجَّاجِ کرام کے قافلے واپس آرہے تھے۔جب ہمارا قافلہ آیا تو میں نے دل میں کہا: ''مجھے اپنے دوستوں سے مل کرانہیں حج کی مبارک باد دینی چاہئے۔''

چنانچہ، میں اپنے دوستوں کے پاس گیا، میں اپنے جس بھی حاجی دوست سے مل کر حج کی قبولیت کی دعا اور مُبَارَک باد دیتا تو وہ کہتا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کا حج بھی قبول فرمائے اور آپ کی سعی قبول فرمائے۔'' میں جتنے دوستوں سے ملا سب نے مجھے حج کی مبارکباد اور قبولیتِ حج کی دعا دی۔میں بڑا حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ جب میں نے اس سال حج کیا ہی نہیں تو یہ لوگ مجھے کس بات کی مُبَارَک دے رہے ہیں؟ بہرحال میں حیران ومتعجب اپنے گھر لوٹ آیا، رات کو سویا تو میری سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی۔ہم غریبوں کے آقا، مدینے والے مصطفٰی، رسولِ خدا، احمدِ مجتبیٰ عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم اپنا نورانی چہرہ چمکاتے ہوئے تشریف لائے، لبہائے مبارَکہ کو جنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے:

''لوگ جو تجھے حج کی مبارکباد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر، تو نے ایک حاجت مند کی مدد کی، مسکین کو غنی کردیا، میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی، **اللہ** تبارک وتعالیٰ نے تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا فرمادیا اب وہ ہر سال تیری طرف سے حج کرتا رہے گا، اب اگر تو چاہے تو (نفلی) حج کر چاہے نہ کر۔''

؎ جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا　　یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ** ربُّ العزّت نے اس جہاں میں ہر طرح کے لوگ پیدا فرمائے، کسی کو غریب بنایا تو کسی کو امیری عطا کی، کسی کو طاقتور بنایا تو کسی کو کمزور، وہ مالکِ لَم یَزَل بے نیاز ہے جو چاہے کرے، ہمیں اس کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔اس نے ہمیں غرباء وفقراء کی مدد کا حکم دیا ہمیں اپنے خالق عَزَّوَجَلَّ کے فرمان پر دل وجان سے عمل کرنا چاہئے، اگر ہم مستحقین کی امداد کرتے رہیں گے تو اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری دنیا وآخرت سنور جائے گی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں دوسروں کا معاون ومددگار بنائے اور ہمیشہ اپنا محتاج رکھے اپنے علاوہ کسی اور کا محتاج نہ کرے۔)

؎ نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا　　مجھے مفلسی سے بچا میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ!

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 341: بیماری بلندیٔ درجات کا سبب

حضرت سیِّدُ نا وَہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: دو عبادت گزار پچاس سال تک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے رہے پچاسویں سال کے آخر میں ان میں سے ایک کے جسم میں ایک خطرناک بیماری لگ گئی، اس نے آہ وزاری کی اور بارگاہ ٔ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح مُلْتَجِی ہوا (یعنی التجا کرنے لگا): ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں نے اتنے سال مسلسل تیرا حکم مانا، تیری عبادت بجالایا پھر بھی مجھے اتنی خطرناک بیماری میں مبتلا کر دیا گیا، اس میں کیا حکمت ہے؟ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تو آزمائش میں ڈال دیا گیا ہوں۔''

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے فرشتوں کو حکم فرمایا: اس سے کہو، ''تو نے جو عبادت وریاضت کی وہ ہماری ہی عطا کردہ توفیق ہے، وہ میرے احسان اور میری مدد کا نتیجہ ہے۔ باقی رہی بیماری تو اس میں میں نے تجھے اس لئے مبتلا کیا تاکہ تجھے اَبراروں کے مرتبہ پر فائز کر دوں۔ تجھ سے پہلے کے لوگ تو بیماری ومصائب کے خواہش مند ہوا کرتے تھے۔ اور تجھے تو میں نے بِن مانگے عطا کر دی۔''

(اے ہمارے پیارے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں عافیت عطا فرما اور جب بیماری وغیرہ آئے تو اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرما۔)

میری مشکلیں گر ترا امتحان ہیں — تو ہر غم قسم سے خوشی کا سماں ہے
گناہوں کی میرے اگر یہ سزا ہے — تو پھر مشکلوں کو مٹا میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ!

(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

حکایت نمبر 342: دُعا قبول نہ ہونے کا سبب

حضرتِ سیِّدُ نا عُبَّا دخوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق سے منقول ہے: ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم **اللّٰہ** علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کسی مقام سے گزرے تو دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ اٹھائے رو رو کر بڑے رِقّت انگیز انداز میں مصروفِ دعا تھا۔ حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کلیم **اللّٰہ** علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسے دیکھتے رہے پھر بارگاہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں عرض گزار ہوئے: ''اے میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو اپنے اس بندے کی دعا کیوں نہیں قبول کر رہا؟'' **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی: ''اے موسیٰ! اگر یہ شخص اتنا روئے، اتنا روئے کہ اس کا دم نکل جائے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرلے کہ آسمان کو چھولیں تب بھی میں اس کی دُعا قبول نہ کروں گا۔'' حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ کلیم **اللّٰہ** علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ''میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس کی کیا وجہ ہے؟'' ارشاد ہوا: ''یہ حرام کھاتا اور حرام پہنتا ہے اور اس کے گھر میں حرام مال ہے۔''

(**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں حرام مال، حرام کام اور تمام گناہوں سے محفوظ رکھے۔ برائیوں، برے اور گمراہ لوگوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ رزقِ حلال کمانے اور حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔) (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 343: صَدَقہ کی روٹی نے اژدھے سے بچالیا

حضرتِ سیِّدُنا سالم ابو جَعْد علیہ رحمۃ اللہ الاحد سے منقول ہے: حضرت سیِّدُنا صالح علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا ایک جھگڑالو شخص لوگوں کو بہت تنگ کیا کرتا تھا۔ جب لوگ اس کی اِیذا رسانیوں سے بہت زیادہ تنگ ہوئے تو حضرت سیِّدُنا صالح علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی: ''حضور! اس شخص کے لئے بددعا کیجئے، ہم اس سے بہت تنگ آچکے ہیں۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جاؤ! اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تمہیں اس کے شَر سے خلاصی مل جائے گی۔'' لوگ واپس چلے گئے۔ وہ شخص روزانہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور انہیں بیچ کر اس کا اور اس کے اہل وعیال کا گزر بسر ہوتا۔ حسبِ معمول اُس دن بھی وہ جنگل گیا، اس کے پاس دو روٹیاں تھیں ایک خود کھالی اور دوسری صدقہ کر دی۔ پھر لکڑیاں کاٹ کر صحیح وسالم واپس گھر چلا آیا۔ لوگوں نے جب اسے صحیح وسالم آتا دیکھا تو حضرتِ سیِّدُنا صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی: ''حضور! وہ شخص صحیح وسالم ہے، ابھی تک اس پر کسی قسم کی کوئی مصیبت نازل نہیں ہوئی۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو بلا کر فرمایا: ''اے نوجوان! آج تو نے کون سا نیک کام کیا ہے؟'' کہا: ''آج حسبِ معمول جب میں جنگل گیا تو میرے پاس دو روٹیاں تھیں ایک میں نے کھالی اور دوسری صدقہ کر دی، اس کے علاوہ تو کوئی اور نیک کام مجھے یاد نہیں۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''لکڑیوں کا گٹھا کھولو! جب گٹھّا کھولا تو اس میں کھجور کے تنے جتنا موٹا بہت ہی زہریلا سیاہ اژدہا موجود تھا۔ حضرتِ سیِّدُنا صالح علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اے شخص! تجھے اس خطرناک زہریلے اژدھے سے تیری صدقہ کی ہوئی ایک روٹی نے بچالیا۔''

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں کثرت سے صدقہ وخیرات کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کا اشاعتی ادارہ ''مکتبۃ المدینہ'' مسلمانوں کی خیر خواہی کے مقدس جذبے کے تحت عقائد وشرعی مسائل اور مختلف اعمالِ صالحہ کے فضائل پر مبنی بہترین کتب شائع کرتا ہے۔ صدَقات کے فضائل پر مبنی ایک بہترین کتاب ''ضیائے صدَقات'' اور دیگر دینی کتب ''مکتبۃ المدینہ'' سے ہدیۃً حاصل کر کے مطالعہ فرمائیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

آپ اپنی زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی محسوس کریں گے اور آپ کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہوگا۔)

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 344: مدینے والے صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کا مہمان

حضرتِ سیِّدُنا ابوعبدالرحمٰن سُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، حضرتِ سیِّدُنا منصور بن عبداللہ اَصْبَہَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ ابوالخیر اَقطع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ جب میں مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً گیا تو مسلسل پانچ دن کا فاقہ تھا، پانچ دن سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا تھا اب جان لبوں پر آچکی تھی۔ چنانچہ، میں حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوا۔ آپ کے روضۂ مبارکہ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا، پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا صدیقِ اکبر اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام عرض کیا پھر پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں فریاد کی: ''میرے آقا! میرے سردار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آج رات میں آپ کا مہمان ہوں۔''

اتنا کہہ کر میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا۔ سر کی آنکھیں تو کیا بند ہوئیں، دل کی آنکھیں کُھل گئیں، میرا سویا ہوا نصیب جاگ اُٹھا، میرے مشکل کُشا آقا اپنے غلام کی حالتِ زار دیکھ کر مشکل کُشائی کے لئے تشریف لے آئے۔ خواب میں پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ کے دائیں جانب امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق، بائیں طرف امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آپ کے سامنے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم حاضر تھے۔

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے مجھے بیدار کیا اور فرمایا: ''اٹھو! دیکھو! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لائے ہیں۔'' اتنا سنتے ہی میں اپنے رحیم وکریم آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف دوڑ پڑا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مُبارَک پیشانی کا بوسہ لیا۔ پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی اور تشریف لے گئے۔ میں نے ابھی آدھی روٹی ہی کھائی تھی کہ آنکھ کھل گئی، حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عطا کردہ بقیہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔''

مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینہ میں ہجومِ جُود نے روکا ہے، بڑھنا دستِ حاجت کا
غنی ہے دل، بھرا ہے نعمتِ کونین سے دامن گدا ہوں میں فقیر، آستانِ خود بدولت کا
حسنؔ سرکارِ طیبہ کا عجب دربار عالی ہے درِ دولت پہ اک میلا لگا ہے اہلِ حاجت کا

(سُبْحَانَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے خود آکر روٹی عنایت فرمائی اور اپنے دیوانے کی کس طرح مشکل کشائی فرمائی۔ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو اللّٰہ ربُّ العزَّت نے بے شمار اختیارات عطا فرمائے، جس طرح آپ وصالِ ظاہری سے قبل لوگوں کی رہنمائی ومشکل کشائی فرماتے تھے بعد از وصال بھی ربِّ قدیر کی عطا سے اپنے غلاموں کی مشکلیں حل کرتے ہیں۔

رَبّ ہے مُعْطِی، یہ ہیں قاسم رزق اس کا ہے، کھلاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں، پلاتے یہ ہیں

اللّٰہ ربُّ العزَّت ہمیں حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی سچی محبت عطا فرمائے۔ جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا پڑوس عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 345: امام احمد بن حَنْبَل علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی چادر

حضرتِ سیِّدُنا صالح بن احمد بن حَنْبَل علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے منقول ہے کہ ایک دن ہماری کنیز آئی اور کہنے لگی: ''میرے آقا! ایک شخص کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی یہ ٹوکری لایا ہے اس میں خشک میوے اور ایک خط ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور خط پڑھنے لگا، اس میں کچھ اس طرح کا مضمون لکھا تھا:

''اے ابوعبداللہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میں نے آپ کے لئے کچھ رقم جمع کر رکھی تھی، میں نے اسے سمرقند بھیج دیا تاکہ اس کے ذریعے سرمایہ کاری کروں اور کچھ کاروبار کروں، کاروبار میں کچھ خسارہ ہوگیا، جو رقم آپ کے لئے جمع کر رکھی تھی دوبارہ بھیج کر سرمایہ کاری کی، اس میں پھر کچھ نقصان ہوگیا، اب میں آپ کی طرف چار ہزار درہم اور کچھ پھل بھیج رہا ہوں یہ پھل میں نے اپنے باغ سے چنے ہیں اور یہ مال اور باغ مجھے اپنے والد کی طرف سے ورثہ میں ملا اور میرے والد کو دادا کی طرف سے بطورِ ورثہ ملا، حضور یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمالیں۔'' وَالسَّلَام

میں خط پڑھ کر اپنے والدِ محترم حضرتِ سیِّدُنا امام احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتظار کرنے لگا۔ پھلوں کی ٹوکری دیکھ کر

بہت سے بچے جمع ہوگئے تھے۔ جب میرے والد صاحب گھر تشریف لائے تو ہم سب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ پڑے، روتے ہوئے عرض کی: ''ابا جان! کیا آپ میری وجہ سے زکوۃ کا مال لینے پر مجبور ہو گئے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''بیٹا! تم سے کس نے کہا کہ یہ پھل اور درہم جو ہمیں بطورِ نذرانہ بھیجے گئے ہیں، زکوۃ کے ہیں؟ اچھا! ابھی اس ٹوکری کو نہ کھولنا، آج رات میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اِستخارہ کروں گا۔'' دوسرے دن میرے والد صاحب نے مجھے بلایا اور کہا: ''میں نے رات استخارہ کیا تو یہی حکم ہوا کہ مَیں اس میں سے کوئی چیز بھی نہ لوں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ٹوکری کھولی اور سارے پھل بچوں میں تقسیم کر دیئے اور اپنے لئے ایک دانہ بھی نہ رکھا، ٹوکری میں موجود چار ہزار درہم سارے کے سارے واپس لوٹا دیئے اور اپنی ایک چادر بھی اس شخص کو بھجوائی جس نے یہ نذرانہ بھجوایا تھا۔ بعد میں مجھے پتا چلا کہ اس شخص نے میرے والد کی بھجوائی ہوئی وہ چادر اپنے پاس محفوظ رکھی اور **وصیت کی کہ مجھے اسی چادر کا کفن دینا۔**

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم }

حکایت نمبر346: امامِ وقت کے دیدار کی تڑپ

حضرت سیِّدُنا زُہَیر بن صالح بن احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ جب میں گھر آیا تو معلوم ہوا کہ میرے والدِ محترم حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حَنْبَل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی شدت سے میرا انتظار کر رہے تھے، میں فوراً حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: ''اے میرے والدِ محترم! کیا آپ میرا انتظار کر رہے ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! تمہاری غیر موجودگی میں ایک شخص مجھ سے ملنے آیا تھا، میری خواہش تھی کہ تم بھی اسے دیکھ لیتے لیکن اب تو جا چکا۔ چلو! میں تمہیں اس کے متعلق کچھ بتا دیتا ہوں۔ آج دوپہر کے وقت میں گھر میں تھا کہ دروازے پر کسی کے سلام کرنے کی آواز سنائی دی، میں نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک مسافر تھا جس نے پیوند لگا جُبَّہ پہنا ہوا تھا۔ جُبّے کے نیچے قمیص پہنی ہوئی تھی، نہ تو اس کے پاس زادِ راہ رکھنے کا تھیلا تھا، نہ پانی پینے کے لئے کوئی برتن۔ سورج کی تیز دھوپ نے اس کا چہرہ جھلسا دیا تھا۔ میں نے فوراً اسے اندر بلایا اور پوچھا: ''تم کہاں سے اور کس حاجت کے تحت آئے ہو۔''

کہنے لگا: ''حضور! میں مشرقی وادیوں سے آیا ہوں، میری دِلی خواہش تھی کہ اس علاقے میں حاضری دوں، اگر یہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مکان نہ ہوتا تو ہرگز یہاں نہ آتا۔ میں صرف آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' میں نے کہا: ''تم اتنی شدید گرمی میں

تنِ تنہا بے سروسامانی کے عالَم میں سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے صرف مجھ سے ملاقات کے لئے آئے ہو؟'' کہا: ''جی حضور! مجھے آپ کی زیارت کا شوق یہاں تک لے آیا ہے، اس کے علاوہ میرا یہاں آنے کا کوئی اور مقصد نہیں۔'' مسافر کی باتیں سن کر میں بہت حیران ہوا۔ اور دل میں کہا: ''میرے پاس نہ تو درہم ہیں نہ ہی دینار کہ میں اس غریب مسافر کی مدد کرتا۔'' اس وقت میرے پاس صرف چار روٹیاں تھیں میں نے اسے دیتے ہوئے کہا: ''اے بندۂ خدا! میرے پاس درہم و دینار نہیں ورنہ ضرور تمہیں دیتا، صرف یہ چار روٹیاں میں نے کھانے کے لئے رکھی تھیں، تم یہ قبول کرلو۔'' مسافر نے کہا: ''حضور! آپ کی دِید کا شربت پی لیا اب مجھے درہم و دینار کی فکر نہیں، باقی رہا روٹیوں کا معاملہ تو اگر میرا ان روٹیوں کو لے لینا آپ کی خوشی کا باعث ہے تو تبرُّکاً لے لیتا ہوں۔''

میں نے کہا: ''اگر تم یہ روٹیاں قبول کرلو گے تو مجھے دلی خوشی ہوگی۔'' مسافر نے وہ روٹیاں لیں اور کہا: ''حضور! مجھے امید ہے کہ آپ کی دی ہوئی روٹیاں مجھے اپنے شہر تک کافی ہیں۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔'' پھر میرے ہاتھوں کو چوم کر واپسی کی اجازت طلب کرنے لگا۔ میں نے اسے روانہ کیا اور کہا: ''جاؤ! میں نے تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کیا۔'' پھر وہ رخصت ہو گیا میں باہر کھڑا اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ حضرتِ سیِّدُنا صالح بن احمد بن حَنْبَل فرماتے ہیں: ''میرے والد اکثر اس مسافر کا تذکرہ کیا کرتے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں** اس حکایت سے یہ درس ملا کہ بزرگانِ دین کی زیارت کرنے سے ان مقدس ہستیوں کی خصوصی توجہ ہوتی ہے اور جس کو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی نظروں میں رکھیں وہ کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہوتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہمیشہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ادب کرنے اور ان سے خوب خوب برکتیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم))

ہم کو تو ہر اک ولی سے پیار ہے　　اِنْ شَآءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے عَزَّوَجَلَّ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو غلام ہے　　ہمارا وہ امام ہے

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 347: بابرکت اجتماع کے صدقے مغفرت

حضرتِ سیِّدُنا رَجَاء بِنْ مَیْسُوْر مُجَاشِعِی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے: ایک دن ہم حضرت سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی محفل میں موجود تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعظ و نصیحت سے ہمارے دِلوں کو منور فرما رہے تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

ایک نوجوان سے فرمایا:''اے بندۂ خدا! قرآنِ پاک کی کچھ آیات تلاوت کرو۔نوجوان نے پڑھنا شروع کیا:

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ۬ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّ لَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ﴿۱۸﴾ (پ ٢٤،المؤمن:١٨)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

جیسے ہی نوجوان نے یہ آیت مکمل کی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا:''بھلا ظالم کا شفیع و دوست کون ہوگا ، کیسے کوئی اس کی شفاعت کرے گا جبکہ خود ربُّ الْعٰلَمِین اسے سزا دینا چاہے۔خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بروزِ قیامت ظالموں اور گناہ گاروں کا بہت براحال ہوگا۔تُو دیکھے گا کہ انہیں بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف کھینچا جائے گا، وہ ننگے پاؤں، ننگے بدن ہونگے ، ان کے چہرے کالے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوجائیں گی ، وہ پکارتے ہوں گے:''ہائے ہماری بربادی! ہائے ہماری مصیبت! نہ جانے ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ ہمیں کہاں لے جایا جارہا ہے؟ ہائے بربادی! ہائے ہلاکت!'' فرشتے انہیں آگ کے گُرزوں سے مارتے ہوئے ہانکیں گے،ان کے آنسو ان کے چہروں پر بہیں گے اور اتنے بہیں گے کہ ختم ہوجائیں گے۔ پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے اور ان کی حالت اُن خوفزدہ پرندوں کی طرح ہوگی جنہیں بہت بڑے خوف نے دہشت میں مبتلا کردیا ہو۔خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تو ان کی اس حالت کو دیکھ لے تو اس ہولناک منظر سے تیری آنکھیں سلامت نہ رہیں تیرا دل پھٹ جائے ،اس منظر کی ہولناکی سے تیرے قدم ایسے لرزیں گے کہ انہیں قرار نہ آئے گا۔'' اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے پھر ایک زوردار چیخ ماری اور کہا:''ہائے! کتنا برا ہے وہ منظر ہائے! کتنا برا ہے ان کا ٹھکانا!'' پھر روتے روتے آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور وہاں موجود تمام لوگ بھی زاروقطار رونے لگے۔''

پھر ایک نوجوان کھڑا ہوا اور کہا:''اے صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی! کیا یہ تمام معاملات قیامت کے دن ہوں گے؟'' فرمایا:''ہاں، میرے بھتیجے! واقعی یہ تمام واقعات بروزِ قیامت ہوں گے بلکہ وہاں کے حالات کی جو خبر مجھے پہنچی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو میں نے بیان کی۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جہنمی نارِ جہنم میں چیختے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آواز ختم ہوجائے گی پھر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو اس مریض کی طرح آہیں اور سسکیاں نہ بھرے جسے برسوں سے شدید بیماری لاحق ہو۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی زبانی جہنم کی ہولناک کہانی سن کر وہ نوجوان اس طرح گڑگڑانے لگا:''ہائے افسوس! ہائے میری غفلت! میں نے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کردیئے۔اے میرے مالک! میں تیری اطاعت سے غافل رہا مجھے ان کوتاہیوں پر افسوس ہے۔ہائے! میں نے اپنی زندگی غفلت میں گزاردی۔'' پھر اس نے اپنا منہ جانبِ قبلہ کیا اور روتے ہوئے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح مناجات کرنے لگا:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! آج کے دن میں تیری بارگاہ میں سچی توبہ کرتا ہوں، میری یہ توبہ اخلاص پر مبنی ہے، میں تیرے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہیں۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے آج تک جو عبادت ہوسکی اسے قبول فرمالے، میری سابقہ خطاؤں کو معاف فرمادے، مجھ سے گناہوں کی گندگی دور فرمادے۔ میرے رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر رحم فرما۔ میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اب میں تیری فرمانبرداری اور اطاعت کا پٹا اپنی گردن میں ڈالتا ہوں، میرے جسم کا رُواں رُواں تیری بارگاہ میں معافی کا طلب گار ہے۔ میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو میں برباد ہوجاؤں گا۔'' اتنا کہہ کر وہ نوجوان منہ کے بل زمین پر گر پڑا، لوگوں نے اسے اٹھایا تو بے ہوش ہو چکا تھا، پھر وہ ایسا بیمار ہوا کہ سنبھل نہ سکا۔ حضرت سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور آپ کے دیگر رفقاء اس نوجوان کی عیادت کو جاتے رہے۔ بالآخر وہ نوجوان اس دنیائے فانی سے رخصت ہوکر دارِ بقا کی طرف کُوچ کر گیا۔ اس کے جنازہ میں کثیر لوگوں نے شرکت کی۔ حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی اکثر اپنی محفل میں اس کا ذکر کیا کرتے اور فرماتے: ''قرآن کی آیات اور فکرِ آخرت سے معمور بیان سن کر وہ نوجوان موت کی آغوش میں پہنچ گیا۔''

مرنے کے کچھ دن بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟'' کہا: ''حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے بابرکت اجتماع کے صدقے میری مغفرت ہوگئی اور میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اُس رحمت کے سائے میں پہنچ گیا جو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

؎ رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وَگدا تیرا　　جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاوے میرا

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** نیکوں کی صحبت دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران کر دیتی ہے۔ جہاں نیکوں کا تذکرہ ہو وہاں رحمت کی چھما چھم بارش ہوتی ہے۔ تو جہاں نیک لوگ خود جلوہ افروز ہوں وہاں رحمتِ خداوندی کا کیا عالَم ہوگا۔ **الحمدللہ** عَزَّوَجَلَّ! قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہزاروں مسلمان شرکت کرتے ہیں اور جہاں (40) مسلمان جمع ہوں وہاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ایک ولی ضرور ہوتا ہے۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض سے مستفیض ہونے کے لئے اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر348:
شیخین کریمین کے گستاخ کا عبرتناک انجام

حضرتِ سیِّدُ نا ابو محمد خُراسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا بیان ہے کہ ''ایک خُراسانی تاجر کا غلام بہت نیک و پارسا تھا۔ موسمِ حج میں جب حاجیوں کے قافلے سوئے حرمین جانے لگے تو اس نیک غلام کے دل میں بھی حاضری کی خواہش جوش مارنے لگی۔ اس نے مالک کے پاس جا کر حالِ دل سنایا اور حاضری کی اجازت طلب کی۔ بدبخت و گستاخ تاجر نے انکار کر دیا۔ غلام نے کہا: ''میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ورسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی فرمانبرداری کی اجازت مانگ رہا ہوں، تم اجازت کیوں نہیں دیتے۔'' تاجر نے کہا: ''اگر تم میرا ایک کام کرو تو میں اجازت دے دوں گا ورنہ ہرگز اجازت نہ دوں گا، پکا وعدہ کرو کہ تم وہ کام کرو گے۔'' غلام نے کہا: ''بتاؤ! کیا کام ہے؟'' بدبخت تاجر بولا: ''میں تمہارے ساتھ بہترین سواریاں، خدام، اچھے رفقاء اور دیگر بہت سی اشیاء بھیجوں گا۔ جب روضۂ رسول عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جاؤ تو وہاں جا کر یہ کہنا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے آقا نے یہ پیغام بھجوایا ہے کہ میں آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں دوستوں ابوبکر صدیق و عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے بیزار ہوں۔'' اگر میرا یہ پیغام پہنچانے کی حامی بھر لو تو مَیں تمہیں بخوشی اجازت دیتا ہوں۔ غلام کا بیان ہے کہ اپنے بدبخت مالک کی یہ گستاخانہ باتیں سن کر میرا دل بہت جلا، میں بہت غمگین ہو گیا۔ بظاہر تو میں نے کہہ دیا کہ میں فرمانبردار و طاعت گزار ہوں لیکن جو میرے دل میں تھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بہتر جانتا ہے۔ بہر حال میں قافلے کے ہمراہ مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پہنچا، دھڑکتے دل، لرزتے قدموں، پرنم آنکھوں کے ساتھ روضۂ رسول عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی جانب بڑھنے لگا:

ہوئیں اُمیدیں بار آور مدینہ آنے والا ہے — جھکا لو اب ادب سے سر مدینہ آنے والا ہے

قبرِ انور پر پہنچ کر جانِ عالم، سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزُولِ سکینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ پھر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ مجھے اپنے بدبخت و گستاخ مالک کا قبیح الفاظ پر مشتمل پیغامِ بد، حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پہنچانے سے بہت شرم آ رہی تھی لہٰذا میں باز رہا۔ اور مسجدِ نبوی میں حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قدمینِ شریفین میں سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قبرِ انور کی دیوار شق ہوئی اور حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نور بار چہرہ چمکاتے ہوئے باہر تشریف لے آئے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سبز لباس زیبِ تن کیا ہوا تھا اور جسمِ اطہر سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ سارا ماحول مشکبار ہو گیا۔ مسجد نبوی کا ذرہ ذرہ گواہی دے رہا تھا کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لا چکے ہیں۔

عنبر زمیں، عبیر ہوا، مشک تر غبار — ادنیٰ سی یہ شناخت تری راہ گزر کی ہے

حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی دائیں جانب امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا صدیقِ اکبر اور بائیں جانب امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما تھے۔ حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی اتباع میں انہوں نے بھی سبز لباس پہنا ہوا تھا۔ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے میری طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا: ''اے عقل مند شخص! تو نے اپنے مالک کا پیغام ہم تک کیوں نہیں پہنچایا؟'' حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ہیبت اور رُعب و دبدبہ اتنا تھا کہ میں نے سر جھکائے دست بستہ عرض کی: ''میرے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے شرم آتی تھی کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو آپ کے پہلو میں آرام فرما دوستوں کے متعلق اپنے بدبخت مالک کا گستاخانہ پیغام سناؤں۔''

سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے خوش بخت! اِنْ شَاءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ تو حج کرنے کے بعد بخیر وعافیت ''خُراسان'' واپس جائے گا۔ جب تو اپنے مالک کے پاس پہنچے تو کہنا: اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''بے شک اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اُس سے بیزار ہیں جو صدیق وفاروق (رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے بیزار ہے۔'' کیا تو سمجھ گیا ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں، میرے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میں سمجھ گیا۔'' پھر فرمایا: ''جان لے! جب تو وہاں پہنچے گا تو چوتھے دن وہ مر جائے گا، کیا تو سمجھ گیا؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں، میرے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میں سمجھ گیا۔'' فرمایا: ''توجہ سے سن! مرنے سے پہلے اس کے منہ سے پیپ وخون نکلے گا، کیا تو سمجھ گیا؟'' میں نے عرض کی: ''میرے آقا! میں خوب سمجھ گیا۔''

پھر آقائے نامدار، ہم غریبوں کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار غیبوں پر خبردار، مکی مدنی سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم واپس تشریف لے گئے اور میں بیدار ہوگیا۔ حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اور امیرالمؤمنین حضرت سیِّدنا صدیقِ اکبر وفاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کی زیارت ہونے پر میں نے اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کا خوب شکر ادا کیا۔ پھر میں نے حج کیا اور مخبرِ صادق صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے فرمان کے مطابق اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ بخیر وعافیت واپس ''خُراسان'' آ گیا۔ میں اپنے ساتھ بہت سے موسمی پھل وغیرہ بھی لایا۔ میرے بدبخت مالک نے دو دن تک مجھ سے کوئی بات نہ کی، تیسرے دن پوچھنے لگا: ''میرا پیغام پہنچایا یا نہیں؟'' میں نے کہا: ''میں نے تمہارا کام پورا کر دیا۔'' کہا: ''وہاں سے کیا جواب ملا؟'' میں نے کہا: ''اگر وہاں سے ملا ہوا پیغام نہ سنو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔'' کہنے لگا: ''نہیں، مجھے بتاؤ! تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟'' میں نے واقعہ سنانا شروع کیا۔ جب میں نے یہ بتایا کہ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''اپنے مالک سے کہہ دینا کہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اور رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اس سے بیزار ہیں جو میرے دونوں دوستوں صدیق وفاروق (رضی اللہ تعالٰی عنہما) سے بیزار ہے۔'' میرا یہ قول سن کر وہ بدبخت ونامراد قہقہے مار کر ہنسنے لگا۔ پھر اس طرح بکواس کی: ''ہم ان سے بیزار ہیں اور وہ ہم سے بیزار ہوگئے، اب ہم سکون سے رہیں گے۔'' اس بدبخت کی یہ بات سن کر میں نے دل میں کہا: ''اے اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے دشمن! جلد ہی تو اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔'' حضور

صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے فرمانِ عبرت نشان کے عین مطابق چوتھے دن اس بدبخت کے چہرے پر گندے پھوڑے نکل آئے اور اس کے منہ سے پیپ اور خون بہنے لگا۔ بالآخر ظہر کی نماز سے قبل وہ گستاخ ونامراد بڑی ذلت آمیز اور عبرتناک موت مرگیا۔

؎ جسے مصطفیٰ (صلَّی اللہ علیہ وسلَّم) نے نظر سے گرا کر چھوڑ دیا ۔۔۔ نہ اُٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم!

(اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے، بے اَدبوں اور گستاخوں سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ ہم سے کبھی کوئی ادنیٰ سی گستاخی بھی سرزد نہ ہو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! گستاخوں کا انجام بڑا دردناک وعبرتناک ہوتا ہے۔ ایسے نامراد، زمانے بھر کے لئے عبرت کا سامان بن جاتے ہیں۔ جو نامراد وبدبخت اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی شان میں نازیبا کلمات بکتا یا صحابۂ کرام اور اولیاءِ عُظّام رحمہم اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرتا ہے آخرت میں تو تباہی وبربادی اس کا مقدر ضرور ہوگی لیکن وہ دنیا میں بھی ذلیل ورُسوا ہوکر زمانے بھر کے لئے نشانِ عبرت بن جاتا ہے اور عقلمند لوگ کبھی بھی اس کے عقائد واعمال کی پیروی نہیں کرتے۔ اللہ ربُّ العزَّت ہمیں ہمیشہ باادب لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

ہم اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے سچی محبت کرتے ہیں۔ ہمیں تمام انبیاءِ کرام، صحابۂ کرام اور اولیاءِ عُظّام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے سچی محبت ہے۔ ہمیں یقینِ کامل ہے کہ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسی محبت کے صدقے ہماری مغفرت ہوگی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہر گھڑی بے ادبوں سے محفوظ رکھے، امیرِ اہلسنت حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں استغاثہ کرتے ہیں:

؎ محفوظ سدا رکھنا شہا صلَّی اللہ علیہ وسلَّم! بے ادبوں سے ۔۔۔ اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو!

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 349: تین عبادت گزار اسرائیلی

حضرتِ سیِّدُنا کَعبُ الْاَحْبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے تین عبادت گزار جمع ہوئے اور کہنے لگے: ''آؤ! ہم میں سے ہر ایک اپنا سب سے بڑا گناہ یاد کرے۔ چنانچہ، پہلا شخص اپنی زندگی کا سب سے بڑا گناہ بتاتے ہوئے کہنے لگا: ''ایک مرتبہ میں اور میرا ایک دوست کہیں جارہے تھے۔ ہمارا آپس میں کسی بات پر اختلاف ہوگیا۔ راستے میں ہمارے درمیان ایک درخت حائل ہوا، میں اچانک درخت کی اوٹ سے نکل کر اس کے سامنے آیا تو وہ مجھ سے خوفزدہ ہوگیا اور کہنے لگا: ''میں تجھ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں۔'' بس یہی مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خطا معلوم ہوئی، اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے معاف فرمائے۔''

دوسرے نے کہا: ''میں اسرائیلی ہوں، ہماری شریعت میں حکم ہے کہ ''اگر کسی کے جسم پر نجاست لگ جائے تو جسم کا وہ حصہ کاٹنا ضروری ہے''۔ ایک مرتبہ میرے جسم پر پیشاب لگ گیا تو میں نے آلودہ حصہ کاٹ دیا لیکن کاٹنے میں زیادہ مبالغہ نہیں کیا۔ بس یہی گناہ میری زندگی کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ **اللہ** ربُّ العزّت میرے اس گناہ کو معاف فرمائے۔''

تیسرے نے کہا: ''ایک مرتبہ میری والدہ نے مجھے پکارا تو میں نے فوراً ''لَبَّیْک'' کہا، لیکن تیز ہَوا کی وجہ سے آواز والدہ تک نہ پہنچ سکی تو وہ غصے میں آکر مجھے پتھر مارنے لگی۔ میں لاٹھی لے کر اس کی طرف گیا تاکہ وہ اس کے ذریعے مجھے مارے اور اس کا غُصّہ ٹھنڈا ہو جائے، لاٹھی دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو کر بھاگی اور اس کا سر درخت سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا۔ بس یہی میری زندگی کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے اس گناہ کو معاف فرمائے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اپنے اعمال کا محاسبہ کر کے گناہوں پر شرمندہ ہو کر معافی مانگنا مغفرت کا باعث ہے۔ ہو سکے تو روزانہ رات کو سونے سے قبل دو رکعت ''صَلٰوۃُ التَّوبَہ'' پڑھ کر دن بھر کے بلکہ سابقہ تمام گناہوں سے توبہ کر لینی چاہئے۔)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 350:

تلاوت ہو تو ایسی ہو......!

یزید بن محمد بن مَسْلَمَہ بن عبدالمَلِک سے منقول ہے کہ ہمیں ہمارے ایک غلام نے بتایا: حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے انتقال کے بعد ان کی زوجۂ محترمہ حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ بنتِ عبدالمَلِک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بہت زیادہ روتیں یہاں تک کہ اُن کی بینائی جاتی رہی۔ ایک مرتبہ ان کے بھائی مَسْلَمَہ اور ہشام آئے اور کہا: ''پیاری بہن! آخر آپ اتنا کیوں روتی ہیں؟ اگر آپ اپنے شوہر کی جدائی پر روتی ہیں تو وہ واقعی ایسے مردِ مجاہد تھے کہ ان کے لئے رویا جائے۔ اگر دنیوی مال و دولت کی کمی رُلا رہی ہے تو ہم اور ہمارے اموال سب آپ کے سامنے حاضر ہیں؟'' حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ بنتِ عبدالمَلِک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ''میں ان دونوں باتوں میں سے کسی پر بھی نہیں رو رہی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے تو وہ عجیب و غریب اور درد بھرا منظر رُلا رہا ہے جو میں نے حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے ساتھ ایک رات دیکھا۔ اس رات میں یہ سمجھی کہ کوئی انتہائی ہولناک منظر دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ حالت ہو گئی ہے اور آج رات آپ کا انتقال ہو جائے گا۔''

بھائیوں نے پوچھا: ''پیاری بہن! ہمیں بتائیے کہ آپ نے حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کو اُس رات کس

حالت میں دیکھا۔'' فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز پڑھ رہے تھے، جب قراءت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے:

یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ﴿۵﴾ (پ۳۰، القارعۃ: ۴۔۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑ ہوں گے جیسے دُھنکی اُون۔

تو یہ آیت پڑھتے ہی ایک زوردار چیخ مار کر فرمایا: ''ہائے! اس دن میرا کیا حال ہوگا۔ ہائے! وہ دن کتنا کٹھن و دشوار ہو گا۔'' پھر منہ کے بل گر پڑے اور منہ سے عجیب و غریب آوازیں آنے لگیں پھر آپ ساکت ہوگئے۔ میں سمجھی کہ شاید آپ کا دم نکل گیا ہے۔ کچھ دیر بعد آپ کو ہوش آیا تو فرمانے لگے: ''ہائے! اس دن کیسا سخت معاملہ ہوگا۔'' اور چیختے چلّاتے صحن میں چکر لگاتے ہوئے فرمایا: ''ہائے! اس دن میری ہلاکت ہوگی جس دن آدمی پھیلے ہوئے پتنگوں کی طرح اور پہاڑ دھنکی ہوئی اُون کی طرح ہو جائیں گے۔'' ساری رات آپ کی یہی کیفیت رہی۔ جب صبح کی اذانیں شروع ہوئیں تو آپ گر پڑے، میں سمجھی کہ شاید آپ کی روح پرواز کرگئی ہے۔ اے میرے بھائیو! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب بھی مجھے وہ رات یاد آتی ہے تو میری آنکھیں بے اختیار آنسو بہانے لگتی ہیں باوجود کوشش میں اپنے آنسو نہیں روک پاتی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ سے کس طرح لرزاں و ترساں رہا کرتے تھے۔ ہر گھڑی قیامت کا ہولناک منظر ان کے سامنے ہوتا۔ بہت زیادہ عبادت و ریاضت اور گناہوں سے حد درجہ دوری کے باوجود وہ پاکیزہ خصلت لوگ اپنے آپ کو گناہ گار وعصیاں شعار تصور کرتے، حالانکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ان کا مرتبہ و مقام بہت اعلیٰ وارفع ہوتا۔ وہ لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچی عاجزی کیا کرتے، صغیرہ گناہوں بلکہ خلافِ اولیٰ باتوں سے بھی کوسوں دور بھاگتے، جہنم کا ہولناک گڑھا ہر لمحہ ان کے پیشِ نظر ہوتا، وہ کبھی بھی کوئی ایسا کام نہ کرتے جو باعثِ ہلاکت ہوتا۔ اور ایک ہم ہیں کہ اپنی آخرت اور حساب و کتاب کو بھول بیٹھے ہیں، شیطان کے بہکاوے میں آکر ہم اپنے آپ کو گناہوں کے عمیق گڑھے میں گراتے چلے جارہے ہیں۔ نہ گناہوں پر ندامت، نہ کسی قسم کی شرمندگی۔ اگر خطاؤں کو یاد کرکے چند آنسو بہالیتے تو گناہوں کا مَیل کچھ تو دُھل جاتا مگر آہ،

ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے ندامت سے ؎ ندامت سے گناہوں کا ازالہ کچھ تو ہوجاتا

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے حالِ زار پر رحم فرمائے۔ گناہوں سے سچی توبہ پھر اس پر اِستقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارے بزرگوں کے صدقے ہماری کامل مغفرت فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر351:
چاندی کے بدلے سونا

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن فُیَیض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ''حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم بیتُ المقدس جانا چاہتے تھے۔آپ کی رفاقت کے خواہش مند ایک نوجوان نے عرض کی: ''حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ہمراہ بیتُ المقدس جاؤں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا: ''آؤ! پہلے ہم حجامت کروالیں پھر سفر پر روانہ ہوں گے۔'' چنانچہ، دونوں حجام کے پاس گئے حجامت کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوجوان سے فرمایا: ''اے نوجوان! تیرے پاس کتنا زادِراہ ہے؟'' عرض کی: ''حضور! اٹھارہ (18) درہم ہیں۔'' فرمایا: ''یہ سب حجام کو دے دو۔'' نوجوان نے حکم کی تعمیل کی پھر دونوں اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔ راستے میں نوجوان نے کہا: ''حضور! اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجام کو کم رقم دلوا دیتے اور کچھ ہم اپنے پاس رکھ لیتے تو اس میں کیا حرج تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے جانبِ منزل چلتے رہے۔ بیت المقدس پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد کے خادم سے کہا: ''کیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو اپنی کھیتی کٹوانا چاہتا ہو؟ ہم دونوں اجرت پر فصل کاٹنے کے لئے تیار ہیں؟'' خادم نے کہا: ''حضور! ایک نصرانی جاگیردار کے علاوہ میں کسی اور زمیندار کو نہیں جانتا، اگر کہیں تو اس کے پاس لے چلتا ہوں؟'' فرمایا: ''ٹھیک ہے، ہمیں اس کے پاس لے چلو۔''

تینوں اس نصرانی جاگیردار کے پاس پہنچے اور آنے کا مقصد بیان کیا۔نصرانی جاگیردار نے اپنے کھیت دکھائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس کی کٹائی پر ہمیں کتنی اجرت ملے گی؟'' کہا: ''ایک دینار۔'' فرمایا: ''ٹھیک ہے، ہم فصل کاٹنے کے لئے تیار ہیں، تُو ایک دینار مسجد کے خادم کے حوالے کردے، کام مکمل ہونے پر یہ ہمیں دے دے گا۔'' نصرانی نے ایک دینار مسجد کے خادم کے حوالے کر دیا۔ رات نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے لیکن چودھویں رات کے چاند کی اُجلی اُجلی روشنی نے ہر طرف اُجالا بکھیر رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رفیق سے فرمایا: ''اے جوان! میں نماز پڑھوں اور تم فصل کاٹو یا تم نماز پڑھو اور میں فصل کاٹوں، بتاؤ! تمہیں کون سی بات پسند ہے؟'' نوجوان نے نماز کی حامی بھر لی اور نماز پڑھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر فصل کاٹنا شروع کی اور صبح تک کاٹتے رہے جبکہ نوجوان نماز میں مشغول رہا۔ فراغت کے بعد جاگیردار کے پاس پہنچ کر کہا: ''ہم نے اپنا کام ختم کر دیا ہے۔''

جاگیردار بڑا حیران ہوا کہ اتنی جلدی اتنی ساری فصل کس طرح کاٹ لی۔ اس نے متعجب ہو کر کہا: ''تم نے ضرور کھیتی خراب کر دی ہو گی ورنہ اتنی جلدی تم کام سے کیسے فارغ ہو سکتے ہو؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تو جا کر اپنی فصل دیکھ لے تاکہ تجھے اطمینان ہو جائے۔'' وہ گیا تو دیکھا کہ بہت اَحسن طریقے سے فصل کاٹی گئی ہے، جب وہ مطمئن ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نے فرمایا:''مسجد کے خادم سے کہو کہ ہماری اُجرت ہمیں دے دے۔'' جاگیردار نے مسجد کے خادم سے کہا:''ان کی اُجرت ان کے حوالے کردو۔'' جب خادم دینار دینے لگا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''یہ دینار (یعنی سونے کی اشرفی) میرے رفیق کو دے دو کہ اس نے حجام کو اٹھارہ (18) درہم (یعنی چاندی کے سکے) دیئے تھے۔'' چنانچہ، خادم نے وہ دینار نوجوان کو دے دیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**سُبْحَانَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! کیسے خوددار اور باکرامت ہوا کرتے تھے ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ۔اس نوجوان کے دل میں جب یہ بات آئی کہ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے حجام کو اتنی رقم کیوں دلوائی؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو چاندی کے اٹھارہ سکّوں کے بدلے سونے کی اشرفی عطا فرمادی تاکہ اسے اپنے مال کا مَلال نہ ہو۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ حلال رزق کماتے، خود کم کھاتے لیکن دوسروں کی بہت امداد فرماتے۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں بھی اتنا رزقِ حلال عطا فرمائے کہ حرام کی طرف ہماری نظر ہی نہ اُٹھے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر352: حضرت اِبراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا جذبۂ خیرخواہی

حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بن اِبراہیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم سے منقول ہے کہ''ایک مرتبہ ہم حضرتِ سیِّدُنا اِبراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی محفل میں حاضر تھے، اتنے میں آپ کے معتقدین میں سے ایک شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام کئے بغیر ہمارے قریب سے گزر گیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضرین سے پوچھا:''کیا یہ فلاں شخص نہیں؟''عرض کی گئی:''جی ہاں۔''فرمایا:''جاؤ!اس سے پوچھو:''آج تم نے ہمیں سلام کیوں نہیں کیا؟ کیا تم ناراض ہو؟''جب اسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ پیغام ملا تو کہا:''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم!ابھی ہمارے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے اور ہمارے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں(یعنی کچھ بھی نہیں)،اب میں کھانے کی تلاش میں نکلا ہوں، میں اتنا پریشان ہوں کہ مجھے کچھ ہوش ہی نہیں۔''جب حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو اس کی یہ حالت بتائی گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تڑپ اٹھے اور''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن''پڑھ کر کہا:''ہائے افسوس!ہم اپنے رفیق کے حال سے غافل رہے اور بات اتنی بڑھ گئی۔ہائے!اسے اتنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔''پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شخص سے فرمایا:''جاؤ!فلاں باغ کے مالک کے پاس جا کر دو دینار قرض حاصل کرو اور بازار جا کر ایک دینار کی اشیاءِ خورد و نوش (یعنی کھانے پینے کا سامان) خرید کر سارا سامان اور بقیہ ایک دینار ہمارے اس پریشان حال رفیق کے گھر دے آؤ۔''

وہ شخص فوراً تعمیل حکم کے لئے چل دیا اسی کا بیان ہے: ''میں نے دو دینار قرض لئے، کھانے پینے کا سامان خریدا پھر اس کے گھر پہنچ کر دروازے پر دستک دی۔ اس کی زوجہ نے پوچھا: ''کون ہے؟'' میں نے اپنا تعارف کرایا اور اس کے شوہر کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا: ''وہ تو گھر پر موجود نہیں۔'' میں نے کہا: ''اچھا! آپ دروازہ کھول کر ایک طرف ہو جائیں، میں کچھ سامان دینے آیا ہوں۔'' وہ دروازہ کھول کر ایک طرف ہوگئی، میں نے سامان صحن میں رکھا اور دینار اس عورت کو دے دیا۔ اس نے پوچھا: ''**اللّٰہ** تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! یہ سامان کس کی طرف سے ہے؟'' میں نے کہا: ''اپنے شوہر کو سلام کہنا اور کہنا کہ یہ سارا سامان ابراہیم بن اَدْہَم کی طرف سے ہے۔''

یہ سن کر اس غریب خاتون کی زبان پر یہ دعائیہ کلمات جاری ہوئے: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! آج اس مشکل وقت میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے ہماری مدد کی، اے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اِس کی اُسے اچھی جزاء عطا فرما، اسے کبھی اپنی نظرِ رحمت سے دور نہ کرنا۔'' وہ اسی طرح دعائیں کرتی رہی اور میں واپس چلا آیا۔ جب حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو اس کی دعا کے متعلق بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنا خوش ہوئے کہ اس سے قبل ہم نے کبھی آپ کو اتنا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ جب رات کے آخری پہر اس بیچاری غریب خاتون کا شوہر گھر آیا تو اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا، باوجودِ کوشش کے اسے کوئی چیز نہ مل سکی۔ جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ صحن میں بہت سارا سامان رکھا ہوا ہے۔ خاتون نے آگے بڑھ کر اپنے شوہر کو ایک دینار دیا تو اس نے پوچھا: ''یہ سب چیزیں کس نے بھجوائی ہیں؟'' کہا: ''حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے۔'' یہ سنتے ہی اس غریب کے منہ سے بھی یہ دعائیہ کلمات نکلے: ''اے ہمارے پرودگار عَزَّوَجَلَّ! حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو آج کے دن کی اچھی جزاء عطا فرما! اسے کبھی اپنی نظرِ رحمت سے دور نہ کرنا، اسے کبھی اپنی نظرِ رحمت سے دور نہ کرنا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ مؤمن بڑا خوش بخت ہے جو محتاجوں کی مدد کرے، روتوں کو ہنسائے اور پریشان حال لوگوں کی پریشانی دور کرے۔ مخلوقِ خدا پر شفقت کرنا رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پانے کا بہت اچھا راستہ ہے۔ جو مخلوق پر رحم کرے گا خالقِ لَمْ یَزَل اس پر رحم وکرم کی ایسی بارش فرمائے گا کہ اس کی زندگی میں ہر طرف بہاریں ہی بہاریں آ جائیں گی۔ اور یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ جب کسی غریب انسان کی مدد کی جائے تو انسان کو ایسی اَنجانی سی خوشی ہوتی ہے جسے الفاظ کا جامہ پہنانا مشکل ہے۔ اسے وہی سمجھ سکتا ہے جسے یہ دولت نصیب ہوئی ہو۔ جسے یقین نہ آئے وہ کسی دُکھیارے کا دُکھ دور کرکے دیکھ لے۔)

حکایت نمبر353:
پُراَسرار بزرگ

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن ابونُوح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بہت عبادت گزار تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے: ایک مرتبہ مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا جاتے ہوئے مجھے ایک بزرگ نظر آئے، ان کی بارُعب وباوقار شخصیت نے مجھے تعجب میں ڈال دیا۔ میں نے ان سے کہا:''میں آپ کی رفاقت کا طالب ہوں۔'' فرمایا:''جیسے تمہاری مرضی، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ، میں اُن کے ساتھ ہولیا، وہ سارا سارا دن چلتے اور جہاں چاہتے ٹھہر جاتے۔ بہت زیادہ گرمی کے باوجود، دن کو روزہ رکھتے، افطار کے وقت اپنے تھیلے سے کوئی چیز نکال کر اپنے منہ میں ڈال لیتے۔ روزانہ افطار کے وقت نہ جانے کون سی چیز تھیلے سے نکال کر صرف دو تین مرتبہ اپنے منہ میں ڈالتے پھر مجھے بلاتے اور کہتے:''آؤ! تم بھی اس میں سے کچھ کھالو۔'' میں اپنے دل میں کہتا:''اے بندۂ خدا! یہ تو تمہیں بھی کفایت نہ کرے گا پھر بھی تمہارے ایثار کا یہ عالَم ہے کہ مجھے بھی کھانے کی دعوت دے رہے ہو، تمہارے جذبے کو سلام۔'' وہ باصرار مجھے کچھ نہ کچھ کھلا دیتے۔ ان کے صبر اور عبادت وریاضت کو دیکھ کر ان کا رعب ودبدبہ میرے دل میں گھر کر چکا تھا۔

ہم منزلوں پر منزلیں طے کرتے سوئے حرم رواں دواں تھے۔ ایک دن راستے میں ایک شخص ملا جس کے پاس ایک گدھا تھا، بزرگ نے مجھ سے فرمایا:''جاؤ اور وہ گدھا خرید لاؤ۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بزرگ کی یہ بات سن کر ان کے جلال کی وجہ سے مجھ سے انکار نہ ہوسکا۔ میں نے گدھے والے سے قیمت معلوم کی تو اس نے کہا:''میں تیس (30) دینار سے ایک درہم بھی کم نہ لوں گا۔'' میں نے بزرگ کو بتایا تو فرمایا:''جاؤ! اتنے ہی میں خرید لو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے بھلائی طلب کرو۔'' میں نے کہا: ''اس کی قیمت کہاں سے ادا کروں۔'' فرمایا:''**بِسْمِ اللّٰہ** شریف پڑھ کر اپنا ہاتھ میرے تھیلے میں ڈالو اور اپنی مطلوبہ رقم حاصل کرلو۔'' میں نے جیسے ہی **بِسْمِ اللّٰہ** شریف پڑھ کر تھیلے میں ہاتھ ڈالا میرے ہاتھ میں ایک تھیلی آئی جس میں پورے تیس دینار تھے نہ کم نہ زیادہ۔ میں دینار دے کر گدھا لے آیا تو فرمایا:''تم اس پر سوار ہوجاؤ۔'' میں نے کہا:''حضور! آپ مجھ سے زیادہ عمر رسیدہ وکمزور ہیں، اس لئے آپ سوار ہوجائیں اور میں پیدل چلتا ہوں۔'' بہرحال میرے اصرار پر وہ سوار ہوگئے اور میں ان کے ساتھ چلنے لگا، ہم سارا دن سفر اور رات کو قیام کرتے، وہ بزرگ پوری رات نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتے۔

جب ہم''**عُسفان**'' پہنچے تو ایک شخص اس بزرگ سے ملا، سلام کیا اور دونوں نے ایک طرف ہوکر کچھ گفتگو کی پھر دونوں نے رونا شروع کر دیا، کافی دیر روتے رہے۔ جب جدا ہونے لگے تو بزرگ نے اس شخص سے کہا:''مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔'' فرمایا: ''ہاں! دل کے تقویٰ کو لازم کرلو۔ ہر گھڑی قیامت کا ہولناک منظر تمہارے پیش نظر ہونا چاہئے۔'' عرض کی:''مزید کچھ نصیحت فرمائیے۔'' فرمایا:''ہاں! جب آخرت کی طرف جاؤ تو اچھے اعمال لے کر جانا۔ اپنے دل کو دنیوی مال ودولت کی محبت سے پاک

کرلو۔ سنو! سمجھ دار لوگ وہ ہیں جو اُس وقت دنیا کے عیب اور دھوکے کو پہچان لیتے ہیں جب وہ اپنے چاہنے والوں کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی تم پر رحمت، سلامتی اور برکت ہو۔'' (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

پھر دونوں جدا ہو گئے۔ میں نے اپنے رفیق بزرگ سے پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! یہ شخص کون تھا؟'' میں نے آج تک اس سے بہتر کلام کرنے والا کسی کو نہیں پایا؟'' فرمایا: ''یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندوں میں سے ایک خاص بندہ تھا۔'' پھر ہم ''**عُسفان**'' سے مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پہنچے، مقامِ ''**اَبْطَح**'' کے قریب وہ سواری سے اُترے اور کہا: ''تم یہیں ٹھہرنا میں بیتُ اللہ شریف پر ایک محبت بھری نظر ڈال کر اِنْ شاء **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جلد ہی واپس آجاؤں گا۔'' اتنا کہہ کر وہ چلے گئے میں وہیں کھڑا رہا۔ کچھ دیر بعد میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا: ''کیا یہ گدھا فروخت کرو گے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! یہ تیس دینار کا ہے۔'' اس نے کہا: ''مجھے منظور ہے۔'' میں نے کہا: ''یہ گدھا میرا نہیں، میرے رفیق کا ہے، وہ مسجد حرام کی طرف گئے ہیں ابھی آتے ہی ہوں گے۔'' ابھی میں یہ بات کر ہی رہا تھا کہ وہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میں ان کی طرف بڑھا اور کہا: ''میں نے یہ گدھا تیس (30) دینار میں فروخت کردیا ہے۔'' فرمایا: ''اگر تم چاہتے تو اس سے زیادہ میں بھی بیچ سکتے تھے۔ لیکن اب بیچ دیا تو کوئی بات نہیں، اپنا قول پورا کرو۔''

چنانچہ، میں نے تیس دینار لے کر گدھا اس شخص کے حوالے کردیا۔ پھر بزرگ سے پوچھا: ''ان دیناروں کا کیا کروں؟'' فرمایا: ''یہ تمہارے لئے ہیں، انہیں اپنے استعمال میں لاؤ۔'' میں نے کہا: ''مجھے ان کی حاجت نہیں۔'' فرمایا: ''اچھا تو پھر انہیں میرے تھیلے میں ڈال دو۔'' میں نے وہ دینار تھیلے میں ڈال دیئے۔ مقامِ ''**اَبْطَح**'' کے قریب ایک جگہ قیام کیا تو فرمایا: ''قلم، دوات اور ورق لے کر آؤ۔'' میں نے یہ اشیاء حاضرِ خدمت کیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو خط لکھے، پھر ایک خط مجھے دیتے ہوئے کہا: ''جاؤ! فلاں جگہ حضرتِ سیِّدُنا عَبَّاد بن عَبَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد ہوں گے، یہ خط دے کر انہیں اور وہاں موجود تمام لوگوں کو میرا سلام کہنا۔ پھر دوسرا خط دیتے ہوئے فرمایا: ''اس کو اپنے پاس رکھنا اور یومِ نحر (یعنی قربانی کے دن) پڑھنا۔ جاؤ، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارا حامی و ناصر ہو۔''

میں خط لے کر حضرتِ سیِّدُنا عَبَّاد بن عَبَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ لوگوں کو حدیث سنا رہے ہیں، بہت سے مسلمان ان کے اردگرد بیٹھے حدیثِ نبوی سن رہے تھے۔ میں نے سلام کیا اور کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کے ایک بھائی نے یہ خط بھیجا ہے۔'' انہوں نے خط پڑھا تو اس میں کچھ اس طرح کا مضمون لکھا تھا:

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم''

اَمَّا بَعْد! اے عَبَّاد! میں تجھے اس دن کی مفلسی ومحتاجی سے ڈراتا ہوں جس دن لوگ (جمع شدہ نیکیوں کے) ذخیرے کے

محتاج ہوں گے۔ بے شک آخرت کی محتاجی ومفلسی کو دنیا کا غنا نہیں روک سکتا۔ اگر آخرت میں اعمالِ صالحہ کم ہوئے تو مصیبت کا اِزالہ بہت مشکل ہے۔ میں تیرا مسلمان بھائی ہوں۔ جب تم میرے پاس پہنچوں گے تو میں مرنے والا ہوں گا پس تم میرے پاس آؤ، میری تجہیز وتکفین کرو اور نماز جنازہ پڑھ کر مجھے میری قبر میں اُتار دو۔ میں تمہیں اور تمام مسلمانوں کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت میں چھوڑتا ہوں۔ دوجہاں کے تاجور، حبیبِ ربِّ اکبر، محبوبِ داوَر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں میرا سلام ہو۔ سب کو میری طرف سے سلام اور تم سب پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ہو۔ والسَّلام: ''آپ کا بھائی''

خط پڑھ کر حضرتِ سیِّدُنا عَبَّاد بن عَبَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے مجھ سے فرمایا: ''جس نے یہ خط بھجوایا ہے، وہ کہاں ہے؟'' میں نے کہا: ''مقامِ ''اَبْطَح'' کے قریب۔'' فرمایا: ''کیا وہ بیمار ہے؟'' میں نے کہا: ''میں تو بالکل تندرست چھوڑ کر آیا ہوں۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوگئے۔ آپ کے ساتھ تمام حاضرین بھی کھڑے ہوئے اور ہم سب مقامِ ''اَبْطَح'' میں اس بزرگ کے پاس پہنچے، دیکھا تو ان کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔ ان کی میت ایک چادر میں لپٹی قبلہ رخ رکھی ہوئی تھی۔ حضرتِ سیِّدُنا عَبَّاد بن عَبَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے مجھ سے فرمایا: ''کیا یہ تمہارا رفیق ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' فرمایا: ''کیا تم اسے تندرست چھوڑ کر گئے تھے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں''۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگ کی میت کے سرہانے کھڑے ہوکر کافی دیر روتے رہے پھر نمازِ جنازہ پڑھا کر دفن کردیا۔ لوگوں نے دور دور سے آکر جنازہ میں شرکت کی۔ جب یومِ نحر (یعنی قربانی کا دن) آیا تو میں نے کہا: ''**واللّٰہ**! اپنے رفیق کے حکم کے مطابق ان کا دیا ہوا دوسرا خط میں آج ضرور پڑھوں گا۔'' چنانچہ، میں نے خط کھولا تو اس میں لکھا تھا:

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم''

اَمَّا بَعْد! اے میرے بھائی! **اللّٰہ** ربُّ العالمین اس دن تجھے تیری نیکی کا بہترین صلہ عطا فرمائے جس دن لوگوں کو اپنے اعمالِ صالحہ کی شدید ضرورت ہوگی۔ **اللّٰہ** جَلَّ شَانُہٗ تجھے ہماری رفاقت کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ بے شک نیک شخص اپنی نیکی کو اپنے بالکل قریب پائے گا۔ میرے بھائی! مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے۔ جب **اللّٰہ** تبارک وتعالیٰ تیرا حج مکمل فرمادے تو بیتُ المقدس جاکر میری میراث میرے وارث کے حوالے کردینا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

خط پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا: ''اے میرے رفیق! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کا ہر کام عجیب ہے، اور یہ وصیت نامہ تو بہت ہی زیادہ تعجب خیز ہے۔ میں بیتُ المقدس کس کے پاس جاؤں گا؟ نہ تو مجھے وارث کا نام بتایا گیا نہ کسی خاص علاقے کی نشاندہی کی گئی۔ میں آپ کا سامان کسے دوں گا؟ مجھے کیا معلوم کہ آپ کا وارث کون ہے؟ کافی دیر اسی طرح سوچتا رہا۔ بالآخر میں نے ان کا سامان اپنی چادر میں لپیٹا، سامان کیا تھا ایک پیالہ، ایک تھیلا اور ایک لاٹھی جس سے وہ ٹیک لگایا

کرتے تھے۔ یہ سامان محفوظ مقام پر رکھ کر مناسک حج ادا کئے اور پختہ ارادہ کر لیا کہ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں بیتُ المقدس ضرور جاؤں گا۔ ہوسکتا ہے میری ملاقات ان کے وارث سے ہوجائے۔''

چنانچہ، بیتُ المقدس پہنچ کر میں مسجد میں داخل ہوا تو بہت سے فقراء ومساکین کا ہجوم دیکھا۔ میں ان لوگوں کے درمیان گھومتا رہا سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس سے پوچھوں۔ اچانک ایک شخص نے مجھے میرا نام لے کر پکارا، میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ بالکل میرے رفیق کی طرح تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ''فلاں کی میراث مجھے دے دو۔'' میں عصا، پیالہ اور تھیلا اس شخص کو دے کر واپس آنے لگا۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ابھی میں مسجد سے باہر بھی نہ نکلا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا میں نے اپنے بزرگ رفیق کے عجیب وغریب معاملات دیکھے۔ پھر میں مکۂ مکرمہ سے بیتُ المقدس آیا یہاں بھی بہت عجیب بات دیکھی کہ ایک انجان شخص نے میرا نام لے کر پکارا، یہ سارے معاملات بہت حیران کُن ہیں اور میرا یہ حال ہے کہ میں نے نہ تو ان دونوں سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور نہ ہی لوگوں سے ان کے متعلق معلومات کیں کہ یہ کون ہستیاں ہیں۔ مجھے چاہئے کہ جس کی طرف مجھے بھیجا گیا ہے تادمِ آخر اس کے ساتھ رہوں۔ بس اسی خیال کے تحت میں واپس پلٹا اور اس شخص کو ڈھونڈنے لگا لیکن وہ کہیں نظر نہ آیا ہر جگہ تلاش کیا مگر ناکامی ہوئی لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ میں کافی دن بیتُ المقدس ٹھہرا رہا لیکن مجھے کوئی ایسا نہ ملا جو اس شخص کے متعلق میری رہنمائی کرتا۔ بالآخر اس کے دیدار کی حسرت دل ہی میں لئے، مَیں واپس عراق آ گیا۔''

؎ جس کی خاطر دل تھا بے چین ہر جگہ ڈھونڈا مگر کہیں نہ ملا

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر354: جرأت مند حاجی

حضرتِ سیِّدُنا علی بن زید علیہ رحمۃ اللہ الاحد سے منقول ہے، حضرت سیِّدُنا طاءُوس علیہ رحمۃ اللہ القدُّوس نے فرمایا: ''ایک مرتبہ موسمِ حج میں حجّاج بن یوسف مکۂ مکرمہ (زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا) آیا تو مجھے اپنے پاس بلوایا۔ میں گیا تو مجھے اپنے برابر بٹھایا اور ٹیک لگانے کے لئے تکیہ دیا، ہم ابھی بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ کسی طواف کرنے والے کی صدا فضا میں بلند ہوئی:

''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ ترجمہ: میں حاضر ہوں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں حاضر ہوں (ہاں) میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام خوبیاں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور تیرا ہی مُلک ہے، (میرے مولیٰ) تیرا کوئی شریک نہیں۔''

حَجَّاج بن یوسف نے جب یہ آواز سنی تو خادم کو حکم دیا کہ اس حاجی کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ خادم ایک باوقار شخص کو ساتھ لے آیا۔ حَجَّاج نے اس سے پوچھا: ''تو کن لوگوں میں سے ہے؟'' کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں مسلمان ہوں۔'' حَجَّاج نے کہا: ''میں تجھ سے اِسلام کے متعلق نہیں پوچھ رہا۔'' کہا: ''پھر کس کے متعلق پوچھ رہا ہے؟'' کہا: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تیرا تعلق کس ملک سے ہے۔'' کہا: ''میں یمن کا رہنے والا ہوں۔'' حجاج نے کہا: ''میرا بھائی محمد بن یوسف کیسا ہے؟'' کہا: ''بہت اچھے لباس والا، بہت اچھے جسم کا مالک اور خوب گھومنے پھرنے والا سوار ہے۔'' حَجَّاج نے کہا: ''میں ان چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ رہا۔'' کہا: ''تو پھر کس چیز کے متعلق پوچھ رہا ہے؟'' کہا: ''میں تو اس کی سیرت وکردار کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔'' یہ سن کر اس مردِ قلندر، جرأت مند حاجی نے بڑی بے خوفی سے کہا: ''وہ انتہائی ظالم وسرکش ہے، مخلوق کا پیروکار اور '' خَالِقِ لَمْ یَزَل'' کا نافرمان ہے۔'' حَجَّاج نے اپنے بھائی کے خلاف یہ باتیں سنیں تو غصے سے تڑپ کر بولا: ''تجھے اس طرح کا کلام کرنے پر کس چیز نے اُبھارا؟ کیا تو جانتا نہیں کہ وہ میرا بھائی ہے اور اس کا مرتبہ میرے نزدیک کتنا بلند ہے؟'' جرأت مند حاجی نے بڑی دلیری سے کہا: ''تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیرا بھائی تیری نظر میں مقام ومرتبے والا ہے تو کیا اس وجہ سے میں اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا مقرب جان لوں گا؟ ہرگز نہیں، بلکہ عظیم وبلند تو وہی ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مقرب ہے اور میں تیرے ظالم وسرکش بھائی کو مُعَظَّم و مُکَرَّم کیوں سمجھوں؟ حالانکہ میں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کا قصد کر کے آیا ہوں، میں تو اس کے دِین کو سمجھنے والا، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایمان لانے والا اور ان کی تصدیق کرنے والا ہوں۔''

دلیر وجرأت مند حاجی کی باتیں سن کر حَجَّاج بن یوسف خاموش رہا، اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ پھر بلند ہمت، جرأت مند حاجی کھڑا ہوا اور اجازت لئے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ حضرتِ سیِّدُنا طاءُوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں بھی اس مردِ قلندر کے پیچھے ہولیا، میں نے کہا: ''یہ شخص بہت حکیم ودانا ہے۔'' پھر میں نے دیکھا کہ وہ خانۂ کعبہ کا غلاف پکڑے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح التجائیں کر رہا ہے: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے فضل وکرم سے پریشانی اور مصیبت سے نجات عطا فرما، ہر معاملے میں بخیلوں کے شر سے محفوظ رکھ اور حق بات کہنے کی توفیق عطا فرما۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ظالم وجابر حاکم کے سامنے حق بات کہنا عظیم جہاد ہے۔ اس مردِ قلندر نے ایک انتہائی سفّاک وظالم حکمران کے سامنے اس کے بھائی کی حقیقت کا علی الاعلان اظہار کیا۔ حَجَّاج بن یوسف کا رُعب ودبدبہ اس مردِ مجاہد کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہ بن سکا۔ اسے خوف تھا تو بس خدائے بزرگ وبرتر کا اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہے وہ مخلوق سے نہیں ڈرتا بلکہ مخلوق اس سے ڈرتی ہے۔ ہر معاملہ میں اِخلاص شرط ہے، جو مخلص ہے وہ کامیاب وکامران

ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی حق بات کہنے، سننے کی توفیق عطا فرمائے۔حق پر عمل کرنے اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔)

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر355: حضرت زَیْنَب بنت جَحش رضی اللہ عنہا کی سخاوت

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا **عمر فاروقِ اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں **بَحْرَین** سے واپسی پر میں نے عشاء کی نماز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ادا کی، نماز سے فراغت کے بعد میں نے سلام عرض کیا۔آپ نے جواب دے کر پوچھا:''اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)!بحرین سے کیا لے کر آئے ہو؟''میں نے کہا: ''پانچ لاکھ درہم۔''فرمایا:''جانتے ہو،تم کتنی رقم کہہ رہے ہو؟''میں نے کہا:''جی ہاں!ایک سو ہزار، ایک سو ہزار، ایک سو ہزار۔ اس طرح میں نے پانچ مرتبہ گِنا۔''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)!شاید تمہیں نیند آرہی ہے، جاؤ! ابھی گھر جا کر آرام کرلو کل صبح میرے پاس آنا۔''چنانچہ، میں گھر چلا آیا۔صبح جب دربارِ خلافت میں پہنچا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا:''اے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)!بحرین سے کیا لائے ہو؟''میں نے کہا:''پانچ لاکھ درہم۔''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعجب ہو کر پوچھا:''کیا واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو؟''میں نے کہا:''حضور!میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں، میں واقعی پانچ لاکھ درہم لایا ہوں۔''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا:''اے لوگو!بے شک میرے پاس کثیر مال آیا ہے، بتاؤ گِن کر تمہارے درمیان تقسیم کروں یا تول کر۔''

ایک شخص نے کہا:''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ!میں نے عجمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ رجسٹر وغیرہ میں لوگوں کے نام لکھ لیتے ہیں اور پھر اس رجسٹر کو دیکھ کر حق داروں میں غلہ وغیرہ تقسیم کیا جاتا ہے۔''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے لئے پانچ ہزار، انصار صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے لئے چار ہزار اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے لئے بارہ ہزار درہم مقرر کئے۔حضرتِ سیِّدَتُنا بَرْزَہ بنت رَافِع رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جزیہ وغیرہ کا مال آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا زَیْنَب بنت جَحْش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بہت سا مال بھجوایا۔انہوں نے مالِ کثیر دیکھ کر فرمایا:''**اللہ** تبارک وتعالیٰ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مغفرت فرمائے۔میرے علاوہ میرے اور مسلمان بھائی بھی ہیں جو اس مال کے مجھ سے زیادہ محتاج ہوں گے۔''لوگوں نے کہا:''یہ سب کا سب آپ کے لئے ہے (دیگر حق داروں کو اپنا حصہ مل چکا ہے)۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے **سُبْحَانَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ! کہہ کر زمین پر ایک کپڑا بچھاتے ہوئے

کہا: ''سارا مال یہاں ڈال کر اس پر ایک کپڑا ڈال دو۔'' لوگوں نے تمام درہم وہاں ڈال دیئے۔

حضرتِ سیِّدَتُنا بَرْزَہ بنت رَافِع رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے فرمایا: ''اس کپڑے کے نیچے اپنا ہاتھ ڈال کر ایک مُٹھی درہموں کی بھرو اور فلاں یتیم کو دے آؤ، ایک مٹھی فلاں غریب کو دے آؤ، ایک مٹھی فلاں رشتہ دار کو دے آؤ۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حکم فرماتی جاتیں اور میں لوگوں میں تقسیم کرتی جاتی۔ یہاں تک کہ چند درہموں کے علاوہ باقی تمام درہم تقسیم فرما دیئے۔ پھر میں نے عرض کی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی مغفرت فرمائے۔ کیا اس میں ہمارا کچھ حصہ نہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! جو باقی بچا ہے وہ تمہارے لئے ہے۔'' میں نے کپڑا اٹھایا تو اس کے نیچے صرف پچاسی (85) درہم باقی تھے۔'' پھر اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا زَیْنَب بنت جَحْش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا کی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جانب سے مجھے اس کے بعد کوئی ہدیہ نصیب نہ ہو۔'' پھر اسی سال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی کروڑوں رحمتیں ہوں مؤمنین کی ان ماؤں پر جنہوں نے ہر حال میں ربِ کریم کا شکر ادا کیا۔ خود بھوک و پیاس برداشت کر کے امت کے غرباء وفقراء کی پریشانیاں دور فرمائیں۔ انہیں مال و دولت اور دنیوی ساز و سامان سے محبت نہ تھی بلکہ وہ تو خالقِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں سرشار تھیں۔ دنیوی مال و دولت کی آمد انہیں خوش نہ کرتی بلکہ اس کی فراوانی ان کے لئے پریشانی کا باعث بنتی۔ ان کے پاس جو مال آتا اسے فوراً صدقہ کر دیتیں۔ یہ سب ہمارے مکی مدنی آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تربیت وصحبت کا اثر تھا۔ جس طرح آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کسی امتی کی پریشانی نہیں دیکھی جاتی اسی طرح آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے گھر والے بھی اُمتِ مُسْلِمَہ کو پریشانی میں مبتلا دیکھ کر بے قرار ہو جاتے۔ اِنہیں پاکیزہ ہستیوں کے رحم وکرم سے ہم جیسے گناہ گاروں کا گزارہ ہو رہا ہے۔ ہمارے مکی مدنی آقا، مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی ہماری ثروت وعزت ہیں۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ ہمیں ان کے دامنِ کرم سے ہمیشہ ہمیشہ وابستہ رکھے۔)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر356: خچّر کیسے زندہ ہوا......؟

حضرتِ سیِّدُ ناامام شَعْبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ مجاہدینِ اسلام کا لشکر، دشمنانِ اسلام سے جہاد کے لئے نعرۂ تکبیرونعرۂ رسالت بلند کرتا ہوا جانبِ منزل رواں دواں تھا۔ایک جگہ پڑاؤ کیا تو ایک مجاہد کا خچر مر گیا دوسرے مجاہدوں نے اسے اپنی سواریاں پیش کیں اوراپنے ساتھ چلنے کو کہا۔لیکن اس نے انکار کردیا۔جب بے حد اصرار کے باوجود بھی وہ تیار نہ ہوا تو اسے وہیں چھوڑ کر سارا لشکر آگے روانہ ہوگیا۔کچھ دیر بعد اس مجاہد نے وضو کر کے خوب خشوع وخضوع سے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح التجا کی:''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیری خوشنودی کے لئے تیری راہ کا مجاہد بنا ہوں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔تو ہی انہیں قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا۔اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میرے اس خچر کو میرے لئے زندہ کردے۔''

دعا کے بعد اس نے اپنے خچّر کو ٹھوکر ماری تو خچر فوراً کان جھاڑتے ہوئے کھڑا ہوگیا۔مجاہد نے خچر پر زین ڈالی اور سوار ہوگیا۔خچر ہوا سے باتیں کرتا ہوا سرپٹ دوڑنے لگا، چند ہی گھڑیوں میں وہ مجاہد اپنے دوستوں سے جاملا۔انہوں نے اپنے رفیق کو اسی خچر پر دیکھا تو حیران ہوکر ماجرا دریافت کیا۔مجاہد نے سارا واقعہ بتایا اور کہا:''میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے میرے لئے اس خچر کو زندہ فرمادیا۔''(یہ سن کر تمام شرکاءِ قافلہ گویا زبانِ حال سے یوں کہہ رہے تھے:)

؎ دعاءِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی   بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر357: خونخوار رومی

حضرتِ سیِّدُنا عمر ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں:ایک مرتبہ میں تجارت کی غرض سے ملکِ شام کی طرف روانہ ہوا۔ایک شہر میں پہنچ کر آرام کی غرض سے ایک درخت کے سائے تلے لیٹ گیا۔تھکاوٹ بہت زیادہ تھی کچھ دیر میں نیند نے آلیا۔اچانک کسی نے میرے پاؤں کو زور سے ہلایا، میں گھبرا کر کھڑا ہوا تو سامنے ایک عجمی رومی موجود تھا،اس نے مجھ سے کہا:''اے عربی! تجھے تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے۔مجھ سے نیزہ زنی کر یا تلوار زنی کر یا پھر مجھ سے کُشتی لڑ۔جلدی بتا تو کون سی بات پسند کرتا ہے؟''

اس ناگہانی مصیبت سے میں بہت پریشان ہوا اور سمجھ گیا کہ اس کی بات مانے بغیر چھٹکارا نہیں۔ بالآخر میں نے اس سے کہا:

''اے عجمی! تلوار زنی اور نیزہ زنی کے نتیجے میں موت واقع ہو سکتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم کشتی کر لیں۔'' اتنا سنتے ہی وہ میری طرف بڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے مجھے پچھاڑ کر میرے سینے پر سوار ہو گیا اور بڑے سخت لہجے میں کہا: ''بتا! تجھے کس طرح قتل کروں؟'' وہ مجھے ذبح کرنے ہی والا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا اور بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوا:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں گواہی دیتا ہوں کہ (تیرے سوا) عرش سے لے کر زمین کے نچلے حصے تک سب معبود باطل ہیں، صرف تو اکیلا ہی اسی لائق ہے کہ تیری عبادت کی جائے۔ بے شک تو جانتا ہے کہ اس وقت میں کس مصیبت میں گرفتار ہوں۔ میرے کریم عَزَّوَجَلَّ! مجھ سے اس مصیبت کو دور فرما۔'' بس یہ دعا کرنی تھی کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ وہ خونخوار رومی میرے قریب مردہ حالت میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے اس مصیبت سے چھٹکارے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور جانب منزل روانہ ہو گیا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 358: دُعا کی تاثیر

جب صَفْوَان بن مُحْرِز کے بھتیجے کو زمانے کے ظالم و جابر حاکم ابنِ زیاد نے قید کر لیا تو آپ بہت پریشان ہوئے اور اپنے بھتیجے کی رہائی کے لئے بصرہ کے امراء اور بااثر لوگوں سے سفارش کروائی لیکن کامیابی نہ ہوسکی۔ ابنِ زیاد نے سب کی سفارشوں کو رد کر دیا۔ صَفْوَان بن مُحْرِز نے بڑی تکلیف دِہ حالت میں رات گزاری۔ رات کے پچھلے پہر انہیں اچانک اونگھ آگئی تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: ''اے صَفْوَان بن مُحْرِز! اٹھ اور اپنی حاجت طلب کر۔''

یہ خواب دیکھ کر ان کی آنکھ کھل گئی۔ ایک انجانے سے خوف نے ان کے جسم پر لرزہ طاری کر دیا تھا۔ انہوں نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر رو رو کر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں دعا کرنے لگے۔ یہ اپنے گھر میں مصروف دعا تھے اور وہاں ابنِ زیاد بے چینی اور کرب میں مبتلا تھا۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ''مجھے صَفْوَان بن مُحْرِز کے بھتیجے کے پاس لے چلو۔'' سپاہی فوراً مشعلیں لے کر ابن زیاد کے پاس آئے، ظالم حکمران اپنے سپاہیوں کے ساتھ جیل کی جانب چل دیا، وہاں پہنچ کر اس نے جیل کے دروازے کھلوائے اور بلند آواز سے کہا: ''صَفْوَان بن مُحْرِز کے بھتیجے کو فوراً رہا کر دو، اس کی وجہ سے میں نے ساری رات بے چینی کے عالم میں گزاری ہے۔'' حاکم کی آواز سن کر سپاہیوں نے فوراً صَفْوَان بن مُحْرِز کے بھتیجے کو جیل سے نکالا اور ابنِ زیاد کے سامنے لا کھڑا کیا۔ ابنِ زیاد نے بڑی نرمی سے گفتگو کی اور کہا: ''جاؤ! خوشی خوشی اپنے گھر چلے جاؤ، تم پر کسی قسم کا کوئی جرمانہ وغیرہ نہیں۔'' اتنا کہہ کر ابنِ زیاد نے اسے رہا کر دیا۔

وہ سیدھا اپنے چچا صَفْوان بن مُحْرِز کے پاس پہنچا اور دروازے پر دستک دی، اندر سے آواز آئی: ''کون؟'' کہا: ''آپ کا بھتیجا۔'' اپنے بھتیجے کی اس طرح اچانک آمد پر آپ بہت حیران ہوئے اور دروازہ کھول کر اندر لے گئے۔ پھر حقیقتِ حال دریافت کی تو اس نے رات والا سارا واقعہ سنا دیا۔ صَفْوان بن مُحْرِز نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا اور اپنے بھتیجے سے گفتگو کرنے لگے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر359:

بخل کا بھیانک انجام

مُنِیفَه بنتِ رومی کا بیان ہے، مَیں مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں مقیم تھی۔ ایک دن میں نے ایک بارونق مقام پر لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ قریب جانے پر معلوم ہوا کہ ایک عورت کا سیدھا ہاتھ مفلوج ہو چکا ہے اور لوگ اس سے مختلف قسم کے سوالات پوچھ رہے ہیں۔ جب اس عورت سے پوچھا: ''تمہارا ہاتھ کیسے مفلوج ہوا؟'' تو اس عورت نے اپنی داستانِ عبرت نشان کچھ اس طرح سنائی: ''آج سے کچھ عرصہ قبل میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی۔ میرے والد بہت نیک وپارسا تھے۔ کثرت سے صدقہ وخیرات کرتے اور غرباء کی حتی الوسع امداد کیا کرتے۔ جبکہ میری والدہ انتہائی کنجوس تھی۔ پوری زندگی میں صرف ایک پرانا سا کپڑا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں دیا اور ایک مرتبہ جب میرے والد نے گائے ذبح کی تو اس کی کچھ چربی کسی غریب کو دی اس کے علاوہ کبھی بھی کوئی چیز راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ نہ کی۔

اپنے والدین کے انتقال کے کچھ دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا والد ایک حوض (یعنی تالاب) کے کنارے کھڑا ہے اور لوگوں کو پیالے بھر بھر کر پانی پلا رہا ہے۔ میں وہاں کھڑی سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ اچانک میری نظر اپنی والدہ پر پڑی جو زمین پر پڑی ہوئی تھی اس کے ہاتھوں میں وہی چربی تھی جو اس نے صدقہ کی تھی اور اسی پرانے کپڑے سے اس کا ستر ڈھانپا ہوا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا۔ وہ شدتِ پیاس سے ''ہائے پیاس! ہائے پیاس!'' کی صدائیں بلند کر رہی تھی۔ یہ دردناک منظر دیکھ کر میں تڑپ اٹھی۔ میں نے کہا: ''ہائے! یہ تو میری والدہ ہے اور جو دیگر لوگوں کو پانی پلا رہا ہے وہ میرا والد ہے۔ میں حوض سے ایک پیالہ بھر کر اپنی والدہ کو پلاؤں گی۔ پھر جیسے ہی پیالہ بھر کر اپنی والدہ کے پاس آئی تو آسمان سے منادی کی یہ ندا سنائی دی: ''خبردار! جو اس کنجوس عورت کو پانی پلائے گا اس کا ہاتھ مفلوج ہو جائے گا۔'' پھر میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت سے میرا ہاتھ ایسا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ الامان والحفیظ۔

؎ دولتِ دُنیا کے پیچھے تو نہ جا　　آخرت میں مال کا ہے کام کیا
مالِ دُنیا دو جہاں میں ہے وبال　　کام آئے گا نہ پیشِ ذوالجلال

(یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں مال کے وبال سے محفوظ رکھ اور اپنی رضا کی خاطر نیک امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرما۔ حلال مال کمانے اور خوب صدقہ وخیرات کرنے کی سعادت عطا فرما۔ مدنی آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رُخِ روشن کے صدقے قبر وحشر کی سختیاں آسان فرما اور ہمیں جنت الفردوس میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پڑوس عطا فرما۔ بروزِ محشر ساقئ کوثر، تمام نبیوں کے سرور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک ہاتھوں سے جامِ کوثر پینے کی سعادت عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

آدمی خرگوش کیسے بنا......؟

حکایت نمبر360:

حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ''ایک شخص حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں رہ کر علمِ دین سیکھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے اپنے علاقے میں واپس جانے کی اجازت چاہی اور کہا: ''میں جلد ہی دوبارہ حاضر ہو جاؤں گا۔'' آپ علیہ السلام نے اسے اجازت عطا فرما دی۔

وہ چلا گیا اور اپنے علاقے میں لوگوں سے کہتا پھرتا: ''حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا، آپ علیہ السلام نے مجھے یہ بات بتائی۔'' اس طرح کی باتیں کر کے وہ لوگوں سے مال جمع کرتا۔ لوگ حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا مقرب سمجھ کر اس کی تعظیم کرتے اور اسے مال ودولت دیتے۔ وہ بڑا خوش ہوتا اور جگہ جگہ جا کر کہتا، ''میں نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔'' الغرض! اس طرح اس نے بہت سا مال جمع کر لیا۔ کافی دن گزر جانے کے باوجود جب وہ حاضرِ خدمت نہ ہوا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا لیکن کسی کو اس کی خبر نہ تھی کہ اب وہ کہاں ہے؟ ایک دن آپ علیہ السلام ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی گزرا جس نے رسّی سے بندھا ہوا خرگوش اپنی گردن میں لٹکا رکھا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! تو کہاں سے آرہا ہے؟'' عرض کی: ''فلاں گاؤں سے۔'' فرمایا: ''کیا تو فلاں شخص کو جانتا ہے جس نے مجھ سے علمِ دین سیکھا؟''

دیہاتی نے اپنی گردن میں لٹکے ہوئے خرگوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق آپ علیہ السلام پوچھ رہے ہیں۔ اللہ ربُّ العزَّت نے اسے خرگوش بنا دیا ہے۔'' یہ سن کر آپ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اسے اس کی اصلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں اس سے پوچھوں کہ کس جرم کی وجہ سے اسے جانور بنا دیا گیا؟'' بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے وحی نازل ہوئی: ''اے موسیٰ (علیہ السلام)! جو سوال تم نے کیا ہے، اگر یہی سوال

مقرَّب رسولوں میں سے کوئی اور بھی کرے تب بھی میں اسے اس کی اصلی حالت پر نہیں لوٹاؤں گا۔ اسے میں نے جانور اس لئے بنایا ہے کہ ''یہ دین کے ذریعے دنیا کی حقیر دولت طلب کیا کرتا تھا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ)

(**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنی ناراضگی سے محفوظ رکھ، ہمارے گناہوں سے درگزر فرما۔ سچی توبہ اور اس پر استقامت کی توفیق عطا فرما۔ صرف اپنی ہی رضا کی خاطر علمِ دین سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کی توفیق عطا فرما۔ ریاکاری، حبِ مال، طلب جاہ، اور دیگر بڑے بڑے گناہوں سے ہمیں محفوظ فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 361: جب بلایا آقا صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے خود ہی انتظام ہو گئے

حضرتِ سیِّدُنا قاسم بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: ''آؤ! ابو ہمّام نامی شخص کے پاس چلیں جو حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔'' ہم دونوں اس کے پاس پہنچے تو میں نے حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کہا: ''مجھے فلاں پرہیزگار شخص کہ جس کی سچائی لوگوں میں مشہور ہے، نے کچھ اس طرح بتایا: ''میں مسلسل تین سال سے حج کی دعا کر رہا تھا لیکن میری یہ حسرت دل ہی میں رہی۔''

کررہے ہیں جانے والے، حج کی اب تیّاریاں ۔۔۔ رہ نہ جاؤں میں کہیں، کردو کرم پھر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم!

مجھ پہ کیا گزرے گی آقا! اس برس گر رہ گیا ۔۔۔ میرا حال دل تو ہے، سب تم پہ ظاہر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم!

چوتھے سال حج کا موسم قریب تھا۔ میرے دل میں زیارتِ حرمینِ شریفین کی خواہش مچل رہی تھی۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہوا میری دعا کی قبولیت کچھ اس انداز میں ہوئی کہ ایک رات جب میں سویا تو میری دل کی آنکھیں کھل گئیں، سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی، مجھے رحمتِ عالم، نورِ مجسّم، رسولِ محتشم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم اس سال حج کے لئے چلے جانا۔''

میری آنکھ کھُلی تو دل خوشی سے جھوم رہا تھا۔ بارگاہِ نبوت سے حج کی اجازت مل چکی تھی۔ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی میٹھی میٹھی آواز اب تک کانوں میں رَس گھول رہی تھی، میں بہت شاداں وفرحاں تھا۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ میرے پاس زادِ راہ تو ہے نہیں، میں تو بالکل بے سروسامان ہوں۔ بس اس خیال کے آتے ہی میں غمگین ہو گیا۔ دوسری رات پھر خواب میں حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار ہوا لیکن میں اپنی بے سروسامانی کا ذکر نہ کرسکا۔ اسی طرح تیسری رات

بھی بارگاہِ نبوت سے حکم ہوا کہ ''**تم اس سال حج کو چلے جانا**۔''میں نے سوچا اگر دوبارہ خواب میں میرے آقا و مولیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو میں اپنی بے سروسامانی کے متعلق عرض کروں گا۔ بقولِ شاعر:

؎ پاس مال و زر نہیں، اُڑنے کو بھی پَر نہیں　　کر دو کوئی انتظام، تم پر کروڑوں سلام

چوتھی رات پھر مدینے کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بر، محبوبِ ربِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے گھر میں جلوہ گری فرمائی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھ سے یہی ارشاد فرما رہے تھے: ''**تم اس سال حج کو چلے جانا**۔''میں نے دست بستہ عرض کی: ''میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرے پاس تو زادِراہ بھی نہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں! تم اپنے مکان کی فلاں جگہ کھودو وہاں تمہارے دادا کی زِرہ موجود ہوگی۔'' اتنا فرما کر نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لے گئے۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت خوش تھا۔ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بتائی ہوئی جگہ کھودی تو وہاں واقعی ایک قیمتی زِرہ موجود تھی۔ وہ ایسی نئی تھی گویا اسے کسی نے استعمال ہی نہ کیا ہو۔ میں نے اسے چار ہزار دینار میں بیچا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نظرِ عنایت سے اسبابِ حج کا خود ہی انتظام ہوگیا: ؎ **جب بلایا آقا ﷺ نے..................خود ہی انتظام ہوگئے**

میں زادِراہ خرید کر حجاج کے قافلے میں شامل ہوگیا۔ اب ہمارا قافلہ سوئے حرم رواں دواں تھا۔ حرم شریف پہنچ کر مناسکِ حج ادا کئے۔ اب واپسی کا ارادہ تھا میں وہاں کے مناظر پر الوداعی نظر ڈال رہا تھا۔ جدائی کا وقت قریب آتا جا رہا تھا۔ میں نوافل ادا کرنے ''اَبْطَحْ'' کی جانب گیا۔ وہاں کچھ دیر آرام کے لئے بیٹھا تو اونگھ آ گئی، سر کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور دل کی آنکھیں کھل رہی تھیں۔ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنا نورانی چہرہ چمکاتے مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے خوش بخت! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیری سعی کو قبول فرمالیا ہے۔ تو عمر بن عبدالعزیز کے پاس جا اور اسے کہنا: ''ہمارے ہاں تمہارے تین نام ہیں: عمر بن عبدالعزیز، امیرالمؤمنین، **اَبُو الْیَتَامٰی** (یعنی یتیموں کا والی)، اے عمر بن عبد العزیز! قوم کے سرداروں اور ٹیکس وصول کرنے والوں پر اپنا ہاتھ سخت رکھنا۔'' اتنا فرما کر **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم واپس تشریف لے گئے۔ میں بیدار ہوا اور اپنے رفقاء کے پاس پہنچ کر کہا: ''جاؤ! **اللہ** تبارک وتعالیٰ کی برکت کے ساتھ اپنے وطن لوٹ جاؤ! میں کسی وجہ سے تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔''

پھر میں ''شام'' جانے والے قافلے میں شامل ہوگیا۔ دمشق پہنچ کر امیرالمؤمنین کا گھر معلوم کیا اور زوال سے کچھ دیر قبل وہاں پہنچ گیا۔ باہری دروازے کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا: ''امیرالمؤمنین سے میرے لئے حاضری کی اجازت طلب کرو۔'' وہ بولا: ''امیرالمؤمنین کے پاس جانے سے تمہیں کوئی نہیں روکے گا، لیکن ابھی وہ لوگوں کے مسائل حل فرما

رہے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ تم کچھ دیر انتظار کر لو جیسے ہی وہ فارغ ہوں گے میں تمہیں بتا دوں گا اور اگر ابھی حاضر ہونا چاہو تو تمہاری مرضی۔'' میں انتظار کرنے لگا، کچھ دیر بعد بتایا گیا: ''امیر المؤمنین لوگوں کے مسائل سے فارغ ہو چکے ہیں۔'' چنانچہ، میں نے حاضرِ خدمت ہو کر سلام پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' میں نے عرض کی: ''میں رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا قاصد ہوں اور آپ کی طرف پیغام لے کر آیا ہوں۔'' یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے میری طرف دیکھا اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پانی پی رہے تھے۔ فوراً پیالہ ایک طرف رکھا، مجھے سلامتی کی دعا دی پھر اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا: ''تم کہاں سے آئے ہو؟'' میں نے کہا: ''بصرہ کا رہنے والا ہوں۔'' پوچھا: ''کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔'' میں نے کہا: ''فلاں قبیلے سے۔'' فرمایا: ''وہاں اس سال گندم کیسی ہوئی ہے؟ تمہارے جَو کی فصلیں کیسی ہوئی ہیں؟ وہاں کے انگور کیسے ہیں؟ وہاں کی کھجوریں کیسی ہیں؟ گھی کیسا ہے؟ وہاں کے ہتھیار اور بیج کی کیا حالت ہے؟'' الغرض! آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے خرید و فروخت سے متعلقہ تمام چیزوں کے بارے میں سوال کیا۔ جب ان تمام چیزوں کے متعلق پوچھ چکے تو پہلی بات کی طرف آئے اور کہا: ''تیرا بھلا ہو تُو تو بہت عظیم معاملہ لے کر آیا ہے۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! مجھے خواب میں جو پیغام ملا میں وہی لے کر حاضر ہوا ہوں۔'' پھر میں نے حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت سے یہاں پہنچنے تک تمام واقعات آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو کہہ سنائے، مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے انہیں مجھ پر اعتماد ہو گیا ہے اور ان کے نزدیک میری تمام باتیں ثابت ہو چکی ہیں۔'' فرمایا: ''تم ہمارے پاس ٹھہرو، ہم تمہاری خیر خواہی کریں گے۔'' میں نے کہا: ''حضور! میں پیغام لے کر حاضر ہوا تھا، اب میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا ہوں، مجھے اجازت عطا فرمایئے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مجھے وہیں چھوڑ کر اندر تشریف لے گئے۔ واپسی پر چالیس دیناروں سے بھری ایک تھیلی میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا: ''اس وقت میرے پاس ان دیناروں کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں تم بطورِ تحفہ یہ قبول کر لو۔''

میں نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں کبھی بھی حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا پیغام پہنچانے کے عوض کوئی چیز نہیں لوں گا۔ بے حد اصرار کے باوجود میں نے ان دیناروں کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ میں نے واپسی کی اجازت چاہی اور جب میں الوداع کہہ کر اٹھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مجھے سینے سے لگا لیا اور دروازے تک چھوڑنے آئے اور اَشک بار آنکھوں سے مجھے رخصت کیا۔ میں اس ولی کامل سے ملاقات کے بعد اپنے شہر کی جانب آ رہا تھا اور دل میں ان کی محبت و تعظیم مزید بڑھ گئی تھی۔ بصرہ پہنچنے کے کچھ ہی دن بعد مجھے یہ جان لیوا خبر ملی: ''ولیٔ کامل، امیر المؤمنین حضرت سیِّدنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر ہزاروں آنکھوں کو سوگوار چھوڑ کر اس دنیا سے پردہ فرما گئے اور دارِ عقبیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔'' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ آپ کی جدائی پر ہر آنکھ اشک بار تھی اور ہر زبان گویا یوں کہہ رہی تھی:

؎ عرش پر دھومیں مچیں، وہ مومنِ صالح ملا　　فرش سے ماتم اٹھے، وہ طیب و طاہر گیا

پھر میں مجاہدین کے ہمراہ جہاد کے لئے روم چلا گیا۔ وہاں مجھے وہی شخص ملا جو حضرت سیّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور جس کے ذریعے میں نے اجازت طلب کی تھی۔ میں اسے پہچان نہ سکا لیکن اس نے مجھے پہچان لیا میرے قریب آکر سلام کیا اور کہا: ''اے بندۂ خدا! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کا خواب سچا کر دیا ہے۔ امیر المؤمنین کے بیٹے عبدالمَلِک بیمار ہو گئے تھے۔ میں رات کے وقت ان کی خدمت پر مامور تھا۔ جب میں ان کے پاس ہوتا تو امیر المؤمنین چلتے جاتے اور نماز پڑھتے رہتے۔ جب وہ اپنے بیٹے کے پاس آجاتے تو میں جا کر سو جاتا۔ میرے جاتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دروازہ بند کر لیتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ایک رات میں نے اچانک امیر المؤمنین کے رونے کی آواز سنی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے درد بھرے انداز میں بلند آواز سے رو رہے تھے۔ میں گھبرا کر دروازے کی طرف لپکا دروازہ اندر سے بند تھا۔ میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! کیا عبدالمَلِک کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلسل روتے رہے اور میری بات کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ افاقہ ہوا تو دروازہ کھول کر فرمایا: ''اے بندۂ خدا! جان لے! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس بصری کا خواب سچا کر دکھایا۔ ابھی ابھی مجھے خواب میں حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے وہی ارشاد فرمایا جو اس بصری نے پیغام دیا تھا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 362: سب سے خوبصورت حور

حضرتِ سیّدُنا ثابت بُنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی فرماتے ہیں کہ: ''ایک دن میں حضرت سیّدُنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ اتنے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے جو ابوبکر کے نام سے مشہور تھے جہاد سے واپس آئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جہاد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جہاد میں پیش آنے والے بہت سے واقعات بتائے اور کہا: ''ابا جان! کیا میں آپ کو اپنے ایک مجاہد ساتھی کی عجیب وغریب و ایمان افروز حالت کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' حضرتِ سیّدُنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ضرور بتاؤ۔'' کہا: ''ہمارے لشکر میں ایک خوبرو نوجوان بھی تھا۔ جب ہم دشمن کے بالکل سامنے پہنچ گئے تو حملے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں اس نوجوان کے یہ الفاظ فضاء میں گونجے: ''واہ! میری زوجہ ''عَیْنَاء'' کیسی

خوبصورت ہے، واہ میری زوجہ ''عَیْنَاء'' کیسی خوبصورت ہے'' ۔ یہ آواز سن کر ہم فوراً اس کی طرف دوڑے، ہم سمجھے کہ شاید اسے کوئی عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ ہم نے پوچھا: ''اے نوجوان! کیا ہوا؟'' کہا: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے شہسوارو! سنو! میں ہمیشہ اپنے آپ سے یہ کہتا تھا کہ میں ہرگز شادی نہ کروں گا یہاں تک کہ میں کسی غزوہ میں شہید ہو جاؤں گا اور **اللّٰہ** ربُّ العزَّت جنت کی سب سے خوبصورت حور سے میری شادی کر دے گا۔ میں ہر مرتبہ شہادت کی آرزو لئے جہاد میں شریک ہوتا، کئی جہادوں میں شرکت کے باوجود مجھے شہادت کی دولت نہ مل سکی۔ اب اس لشکر کے ساتھ جہاد میں آ گیا۔ راستے میں میرے نفس نے مجھے اس ارادے پر ابھارا، ''اگر اس مرتبہ بھی مجھے شہادت نہ ملی تو واپسی پر میں شادی کر لوں گا۔''

ابھی کچھ دیر قبل مجھے اونگھ آئی میرے خواب میں کوئی آنے والا آیا اور کہا: ''تم ہی ہو جو یہ کہہ رہے ہو کہ اگر اس مرتبہ میں شہید نہ ہوا تو واپسی پر شادی کر لوں گا؟'' سنو! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ''**حورِ عینا ء**'' کے ساتھ تمہاری شادی کر دی ہے۔ اٹھو! میرے ساتھ چلو۔'' وہ مجھے لے کر ایک انتہائی سرسبز و شاداب وسیع باغ میں پہنچا، وہاں کا منظر بڑا ہی دلرُبا تھا اس میں دس (١٠) ایسی حسین و جمیل لڑکیاں موجود تھیں کہ اس سے قبل میری آنکھوں نے ایسا حسن نہ دیکھا تھا۔ میں نے کہا: ''شاید ان میں سے کوئی ایک ''**حورِ عَیْنَاء**'' ہو گی۔'' یہ سن کر ان دوشیزاؤں نے کہا: ''ہم تو اس کی کنیزیں ہیں ''**حورِ عَیْنَاء**'' تمہارے سامنے کی جانب ہے۔''

میں آگے بڑھا تو ایک بہت ہی خوبصورت اور سرسبز باغ نظر آیا یہ پہلے باغ کی نسبت زیادہ خوبصورت و وسیع تھا۔ اس میں بیس (20) حسین و جمیل دوشیزائیں تھیں ان کے حسن و جمال کے سامنے پہلی دس لڑکیوں کے حسن کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ میں نے کہا: ''ان میں سے کوئی ایک ''**حورِ عَیْنَاء**'' ہے۔'' جواب ملا: ''آگے چلے جاؤ ''**حورِ عَیْنَاء**'' تمہارے سامنے ہے۔ ہم تو اس کی کنیزیں ہیں۔'' میں آگے بڑھا تو سامنے ایک ایسا وسیع و عریض اور خوبصورت باغ تھا جو پہلے دو باغوں کی نسبت بہت زیادہ پُر بہار تھا۔ اس میں چالیس (40) ایسی خوبصورت لڑکیاں تھیں کہ ان کے سامنے پہلی دوشیزاؤں کی خوبصورتی کچھ بھی نہ تھی۔ میں نے کہا: ''ان میں کوئی ایک ضرور ''**حورِ عَیْنَاء**'' ہو گی۔''

یہ سن کر انہوں نے اپنی پُر ترنُّم آواز میں کہا: ''ہم تو اس کی کنیزیں ہیں ''**حورِ عَیْنَاء**'' تمہارے سامنے ہے، آگے چلے جاؤ۔'' میں آگے بڑھا تو اپنے آپ کو یاقوت کے بنے ہوئے ایک خوبصورت کمرے میں پایا جس میں ایک تخت پر سابقہ تمام لڑکیوں سے زیادہ حسین و جمیل نوجوان لڑکی موجود تھی اس کا حسن آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ وہ بڑی شان و شوکت سے تخت پر بیٹھی میری جانب دیکھ رہی تھی۔ میں نے بے تاب ہو کر پوچھا: ''کیا تم ہی ''**حورِ عَیْنَاء**'' ہو؟'' اس نے اپنی مسحور کُن آواز میں کہا: ''خوش آمدید! میں ہی ''**حورِ عَیْنَاء**'' ہوں۔'' یہ سن کر میں نے اسے چھونے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اس کی مترنم آواز گونجی: ''ٹھہر جایئے! ابھی آپ کے اندر روح موجود ہے۔ کچھ دیر انتظار کیجئے! اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آج آپ افطاری ہمارے ساتھ کریں گے۔'' میں ابھی اس ہوشرُبا منظر میں

ہی گم تھا کہ میری آنکھ کھل گی۔ بس اب میں بہت جلد وہاں پہنچنے والا ہوں۔

نوجوان نے اپنی بات ختم ہی کی تھی کہ منادی نے پکار کر کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے شہسوارو! دشمن پر حملہ کرنے کا وقت آ گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر اسلام کے دشمنوں پر ٹوٹ پڑو!'' یہ سن کر ہم دشمن کے مقابلے میں صفیں بنا کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے ہوگئے۔ وہ نوجوان بڑی بے جگری سے دشمنوں سے نبرد آزما تھا۔ مجھے اس کی بات یاد تھی، میں کبھی سورج کی طرف دیکھتا کبھی اس کی طرف۔ جیسے ہی سورج غروب ہوا اس کی گردن تن سے جدا کر دی گئی۔ وہ راہِ خدا میں اپنا سر قربان کرا چکا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ سورج پہلے غروب ہوا یا وہ نوجوان پہلے شہید ہوا۔ یقیناً اس نے افطاری ''حورِ عِیْنَاء'' کے ساتھ کی ہوگی۔

حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اپنے بیٹے کی زبانی اس نوجوان کی ایمان افروز کہانی سنی تو بے ساختہ دعا گو ہوئے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس مجاہد پر رحمت ہو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 363: حضرت عبداللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری

حضرتِ سیِّدُنا حَکَم بن عبدالسَّلام بن نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے: (جنگِ موتہ) میں جب حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے تو لوگوں نے باآواز بلند حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت لشکر کی ایک طرف موجود تھے۔ تین دن سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ بھی نہ کھایا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی جسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھوک کی وجہ سے چوس رہے تھے۔ جب حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو بے تاب ہو کر ہڈی پھینک دی اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے: ''اے عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ابھی تک تیرے پاس دنیاوی شئے موجود ہے۔'' پھر بڑی بے جگری سے دشمن پر ٹوٹ پڑے تلوار کے وار سے آپ کی انگلی کٹ گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

تو نے صرف یہ انگلی کٹوائی ہے اور راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں۔ اے نفس! شہید ہو جا ورنہ موت کا فیصلہ تجھے قتل کر ڈالے گا اور تجھے ضرور موت دی جائے گی۔ تو نے جس چیز کی تمنا کی تجھے وہ چیز دی گئی۔ اب اگر تو بھی ان دونوں (زید بن حارِث اور جَعْفَر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرح شہید ہو گیا تو کامیاب ہے اور اگر تو نے تاخیر کی تو تحقیق بدبختی تیرا مقدر ہوگی۔''

پھر اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: ''اے نفس! تجھے کس چیز کی تمنا ہے؟ کیا فلاں کی؟ تو سن! اسے تین طلاق۔'' کیا تجھے فلاں فلاں لونڈی وغلام اور فلاں باغ سے محبت ہے؟ تو سن! اپنی یہ سب چیزیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے لئے چھوڑ دے۔ اے نفس! تجھے کیا ہو گیا کہ تو جنت کو ناپسند کر رہا ہے؟ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھاتا ہوں کہ تجھے اس میں ضرور جانا پڑے گا، اب تیری مرضی چاہے خوش ہو کر جا یا مجبور ہو کر، جا! خوش ہو کر جا! بے شک تو وہاں مطمئن رہے گا، تو نہیں ہے مگر پانی کا قطرہ۔ بے شک لوگ جمع ہو گئے اور ان کی چیخ وپکار شدید ہو گئی۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ بالآخر لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم}

حکایت نمبر 364: ایک مجاہد کی دُعائے شہادت

حضرتِ سیِّدُنا حُمَیْد بن ہِلَال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیوم بہت ہی باحیا اور صالح نوجوان تھے۔ چلتے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہیں ہمیشہ اس طرح جھکی رہتیں کہ پاس سے گزرنے والوں کی بھی خبر نہ ہوتی۔ اس وقت گھروں کی دیواریں اتنی بلند نہ ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھروں کے قریب سے گزر رہے تھے کہ کسی عورت نے دوسری عورتوں سے کہا: ''جلدی سے گھروں کے اندر چلی جاؤ، ایک نوجوان آرہا ہے۔'' یہ سن کر دوسری عورتوں نے کہا: ''ارے! یہ تو حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیوم ہیں، ان کی نظریں تو زمین سے اٹھتی ہی نہیں پھر یہ کسی غیر عورت پر نظر کیونکر ڈالیں گے۔''

ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیوم مجاہدینِ اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہوئے، چلتے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح دعا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرا نفس گمان کرتا ہے کہ اسے تیری ملاقات بہت عزیز ہے۔ اگر یہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اس کی اس خواہش کو پورا فرما دے۔ اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے اپنے دعویٰ میں سچا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ اگرچہ یہ اس بات کو ناپسند کرے۔ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اسے اپنی راہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! شہادت کے بعد میرے گوشت کو پرندوں اور درندوں کی خوراک بنا دے۔''

یہ دعا کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لشکر کے ساتھ دشمن کی جانب روانہ ہو گئے لشکر ایک ایسے باغ کے قریب جا کر رکا

جس کے چاروں طرف دیوارتھی اور دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ تھا۔ سارا لشکر اس سوراخ کے ذریعے اندر داخل ہوگیا۔ اتنے میں دشمنوں کا لشکر بھی اس سوراخ کے قریب آکر کھڑا ہوگیا۔ حضرتِ سیِّدُ نا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم اپنے گھوڑے سے اس حالت میں اترے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ گرد آلود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوڑتے ہوئے باغ میں موجود ایک تالاب کے پاس آئے، وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ ہوئی، مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس لشکر میں حضرتِ سیِّدُ نا اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم کے بھائی بھی موجود تھے۔ جب لشکرِ اسلام واپسی کے لئے کوچ کرنے لگا تو کچھ افراد نے دیوار پر چڑھ کر پکارا: ''اے اَسْوَد بن کُلْثُوم علیہ رحمۃ اللہ القیّوم کے بھائیو! یہاں آکر دیکھو! تمہارے بھائی کے گوشت اور ہڈیوں کے ساتھ کیا سلوک ہورہا ہے۔'' یہ سن کر ان کے بھائی غمگین ہوگئے اور مغموم لہجے میں کہا: ''ہمارے بھائی نے جو دعا کی تھی وہ قبول ہوگئی، ہم میں ایسی دعا کرنے کی ہمت نہیں۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

خوشیوں کا گھر

حکایت نمبر365:

اپنے زمانے کے بہت ہی متقی وصالح بزرگ حضرتِ سیِّدُ نا سَالِم بن زُرْعَہ بن حَمَّاد ابو مرضی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ''ہم جس علاقے میں رہتے تھے وہاں کا پانی تقریباً ساٹھ سال سے نمکین تھا۔ وہاں سے گزرنے والی نہر کا پانی بھی انتہائی کڑوا تھا۔ نہر کے قریب ہی ایک عبادت گزار نوجوان رہتا تھا۔ اس کے گھر میں نہ تو کوئی پانی کی ٹینکی وغیرہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسا بڑا برتن جس میں پانی رکھا جاسکے۔ ایک مرتبہ سخت گرمی کے دن رمضان کے مہینے میں افطار کے وقت میں نے اس نوجوان کو نہر کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا۔ میں بھی اس نوجوان کے ساتھ ہولیا۔ اس نے نماز کے لئے وضو کیا پھر اس طرح التجا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کیا تو میرے اعمال سے خوش ہے کہ میں تجھ سے سوال کروں؟ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! گرم اور کھولتا ہوا پانی اس کے لئے ہوگا جس نے تیری نافرمانی کی ہوگی۔ اگر مجھے تیرے غضب کا خوف نہ ہوتا تو میں کبھی بھی افطار نہ کرتا، بے شک پیاس کی شدت نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے۔''

یہ دعا کرنے کے بعد اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر نہر سے خوب سیر ہوکر پانی پیا۔ میں حیران تھا کہ یہ اس کڑوے پانی پر کس طرح صبر کررہا ہے؟ جب وہ وہاں سے چلا گیا تو میں نے بھی اسی جگہ سے پانی پیا، میری حیرت کی انتہاء نہ رہی کیونکہ

وہاں کا پانی انتہائی لذیذ اور شکر کی طرح میٹھا تھا۔ میں نے خوب پیا یہاں تک کہ سیر ہو گیا۔

حضرتِ سیِّدُ نا ابومرضی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس نوجوان نے مجھ سے کہا: ''آج رات میں نے ایک خواب دیکھا، کوئی کہہ رہا تھا: ''ہم تیرے گھر کی تعمیر سے فارغ ہو چکے ہیں وہ گھر ایسا خوبصورت ہے کہ اسے دیکھ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، اب ہم نے اس کی آرائش کا حکم دے دیا ہے، ایک ہفتے بعد مکمل تیار ہو جائے گا، اس کا نام ''سرور'' ہے، تجھے اچھائی وبھلائی کی خوشخبری ہو۔'' پھر میری آنکھ کھل گئی۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ابومرضی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اس نوجوان کا یہ خواب سن کر میں واپس آ گیا۔ ساتویں دن جمعہ تھا، نوجوان نمازِ فجر کے لئے وضو کرنے نہر پر گیا۔ اس کا پاؤں پھسلا تو نہر میں ڈوب گیا۔ ہم نے اسے نکالا تو اس کی روح قفسِ عُنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ فجر کی نماز کے بعد ہم نے اسے دفنا دیا۔ تین دن بعد میں نے اسے خواب میں ایک پل کی جانب آتے ہوئے دیکھا۔ اس نے بہترین سبز لباس زیبِ تن کر رکھا تھا۔ اور بلند آواز سے ''اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر'' کہہ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ''اے ابومرضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ''دَارُالسُّرُوْر'' میں میری مہمان نوازی فرمائی اور مجھے وہ بہترین گھر عطا فرما دیا ہے۔ تم جانتے ہو اس میں میرے لئے کیا کیا نعمتیں تیار کی گئی ہیں؟'' میں نے کہا: ''وہاں کی نعمتوں کی صفات بیان کرو۔''

کہا: ''تمہارا بھلا ہو! تعریف کرنے والوں کی زبانیں اس سے عاجز ہیں کہ وہاں کی نعمتوں کی صفات بیان کریں۔ اگر تجھے وہاں کی نعمتیں چاہئیں تو تُو بھی میری طرح عبادت وریاضت کر۔ اے کاش! میرے گھر والے جانتے کہ ان کے لئے میرے ساتھ کیا کیا نعمتیں تیار کی گئی ہیں؟ یہاں پر ایسے خوبصورت ومُزَیَّن گھر ہیں کہ ان کے دل جن چیزوں کی خواہش کریں گے وہ تمام اشیاء وہاں موجود ہوں گی اور اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم بھی ان کے ساتھ ہو گے۔'' پھر میری آنکھ کھل گئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 366: نفس پرستی کا عبرتناک انجام

حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مُسْلِم بن قُتَیْبَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ''سِیَرُ الْعَجَم'' میں پڑھا کہ ''جب ''اَرْدَشِیر'' نامی بادشاہ نے اپنی حکومت کو مستحکم کر لیا تو چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اس کے تابع رہنے کا اقرار کر لیا۔ اب اس کی نظر سلطنتِ ''سُرْیَانِیَہ'' کی طرف تھی۔ یہ بڑا ملک تھا۔ چنانچہ ''اَرْدَشِیر'' نے اس ملک پر چڑھائی کر دی۔ وہاں کا بادشاہ

ایک بڑے شہر میں قلعہ بند تھا۔ اَرْدَ شِیْر نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ کافی عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اس شہر کو فتح نہ کرسکا۔ ایک دن بادشاہ کی بیٹی قلعہ کی دیوار پر چڑھی تو اچانک اس کی نظر اَرْدَ شِیْر پر پڑی۔ اس کی مردانی وجاہت وخوبصورتی دیکھ شہزادی اس کی محبت میں گرفتار ہوگئی اور عشق کی آگ میں جلنے لگی بالآخر نفس کے ہاتھوں مجبور ہوکر اس نے ایک تیر پر یہ عبارت لکھی:

''اے حسین وجمیل بادشاہ! اگر تم مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں ایسا خفیہ راستہ بتاؤں گی جس کے ذریعے تم تھوڑی سی مشقت کے بعد بآسانی اس شہر کو فتح کرلو گے۔'' پھر شہزادی نے وہ تیر اَرْدَ شِیْر بادشاہ کی جانب پھینک دیا۔ اس نے تیر پر لکھی عبارت پڑھی اور ایک تیر پر یہ جواب لکھا: ''اگر تم نے ایسا راستہ بتادیا تو تمہاری خواہش ضرور پوری کی جائے گی یہ ہمارا وعدہ ہے۔'' اور تیر شہزادی کی جانب پھینک دیا۔

شہزادی نے یہ عبارت پڑھی تو فوراً خفیہ راستے کا پتہ لکھ کر تیر بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔ شہوت کے ہاتھوں مجبور ہونے والی اس بے مُرُوَّت شہزادی کے بتائے ہوئے راستے سے اَرْدَ شِیْر بادشاہ نے بہت جلد اس شہر کو فتح کرلیا۔ غفلت و بے خبری کے عالم میں بہت سارے سپاہی ہلاک ہوگئے اور شہر کا بادشاہ بھی قتل کردیا گیا۔ حسبِ وعدہ اَرْدَ شِیْر نے شہزادی سے شادی کرلی۔ شہزادی کو نہ تو اپنے باپ کی ہلاکت کا غم تھا اور نہ ہی اپنے ملک کی بربادی کی کوئی پرواہ۔ بس اپنی نفسانی خواہش کے مطابق ہونے والی شادی پر وہ بے حد خوش تھی۔ دن گزرتے رہے۔ اس کی خوشیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ ایک رات جب شہزادی بستر پر لیٹی تو کافی دیر تک اسے نیند نہ آئی وہ بے چینی سے بار بار کروٹیں بدلتی رہی۔ اَرْدَ شِیْر نے اس کی یہ حالت دیکھی تو کہا: ''کیا بات ہے، تمہیں نیند کیوں نہیں آرہی؟'' شہزادی نے کہا: ''میرے بستر پر کوئی چیز ہے جس کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آرہی۔'' اَرْدَ شِیْر نے جب بستر دیکھا تو چند دھاگے ایک جگہ جمع تھے ان کی وجہ سے شہزادی کا انتہائی نرم ونازک جسم بے چین ہورہا تھا۔ اَرْدَ شِیْر کو اس کے جسم کی نرمی ونزاکت پر بڑا تعجب ہوا۔ اس نے پوچھا: ''تمہارا باپ تمہیں کون سی غذا کھلاتا تھا جس کی وجہ سے تمہارا جسم اتنا نرم ونازک ہے؟'' شہزادی نے کہا: ''میری غذا مکھن، ہڈیوں کا گودا، شہد اور مغز ہوا کرتی تھی۔'' اَرْدَ شِیْر نے کہا: ''تیرے باپ کی طرح آسائش وآرام تجھے کسی نے نہ دیا ہوگا۔ تو نے اس کے احسان اور قرابت کا اتنا برا بدلہ دیا کہ اسے قتل کرواڈالا۔ جب تو اپنے شفیق باپ کے ساتھ بھلائی نہ کرسکی تو میں بھی اپنے آپ کو تجھ سے محفوظ نہیں سمجھتا۔'' پھر اَرْدَ شِیْر نے حکم دیا: ''اس کے سر کے بالوں کو طاقتور گھوڑے کی دُم سے باندھ کر گھوڑے کو تیزی سے دوڑایا جائے۔'' حکم کی تعمیل ہوئی اور چند ہی لمحوں میں اس نفس پرست شہزادی کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو نفسانی خواہشوں کی تباہ کاریوں سے محفوظ فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اگر انسان اپنی قبر وآخرت کو بھول جائے تو پھر اسی طرح کی ذلت ورسوائی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

ایسا شخص نہ تو دنیا میں کامیاب ہوتا ہے اور نہ ہی آخرت میں۔ اگر بالفرض دنیا میں چندروزہ عیش وعشرت مل بھی جائے تب بھی اسے قلبی سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ جس نے اپنے نفس کی پیروی کی نفس نے اسے ہمیشہ تباہی و بربادی کے عمیق گڑھے میں ڈال دیا۔ عزت و دولت اور شان وشوکت سب کی سب خاک میں مل گئی۔ اور یہ تو حقیقت ہے کہ ''**جیسی کرنی ویسی بھرنی**۔'' آج جو کسی کے ساتھ دھوکا دہی و بدعہدی کرے گا تو اس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ انسان چاہے کچھ بھی کرے بالآخر اُسے موت سے ہمکنار ہونا پڑے گا۔ ؎ **کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے**

وہی انسان سمجھدار ہے جو اپنے انجام کو پیشِ نظر رکھے۔ اپنے گناہوں پر شرمندگی وندامت کے چند آنسو بہا کر رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ والے کاموں میں لگ جائے۔ اپنے لئے کوئی ایسا وقت متعین کرلے جس میں قبر وآخرت اور حشر کے ہولناک منظر کو یاد کرے اور اپنے اعمال کی اصلاح کی تدابیر پر غور کرے۔ چند ہی روز ایسا کرنے سے آخرت کی تیاری اور گناہوں سے نفرت کا جذبہ ملے گا۔)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 367:
پُراسرار قتل

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن علی سَمَّان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: ''میں نے رضوان سَمَّان علیہ رحمۃ الرحمٰن کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''میرا ایک پڑوسی تھا۔ ہم اکٹھا کاروبار کرتے اور دیگر معاملات مِل جُل کر حل کیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد پتا چلا کہ میرا وہ بدبخت پڑوسی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا صدیق اکبر اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو گالیاں بکتا ہے۔ یہ سنتے ہی میرے دل میں اس کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوگئی۔ اب وہ مجھے ایک آنکھ نہ بھاتا اور ہمارے درمیان اکثر جھگڑا رہتا۔ ایک دن میری موجودگی میں جب اس بدزبان نے شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو گالی دی تو میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ میں نے اسے پکڑ کر مارنا چاہا تو اس نے بھی جوابی کاروائی کی۔ ہم ایک دوسرے سے گُتھَّم گُتھا ہوگئے لیکن لوگوں نے بیچ میں آکر ہمیں چھڑا دیا۔ اسی غیظ وغضب کی حالت میں، میں گھر آگیا۔ جب مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو خواب میں **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت ہوئی۔ میں اپنے پیارے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے نورانی اور مبارک جلووں میں گم ہوگیا:

؎ کرے چارہ سازی زیارت کسی کی
بھرے زخم دل کے ملاحت کسی کی
چمک کر یہ کہتی ہے طَلعَت کسی کی
کہ دیدارِ حق ہے زیارت کسی کی

نہ رہتی جو پردوں میں صورت کسی کی　　　　نہ ہوتی کسی کو زیارت کسی کی

عجب پیاری پیاری ہے صورت کسی کی　　　　ہمیں کیا خدا کو ہے الفت کسی کی

پھر بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم میں اس طرح عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میرا فلاں پڑوسی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے اصحاب کو گالیاں دیتا ہے۔'' یہ سن کر حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے پوچھا: ''وہ میرے کس صحابی کو گالی دیتا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدنا صدیقِ اکبر اور حضرتِ سیِّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے ایک چُھری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جاؤ! اور اس چُھری سے اسے ذَبح کر ڈالو۔'' میں نے چُھری لی اور اپنے اس بد بخت پڑوسی کو زمین پر لٹا کر گردن تن سے جدا کر دی۔ اس کا ناپاک خون میرے ہاتھ سے لگ گیا میں نے چُھری وہیں پھینکی اور اپنا ہاتھ زمین پر رگڑنے لگا، پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے باہر چیخ وپکار کی آواز سنی تو گھر والوں سے کہا: ''جاؤ! دیکھو! یہ چیخ وپکار کیسی ہے؟'' وہ باہر گئے اور واپسی پر بتایا کہ میرے بد بخت پڑوسی کو کسی نے اچانک ذبح کر ڈالا ہے۔ قاتل کا بالکل بھی پتا نہ چل سکا کہ کون تھا اور کب قتل کیا۔'' صبح جب میں وہاں گیا اور اس کو دیکھا تو وہ اسی انداز میں ذبح کیا گیا تھا جس طرح میں نے خواب میں اسے ذبح کیا تھا اور اس کی حالت بعینہٖ وہی تھی جو خواب میں مَیں نے دیکھی۔ اس طرح وہ بد بخت اپنے انجامِ بَد کو پہنچا اور لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے۔''

(اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں انبیاءِ کرام علٰی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام، صحابۂ کرام اور اولیاءِ عظام علیہم الرضوان کے گستاخوں کے شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں باادب وباعمل بنائے۔ ہم نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں بھی استغاثہ کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بے ادبوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے　　　　اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو! (آمین)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 368:

چاندی کا لباس

حضرتِ سیِّدنا جنید بغدادی، ابو العبَّاس بن مَسْرُوْق، ابو احمد مَغَازِلی اور حَرِیری علیہم رحمۃ اللہ الجلی فرماتے ہیں: ہم نے حضرتِ سیِّدنا حسن مسُوحی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں اکثر مسجد کے قریب ایک دیوار کے سائے تلے آرام کیا کرتا۔ دوپہر تک نوافل وغیرہ پڑھتا اور گرمی سے بچاؤ کے لئے اسی دیوار کو آڑ بنا لیتا، یہی دیوار موسمِ سرما میں مجھے سرد ہواؤں سے بچاتی۔ ایک دن میں گرمی کی شدت سے بے تاب ہو رہا تھا، مسجد کی صفائی اور نوافل وغیرہ سے فارغ ہو کر میں دیوار کے سائے کی

جانب بڑھا گرمی نے میرا برا حال کر رکھا تھا لیکن میں نے نہ تو اپنے نوافل ترک کئے اور نہ ہی مسجد کی صفائی کرنے میں کوتاہی کی۔ جیسے ہی میں سائے میں پہنچا مجھے نیند نے آلیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد کی چھت شق ہوئی اور اس میں سے ایک حسین وجمیل دوشیزہ ظاہر ہوئی۔ اس کے خوبصورت جسم پر باریک و نرم چاندی کی قمیص تھی۔ اس کے خوبصورت لمبے سیاہ بال دو حصوں میں تقسیم ہو کر سینے پر لٹک رہے تھے وہ میرے پاؤں کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے جلدی سے اپنے پاؤں سمیٹ لئے۔ اس نے اپنے نرم ونازک ہاتھوں سے میرے پاؤں دبانا شروع کر دیئے۔ میں نے اس سے کہا: ''اے لڑکی! تو کس کے لئے ہے؟'' اس نے اپنی مسحور کُن آواز میں جواب دیا: ''اس کے لئے جو آپ کی طرح نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ''مسجد کی صفائی کرنا بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا حق مہر ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث ۲۵۲۱، ج۳، ص۱۹) جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے گھر کی صفائی کرتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے دل کو تمام گندگیوں سے پاک کر کے آئینہ کی مثل صاف وشفاف کر دیتا ہے پھر اسے ہر جگہ قدرتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے جلوے نظر آتے ہیں۔ سخت گرمیوں میں روزے رکھنا اور رات کو قیام کرنا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بہت پسندیدہ عمل ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل پڑھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

حکایت نمبر 369: حضرتِ بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اور نوجوان عابد

حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: میں نے ملکِ ''شام'' کی پہاڑیوں میں ''اَقْرَع'' نامی پہاڑ پر ایک نوجوان کو دیکھا جس کا جسم سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا۔ اس نے اُون کا لباس پہن رکھا تھا۔ اگرچہ جسم انتہائی کمزور تھا لیکن چہرہ عبادت کے نور سے جگمگا رہا تھا۔ دِل خود بخود اس کی تعظیم کی طرف مائل ہو رہا تھا۔ میں نے قریب جا کر سلام کیا، اس نے جواب دیا۔ میں نے دل میں کہا: ''میں اس نوجوان سے کہوں گا کہ مجھے وعظ ونصیحت کرے۔'' میں اپنی اس خواہش کا اظہار کرنے ہی والا تھا کہ اس نوجوان نے میری دلی کیفیت جانتے ہوئے کہا: ''اے نصیحت کے طالب! اپنے نفس کو خود ہی نصیحت کر۔ اپنا نفس قابو میں رکھ، غیروں کو نصیحت کرنے کی بجائے اپنی اصلاح میں لگ جا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر تنہائیوں میں کر وہ تجھے برائیوں سے محفوظ رکھے گا۔ تجھ پر جُہدِ مسلسل (یعنی لگاتار کوشش کرنا) لازم ہے۔''

پھر روتے ہوئے کہا:''دل فانی ہوجانے والی قلیل اشیاء میں مشغول ہوگئے ۔جسموں کولمبی لمبی امیدوں اور سہل پسندی (یعنی آرام طلبی) نے بڑھا کر موٹا کر دیا۔'' پھر نوجوان نے مجھے میرا نام لے کر مخاطب کیا حالانکہ آج سے قبل نہ تو اس نے مجھے دیکھا تھا نہ ہی وہ مجھے جانتا تھا۔اس نے مجھ سے کہا:''بِشر ! بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جن کے دل غموں سے چُور چُور ہیں،غم نے ان کی راتوں کو بے چین اور دنوں کو پیاسا رکھا(یعنی وہ لوگ سونے کی بجائے ساری ساری رات عبادت میں مشغول رہے اور دن بھر روزے سے رہے)۔ان کی آنکھیں یادِالٰہی عَزَّوَجَلَّ میں ہر وقت آنسو بہاتی رہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کی صفات بیان کرتے ہوئے اپنی لاریب کتاب میں یوں ارشادفرماتا ہے:

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ (پ۲۶، الذّٰریٰت:۱۷۔۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے۔

یہ آیتِ کریمہ پڑھ کر وہ نوجوان پھر زار وقطار رونے لگا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر370: عہدۂ قضا کو ٹھکرانے والا مردِ قلندر

حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللہ حسین بن محمد فقیہ کَشْفُلِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: **مُقْتَدِر بِاللّٰہ** کے وزیر علی بن عیسیٰ نے گورنر کو حکم دیا:''مشہور شافعی فقیہہ بزرگ حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابوعلی بن خَیرُ ان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن کو اپنے پاس بلا کر قاضی کا عہدہ قبول کرنے کی دعوت دو۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے گھر سے باہر نکلنا بالکل ترک کر دیا۔سپاہیوں نے گھر کا محاصرہ کرلیا،دس سے زیادہ دن گزر جانے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف نہ لائے۔جب گھر میں ایک بوند بھی پانی نہ بچا اور شدتِ پیاس سے گھر والے بے چین ہونے لگے تو سوائے پڑوسیوں سے پانی لینے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

وزیر کو جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس حالت کی خبر پہنچی تو اس نے سپاہیوں کو محاصرہ ختم کرنے کا حکم دیا۔پھر بھرے دربار میں کہا:''ہم شیخ ابوعلی بن خَیرُ ان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے متعلق صرف خیر کا ارادہ رکھتے تھے،ہم نے محاصرہ اس لئے کیا تھا تاکہ ہم جان جائیں کہ ہمارے ملک میں کوئی ایسا مردِ قلندر بھی ہے جس کے سامنے تخت وتاج پیش ہوں اور وہ انہیں ٹھکرا دے یہ جان کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ اب بھی ہمارے ملک میں شیخ ابوعلی بن خَیرُ ان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن کی صورت میں ایسی عظیم ہستی موجود ہے۔

؎ موت وحیات میری دونوں ترے لئے ہیں　　مرنا تیری گلی میں جینا تری گلی میں
تختِ سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں　　بستر لگا ہوا ہے جن کا تری گلی میں

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر371: اجنبی مسافروں کی زبردست خیرخواہی

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن جَعْفَر علیہ رحمۃ اللہ الرَّب کے غلام بُدَیح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے کہ''ایک سفر میں، مَیں حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ساتھ تھا۔ہم نے بالوں سے بنے ایک خیمے کے قریب قیام کیا جو قبیلہ بنی عُذْرَہ کے ایک شخص کا تھا۔تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص عمدہ اونٹنی لے کر ہمارے پاس آیا اور کہا:''اے قافلے والو! اگر تمہارے پاس چھری ہو تو مجھے دو۔''ہم نے اسے چُھری دی، اس نے فوراً اپنی اونٹنی کو''نَحْر(یعنی ذبح)''کیا اور کہا:''میرے بھائیو! یہ گوشت تمہارے لئے ہے۔''اتنا کہہ کر وہ چلا گیا۔ہم سب نے سیر ہو کر گوشت کھایا لیکن پھر بھی بہت سا بچ گیا۔دوسرے دن وہی شخص ایک اور بہترین اونٹنی لے کر آیا اور کہا:''اے لوگو! مجھے چُھری دو۔''ہم نے کہا:''ہمارے پاس کل کا گوشت کافی مقدار میں موجود ہے، تم یہ اونٹنی ذبح نہ کرو۔''اس نے کہا:''تم میرے مہمان ہو کر باسی گوشت کھاؤ، یہ نہیں ہوسکتا، لاؤ! مجھے چُھری دو۔''ہم نے چُھری دے دی۔اس نے اونٹنی نحر کی اور کہا:''کھاؤ! یہ سب تمہارے لئے ہے۔''تیسرے دن پھر ایک اونٹنی لے کر آیا اور کہا:''اے اہلِ قافلہ! مجھے چُھری دو۔''ہم نے کہا:''اے بھائی! ابھی ہمارے پاس بہت گوشت ہے، تم یہ اونٹنی ذبح نہ کرو۔''اس نے کہا:''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم میرے مہمان ہو کر باسی گوشت کھاؤ، یہ مُرُوَّت کے خلاف ہے، لاؤ! چُھری دو۔''ہم نے چُھری دی تو اس نے فوراً اونٹنی نحر کی اور کہا:''کھاؤ! یہ سب تمہارے لئے ہے۔''یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

سب قافلے والے اس عُذْرِی کی مہمان نوازی دیکھ کر بہت حیران ہو رہے تھے کہ اس نے تین دن متواتر ہماری ضیافت کے لئے عمدہ ترین اونٹنیاں ذبح کیں۔یہ واقعی تعجب خیز بات تھی۔بہر حال اب کوچ کا وقت ہو چکا تھا۔ہم نے تیاری شروع کر دی۔حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے خادم سے کہا:''تمہارے پاس کیا کچھ ہے؟''اس نے کہا:''حضور! کپڑوں کی ایک گٹھڑی اور چار سو دینار۔''آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا:''جاؤ! یہ سب چیزیں ہمارے اس عُذْرِی میزبان کو تحفتاً دے آؤ۔''خادم کپڑوں کی گٹھڑی اور چار سو دینار لے کر خیمے کی جانب گیا۔وہاں ایک کنیز ملی، خادم نے سامان اس کی طرف بڑھاتے ہوئے

کہا: ''یہ ہمارے آقا عبداللہ بن جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب سے آپ لوگوں کے لئے ہدیہ ہے۔''

کنیز نے کہا: ''یہ سامان واپس لے جاؤ، ہم لوگ مہمان نوازی پر قیمت نہیں لیتے۔'' خادم واپس آ گیا اور حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''دوبارہ جاؤ! اگر وہ یہ مال قبول کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ خیمے کے پاس رکھ کر واپس چلے آنا۔'' خادم دوبارہ آیا تو لونڈی نے سامان لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا: ''واپس لے جاؤ! **اللہ** تعالیٰ تمہارے لئے اس میں برکت دے۔ ہم مہمان نوازی کی قیمت نہیں لیتے۔ خدارا! جلدی سے چلے جاؤ، اگر ہمارے شیخ نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو بہت ناراض ہوں گے۔'' خادم کپڑوں کی گٹھڑی اور دیناروں کی تھیلیاں خیمے کے قریب رکھ کر واپس آ گیا۔ ہم نے سفر شروع کر دیا ابھی تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ اپنے پیچھے خاک اڑتی دیکھی۔ کوئی سوار بڑی تیزی سے ہماری جانب چلا آ رہا تھا۔ جب قریب آیا تو وہ ہمارا عُذْرِی میزبان تھا۔ اس نے دینار اور کپڑے ہماری جانب پھینکے اور فوراً واپس پلٹ گیا۔ ہم اسے جاتا دیکھتے رہے لیکن اس عظیم میزبان نے ایک مرتبہ بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اس عُذْرِی میزبان کی مہمان نوازی کا انوکھا طرزِ عمل دیکھ کر حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے اختیار پکار اُٹھے: **''ہم پر آج تک کوئی غالب نہ آسکا سوائے اس عُذْرِی میزبان کے، کہ آج یہ ہم پر سبقت لے گیا۔''**

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 372: میزبان ہو تو ایسا......!

حضرتِ سیِّدُ نا ابو عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بیان کرتے ہیں: ایک بار حضرتِ سیِّدُ نا قَیس بن سَعْد علیہ رحمۃ اللہ الاحد نے فرمایا: ''کاش! میں اس شخص کی طرح ہو جاؤں جسے میں نے دیکھا تھا۔'' پھر اپنا واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا:

''ایک مرتبہ ہم چند رفقاء شام سے واپس آرہے تھے۔ جب ہمارا گزر ایک خیمے کے قریب سے ہوا تو ہم نے کہا: ''اگر اجازت مل گئی تو ہم یہاں قیام کرلیں گے۔ ہم خیمے کے پاس پہنچے تو اندر سے ایک عورت آئی ہم نے کہا: ''ہم مسافر ہیں، اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہاں قیام کرلیں۔'' ہم یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ایک شخص عمدہ اونٹنی لے کر ہمارے پاس آیا۔ اس نے آتے ہی اس عورت سے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' عورت نے کہا: ''مسافر ہیں، آپ کے مہمان بننا چاہتے ہیں۔'' یہ سنتے ہی اس نے فوراً اپنی اونٹنی کو گرا کر کہا: ''اسے نَحر کرو اور کھالو، یہ سب تمہارے لئے ہے۔'' ہم نے اونٹنی نحر کی اور سارے قافلے والوں نے مل کر

اس کا گوشت کھایا۔ دوسرے دن پھر وہ ایک بہترین اونٹنی لے کر آیا اسے گرایا اور کہا: ''اے اہلِ قافلہ! آؤ، اسے نحر کرو۔'' ہم نے کہا: ''ابھی ہمارے پاس کل کا بچا ہوا بہت سا گوشت موجود ہے۔''

اس نے کہا: ''ہم اپنے مہمانوں کو باسی گوشت نہیں کھلاتے، جلدی سے اُسے ذبح کرو اور تازہ گوشت کھاؤ۔'' ہم نے اُسے ذبح کیا اور عمدہ گوشت کھایا۔ پھر میں نے اپنے رفقاء سے کہا: ''اگر ہم اس شخص کے ہاں ٹھہرے رہے تو ایک ایک کر کے یہ اپنے تمام جانور ذبح کر دے گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم یہاں سے آگے چل پڑیں۔'' چنانچہ، ہم نے سامان سمیٹا، کجاوے کَسے اور چلنے کی تیاری کرنے لگے۔ میں نے اپنے خادم سے کہا: ''جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ جمع کرو۔'' اس نے کہا: ''حضور! چار سو درہموں کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔'' میں نے وہ درہم اور جو کچھ رقم میرے پاس تھی سب جمع کر کے اپنے اس میزبان کے ہاں بھجوادی۔'' اس وقت خیمے میں صرف عورت تھی۔ میزبان کہیں گیا ہوا تھا۔ ہم نے ساری رقم اس عورت کو دی اور اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔

ابھی ہم کچھ دور چلے تھے کہ تیزی سے کسی سوار کو اپنی جانب آتے دیکھا۔ میں نے رفقاء سے کہا: ''یہ کون ہے؟'' انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ قریب آنے پر معلوم ہوا کہ یہ تو ہمارا میزبان ہے۔ وہ ہاتھ میں نیزہ لئے بڑی تیزی سے ہمارے قریب آرہا تھا۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا: ''ہم نے جو رقم دی تھی وہ بہت تھوڑی تھی۔ شاید قلیل رقم کی وجہ سے ہمارا میزبان ناراض ہو گیا اس لئے نیزہ لئے آرہا ہے۔'' اتنے میں وہ بالکل قریب پہنچ گیا اور ہماری رقم واپس کرتے ہوئے کہا: ''اپنی رقم واپس لے لو، ہم یہ ہرگز نہیں لیں گے۔'' میں نے کہا: ''بخدا! ہمارے پاس اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں جو کچھ تھا سب جمع کر کے تمہیں پیش کر دیا۔'' یہ سن کر اس میزبان نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک تم یہ رقم واپس نہ لے لو۔'' ہم نے کہا: ''ہم اپنی دی ہوئی رقم واپس نہیں لیں گے ہم نے بخوشی یہ رقم تمہیں دی ہے۔'' عظیم میزبان نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم یہ رقم واپس لے لو ورنہ اس نیزے سے تمہاری خبر لوں گا یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی باقی نہ بچے گا۔'' ہم نے اس کا اصرار و غصہ دیکھ کر رقم لینے میں ہی عافیت سمجھی۔ رقم دے کر وہ فوراً واپس چلا گیا۔ جاتے وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے: **''ہم مہمان نوازی کی قیمت نہیں لیتے۔ ہم مہمان نوازی کی قیمت نہیں لیتے۔''**

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر373:

عربی غلام کی سخاوت

حضرتِ سیِّدُ نا حسن بن محمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کہتے ہیں، میں نے حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکر بن عَیَّاش علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے حاتم طائی سے کہا: ''کیا عربوں میں تجھ سے زیادہ بھی کوئی سخاوت کرنے والا ہے؟'' اس نے کہا: ''ہر عربی مجھ سے زیادہ سخی ہے۔'' پھر اس نے اپنا ایک واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا: ''ایک رات میں ایک عربی غلام کے ہاں مہمان بنا۔ اس کے پاس عمدہ قسم کی سو بکریاں تھیں۔ اس نے ایک بکری میرے لئے ذبح کی اور گوشت پکا کر میری ضیافت کی۔ جب اس نے بکری کا مغز میری طرف بڑھایا تو وہ بہت لذیذ تھا۔ میں نے کہا: ''کتنا لذیذ ہے!'' پھر وہ چلا گیا اور بکریاں ذبح کر کے ان کا مغز پکا پکا کر مجھے کھلاتا رہا یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنی سو کی سو بکریاں ذبح کر کے ان کا مغز مجھے کھلا چکا تھا۔ اب اس کے پاس ایک بکری بھی نہ بچی تھی۔ یہ تو ایک عربی غلام کی میزبانی کا حال ہے، اب تم خود ہی سوچو کہ عرب کتنے مہمان نواز ہوں گے۔

سائل نے حاتم طائی سے کہا: ''اس کی میزبانی کا تم نے کیا صلہ دیا؟'' اس نے کہا: ''اگر میں اپنی تمام چیزیں بھی اسے دے دیتا تو اس کے احسان کا بدلہ نہ چکا سکتا تھا۔'' سائل نے کہا: ''وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم نے اسے کیا دیا تھا؟'' حاتم طائی نے کہا: ''میں نے اپنی پسندیدہ اونٹنیوں میں سے سو اونٹنیاں اسے دے دیں۔''

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر374:

حاتم طائی کی سخاوت

حضرتِ سیِّدُ نا مِلْحَان طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، ''حاتم طائی کی زوجہ ''نَوَار'' سے کہا گیا: ''ہمیں حاتم طائی کے متعلق کچھ بتاؤ۔'' اس نے کہا: ''حاتم طائی کا ہر کام عجیب تھا۔ ایک مرتبہ قحط سالی نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، زمین نے بالکل سبزہ نہ اُگایا۔ آسمان سے پورا سال بارش نہ ہوئی۔ بھوک اور کمزوری نے دودھ پلانے والیوں کو دودھ پلانے سے روک دیا۔ اونٹ سارا سارا دن پانی کی تلاش میں پھرتے لیکن انہیں ایک قطرہ پانی نہ ملتا۔ ہر ذی روح بھوک و پیاس سے بے تاب تھا۔ ایک رات سردی نے اپنا پورا زور دکھا رکھا تھا اور ہمارے گھر میں کھانے کے لئے ایک لقمہ بھی نہ تھا۔ ہمارے بچے، عبداللہ، عَدِی، اور سَفَّانَہ بھوک سے بِلْبِلا رہے تھے۔ **وَاللہ** (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم)! ہمارے پاس انہیں دینے کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ بچوں کی آہ و بکا سن کر ایک کو حاتم طائی اور دوسرے کو میں نے گود میں اٹھا لیا، ہم انہیں کافی دیر تک بہلاتے رہے۔ لیکن بھوک نے ان کا برا حال کر رکھا تھا۔

بالآخر رات کافی دیر بعد تھک ہار کر دونوں بچے سو گئے۔ ہم نے انہیں ایک چٹائی پر لٹا دیا پھر تیسرے کو بہلانے لگے بالآخر وہ بھی سو گیا۔''

حاتم طائی نے کہا: '' آج نہ جانے مجھے نیند کیوں نہیں آرہی؟'' پھر وہ ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ رات کی سیاہی کو آسمان پر چمکنے والے ستارے دور کر رہے تھے، جنگلی جانوروں کے چیخنے کی آوازیں فضا میں بلند ہو رہی تھیں۔ ہر چلنے والا مسافر ٹھہر چکا تھا، رات کا پُر ہول منظر بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اچانک ہمارے گھر کے باہر کسی کی آہٹ سنائی دی، حاتم طائی نے بلند آواز سے کہا: ''کون ہے؟'' لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: ''ہمارے ساتھ یا تو کسی نے مذاق کیا ہے یا کوئی دھوکہ ہونے والا ہے۔'' میں باہر گئی اور حالات کا جائزہ لے کر واپس آئی تو حاتم طائی نے پوچھا: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: ''آپ کی فلاں پڑوسن ہے، اس کڑے وقت میں آپ کے علاوہ کوئی اور اسے نظر نہ آیا جس کے پاس جا کر پناہ لیتی۔ اپنے بھوکے بچوں کو آپ کے پاس لائی ہے۔ وہ بھوک سے اس طرح بلبلا رہے ہیں جیسے کسی جانور کے بچے چیختے ہیں۔'' یہ سن کر حاتم طائی نے کہا: ''اسے جلدی سے میرے پاس لاؤ۔'' میں نے کہا: ''ہمارے اپنے بچے بھوک سے مرے جا رہے ہیں، انہیں دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں تو پھر بیچاری پڑوسن اور اس کے بچوں کی ہم کیا مدد کریں گے؟'' حاتم طائی نے کہا: ''خاموش رہو، **اللہ** تعالیٰ ضرور تمہارا اور ان سب کا پیٹ بھرے گا۔ جاؤ! جلدی سے اس دُکھیاری ماں کو اندر بلا لاؤ۔'' میں اسے بلا لائی۔ اس غریب نے دو بچے اپنی گود میں اٹھائے ہوئے تھے اور چار بچے اس سے لپٹے اس کے پیچھے اس طرح آرہے تھے جیسے مرغی کے بچے مرغی کے گرد جمع ہو کر چلتے ہیں۔

حاتم طائی نے انہیں کمرے میں بٹھایا اور گھوڑے کی طرف بڑھا، برچھی سے گھوڑا ذبح کر کے آگ جلائی گئی۔ جب شعلے بلند ہونے لگے تو چُھری لے کر گھوڑے کی کھال اتاری پھر اس عورت کی طرف چُھری بڑھاتے ہوئے کہا: ''کھاؤ! اور اپنے بچوں کو بھی کھلاؤ پھر مجھ سے کہا: ''تم بھی کھاؤ اور بچوں کو بھی جگا دو تا کہ وہ بھی اپنی بھوک مٹا سکیں۔'' ہماری پڑوسن تھوڑا تھوڑا گوشت کھا رہی تھی اس کی جھجک کو محسوس کرتے ہوئے حاتم طائی نے کہا: ''کتنی بری بات ہے کہ تم ہماری مہمان ہو کر تھوڑا تھوڑا کھا رہی ہو۔'' یہ کہہ کر وہ ہمارے قریب ہی ٹہلنے لگا۔ ہم سب کھانے میں مصروف تھے اور حاتم طائی ہماری جانب دیکھ رہا تھا۔ ہم نے خوب سیر ہو کر کھایا لیکن بخدا! حاتم طائی نے ایک بوٹی بھی نہ کھائی حالانکہ وہ ہم سب سے زیادہ بھوکا تھا۔ صبح زمین پر ہڈیوں اور کُھرُوں کے سوا کچھ نہ بچا تھا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر375:

حضرتِ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی بے نیازی

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن حسّان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں کہ مجھے میرے چچا نے بتایا: جب محمد بن قَحْطَبَہ ''کوفہ'' آیا تو اس نے کہا: ''ہمیں ایک ایسے عالم وفاضل استاذ کی ضرورت ہے جو احادیثِ مبارکہ اور فرامینِ صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے باخبر، حافظِ قرآن، زبردست نحوی وفقیہہ اور شعر وادب وتاریخ کا ماہر ہو، اگر ان صفات کا حامل کوئی عالم مل جائے تو ہم اسے اپنے بچوں کا استاذ بنائیں گے۔'' لوگوں نے کہا: ''جناب! ایسا مُتَبَحِّر عالم حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوسکتا۔''

حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمد بن قَحْطَبَہ کے چچازاد بھائی تھے۔ چنانچہ، اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس قاصد بھیجا اور اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے پیغام دیا: ''اگر آپ میرے بچوں کو پڑھانے آجائیں تو میں آپ کو اچھا خاصہ وظیفہ دوں گا۔'' حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کردیا۔ پھر اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دس ہزار درہم بھجوائے اور کہا: ''ان کے ذریعے اپنی حاجات پوری کرتے رہنا، یہ زندگی بھر کام دیں گے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام رقم واپس بھجوادی۔ پھر محمد بن قَحْطَبَہ نے اپنے دو غلاموں کو بیس ہزار درہم دے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور غلاموں سے کہا: ''اگر حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ درہم قبول کرلیے تو تم آزاد ہو۔'' دونوں غلام بیس ہزار درہم لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ''حضور! اگر آپ یہ رقم قبول فرمالیں تو ہماری گردنیں آزاد ہوجائیں گی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے یہ رقم قبول کرلی تو کہیں میری گردن جہنم کی آگ کی لپیٹ میں نہ آجائے۔ جاؤ! یہ رقم اپنے سردار کو واپس کردو اور کہو: ''اگر یہ درہم تم اُن لوگوں کو لوٹا دیتے جن سے تم نے لئے ہیں تو یہ میرے پاس بھیجنے سے بہتر تھا۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام رقم واپس بھجوادی اور ایک درہم بھی قبول نہ کیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر376:

باہمت قاضی

حضرتِ عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے چچا عبدُ المَلِک بن قُرَیْب اَصْمَعِی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ''خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے دربار میں کئی روز سے ایک قاضی صاحب کی شکایت کی جارہی تھی (کہ وہ فیصلہ کرنے میں رعایت کرتا اور لوگوں کا منہ دیکھ کر فیصلہ کرتا ہے)۔ ایک دن خلیفہ کے دربار میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ خلیفہ نے قاضی صاحب

کو بلایا اور پُوچھ گچھ کرنے لگا۔اسی دوران خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو چھینک آئی تو قاضی صاحب کے علاوہ تمام لوگوں نے چھینک کا جواب دیتے ہوئے''یَرْحَمُکَ اللّٰہ'' کہا۔خلیفہ نے قاضی سے کہا:'' کیا بات ہے، تم نے میری چھینک کا جواب نہیں دیا حالانکہ تمہارے سامنے تمام لوگوں نے جواب دیا ہے؟'' قاضی صاحب نے کہا:'' اے امیر المؤمنین! آپ نے''اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ'' نہیں کہا تو میں نے بھی ''یَرْحَمُکَ اللّٰہ''، نہیں کہا۔ سنئے! اس کے متعلق آپ کو ایک حدیثِ پاک سناتا ہوں:

'' دو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر تھے۔ دونوں کو چھینک آئی ایک نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ'' کہا لیکن دوسرے نے نہ کہا۔حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجْوَر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک کی چھینک کا جواب دیتے ہوئے''یَرْحَمُکَ اللّٰہ '' کہا جبکہ دوسرے کو جواب نہ دیا۔اس نے عرض کی:'' یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ نے اس کی چھینک کا جواب دیا لیکن میری چھینک پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے''یَرْحَمُکَ اللّٰہ '' نہ فرمایا، اس کی کیا وجہ ہے؟'' حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:'' اس نے''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ '' کہا تو میں نے جواب دے دیا جبکہ تم نے نہ کہا لہٰذا تمہاری چھینک کا جواب نہیں دیا گیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لا یشمت العاطس إذا لم یحمد اللّٰہ، الحدیث ٦٢٢٥، ص ٥٢٤)

جب قاضی صاحب یہ حدیثِ پاک سنا چکے تو خلیفہ نے کہا:'' جاؤ! تم اپنے عہدے پر قائم رہو۔ جب تم خلیفہ سے مرعوب نہیں ہوئے تو کسی اور سے مرعوب ہو کر غلط فیصلہ کیونکر کر سکتے ہو۔'' یہ کہہ کر خلیفہ نے اس باہمت قاضی کو بڑے ادب واحترام سے واپس بھیج دیا۔

{ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم }

حکایت نمبر 377:

حسد کا علاج

قاضی تَنُوْخِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ایک مرتبہ جمعہ کے دن نمازِ جمعہ سے کچھ دیر قبل میں ''جامع منصور'' میں موجود تھا، میری سیدھی طرف حضرتِ سیِّدُنا علی بن طلحہ بن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے، میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو میرے بہت ہی قریبی دوست عبدُ الصَّمَد بھی کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی طرف جانے کا ارادہ کیا، چونکہ نماز کا وقت بالکل قریب تھا لہٰذا میں ان کے پاس نہ جا سکا لیکن وہ اٹھے اور میری طرف بڑھنے لگے تو میں کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے کہا:'' قاضی صاحب! آپ

تشریف رکھیں، میں نے آپ کی طرف آنے کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی میں آپ کے لئے آیا ہوں بلکہ میں تو حضرتِ سیِّدُ نا علی بن طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خاطر اُٹھ کر آیا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے نفس نے مجھے ان کے متعلق حسد میں مبتلا کرنے کی کوشش کی اور انہیں دیکھ کر میرے نفس کو ناگواری محسوس ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے نفس کو ذلیل ورُسوا کروں اور اس کی بات ہرگز نہ مانوں، بس اسی لئے میں حضرتِ سیِّدُ نا علی بن طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا ہوں۔'' یہ سن کر حضرت سیِّدُ نا علی بن طلحہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اور اُن کے سر کا بوسہ لے لیا۔

قاضی تَنُوخِی کا بیان ہے کہ مجھے ایک شخص نے بتایا: ''جب حضرتِ سیِّدُ نا عبدُ الصَّمَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کا آخری وقت قریب آیا تو قاضی ابو محمد اَکْفَانِی کی بیٹی ''اُمِّ حسن'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: ''میں آپ کو قسم دے کر کہتی ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے اپنی کوئی حاجت طلب کریں اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں اسے ضرور پورا کروں گی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہاں! آج میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں کہ جس طرح میری زندگی میں تم میری بیٹی کی دیکھ بھال کرتی تھی اسی طرح میرے مرنے کے بعد بھی اس کا خیال رکھنا، بس مجھے تم سے یہی حاجت ہے۔'' اُمِّ حسن نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے فکر رہیں، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی کی بہت اچھی طرح دیکھ بھال کروں گی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر خاموش رہے پھر بے قرار ہو کر بار بار اِسْتِغْفَار پڑھنے لگے اور کہنے لگے: ''اے اُمِّ حسن! اللہ تعالیٰ میری خطا سے درگزر فرمائے۔ وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ میری بیٹی کا تجھ سے بہتر کارساز اور حفاظت کرنے والا ہے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 378:

شہادت ہے مطلوبِ ومقصودِ مؤمن

حضرتِ سیِّدُ نا ابو اُمَیَّہ عبد اللہ بن قَیس غِفَارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم لشکرِ اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے گئے۔ جب دشمن سامنے آیا تو لوگوں میں شور برپا ہو گیا۔ اس دن ہوا بہت تیز تھی۔ تمام مجاہدین دشمن کے سامنے صف بہ صف سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ اچانک میرے سامنے ایک نوجوان آیا جس کا گھوڑا اُچھل کود رہا تھا اور وہ اسے دشمن کی طرف دوڑا رہا تھا اور اپنے آپ سے یوں مخاطب تھا:

''اے نفس! کیا تو فلاں فلاں حاضر ہونے کی جگہ حاضر نہ ہوگا؟ کیا تو مرتبۂ شہادت کا طلب گار نہیں کہ تو کہہ رہا ہے: ''تیرے

بچوں اور اہل وعیال کا کیا بنے گا؟'' کیا ایسی چیزوں کی طرف توجہ دِلا کر تو مجھے واپس لے جانا چاہتا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اے نفس! کیا تو مرتبہ شہادت سے منہ موڑتا ہے؟ تیرا کیا خیال ہے کہ میں تیرے بہکاوے میں آکر اہل وعیال کی فکر میں جہاد سے پیٹھ پھیرلوں گا؟ ہرگز نہیں! تیری یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوگی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج تو میں ضرور تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کروں گا اب چاہے وہ تجھے قبول کر کے مرتبۂ شہادت سے نواز دے، چاہے چھوڑ دے۔''

وہ نوجوان یہ کہتا ہوا دشمن کی طرف بڑھنے لگا۔ میں نے کہا: ''آج میں اس کی نگرانی کروں گا اور دیکھوں گا کہ یہ کیا کرتا ہے؟ اب میری توجہ اسی نوجوان کی طرف تھی۔ اسلام کے شیروں نے دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملہ کیا تو وہ نوجوان صفِ اوّل میں بڑے دلیرانہ انداز میں حملہ کر رہا تھا، اُدھر سے دشمن بھی شدید حملے کر رہے تھے۔ میدانِ کارزار میں ہر طرف چیخ وپکار اور تلواروں کے ٹکرانے کا شور برپا تھا۔ میں نے اس نوجوان پر اپنی نظریں جما رکھی تھیں۔ وہ بڑی بے جگری اور ہمت سے لڑ رہا تھا، دشمن کی تلواریں اس کے جسم کو زخمی کر رہی تھیں، اس کا گھوڑا بھی زخموں سے نڈھال ہو چکا تھا لیکن وہ مردانہ وار بڑھ بڑھ کر دشمن پر حملہ کر رہا تھا۔ بالآخر لڑتے لڑتے زخموں سے چُور چُور ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس کی روح قفسِ عنصری سے عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔ جب میں نے دیکھا تو اس کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے ساٹھ (60) سے بھی زائد گہرے زخم تھے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 379:

جنّتی کا جنازہ

حضرتِ سیِّدُنا شَہر بن حَوشَب علیہ رحمۃ اللہ الرَّب فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے جہاد پر جانے کا ارادہ کیا میرا بھتیجا ابھی کم عمر تھا میں نے اسے اکیلا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے ساتھ لے کر مجاہدین کے لشکر میں شامل ہوگیا۔ اسلام کے شیروں کا لشکر دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کے لئے دشمن کی سرحد کی جانب آندھی وطوفان کی طرح بڑھتا جا رہا تھا۔ دورانِ سفر میرے بھتیجے کی حالت خراب ہوگئی شدتِ مرض سے وہ جاں بَلَب تھا۔ جب لشکرِ اسلام نے ایک جگہ قیام کیا تو میں اپنے بھتیجے کو لے کر قریب ہی موجود ایک کھنڈر نما عمارت میں گیا اور نماز ادا کرنے لگا۔ اچانک عمارت کی چھت شَق ہوئی اور چار فرشتے عمارت کے اندر داخل ہوئے، دو انتہائی خوبصورت جبکہ دو انتہائی سیاہ تھے۔ خوبصورت فرشتے میرے بھتیجے کی دائیں جانب اور کالے فرشتے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ سفید فرشتوں نے اپنے ہاتھوں سے میرے بھتیجے کے بدن کو چھوا تو سیاہ فرشتوں نے کہا: ''ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں۔''

خوبصورت فرشتوں نے کہا: ''ہر گز نہیں! تم اس کے حق دار نہیں۔'' پھر ان میں سے ایک فرشتے نے اپنی دو انگلیاں میرے بھتیجے کے منہ میں ڈال کر اس کی زبان پلٹی تو اس نے فوراً ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہا۔ تکبیر کی صدا سن کر سفید رنگ کے خوبصورت فرشتوں نے کہا: ''اس نے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہا ہے لہٰذا ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں، تم یہاں سے چلے جاؤ۔'' جب میں نے اپنے بھتیجے کی طرف نظر کی تو اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ میں نے باہر آکر بلند آواز سے کہا: ''اے لوگو! تم میں سے جو یہ چاہے کہ جنتی شخص کا جنازہ پڑھے تو وہ میرے بھتیجے کے جنازے میں حاضر ہو جائے۔'' لوگوں نے جب یہ سنا تو کہنے لگے: ''شاید! شَہْر بن حَوْشَب پر جنون طاری ہو گیا ہے۔ کل بھی نہ جانے کیا کہہ رہے تھے اور آج بھی عجیب وغریب بات کہہ رہے ہیں کہ ''جنتی شخص کے جنازے میں شریک ہو جاؤ۔'' لوگوں میں اس طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ امیرِ قافلہ کو خبر ہوئی تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور صورتحال دریافت کی۔ میں نے تمام واقعہ کہہ سنایا حقیقتِ حال جان کر امیرِ قافلہ اور تمام لشکر والوں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 380: لکڑیاں سونا کیسے بنیں......؟

حضرتِ سیِّدُنا دَاوٗد بن رَشِید علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں: ملکِ شام میں دو حسین وجمیل عبادت گزار نوجوان رہتے تھے۔ کثرتِ عبادت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے انہیں ''صَبِیح اور مَلِیح'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنا ایک واقعہ کچھ یوں بیان کیا: ''ایک مرتبہ ہمیں بھوک نے بہت زیادہ تنگ کیا۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا: ''آؤ! فلاں صحرا میں چل کر کسی شخص کو دینِ متین کے کچھ احکام سکھا کر اپنی آخرت کی بہتری کے لئے کچھ اقدام کریں۔'' چنانچہ، ہم دونوں صحراء کی جانب چل پڑے، وہاں ہمیں ایک سیاہ فام شخص ملا جس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا تھا۔ ہم نے اس سے کہا: ''بتاؤ! تمہارا ربّ کون ہے؟'' یہ سن کر اس نے لکڑیوں کا گٹھا زمین پر پھینکا اور اس پر بیٹھ کر کہا: ''مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ تیرا رب کون ہے؟ بلکہ یہ پوچھو: ایمان تیرے دل کے کس گوشے میں ہے؟'' اس دیہاتی کا عارفانہ کلام سن کر ہم دونوں حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ وہ پھر مخاطب ہوا: ''تم خاموش کیوں ہو گئے، مجھ سے پوچھو، سوال کرو، بے شک طالبِ علم سوال کرنے سے باز نہیں رہتا۔'' ہم اس کی باتوں کا کچھ جواب نہ دے سکے اور خاموش رہے۔ جب اس نے ہماری خاموشی دیکھی تو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوا:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے کہ تیرے کچھ ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں تو تو انہیں ضرور عطا فرماتا ہے۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری ان لکڑیوں کو سونا بنا دے۔'' ابھی اس نے یہ الفاظ ادا ہی کئے تھے کہ لکڑیاں چمک دار سونا بن گئیں۔ اس نے پھر دعا کی: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو اپنے اُن بندوں کو زیادہ پسند فرماتا ہے جو شہرت کے طالب نہیں ہوتے۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اس سونے کو دوبارہ لکڑیاں بنا دے۔'' اس کا کلام ختم ہوتے ہی وہ سارا سونا دوبارہ لکڑیوں میں تبدیل ہو گیا۔ اس نے لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر رکھا اور ایک جانب روانہ ہو گیا۔

بکھرے بال آزردہ صورت، ہوتے ہیں کچھ اہلِ محبت
بدرؔ مگر یہ شان ہے اُن کی، بات نہ ٹالے ربُّ العزَّت

ہم اپنی جگہ ساکت کھڑے رہے اور کسی کو اس کے پیچھے جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس نیک بندے کا ظاہری رنگ اگرچہ سیاہ تھا لیکن اس کا باطن نورِ معرفت و ایمان سے منور و روشن تھا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 381: جرأت مند اِمام

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن عبداللہ سَائح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا طلحہ بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: **مُفْلِح اَسْوَد** کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ مامون نے قاضی یحییٰ بن اَکْثَم سے کہا: ''میری خواہش ہے کہ میں حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حَارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث سے ملاقات کروں۔'' قاضی نے کہا: ''حضور! جیسا آپ چاہیں۔'' کہا: ''آج رات ہی ملاقات کا متمنّی ہوں اور چاہتا ہوں کہ ہماری ملاقات کے دوران ان کے پاس ہمارے علاوہ کوئی نہ ہو۔'' قاضی نے کہا: ''ٹھیک ہے، ہم آج رات ان کے پاس چلیں گے۔'' جب رات ہوئی تو دونوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حَارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث کے آستانۂ عالیہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر قاضی یحییٰ بن اَکْثَم نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حَارِث علیہ رحمۃ اللہ الوارث نے پوچھا: کون ہے؟ قاضی نے کہا: ''آپ کے دروازے پر وہ آیا ہے جس کی اطاعت آپ پر واجب ہے۔'' فرمایا: ''وہ کیا چاہتا ہے؟'' کہا: ''آپ سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔'' فرمایا: ''اس معاملے میں میری خوشی کا لحاظ رکھا جائے گا یا مجھے مجبور کیا جائے گا؟'' خلیفہ نے جب یہ سنا تو سمجھ گیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ملاقات نہیں کرنا چاہتے۔ لہٰذا اس نے یحییٰ کو واپس چلنے کا حکم دیا۔

چنانچہ، دونوں واپس چل دیئے۔ راستے میں ان کا گزر ایک مسجد کے قریب سے ہوا تو وہاں ایک شخص عشاء کی نماز پڑھا رہا تھا یہ دونوں بھی نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہوئے اور باجماعت نماز ادا کی امام صاحب کی قراءت بہت اچھی تھی۔ اس نے بڑے اَحْسَن انداز میں قرآنِ پاک پڑھا۔ نماز پڑھ کر خلیفہ اور قاضی اپنے محل میں آگئے۔ صبح ہوتے ہی خلیفہ مامون نے اس امام کو اپنے دربار میں بلاکر مسائلِ فقہ میں اس سے مناظرہ شروع کر دیا۔ اس باہمت امام نے جہاں محسوس کیا کہ خلیفہ غلطی کر رہا ہے فوراً ٹوک دیا اور اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا: ''اصل مسئلہ اس طرح ہے، آپ نے غلط بیان کیا۔'' خلیفہ مسائل بیان کرتا رہا، امام اس کی غلطیاں بتاتا رہا۔ جب معاملہ طول پکڑ گیا تو خلیفہ غضب ناک ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہا:

''آج تم نے میری بہت مخالفت کی ہے، اب تم اپنے دوستوں کے پاس جا کر کہو گے کہ میں نے امیر المؤمنین کو لاجواب کر دیا اور مسائل میں اس کی بہت ساری غلطیاں نکالی ہیں۔ کیا خیال ہے تم ایسا ہی کرو گے نا؟'' اس امام نے کہا: ''اے خلیفہ! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس بات سے حیا کرتا ہوں کہ میرے دوست یہ بات جانیں کہ میں نے تم سے ملاقات کی ہے۔'' یہ سن کر خلیفہ مامون الرشید نے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے میری رعایا میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جو میرے پاس آنے سے حیا کرتے ہیں۔'' یہ کہہ کر خلیفہ سجدہ میں گر گیا۔ امام صاحب دربار سے واپس آگئے۔ وہ امام کوئی عام شخص نہیں بلکہ مشہور و معروف ولی حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اِسحاق حَرْبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 382: متبرَّک تربوز

حضرتِ سیِّدُنا ابوعلی رُوذَبارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری کی بہن فاطمہ بنتِ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا بیان ہے: بغداد میں دس نوجوان ایک ساتھ رہتے تھے۔ ان کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا تھا دن رات دنیوی مشاغل میں مصروف رہتے۔ ایک دن انہوں نے اپنے ایک دوست کو کسی کام سے بازار بھیجا۔ اس نے آنے میں کافی دیر کر دی سب اس پر بہت ناراض ہو رہے تھے۔ پھر وہ ہاتھوں میں ایک تربوز لئے ہنستا ہوا اپنے دوستوں کے پاس آیا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر دوستوں نے کہا: ''ایک تو تم آئے بہت دیر سے ہو اور ہنس بھی رہے ہو؟'' نوجوان نے کہا: ''میں آپ کے پاس ایک بہت ہی عجیب چیز لے کر آیا ہوں۔ یہ دیکھو! اس تربوز پر زمانے کے مشہور ولی حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے اپنا مُبارَک ہاتھ رکھا تھا، میں نے اسے بیس دینار میں خرید لیا۔''

یہ سن کرسب باری باری تربوز کو بڑی عقیدت ومحبت سے چوم کراپنی آنکھوں پر ملنے لگے۔ پھران میں سے کسی نے کہا: ''کیاتم میں سے کسی کومعلوم ہے کہ حضرتِ سیِّدُ نابِشْر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کواس عظیم مقام ومرتبے تک کس چیز نے پہنچایا؟'' سب نے کہا: ''تقویٰ و پر ہیز گاری نے۔'' یہ سن کراس نوجوان نے بآوازِ بلند اپنے دوستوں سے کہا: ''تم سب گواہ رہنا کہ میں اپنے تمام گناہوں سے تائب ہوکر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کررہاہوں۔'' یہ سن کر بقیہ دوستوں نے بھی بیک زبان کہا: ''ہم سب بھی اپنے گناہوں سے تائب ہوکر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہماری خطاؤں سے درگزرفرمائے۔''

پھر دس کے دس نوجوان شب وروز عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنے لگے۔ ایک قول کے مطابق انہوں نے ''طَرْسُوْس'' کی طرف جہاد میں شرکت کی اور لڑتے لڑتے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں جان دے دی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر383: شافی لُعابِ دہن

حضرت ابوالوَفا ابن عَقِیْل وَاعِظ کا بیان ہے کہ میں اپنی جوانی میں حضرتِ سیِّدُ نا ابنِ بَشْرَان وَاعِظ کی محفل میں اکثر حاضر ہوجایا کرتا تھا۔ ان دنوں میری آنکھ میں بہت زیادہ تکلیف رہتی اور اکثر سرخ رہا کرتی تھی، میں اس بیماری کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان تھا۔ ایک دن حسبِ معمول جب میں محفل میں شریک ہواتو ''بَکَّار'' نامی ایک شخص جو ابنِ بَشْرَان وَاعِظ کے منبر پر قالین بچھایا کرتا تھا۔ مجھے بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر میرے قریب آیا اور کہا: ''کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں اس محفل میں باقاعدگی سے آتا ہوا دیکھتا ہوں؟'' میں نے کہا: ''میں اس غرض سے آتا ہوں کہ کوئی ایسی بات سیکھوں جو مجھے میرے دین میں فائدہ دے۔''

اس نے کہا: ''تم محفل کے اختتام پر مجھ سے ملنا۔ جب محفل ختم ہوئی تو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک دروازے کے پاس لے گیا، دستک دی تو اندر سے پوچھا گیا: ''کون ہے؟'' کہا: ''بَکَّار۔'' پھر آواز آئی: اے بَکَّار! تم آج ایک مرتبہ یہاں آتو گئے ہو، اب دوبارہ کیوں آئے ہو؟'' بَکَّار نے کہا: ''میں ایک خاص حاجت سے آیا ہوں۔'' کسی نے ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم'' کہتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ ہم اندر داخل ہوئے تو سامنے ایک بزرگ سر پر چمڑے کی چادر ڈالے قبلہ رُو بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے سلام کیا بزرگ نے جواب دیا پھر میرے رفیق بَکَّار نے کہا: ''یا سیدی! یہ لڑکا باقاعدگی سے محفل میں حاضر ہوتا ہے اور بھلائی کا طالب ومحبّ ہے، حضور! اس کی آنکھوں کا مرض دائمی ہوگیا ہے۔ آپ اس کے لئے دعا فرمادیں۔''

میں بزرگ کے قریب گیا تو اس نے اپنے منہ میں اُنگلی ڈال کر باہر نکالی اور میری آنکھوں پر مَل دی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اُن کے لُعَابِ دَہن (یعنی تھوک) کی برکت سے مجھے ایسی شفا ملی کہ ساٹھ (60) سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج تک میری آنکھ میں دوبارہ تکلیف نہ ہوئی۔ جب میں نے ان کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو بتایا گیا: ''یہ زمانے کے مشہور ولی حضرتِ سیِّدُنا ابو بَکْر دِیْنَوَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

غیبی کنوئیں کا قیدی

حکایت نمبر384:

حضرتِ سیِّدُنا شَیْبَان بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: میرے والدِ محترم اور عبدُ الوَاحِد بن زَیْد جہاد کے ارادے سے ایک لشکر کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ہم نے ایک ایسے کنوئیں کے قریب قیام کیا جو بہت چوڑا اور گہرا تھا۔ لوگوں نے پانی نکالنے کے لئے کنوئیں میں ڈول ڈالا تو رسی کھل گئی اور ڈول کنوئیں میں ہی رہ گیا۔ لوگوں نے رسیاں باندھ کر ایک آدمی کو ڈول نکالنے کے لئے کنوئیں میں اُتارا۔ جب وہ کنوئیں میں اُترا تو کسی کی درد بھری آوازیں آنے لگیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی شدید مرض کی حالت میں کراہ رہا ہے۔ آواز سن کر وہ شخص واپس آ گیا اور لوگوں سے کہا: ''کیا تم نے بھی وہ آواز سنی ہے جو میں نے سنی؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں! ہم نے بھی وہ آواز سنی ہے۔'' پھر وہ لوہے کی ایک سلاخ لے کر واپس کنوئیں کی طرف گیا تاکہ اس کی مدد سے اندر پھنسے ہوئے مصیبت زدہ کو نکال سکے۔ جب پانی کی سطح کے قریب پہنچا تو ایک شخص تختے پر بیٹھا تھا، اس نے پکار کر کہا: ''تو جِنّ ہے یا انسان؟'' تختے پر بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: ''میں انسان ہوں۔'' پوچھا: ''کہاں کا رہنے والا ہے۔'' کہا: ''میں ''اَنْطَاکِیَہ'' کا رہائشی تھا۔ قرض ادا نہ کرنے کے جرم میں انتقال کے بعد مجھے اس کنوئیں میں قید کر دیا گیا۔ اَنْطَاکِیَہ میں میری اولاد ہے جو نہ تو مجھے یاد کرتی اور نہ ہی میرا قرض ادا کرتی ہے۔ بس اب میں اس کنوئیں میں قید ہو کر اپنے جرم کی سزا پا رہا ہوں۔''

یہ سن کر وہ شخص باہر نکل آیا اور اپنے دوستوں سے کہا: ''ایک بہت اہم مسئلہ درپیش ہے۔ پہلے اسے حل کرتے ہیں پھر جہاد کے لئے چلیں گے۔ چنانچہ، لشکر کے کچھ افراد اَنْطَاکِیَہ گئے اور کنوئیں میں قید شخص کا نام لے کر اس کے بیٹوں کا پتہ معلوم کر کے ان کے پاس پہنچے اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا: ''بخدا! وہ واقعی ہمارا والد ہے۔ آؤ! ہم اپنی زمین بیچ کر ابھی اپنے والد کا قرض ادا کر دیتے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے زمین بیچی اور سارا قرض ادا کر دیا۔'' لشکر سے گئے ہوئے افراد جب اَنْطَاکِیَہ

سے واپس اسی مقام پر پہنچے جہاں لشکر نے کنوئیں کے قریب قیام کیا تھا تو یہ دیکھ کران کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہاں دور دور تک کسی کنوئیں کا نام ونشان نہ تھا۔ وہ بڑے حیران ہوئے اور سفر پر روانہ ہونے لگے لیکن سورج غروب ہونے کو تھا لہٰذا انہوں نے وہ رات وہیں گزاری رات کو ان کے خواب میں وہی شخص آیا اور بہت شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

''اے راہِ خدا کے مسافرو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں اچھی جزا عطا فرمائے۔ تمہاری کوشش اور خیر خواہی کی وجہ سے جب میرے بیٹوں نے میرا قرض ادا کیا تو میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے کنوئیں کی قید سے نجات عطا فرما کر جنت کے اعلیٰ درجات میں جگہ عطا فرما دی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ لوگوں کو اچھا ٹھکانہ عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 385: مال جمع کرنا توکُّل کے منافی نہیں

حضرت سیِّدُنا عبدُ الْوَاحِد بن بَکْر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت رَقّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس موجود تھا۔ دورانِ گفتگو انہوں نے بتایا کہ میں نے محمد بن صَلْت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حَارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر سلام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر میں بھی کھڑا ہونے لگا تو آپ نے منع فرما دیا۔ جب وہ شخص بیٹھ گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ایک درہم دیتے ہوئے کہا: ''جاؤ! روٹی، مکھن اور برنی کھجوریں خرید لاؤ۔'' میں نے مطلوبہ چیزیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر کر دیں۔ آپ نے آنے والے کے سامنے رکھیں، اس نے کچھ کھائیں اور باقی چیزیں اپنے پاس رکھ لیں۔ کچھ دیر بعد وہ واپس چلا گیا۔ حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حَارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے مجھ سے فرمایا: ''اے بیٹے! کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کھڑا ہونے سے کیوں منع کیا؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' فرمایا: ''تمہارے اور اس شخص کے درمیان کوئی معرفت نہیں تھی میں نے چاہا کہ تمہارا کھڑا ہونا صرف رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہونا چاہئے تم چونکہ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو رہے تھے اس لئے میں نے تمہیں منع کر دیا۔''

پھر پوچھا: ''تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں درہم دیتے ہوئے یہ کیوں کہا کہ فلاں فلاں چیز لے آؤ۔'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' فرمایا: ''بے شک اچھا کھانا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنے کا سبب ہے۔'' پھر کہا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ وہ شخص بقیہ کھانا اپنے ساتھ کیوں لے گیا؟'' میں نے کہا: ''حضور! مجھے نہیں معلوم۔'' فرمایا: ''اِن لوگوں کے نزدیک جب تَوَکُّل درست ہو جائے تو پھر

کسی چیز کو اپنے پاس جمع کرنا کوئی ضرر نہیں دیتا۔'' پھر فرمانے لگے: جانتے ہو وہ آنے والا کون تھا؟ وہ حضرتِ سیِّدُ نا فَتْح مَوْصِلی علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے جو ہم سے ملاقات کے لئے آئے تھے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

سونے کا محل

حکایت نمبر386:

حافظ مُطَهَّر سَعْدِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی بہت متقی وپرہیز گار شخص تھے۔ مسلسل ساٹھ (60) سال تک اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کے شوق میں آنسو بہاتے رہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک رات میں نے اپنے آپ کو خواب میں ایک ایسی نہر کے کنارے پایا جس میں عمدہ مشک بہہ رہا تھا۔اس کے دونوں کناروں پر انتہائی قیمتی موتی بکھرے ہوئے تھے۔ پھر میں نے سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا محل دیکھا۔جس میں خوبصورت لڑکیاں بہترین لباس وزیورات سے آراستہ بلند آواز میں اس طرح اللہ ربُّ العزَّت کی پاکی بیان کر رہی تھیں: ''پاک ہے وہ پروردگار جس کی ہر زبان میں پاکی بیان کی جاتی ہے، وہ پاک ہے۔پاکی ہے اس کے لئے جس کے جلوے ہر جگہ ہیں، وہ پاک ہے،اس کے لئے پاکی ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ پاک ہے وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ۔''

میں نے جب ان کی تسبیح سنی تو پوچھا: ''تم کون ہو؟'' انہوں نے اپنی دلرُبا مسحور کُن آواز میں کہا: ''ہم رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں۔'' میں نے کہا: ''تم یہاں کیا کرتی ہو؟'' انہوں نے بیک زبان کہا: ''حضرت سیِّدُ نا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رب،لوگوں کے معبود، خدا عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں ان لوگوں کے لئے پیدا فرمایا ہے جو رات کو قیام کرتے ہیں اور اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے مناجات کرتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''آفرین ہے ان لوگوں پر! وہ خوش نصیب لوگ کون ہیں؟ جن کی آنکھیں اللہ تبارک وتعالیٰ تم سے ٹھنڈی کرے گا۔'' انہوں نے کہا: ''کیا تم ان لوگوں کو نہیں جانتے؟'' میں نے کہا: ''نہیں، میں انہیں نہیں جانتا۔'' کہا: کیوں نہیں! بے شک یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کی تلاوت کرتے، تہجد پڑھتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ایسے ہی خوش نصیب عبادت گزاروں کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔''

جب حافظ مُطَهَّر سَعْدِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے اپنا یہ خواب لوگوں کو سنایا تو کسی کہنے والے نے کہا: ''تعجب ہے ان لوگوں پر جن کی آنکھیں اس مختصر نیند کے جھونکے سے لذت پاتی ہیں کہ جس کے بعد موت تیار کھڑی ہے۔بے شک رات کو طویل قیام پر صبر کرنا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جانے سے بدر جہا بہتر وآسان ہے۔''

حکایت نمبر387: **ایک ولیہ کا عارفانہ کلام**

حضرتِ سیِّدُ نا اَبُو الْاَشْہَب ابراہیم بن مُھَلَّب علیہ رحمۃ اللہ الرب فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ دورانِ طواف میں نے ایک عورت کو دیکھا جو خانۂ کعبہ کا غلاف تھامے بڑے دردبھرے انداز میں یہ صدائیں بلند کر رہی تھی: ''اے اُنسیت کے بعد آنے والی وحشت! ہائے، عزت کے بعد ذلت! اے غناء کے بعد آنے والی تنگدستی ومحتاجی!'' اس کی درد بھری آواز سن کر میں نے پوچھا: ''تمہیں کیا غم ہے؟ کیا تمہارا مال واسباب گم ہوگیا ہے یا تمہیں کوئی بڑی مصیبت آپہنچی ہے؟''

وہ میری جانب متوجہ ہوئی اور کہا: ''مال واسباب نہیں بلکہ میرا دل گم ہوگیا ہے۔'' میں نے کہا: ''صرف اس مصیبت کی وجہ سے تم پریشان ہو؟'' اس نے کہا: ''دل گم ہوجانے اور محبوب سے جدا ہوجانے سے بڑی اور کیا مصیبت ہوگی؟'' میں نے کہا: ''تیری بلند آوازی وخوش آوازی نے سامعین کو طواف سے روک دیا ہے، اپنی آواز پست رکھ۔'' اس نے کہا: ''اے شیخ! یہ تیرا گھر ہے یا اس (پروردگار عَزَّوَجَلَّ) کا؟'' میں نے کہا: ''یہ گھر اسی کا ہے۔'' کہا: ''یہ تیرا حرم ہے یا اس کا؟'' میں نے کہا: ''یہ حرم بھی اسی خدائے بزرگ وبَرتر کا ہے۔'' کہا: ''اے شیخ! ہمیں چھوڑ دے! ہمیں اپنے محبوب سے جتنی اُلفت ومحبت اور ملاقات کا شوق ہے اسی قدر ہم اس کی بارگاہ میں عرض وناز کرتے ہیں۔'' پھر کہا: ''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ تجھے مجھ سے محبت کا واسطہ! مجھے میرا گمشدہ دل عطا فرما دے۔'' میں نے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔'' کہا: مجھ پر اس کی عظیم عنایتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ دیکھو! اس نے میرے لئے لشکر تیار کئے، جنہوں نے مال واسباب خرچ کیا پھر یہاں اس کے گھر تک پہنچے۔ میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے کفر وشرک کی تنگ وتاریک وادیوں سے نجات عطا فرما کر توحید کے مضبوط ومنور قلعہ میں داخل فرمایا، اور میں اس سے ناواقف تھی اس نے مجھے اپنی معرفت عطا فرمائی یہ تمام انعامات دے کر اس نے مجھ پر بے شمار بخششیں فرمائیں، کیا یہ اس کا عظیم کرم نہیں؟''

میں نے کہا: ''تجھے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے کتنی محبت ہے؟'' کہا: ''مجھے تمام اشیاء سے زیادہ اس سے محبت ہے۔'' میں نے کہا: ''کیا تو محبت سے واقف ہے؟'' کہا: ''اے شیخ! اگر میں محبت ہی کو نہ پہچانوں گی تو پھر کس چیز کو پہچانوں گی۔'' میں نے کہا: ''محبت کیسی ہوتی ہے۔'' بولی: ''شراب سے بھی زیادہ رقیق (یعنی پتلی)۔'' میں نے پوچھا: ''محبت کیا ہے؟'' جواب دیا: ''وہ ایسی شئے ہے جسے حلاوت ومٹھاس سے گوندھا گیا، عظمت وجلال کے برتنوں میں اس کا خمیر تیار ہوا، اس کی مٹھاس نہ ختم ہونے والی ہے۔ جب محبت کی زیادتی ہوتی ہے تو وہ ایسا سرکہ بن جاتی ہے جو ہلاک اور جسم کو بے کار کر دیتا ہے۔ محبت ایسا شجر ہے کہ جس کا اُگانا نہایت دشوار لیکن اس سے حاصل ہونے والے پھل نہایت لذیذ ہوتے ہیں۔'' پھر وہ عورت ایک جانب روانہ

ہوگئی اوراس کی زبان پر چند اشعار جاری تھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''پریشان حال شخص جو مصیبت اوراس پر صبر کرنا نہ جانے تو اس کے لئے آنکھوں میں ایسے آنسو بھر آتے ہیں جن کے ساتھ رونا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے، اور جس کا جسم غم وحزن کی وجہ سے نحیف ولاغر ہو گیا اور محبت کی آگ نے اسے جلا ڈالا ہو تو وہ اپنے زخموں کا علاج غم اور مصیبتوں کو برداشت کرنے کے ذریعے کرے۔ خاص طور پر وہ محبت جس کا ارادہ بھی مشکل ہوتا ہے تو جب محبت وکرم کی زیادتی کی امید، فنا ہو جانے پر موقوف ہو تو زندگی دوبھر و دشوار ہو جاتی ہے۔''

وہ اشعار پڑھتی ہوئی جارہی تھی اور میں حیرت سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا کہ اس عورت نے کیسا عارفانہ کلام کیا ہے۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ جسے چاہے نوازے، جس پر چاہے اپنی خاص عنایت فرمادے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی اپنی سچی محبت عطا فرمائے ہم پر ایسا خاص لطف وکرم فرمائے کہ ہم ہر آن ہر گھڑی اس کی یاد میں مگن رہیں، بس ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے اسی کے جلوے اور دل میں اسی کی یاد موجزن رہے۔ ہر ہر لمحہ اس کی عبادت واطاعت میں گزرے۔اے کاش! ہمیں ایسی محبت ملے کہ ہمیں اپنا ہوش نہ رہے بس اسی کی محبت میں گم رہیں۔)

؎ محبت میں اپنی گما یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ ‏ نہ پاؤں میں اپنا پتا یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾

حکایت نمبر388: دردِ دل کی دوا

حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ ایک عورت کو دیکھا جس کے چہرے سے عبادت وریاضت کا نور ٹپک رہا تھا۔اس نے قریب آکر سلام کیا اور میں نے جواب دیا۔اس نے مجھ سے کہا: ''تم کہاں سے آرہے ہو؟'' میں نے کہا: ''میں ایسے حکیم کے پاس سے آرہا ہوں جس جیسا کوئی اور نہیں۔'' یہ سن کر عورت نے ایک زوردار چیخ ماری اور کہا: ''افسوس ہے! ایسے حکیم کے ساتھ رہتے ہوئے تمہیں کیا سوجھی کہ تم نے اس سے دوری اختیار کرلی اور سفر پر چلے آئے۔ حالانکہ وہ تو غرباء کا انیس، کمزوروں کا مددگار اور غلاموں کا مولیٰ ہے۔ پھر تیرے نفس نے اس سے جدائی کی جرأت کیسے کی۔''

اس عورت کے عارفانہ کلام سے میرا دل بھر آیا اور میں زور زور سے رونے لگا۔ مجھے روتا دیکھ کر اس نے پوچھا: ''تجھے

کس چیز نے رُلایا؟'' میں نے کہا: ''مرض کو دوا مل گئی اب جلد ہی شفا مل جانے کی امید ہے۔'' کہا: ''اے مسافر! اگر تو اپنی بات میں سچا ہے تو پھر رویا کیوں؟'' میں نے کہا: ''کیا سچے لوگ روتے نہیں۔'' کہا: ''نہیں، کیونکہ رونا تو دل کی راحت ہے اور اہلِ عقل کے ہاں تو یہ نقص (یعنی خامی) شمار ہوتا ہے۔'' میں نے کہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نیک بندی! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا جس سے اللہ ربُّ العزَّت مجھے نفع عطا فرمائے۔'' کہا: ''ہائے افسوس! جس حکیم کے پاس تو رہتا ہے اس کی قربت مل جانا ہی بہت بڑا فائدہ ہے۔ کیا اس عظیم دولت کے مل جانے کے باوجود تو مزید کسی اور شئے کا طالب بنتا ہے؟'' میں نے کہا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر تو مناسب سمجھے تو مجھے کوئی نفع بخش چیز سکھا دے۔'' اس نے کہا: ''اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کا شوق رکھتے ہوئے اس کی خوب عبادت کر، بے شک وہ اپنے اولیاء کے لئے تجلّی فرمائے گا۔ یہ اس لئے ہے کہ اس نے اپنے اولیاء کو دُنیا میں اُلفت کا ایسا جام پلایا ہے کہ اس کے بعد انہیں کبھی پیاس نہیں لگتی۔'' یہ کہہ کہ وہ زاروقطار روتے ہوئے اس طرح التجائیں کرنے لگی:

''اے میرے مالک! اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تو کب تک مجھے اس ناپائیدار دُنیا میں رکھے گا جہاں میں کسی کو بھی ایسا نہیں پاتی جو میری مصیبت میں میرا مددگار ثابت ہو۔'' پھر وہ اس حال میں رخصت ہوئی کہ اس کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں اور زبان پر ایک شعر جاری تھا جس کا مفہوم یہ ہے: ''بندہ جب اپنے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں گم ہو جائے تو پھر اسے کسی ایسے طبیب کی امید نہیں رہتی جس سے وہ علاج کروائے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 389: کھنڈرات کا مکین

حضرتِ سیِّدُنا علی بن عبداللہ بن سَہْل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن اَخْوَم کو یہ فرماتے سنا: ''ایک مرتبہ میں ساحلِ سمندر پر چلا جا رہا تھا کہ راستے میں میری ملاقات ایک عورت سے ہوئی جو قریبی علاقے سے آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! کہاں جا رہی ہو۔'' کہا: ''سامنے کھنڈرات میں موجود ایک عمارت میں میرا بیٹا رہتا ہے میں اسی کے پاس جا رہی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ کھنڈرات کی جانب روانہ ہو گئی، میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ کھنڈرات میں موجود ایک بوسیدہ عمارت کے پاس پہنچ کر میں نے کسی کو یہ کہتے سنا:

''مشتاق (یعنی شوقِ دیدار رکھنے والے) کے لئے سکون وقرار نہیں ہوتا وہ گھومتا رہتا ہے اور خوشیاں اس کی مِلک نہیں

ہوتیں۔اس کے دل کی مونس وغم خوار طویل رات ہوتی ہے جو اسے لذت وسکون فراہم کرتی ہیں اور دن کی روشنی اسے وحشت میں مبتلا کر دیتی ہے اسی طویل رات سے وہ اپنا مقصد ومدّ عا پورا کرتا ہے اور معرفت حاصل کرتا رہتا ہے۔عبادت وریاضت اور صحراؤں میں گھومنے پھرنے کو وہ اپنا شیوا بنالیتا ہے اور یہ اس کا ہر وقت کا مشغلہ بن جاتا ہے۔''

یہ اس عورت کا بیٹا تھا جو اس طرح کلام کر رہا تھا۔ میں نے عورت سے پوچھا:''تمہارا بیٹا یہاں کتنے عرصے سے رہ رہا ہے۔''اس نے کہا:''جب سے میں نے اسے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے وقف کیا اور اس نے اسے اپنی عبادت کے لئے قبول فرمایا ہے اس وقت سے یہ اس ویرانے میں مصروفِ عبادت ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم}

حکایت نمبر390: سیاہ فام خادمہ کی نصیحت بھری گفتگو

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کہتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سنا:''ایک مرتبہ میں بنی اسرائیل کے''تِیہ''نامی جنگل میں گھوم رہا تھا کہ میری ملاقات ایک سیاہ فام لونڈی سے ہوئی۔وہ یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں ایسی مگن تھی کہ آس پاس کی خبر ہی نہ تھی۔وہ مسلسل آسمان کی جانب دیکھے جارہی تھی۔میں نے قریب جا کر کہا:''اے میری بہن!اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔''اس نے کہا:''وَعَلَیْکُمُ السَّلَام،اے ذُوالنُّون مِصری!''جب میں نے اس کی زبان سے اپنا نام سنا تو حیران ہو کر پوچھا:''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی!تو نے میرا نام کیسے جانا؟حالانکہ آج سے قبل ہماری کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔''اس نے کہا:''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جسموں کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل روحوں کو پیدا فرمایا،پھر وہ روحیں عرشِ معلّٰی کے گرد گھومتی رہیں۔ان میں سے جن روحوں نے ایک دوسرے کو وہاں پہچانا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے اُنس رکھتی ہیں اور جنہوں نے وہاں نہ پہچانا ان میں آپس میں اختلاف ہے۔میری روح نے تیری روح کو عرشِ معلّٰی کے گرد پہچان لیا تھا اسی لئے آج بھی وہ تجھ سے واقف ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''میں اس سیاہ فام لونڈی کی یہ حکیمانہ گفتگو سن کر حیران ہو گیا۔''میں نے اس سے کہا:''اے نیک بی بی!میں تجھے دانا وعقلمند سمجھتا ہوں۔**اللہ** ربُّ العزّت نے جو چیز تجھے سکھائی ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ سکھا دے۔''اس نے کہا:''اے ابوفیض!اپنے اعضاء پر میزان کا خوف طاری کر لے یہاں تک کہ تیرے جسم کی ہر وہ چیز پگھل جائے جو غیر اللہ کے لئے ہو۔بس تیرا دل باقی رہے اور اس کی بھی یہ حالت ہو کہ اس میں **اللہ** ربُّ العزّت کے علاوہ کسی کا

خیال نہ ہو۔اگر تو ایسا کرے گا تو وہ تجھے ایک عظیم ُالشان دروازے تک لے جائے گا اور تجھے ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے گا اور تیرے پڑوسیوں کو تیری اطاعت کا حکم دے گا۔'' میں نے کہا:'' اے میری بہن! مجھے مزید کچھ نصیحتیں کر۔'' کہا:'' اے ابوفیض! اپنے نفس کو اپنے لئے نصیحت کرنے والا بنالے۔ جب تو خلوت میں ہو تو اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کر، وہ تیری ہر پکار پر تجھے جواب دے گا۔'' یہ کہہ کر وہ ایک طرف روانہ ہوگئی۔ میں کافی دیر تک وہیں کھڑا اس کی حکمت بھری باتوں میں غور وفکر کرتا رہا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر391: مُردہ بول اُٹھا......!

حضرتِ سیِّدُنا ابوعلی رُوذَبَارِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: میں حضرتِ سیِّدُنا مَرْعَشِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس اَنْطَاکِیَہ گیا، ان کا ایک شاگرد گورکن (یعنی قبر کھودنے والا) تھا۔اب اس نے اس پیشے کو بالکل ترک کر دیا تھا۔ جب میں نے وجہ پوچھی تو اس نے اپنا ایک واقعہ کچھ یوں بیان کیا:'' میں اُجرت پر لوگوں کی قبریں کھودا کرتا تھا۔ایک مرتبہ قبر کھودتے ہوئے میں ایک کافی پرانی قبر میں جا گرا اور میرا پھاوَڑا قبر پر رکھی ہوئی اینٹ پر لگا تو قبر کا اندرونی منظر ظاہر ہوگیا۔ میں نے ایک نوجوان کو قبر میں لیٹے ہوئے دیکھا اس کا جسم بالکل تروتازہ تھا، بہترین خوشبودار ہوا نے اس کی نورانی داڑھی کے سیاہ بالوں کو ایک سمت کر رکھا تھا۔اس کا کفن بالکل صحیح وسالم تھا گویا آج ہی پہنایا گیا ہو۔ اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں اور میری طرف متوجہ ہوکر کہا: ''اے میرے بھائی! کیا قیامت قائم ہوگئی؟'' میں نے ڈرتے ہوئے کہا:''نہیں، ابھی قیامت قائم نہیں ہوئی۔''

یہ سن کر اس نے بڑی ہی پیاری آواز میں کہا:'' میرے بھائی! میری قبر کو بند کر دو۔'' میں نے فوراً اس کے چہرے پر کفن ڈالا اور قبر بند کر کے واپس چلا آیا اور پھر قسم کھالی کہ آئندہ کبھی بھی کسی کی قبر نہیں کھودوں گا۔''

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ** ربُّ العزَّت نے انسان کو دنیا میں ایک مقررہ مدت کے لئے بھیجا ہے جب اس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو وہ اپنے اعمال کے ذخیرہ کے ساتھ قبر میں منتقل ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے مطابق اس کا حشر ہوتا ہے۔ اگر نیک ہو تو اس کے لئے قبر میں جنت کی کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں اور وہ پُرسکون نیند سو جاتا ہے۔ موت سے لے کر قیامت تک کی ہزارہا سال کی مدت اس کے لئے بہت قلیل کر دی جاتی ہے۔ جبکہ گناہ گاروں کی قبر میں طرح طرح کے عذابات تیار ہوتے ہیں اور اس پر یہ مدت بہت طویل کر دی جاتی ہے۔ **اللہ** ربُّ العزَّت اعمالِ صالحہ کو ہماری اندھیری قبر کا چراغ بنائے اور ہمیں عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر392:

اہلِ ایلیاء پر غضبِ جبّار عَزَّوَجَلَّ

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن زِیَاد بن اَنْعُم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیھم السلام میں سے ایک نبی حضرت سیِّدُنا اَرْمِیَا علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ''اے اَرْمِیَا! اپنی قوم کو میرے عذاب سے ڈراؤ! بے شک ان کے پاس ایسے دل ہیں جو سمجھتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ حق کو نہیں دیکھتے، نہ ہی اپنے کانوں سے حق بات سنتے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ انہوں نے میری اطاعت کا کیا صلہ پایا اور میری نافرمانی کا انہیں کیسا عذاب ملا؟ ان سے پوچھو کیا کسی نے میری نافرمانی کر کے خوش بختی حاصل کی ہے؟ کیا کبھی کوئی میری اطاعت وفرمانبرداری کے باوجود بدبخت ہوا ہے؟ بے شک جانوروں میں بھی اتنی سمجھ ہوتی ہے کہ وہ اپنے باڑوں کو پہچان لیتے اور شام کو واپس اپنے مقامات پر آ جاتے ہیں۔ بے شک اس قوم نے میرے ان احکامات کو پسِ پشت ڈال دیا جن پر عمل پیرا ہو کر ان کے آباؤ اجداد نے کرامت وبزرگی حاصل کی۔ لیکن یہ لوگ بغیر کسی اچھائی اور نیک اعمال کے بزرگی وعظمت کے خواہاں ہیں حالانکہ ان کے سردار و بادشاہ میری نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے علماء نے باوجودِ علم میرے حکمت بھرے احکام سے فائدہ نہ اٹھایا، انہوں نے اپنے دلوں میں بیکار باتوں کو جمع کیا اور اپنی زبانوں کو جھوٹ کا عادی بنالیا ہے۔

مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم! میں ان پر ایسے شدید لشکر مسلّط کروں گا جو انہیں نہ پہچانیں گے۔ ان کی کچھ رعایت نہ کریں گے۔ نہ یہ اُن کی زبان سمجھیں گے نہ وہ اِن کی۔ وہ اِن کی آہ وبُکا سن کر ان پر رحم نہیں کھائیں گے۔ میں ان پر ایسا سخت غضب ناک وسنگ دل بادشاہ مسلط کروں گا کہ جس کے پاس بادلوں کی طرح لشکر ہوں گے۔ ان کا حملہ عقاب کے حملوں کی طرح تیز ہوگا۔ ان کے گھوڑوں کی پیٹھیں بڑے بڑے پرندوں کے پروں کی طرح ہوں گی۔ وہ ان کی آبادی کو تباہ وبرباد کر ڈالیں گے۔ ان کی بستیوں کو ویران کر دیں گے۔ بربادی ہے ''ایلیاء'' اور اس کے مکینوں کے لئے! میں نے ان پر ''سبایہ'' کو کس طرح مسلط کیا۔ انہیں کس طرح قتل وغارت کے ذریعے ذلیل کیا۔ ان کے خوشی وحسرت کے شوروغل کو پرندوں اور جانوروں کی آوازوں سے بدل دیا یعنی ان کے مرنے کے بعد اب وہاں ایسی ویرانی ہے کہ اُلّو بول رہے ہیں۔ ان کی عورتوں کو عزّت کے بعد کیسی ذِلّت کا سامنا کرنا پڑا۔ شِکم سیری کے بعد جان لیوا بھوک ان پر مسلّط ہوگئی۔ میں ضرور ان کے گوشت کو زمین کے لئے کھاد بنادوں گا پھر ان کی ہڈیاں سورج کی روشنی میں بغیر گوشت کے چمکتی ہوں گی۔''

حضرتِ سیِّدُنا اَرْمِیَا علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے خالقِ کائنات! اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! کیا تو اس قوم کو ہلاک اور اس شہر کو تباہ وبرباد کردے گا؟ حالانکہ اس کے مکین تو تیرے خلیل حضرتِ

ابراہیم علیہ الصلوۃ و السلام کی اولاد، تیرے نبی حضرتِ موسیٰ و داؤد علیہما الصلوۃ و السلام کی امت اور قوم میں سے ہیں۔ میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جب تو ایسی امت کو بھی ہلاک کر دے گا تو پھر تیری خفیہ تدبیر سے کون محفوظ رہے گا۔ پھر کون ہو گا جو تیری نافرمانی کی جرأت کرے گا؟''

اللہ ربُّ العزَّت نے وحی نازل فرمائی: ''اے اَرْمِیَا! میں نے ابراہیم، موسیٰ اور داؤد کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی وجہ سے عظمت و بزرگی سے نوازا۔ انہوں نے یہ بلند مرتبہ میری اطاعت کے ذریعے ہی حاصل کیا۔ بے شک پہلے لوگوں میں بھی ایسے لوگ تھے جو میری نافرمانی پر جری ہوئے۔ اب تیرے زمانے میں بھی نافرمان لوگ موجود ہیں۔ انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں، درختوں کے سایوں اور وادیوں کے دامن میں میری نافرمانی کی تو میں نے آسمان کو حکم دیا تو وہ ان پر لوہے کی طرح ہو گیا اور زمین کو حکم دیا تو وہ تانبے کی مانند ہو گئی۔ پھر نہ ان پر آسمان نے پانی برسایا، نہ زمین نے کھیتی اگائی۔ اگر بارش ہوتی تھی تو فقط اس وجہ سے کہ میں نے جانوروں پر رحم و کرم کیا۔ اور جب کبھی زمین نے فصل اگائی تو میں نے فصلوں پر گرد و غبار، تیز ہوائیں اور ٹڈیاں مسلط کر دیں جن سے ان کی فصلیں تباہ و برباد ہو گئیں اور جو تھوڑی بہت فصل انہوں نے کاٹ کر گھروں میں رکھی تو میں نے اس سے برکت اٹھا لی، انہوں نے میری راہ کو چھوڑ دیا تو میں بھی نہ تو ان کی پکار سنوں گا اور نہ ہی ان کی مدد کروں گا۔'' (الامان والحفیظ)

(**اللہ** ربُّ العزَّت ہم سب کو اپنے قہر و غضب سے محفوظ رکھے۔ اپنی دائمی رضا عطا فرمائے اور اپنے رحم و کرم کے سائے میں ہمیشہ امن و امان سے رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 393: حضرت سلیمان تَمِیْمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا دِلنشین کلام

حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل بن نُصَیْبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے سخت گرمیوں کی آگ برساتی دوپہر میں حضرتِ سیِّدُنا سلیمان تَمِیْمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے فرما رہے تھے: ''جب محبت سچی و مستحکم ہو تو گرمی کو دور کر دیتی ہے۔ بے شک **اللہ** تبارک و تعالیٰ اپنے مُحِبِّیْن کے دلوں کو گرمی و سردی برداشت کرنے کی قوت عطا فرما کر ان کی شدت سے محفوظ رکھتا ہے۔ ان کے دلوں میں محبت کی جو ٹھنڈک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ڈالی ہے وہ اس سے سرور پاتے ہیں۔ ہر وقت اس کی محبت میں گُم رہنا اور گڑ گڑا کر رونا ان کا معمول ہوتا ہے۔''

یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک آہِ سرد دلِ پُر درد سے کھینچی اور فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں گُم رہنے والے

خوش بخت لوگ ہمیشہ محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی لذّت سے مسرور رہتے اور اسی حالت میں اس دارِ فانی سے دارِ عقبیٰ کی طرف کُوچ کر جاتے ہیں۔ ہائے! کتنا عمدہ ہے وہ مرض جس کی دوا معلوم نہ ہو۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک زوردار چیخ مار کر فرمایا: ''اُن پاکیزہ صفات لوگوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اخلاص والا معاملہ رکھا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بھی ان پر محبت وکرم کی خوب برسات فرمائی۔ آہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے محبّین پر جودوکرم کی جو بارش برساتا ہے لوگ اگر اس کی انتہائی قلیل مقدار کو بھی جان لیتے تو حسرت سے مر جاتے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے محبین کو جو سعادتیں عطا فرماتا ہے کوئی اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم}

حکایت نمبر394:

کفن چور کی توبہ

حضرتِ سیِّدُنا ابو اِسحاق فَزَاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ''ایک شخص اکثر ہماری محفل میں آیا کرتا تھا مگر اس کا آدھا چہرہ ہمیشہ چُھپا رہتا۔ ایک مرتبہ میں نے اس سے پوچھا: ''تم اپنا آدھا چہرہ چھپائے رکھتے ہو، اس کی کیا وجہ ہے؟ مجھے اس راز سے آگاہ کرو۔''

اس نے کہا: ''اگر آپ امان عطا فرمائیں تو میں اپنا معاملہ بتاتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''بتاؤ! اصل معاملہ کیا ہے؟'' اجازت ملنے پر اس نے اپنی داستانِ عبرت نشان کچھ اس طرح سنائی: ''میں کفن چور تھا، میں نے کئی قبروں سے کفن چُرائے۔ جب بھی کسی نئی قبر کے متعلق معلوم ہوتا فوراً وہاں پہنچ کر کفن چُرا لاتا۔ ایک مرتبہ ایک عورت کا انتقال ہوا جب اسے دفنا دیا گیا تو میں رات کو قبرستان پہنچا اور قبر کھودنا شروع کی۔ جب اینٹیں ہٹا کر کفن کی ایک چادر نکالی اور دوسری چادر کھینچنے لگا تو اچانک اس عورت کے بے جان جسم نے حرکت کی اور چادر کو تھام لیا۔ میں نے کہا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ تم مجھ پر غالب آجاؤ گی؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔'' یہ کہہ کر میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور پوری قوت سے کفن کھینچنے لگا۔ یکایک عورت نے ایک زوردار تھپڑ میرے چہرے پر مارا۔ درد کی شدت سے میں بے قرار ہو گیا اور میرے چہرے پر بہت زیادہ جلن ہونے لگی۔'' یہ کہہ کر اس کفن چور نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو اس کے گال پر انگلیوں کے نشان بالکل واضح تھے۔ میں نے کہا: ''اچھا، پھر کیا ہوا؟'' کہا: ''پھر میں نے چادر واپس اس عورت پر ڈال دی اور جلدی جلدی قبر پر مٹی ڈال کر برابر کر دیا اور پختہ ارادہ کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کبھی بھی کفن نہیں چراؤں گا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے سابقہ گناہوں کو معاف فرمائے اور مجھے توبہ پر استقامت عطا فرمائے۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابو اِسحاق فَزَارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ''اس کفن چور کا سارا واقعہ لکھ کر میں نے حضرتِ سیِّدُنا امام اَوزَاعِی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے یہ جواب لکھ کر بھیجا: ''تیرا بھلا ہو اس سے پوچھ! جو مسلمان قبلہ رُو دفنائے

گئے کیا سب کے چہرے قبلہ سمت ہی تھے یا قبلہ سے پھر چکے تھے۔'' میں نے کفن چور سے جب یہ سوال کیا تو اس نے کہا: ''میں نے جن لوگوں کے کفن چرائے ان میں سے اکثر کے چہرے قبلہ سے پھر چکے تھے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا ابو اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: ''میں نے یہ بات لکھ کر امام اَوْزَاعِی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں بھیجی تو انہوں نے جواباً یہ تحریر بھجوائی: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ'' اے اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق! جن لوگوں کے چہرے قبلہ سے پھر چکے تھے ان کا خاتمہ سنت پر نہیں ہوا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی حفظ وامان میں رکھے، ہمارا خاتمہ حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت پر فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس داستانِ عبرت نشان میں ہمارے لئے عبرت کے بے شمار مدنی پھول ہیں۔ کتنا تشویش ناک معاملہ ہے کہ جو لوگ سنتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں، احکامِ شریعت پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور دُنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں ان کے ساتھ قبر میں انتہائی وحشت ناک معاملہ ہوتا ہے۔ قبر و آخرت میں لمحہ بھر کا عذاب بھی برداشت سے باہر ہے۔ ہمارے نازک جسم جہنم کی بھڑکتی ہوئی دِلوں تک پہنچنے والی سخت آگ کا سامنا نہیں کر سکتے۔ اگر اسی طرح غفلت ومعصیت بھری زندگی گزارتے رہے اور اسی حالتِ بد میں پیغامِ اَجل آ پہنچا تو بہت ذلت ورسوائی اور دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جھٹ پٹ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لیجئے اور رو رو کر خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگ لیجئے۔ مؤمنوں پر رحم وکرم فرمانے والے نبیٔ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی سنّتوں کو اپنا کر ان کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو جایئے۔ درود وسلام کی کثرت کیجئے اور عبادت وریاضت کی طرف راغب ہو جایئے۔)

؎ عاصیو! تھام لو دامن اُن کا وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کنیز کا علمی مقام

حکایت نمبر395:

حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ دورانِ طواف اچانک ایک نور ظاہر ہوا جو آسمان تک بلند تھا۔ میں اس منظر کو دیکھ کر بہت متعجب ہوا۔ طواف مکمل کر کے اس نور کے متعلق غور وفکر کرنے لگا یکا یک ایک دردناک وغمگین آواز سنائی دی، میں نے اس سمت رُخ کیا تو ایک کنیز خانۂ کعبہ کا غلاف تھامے چند اَشعار پڑھ رہی تھی جن کا مفہوم یہ ہے: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ تو ہی میرا محبوب ہے۔ ایک سال اور گزر گیا، میرا جسم اور آنسو میرے راز پر نوحہ کرتے ہیں۔ اے میرے محبوب! میں نے اب تک محبت کو چھپائے رکھا۔ اب میں عاجز آ گئی ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی درد بھری فریاد نے میرا دل غمگین کر دیا میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ وہ پھر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں ملتجی ہوئی: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تجھے اس محبت کا واسطہ جو تو مجھ سے کرتا ہے مجھے بخش دے۔ میری مغفرت فرما دے۔''

وہ مسلسل اسی جملے کا تکرار کر رہی تھی۔ مجھے یہ بات بہت بڑی معلوم ہوئی میں نے اس سے کہا: ''تو جو اتنی بڑی بات کہہ رہی ہے کہ ''اس محبت کا واسطہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ سے کرتا ہے'' کیا تجھے یہ کافی نہیں تھا کہ تو اس طرح کہتی ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے تجھ سے جو محبت ہے اس کا واسطہ۔'' کہا: ''اے ذُوالنُّون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! مجھ سے دُور ہو جا، کیا تو نہیں جانتا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے محبت کرنے سے پہلے ہی ان سے محبت کرتا ہے؟ کیا تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سُنا؟ ''فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ (پ٦، المآئدۃ: ٥٤) ترجمۂ کنزالایمان: تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔'' دیکھو! اس آیتِ مبارکہ میں پہلے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان سے محبت کا ذکر ہوا بعد میں ان کی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کا ذکر ہوا۔'' حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''کنیز کا علمی مقام دیکھ کر میں نے پوچھا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں ذُوالنُّون مِصْرِی ہوں؟''

کہا: ''اے ذُوالنُّون! دِل، رموز واَسرار کے میدان میں گھومتے رہتے ہیں۔ میں نے خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی معرفت کی بدولت تجھے پہچانا۔ اب ذرا پیچھے کی جانب دیکھو۔'' میں نے پیچھے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ جب دوبارہ اس کی طرف نظر کی تو وہ وہاں موجود نہ تھی۔ نہ جانے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ میں نے اُسے خوب تلاش کیا مگر وہ کہیں نظر نہ آئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 396: محبت کا لباس

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن ابوحَوَارِی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مَیں مُوسِمِ سرما میں حضرتِ سیِّدُنا ابوسلیمان دَارَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی کے ہمراہ سفرِ حج پر تھا۔ سردی سے جسم اَکڑا جا رہا تھا بہت موٹا لباس پہننے کے باوجود سردی کی شدت سے جسم کپکپا رہا تھا۔ جب کھانے کے لئے ایک جگہ قیام کیا تو معلوم ہوا کہ سامان کا تھیلا راستے میں کہیں گر گیا ہے۔ میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابوسلیمان دَارَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی کو بتایا تو انہوں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح التجا کی:

''اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' اے گمشدہ چیزوں کو لوٹانے والے! اے گمراہیوں سے بچا کر ہدایت دینے والے!

ہمارا گمشدہ سامان ہمیں لوٹا دے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی اپنی مناجات ختم بھی نہ کر پائے تھے کہ یکا یک کسی منادی کی ندا سنائی دی: ''کیا کسی کا تھیلا گم ہوا ہے؟'' میں نے سنا تو اپنا تھیلا لے لیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہمارا رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہمیں ایسی حالت میں نہیں چھوڑے گا کہ ہم پانی سے محروم رہیں، وہ ہمیں پیاسا نہیں رکھے گا۔'' ہم کھانا وغیرہ کھا کر اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔ راستے میں ایک ایسا شخص ملا کہ جس نے عام سا باریک لباس پہنا ہوا تھا۔ انتہائی گرم لباس میں بھی ہم پر کپکپاہٹ طاری تھی مگر اس کے جسم پر پسینہ نمودار ہو رہا تھا۔ ہم بڑے حیران ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کہا: ''اگر تم قبول کرو تو ہم تمہیں گرم لباس اور چادریں پیش کریں؟''

اس نے کہا: ''اے دَارَانِی! سردی اور گرمی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق ہیں۔ اگر وہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ انہیں حکم دے گا کہ وہ مجھ پر چھا جائیں تو وہ ضرور مجھ تک پہنچ کر رہیں گی اور اگر حکم فرمائے گا کہ وہ مجھے چھوڑ دیں تو ضرور مجھ سے دور رہیں گی۔'' اے ابوسلیمان دَارَانِی! تم تو زاہد مشہور ہو، پھر بھی سردی سے خوفزدہ ہو؟ میں اس جنگل میں تقریباً تیس (30) سال سے رہ رہا ہوں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! نہ تو مجھ پر کبھی لرزہ طاری ہوا اور نہ ہی میں کبھی سردی کی شدت سے کانپا۔ میرا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سردیوں میں مجھے اپنی محبت کا گرم اور گرمیوں میں اپنی محبت کی ٹھنڈک کا سرد لباس پہناتا ہے۔'' پھر وہ یہ کہتے ہوئے واپس پلٹ گیا: ''اے ابوسلیمان دَارَانِی! تم روتے اور چیختے بھی ہو اور آرام دہ چیزوں سے سکون بھی حاصل کرتے ہو! تمہارا بھی بڑا عجیب معاملہ ہے۔''

اس اجنبی عارف کی یہ بات سُن کر حضرت سیِّدُنا ابوسلیمان دَارَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: ''اس شخص کے علاوہ مجھے کسی نے نہیں پہچانا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر 397: اہلِ سنت پر کرمِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی برسات

حضرتِ سیِّدُنا ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن عَمْرَوَیْہ صَفَّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار جو کہ اِبْنِ عَلَم کے نام سے جانے جاتے ہیں، کا بیان ہے کہ میں نے حضرت محمد بن نَصر صَایِغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا: ''میرے والدِ محترم نمازِ جنازہ پڑھنے کے بہت دِلدادہ (یعنی شوقین) تھے۔ جاننے والے ہوں یا انجان سب کے جنازوں میں شریک ہوتے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اے میرے لختِ جگر! ایک مرتبہ میں کچھ ضروری سامان خریدنے بازار گیا تو ایک جنازہ دیکھا جس کے ساتھ بہت ہجوم تھا۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا، ان میں سے کوئی بھی میرا جاننے والا نہ تھا، سب اجنبی معلوم ہو رہے تھے۔ نمازِ جنازہ ادا کرنے کے

بعد ہم قبرستان گئے ۔ جب میت کو قبر میں اتارا جارہا تھا تو میں نے دو آدمیوں کو قبر میں اُترتے دیکھا ایک تو باہر نکل آیا مگر دوسرا قبر ہی میں رہ گیا۔ لوگ جب واپس جانے لگے تو میں نے پکار کر کہا: ''اے میرے بھائیو! میت کے ساتھ ایک زندہ شخص بھی دفنا دیا گیا ہے۔'' لوگوں نے کہا: ''یہ تمہارا وَہم ہے ورنہ ایسی کوئی بات نہیں۔'' میں نے بھی اسے اپنا وہم سمجھا اور واپس پلٹ آیا۔ پھر سوچا کہ میں نے اپنی جیتی جاگتی آنکھوں سے خود دو آدمی قبر میں اترتے دیکھے جن میں سے ایک تو نکل آیا مگر دوسرا قبر ہی میں موجود ہے۔ اب میں قبر کے پاس ہی موجود رہوں گا یہاں تک کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ یہ راز منکشف فرما دے۔ چنانچہ، میں دوبارہ قبر کے پاس آیا۔ دس، دس مرتبہ سورۂ یٰسین اور سورۂ مُلک کی تلاوت کی، پھر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور روتے ہوئے یوں التجا کی:

''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جو کچھ میں نے دیکھا اس کا راز مجھ پر منکشف فرما۔ بے شک! میں اپنے دِین اور عقل کے زائل ہونے سے خوفزدہ ہوں، اے پروردگارِ عالَم عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر یہ راز منکشف فرما دے۔'' ابھی میں مصروفِ اِلتجا ہی تھا کہ اچانک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک شخص نکل کر ایک جانب چل دیا۔ میں اس کے پیچھے دوڑا اور کہا: ''اے شخص! تجھے تیرے معبود کا واسطہ! رُک جا اور میرے سوال کا جواب دے۔'' لیکن اس نے میری طرف توجہ نہ دی اور مسلسل چلتا ہی رہا، دوسری اور تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا میں نے پھر پکار کر کہا: ''اے شخص! میں تیری رفتار کا مقابلہ نہیں کر سکتا، تجھے تیرے معبود کی قسم! رُک کر میرے سوال کا جواب دے۔'' اس مرتبہ وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا: ''کیا تم ہی نَصر صَایِغ ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں ہی نَصر صَایِغ ہوں۔'' کہا: ''کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' کہا: ''ہم رحمت کے فرشتے ہیں۔ ہمارے ذمے یہ کام ہے کہ **اہلِ سنّت** میں سے جب بھی کوئی فوت ہوتا ہے اور اسے قبر میں رکھا جاتا ہے تو ہم اس کی قبر میں اُتر کر اسے حجت (یعنی دلیل) کی تلقین کرتے ہیں۔'' اتنا کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔

جو سینے کو مدینہ اُن کی یادوں سے بناتے ہیں وہی تو زندگانی کا حقیقی لُطف اُٹھاتے ہیں
جو اپنی زندگی میں سنتیں اُن کی سجاتے ہیں انہیں محبوب میٹھے مصطفیٰ ﷺ اپنا بناتے ہیں

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ}

حکایت نمبر 398: پوری سلطنت کی قیمت پانی کا ایک گلاس

محمد بن عمرو بن خالد کو ان کے والد نے بتایا: ''ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کے آخر میں حضرتِ سیِّدُنا محمد بن سَمَّاک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو اپنے پاس بلوایا، جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاہی دربار میں پہنچے تو یحییٰ بن

خالد نے کہا: ''کیا آپ جانتے ہیں کہ امیر المؤمنین نے آپ کو کیوں بلوایا ہے؟'' فرمایا: ''مجھے نہیں معلوم ۔'' یحیٰ نے کہا: ''امیر المؤمنین تک آپ کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر عام وخاص کے لئے بہت اچھی دعا فرماتے ہیں۔اسی لئے آپ کو بلایا گیا ہے۔''

فرمایا: ''امیر المؤمنین کو میرے متعلق جو بات پہنچی ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری پردہ پوشی فرمائی۔ اگر میرا ستّار وغفار پروردگار عَزَّوَجَلَّ میری پردہ پوشی نہ فرماتا تو مجھے عزت وعظمت کا لباس نہ ملتا۔اے امیر المؤمنین! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے عیوب پر پردہ ڈال رکھا ہے۔اسی پردہ پوشی نے مجھے تمہارے سامنے لا بٹھایا ہے۔اے امیر المؤمنین! بخدا! میں نے تم سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔خدارا! تم اپنے چہرے کو جہنم کی آگ میں ہرگز نہ جلانا۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابن سَمَّاک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق جیسے مخلص اور خوفِ خدا رکھنے والے مبلّغ کی زبانی یہ حکمت بھری باتیں سُن کر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے زور زور سے رونا شروع کر دیا اور کافی دیر تک روتے رہے۔ان کے پاس پانی کا پیالہ لایا گیا۔جب انہوں نے پینا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! پانی پینے سے پہلے میری ایک بات سُن لیجئے۔'' خلیفہ رُک گیا اور کہا: ''فرمایئے! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔'' فرمایا: ''اگر یہ پانی کا پیالہ آپ سے روک دیا جائے اور اس قیمت پر دیا جائے کہ آپ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ دے دیں، تو آپ کیا کریں گے؟ امیر المؤمنین نے کہا: ''میں سب کچھ دے کر پانی حاصل کروں گا۔'' فرمایا: ''اچھا اب پانی پی لو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہیں برکتیں عطا فرمائے۔'' جب امیر المؤمنین پانی پی چکے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اگر یہ پانی آپ کے جسم سے باہر نہ نکلے اور پیشاب بند ہوجائے تو کیا اس مرض سے نجات پانے کے لئے آپ ساری دنیا مع سازوسامان فدیہ دینے کو تیار ہوجائیں گے؟'' کہا: ''ہاں! میں ساری سلطنت دے کر بھی اپنا علاج کراؤں گا۔'' فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! اس چیز پر کیا اِترانا جس سے پانی کا ایک پیالہ بھی بہتر ہے۔''

خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے جب فکرِ آخرت دلانے والا یہ جملہ سُنا تو رونے لگے پھر یہ رونا بڑھتا ہی گیا۔ یحیٰ بن خالد نے کہا: ''اے ابن سَمَّاک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق! آپ نے امیر المؤمنین کو تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے۔'' فرمایا: ''اے یحیٰ! خبردار! اپنے آپ کو بچانا! کہیں دنیا کا عیش وآرام تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس چلے آئے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** دنیا کی چند روزہ فانی زندگی پر کیا اِترانا، اس کی رنگینیاں اور بہاریں بہت جلد ختم ہونے والی ہیں۔ دنیا بڑی بے وفا ہے یہ کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی۔جس نے بھی دنیا کی حقیر دولت سے دل لگایا وہ حقیقی سکون وآرام کی دولت سے محروم ہی رہا۔عقل مند وسمجھ دار وہی ہے جو دنیا میں رہتے ہوئے اس کی تباہ کاریوں سے اپنے آپ کو بچائے اور ہمہ

وقت آخرت کی تیاری میں مشغول رہے اور ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے جن کے دلوں میں خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی شمع فروزاں ہے۔اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ چند ہی دنوں میں سکونِ قلبی کی دولت نصیب جائے گی۔)

باغِ جنت میں محمد ﷺ مسکراتے جائیں گے ۔۔۔ پھول رحمت کے جھڑیں گے ہم اُٹھاتے جائیں گے

خُلد میں ہو گا ہمارا داخلہ اس شان سے ۔۔۔ یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگاتے جائیں گے

حکایت نمبر399: امتِ محمدیہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پانچ طبقے

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اِسحاق نَیْشاپُورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیِّدُنا مُسَیَّب بن وَاضِح علیہ رحمۃ اللہ الخالق کو یہ فرماتے سُنا: ''میں حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن مُبَارَک صُورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ساتھ ''ملکِ رُوم'' کی طرف جا رہا تھا، راستے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے مُسَیَّب! عام لوگ فساد میں مبتلا نہیں ہوتے مگر خواص کی وجہ سے۔'' میں نے کہا: ''حضور! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، اس قول کی وضاحت فرما دیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟'' فرمایا: ''اس کی وجہ یہ ہے کہ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پانچ طبقوں پر مشتمل ہے۔ پہلا طبقہ علماء کرام کا، دوسرا عابدوں اور زاہدوں کا، تیسرا غازیوں کا، چوتھا تاجروں کا جبکہ پانچویں طبقے میں حاکم وقاضی شامل ہیں۔ علماء کرام تو انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ عابد وزاہد، اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بادشاہ ہیں۔ غازی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سپاہی ولشکر ہیں۔ تاجر، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے خزانچی ہیں۔ رہے والی وحکمران تو وہ محافظ ونگران ہیں۔ اور جب عالم ہی لالچی اور مال جمع کرنے والا ہو جائے تو جاہل کس کی پیروی کریں؟ عابد وزاہد دنیا کی طرف راغب ہو جائے تو تائب کس کی اقتداء کریں؟ جب غازی ومجاہد ہی رُو رعایت اور نرمی سے کام لیں گے تو دشمن پر غلبہ کیسے پاسکیں گے؟ تاجر جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خزانچی ہیں وہ خود ہی خائن ہو جائیں تو پھر کون ہے جو خائن پر اعتماد کرے گا؟ اگر رعایا کی حفاظت کرنے والے حاکم ونگران اور محافظ، بھیڑیئے بن جائیں تو رعایا کی دیکھ بھال اور ان کی حفاظت کون کرے گا؟''

(میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی حفظ وامان میں رکھے اور دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا کرے کہ ہماری وجہ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے، ہمارے ہاتھ وزبان سے تمام مسلمان محفوظ رہیں۔ ہم لوگوں کے بدخواہ نہ ہوں بلکہ خیرخواہ ہوں۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جو اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت کر کے اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رضا کے طالب ہوتے ہیں۔ ایسوں کو قلبی سکون اور حقیقی سرور نصیب ہوتا ہے کسی کے ساتھ خیرخواہی کر کے انسان کو ایک عجیب سی خوشی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ جو دوسروں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں، ان کے ساتھ بھی بھلائی ہی کا معاملہ ہوتا ہے۔)

اوروں کے لئے رکھتے ہیں جو پیار کا جذبہ ۔۔۔ وہ لوگ کبھی ٹوٹ کے بکھرا نہیں کرتے

حکایت نمبر400: حضرت ابراہیم بن اَدۡہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور محبتِ الٰہی

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدۡہَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ایک روز مجھے اتنا اطمینان وسکون نصیب ہوا کہ کیف وسرور کی اس کیفیت نے مجھے شاداں وفرحاں کر دیا۔ **اللہ** ربُّ العزَّت کی اس عظیم عطا پر میرا دل باغ باغ ہو گیا۔ میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے اپنے محبّین میں سے کسی کو بھی کوئی ایسی شئے عطا فرمائی ہے جو تیری ملاقات سے قبل اسے آرام وسکون پہنچائے تو مجھے بھی اس خوشی میں سے کچھ عطا فرما دے۔ میرا دل اس کا بہت مشتاق ہے۔اس خوشی نے مجھے بے تاب کر دیا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جیسے ہی میں دعا سے فارغ ہوا، مجھے نیند آ گئی۔ میں خواب میں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے جلووں سے مشرف ہوا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنے دربار میں بلا کر فرمایا: ''اے ابراہیم! کیا تجھے مجھ سے حیاء نہیں آتی کہ میری ملاقات سے قبل ہی کسی ایسی شئے کا طالب ہے جو تیرے دل کو اطمینان وسکون دے؟ اے ابراہیم! کیا کسی عاشق کا دل اپنے محبوب کے علاوہ بھی کسی چیز کو چاہتا ہے؟ کیا کوئی مُحِبّ اپنے محبوب کے علاوہ کسی اور شئے سے چین وسکون پاتا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں صرف تیرا ہی مشتاق ہوں اور تیری ہی محبت میں مستغرق ہوں لیکن مانگنے کا انداز نہیں جانتا، میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میری اس خطا کو معاف فرما کر مانگنے کا سلیقہ سکھا دے۔''

ارشاد ہوا: ''اے ابراہیم! اس طرح کہہ!'' اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے فیصلے پر راضی رکھ۔ تیری طرف سے جو آزمائشیں آئیں ان پر صبر کی توفیق عطا فرما، نعمتوں پر شکر کرنے والا بنا۔ اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے تیری دائمی نعمت اور ابدی عافیت کا طلب گار ہوں۔ میرے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی محبت پر ثابت قدمی عطا فرما اور اس محبت کو ہمیشہ باقی رکھ۔''

ے مانندِ شمع تیری طرف لَو لگی رہے ۔۔۔ دے لطف میری جان کو سوز وگداز کا
کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ ۔۔۔ بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

(اے ہمارے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنی محبت کی لازوال دولت سے سرفراز فرما اور ہر گھڑی اپنی یاد میں گم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر401: شیطان کو کمزور کرنے والے لوگ

حضرتِ سیِّدُنا حسین بن محمد سَرَّاج علیہ رحمۃ اللہ الوھاب سے منقول ہے: ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو یہ فرماتے سُنا: ''ایک مرتبہ میں نے خواب میں ابلیسِ لعین کو بالکل برہنہ دیکھا تو اس بے شرم سے کہا: ''کیا تجھے لوگوں سے

حیاء نہیں آتی ؟'' شیطان نے کہا: ''بخدا! یہ جو آپ کے نزدیک انسان موجود ہیں یہ انسان کہاں؟ اگر یہ انسان ہوتے تو میں ان سے اس طرح نہ کھیلتا جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔ انسان ایسے نہیں ہوتے۔'' میں نے کہا: ''تو کن لوگوں کو انسان سمجھتا ہے؟'' بولا: ''وہ جو **مسجدِ شُونِیْزِی** میں ہیں، انہوں نے میرے دل کو غم میں مبتلا کر رکھا ہے اور میرے جسم کو انتہائی کمزور کر دیا ہے۔ میں جب بھی انہیں بہکانے کا ارادہ کرتا ہوں وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مدد طلب کرتے ہیں اور میں جلنے لگتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھ کھلی تو ابھی کافی رات باقی تھی۔ میں فوراً لباس تبدیل کر کے **مسجدِ شُونِیْزِی** پہنچا تو وہاں تین آدمیوں کو سر پر چادر ڈالے مسجد کے صحن میں بیٹھے دیکھا۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا ہوں تو ایک نے اپنا سر چادر سے باہر نکالا اور فرمایا: ''اے ابوالقاسم! تو وہی ہے کہ جب بھی تجھ سے کوئی بات کہی جائے تو اسے قبول کر لیتا ہے۔''

حضرتِ ابنِ **جَہْضَم** فرماتے ہیں: مجھے ابو عبداللہ بن جبّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے بتایا کہ تین شخص جو ''**مسجدِ شُونِیْزِی**'' میں تھے، وہ ابو حمزہ، ابو الحسین **ثَوْرِی** اور ابو **بَکْر دَقَّاق** علیہم رحمۃ اللہ الرزّاق تھے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حکایت نمبر402:

حکمت ودانائی کی باتیں

حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن حسین علیہ رحمۃُ ربِّ الکونین سے منقول ہے: میں نے حضرتِ سیِّدُنا **ذُوالنُّوْن مِصْرِی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سُنا: ''مجھے ایک مغربی کے متعلق بتایا گیا کہ وہ بہت حکمت و دانائی کی باتیں کرنے والا مردِ صادق ہے''۔ اس خبر نے مجھے اس کی ملاقات پر اُبھارا۔ میں نے رختِ سفر باندھا اور مطلوبہ منزل کی جانب چل پڑا، وہاں پہنچ کر ان کے دروازے پر تقریباً چالیس (40) دن تک ٹھہرا رہا۔ وہ نماز کے وقت گھر سے نکلتے نماز پڑھ کر واپس چلے آتے۔ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔ ایک دن میں نے ان سے کہا: ''اے بندۂ خدا! میں چالیس دن سے آپ کے دروازے پر ٹھہرا ہوا ہوں لیکن آپ نے ایک مرتبہ بھی مجھ سے گفتگو نہیں کی۔

اس نے کہا: ''اے میرے بھائی! میری زبان خونخوار درندہ ہے۔ اگر میں اسے چھوڑ دوں گا تو یہ مجھے کھا جائے گی۔'' میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! مجھے کچھ نصیحت کرو تا کہ میں اسے یاد کر لوں۔'' کہا: ''کیا تم ایسا کر سکو گے؟'' میں نے کہا: ''اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔'' فرمایا: ''سنو! دنیا سے محبت نہ کرو۔ فقر کو غناء سمجھو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے آنے والی آزمائش کو

نعمت جانو، اگر اس کی طرف سے کچھ نہ ملے تو اس نہ ملنے کو عطا سمجھو۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ساتھ ہوتے ہوئے تنہائی بھی اُنس ہے۔ اے بھائی! ذلت کو عزّت جانو۔ زندگی کو موت سمجھو۔ اطاعت و فرمانبرداری کو پیشہ اور توکل کو معاش سمجھو۔ بخدا! ہر شدت کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔'' اتنا کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ پھر ایک ماہ تک اس نے مجھ سے کلام نہ کیا۔ میں نے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! اب میں اپنے وطن واپس جانا چاہتا ہوں اگر مناسب سمجھو تو مزید کچھ نصیحت کرو۔'' کہا: ''جان لو! بے شک زاہد (یعنی دنیا کو چھوڑنے والا) وہ ہے کہ اسے جو ملے اسی پر گزارہ کرے۔ جہاں چاہے رہے۔ اس کا لباس اتنا ہی ہو جو ستر پوشی کا کام دے سکے۔ تنہائی اس کی مجلس اور تلاوتِ قرآن اس کا مشغلہ ہو۔ **اللہ** ربُّ العزّت اس کا محبوب، ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ اس کی غذا، خاموشی اس کی جنت، خوف اس کی عادت و فطرت، شوق اس کا مطلوب، نصیحت اس کی ہمت اور اس کا غور و فکر عبرت، صبر اس کا تکیہ اور صدیقین اس کے بھائی ہوں۔ اس کا کلام حکمت، عقل اس کی دلیل، حلم اس کا دوست، بھوک اس کا سالن اور آہ و زاری اس کی عادت ہوتی ہے اور اس کا مطلوب و مقصود صرف اور صرف **اللہ** ربُّ العزّت کی ذات ہوتی ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّوْن مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اس کی یہ حکمت بھری عارفانہ باتیں سن کر میں نے اس سے پوچھا: ''انسان اپنی غلطیوں اور نقصان پر کب مطلع ہوتا ہے؟'' فرمایا: ''جب وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والے لوگوں کے پاس بیٹھے گا تو اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں سے خوب واقف ہو جائے گا۔'' اتنا کہہ کر وہ حکیم و دانا شخص اپنے گھر میں داخل ہو گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 403: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا پیغام بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے نام

حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن حارِث حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے بھانجے حضرتِ سیِّدُنا ابوحفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے، مجھے میری والدہ نے بتایا: ''ایک مرتبہ کسی نے ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرتِ سیِّدُنا بِشرِ حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے پوچھا: ''کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میں بِشر علیہ الرحمۃ سے ملنا چاہتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے پاس گئے اور کہا: ''**اللہ** تبارک وتعالیٰ تجھے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟'' اس نے کہا: ''کیا آپ ہی بِشر ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! میں ہی بِشر ہوں، بتاؤ! کیا کام ہے؟'' کہا: ''آج رات میں نے خواب میں **اللہ** ربُّ العزّت کا دیدار کیا، میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے فرمایا: ''بِشر کے پاس جاؤ اور اس سے کہو،'' اگر تم انگاروں پر بھی سجدہ کرو تب بھی جو عزت و شہرت اور مقام و مرتبہ لوگوں کے

درمیان تمہیں عطا کیا گیا اور جو نعمتیں تمہارے لئے تیار کی گئی ہیں ان کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''کیا واقعی تم نے یہ خواب دیکھا ہے؟'' کہا: ''جی ہاں! میں مسلسل دو راتوں سے یہی خواب دیکھ رہا ہوں۔'' فرمایا: ''اے شخص! کسی اور کو اس خواب کے متعلق ہرگز کچھ نہ بتانا۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے رخصت کر دیا اور واپس آ کر اپنا منہ قبلہ کی جانب کرتے ہوئے زور زور سے رونا شروع کر دیا اور بڑی بے چینی کے عالم میں یہ دعا کرنے لگے:

''اے میرے رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو نے دنیا میں مجھے جو عزّت عطا فرمائی ہے، میرا نام لوگوں میں بلند کیا ہے، اور میرے مرتبے کو رفعت عطا فرمائی ہے اگر یہ دنیوی آسائشیں اس لئے ہیں کہ بروزِ قیامت تو مجھے رسوا کرے گا، تو میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! مجھے ابھی موت دے دے اور مجھ سے میرے اعضاء کی قدرت وطاقت چھین لے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 404: جنّتِ عدْن کی بادشاہت

حضرتِ سیِّدُنا وَاحدی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ بعد نمازِ عصر میں اپنے چچا حضرتِ سیِّدُنا ابنِ ریّان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان کے پاس ان کی مسجد میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک معمار آیا۔ اسے دیکھ کر حضرتِ سیِّدُنا ابن ریَّان علیہ رحمۃ اللہ الحنان نے فرمایا: ''اے ابوالحسن! اس وقت آنے کا کوئی خاص مقصد؟'' عرض کی: ''حضور! میں چاہتا ہوں کہ آج رات آپ کے ہاں قیام کروں۔'' مجھے چچا نے فرمایا: ''جاؤ! گھر میں کچھ گندم موجود ہے، کنیز سے کہو اسے پیس کر آٹا بنالے۔'' میں نے عرض کی: ''چچا جان! اس کو کب گوندھا اور پکایا جائے گا؟'' فرمایا: ''جاؤ! **اللہ** ربُّ العزَّت آسانی فرمائے گا۔''

میں نے کنیز کو آپ علیہ الرحمۃ کا حکم سنایا تو اس نے گندم پیس کر آٹا گوندھا اور مغرب سے پہلے ہی دو روٹیاں تیار کر دیں۔ ہم نے نماز ادا کی اور گھر آ گئے۔ ایک روٹی چچا جان نے لی اور دوسری اس مہمان کو دے دی۔ جب دونوں کھانا کھا چکے تو رات گئے تک آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی اور مزید نوافل پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو مہمان نے کہا: ''حضور! میں جس مقصد کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں، وہ سُن لیں تا کہ میں چلا جاؤں اور آپ کی عبادت میں رکاوٹ نہ بنوں۔ سنئے! میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہہ رہا تھا: ''تم ابنِ ریّان کے پاس جاؤ اور اس سے کہو'' تمہارے سامنے امارت وحکومت پیش کی گئی لیکن تم نے اُسے ٹھکرا دیا، مجھے میری عزّت کی قسم! میں تجھے جنتِ عدْن کی بادشاہت وحکمرانی عطا فرماؤں گا۔'' یہ سُن کر

حضرتِ سیِّدُ نا ابن ریّان علیہ رحمۃ اللہ الحنان نے زاروقطار رونا شروع کر دیا۔اور فرمایا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے مِلا کرتا ہے ۔ آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جویا تیرا

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر405: امیر کی سخاوت

حضرتِ سیِّدُ نا ابوحَسَّان زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا بیان ہے: ایک دن میں مسجد میں تھا کہ بہت تیز بارش ہوئی اچانک مجھے وہاں ایک شخص نظر آیا جو بہت پریشان لگ رہا تھا۔جب میں نیچے دیکھتا تو وہ میری جانب دیکھنے لگ جاتا پھر جب میں اسے دیکھتا تو وہ گردن جھکا لیتا۔ایسا کئی مرتبہ ہوا۔بالآخر میں نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا:'' بھائی! تم کون ہو؟'' اس نے کہا:'' میں ایک مصیبت زدہ، مجبور شخص ہوں۔شدید بارش نے میرا مکان گرادیا ہے اب میں اسے دوبارہ بنانے کی قدرت نہیں رکھتا۔'' مجبور مسافر کی دردبھری داستان سن کر میں اس کے بارے میں متفکر ہو گیا اور سوچنے لگا کہ ایسا کون ہے جو اس کی مدد کر سکے۔اچانک میرے دل میں امیر غَسَّان بن عَبَّاد کا خیال آیا۔

چنانچہ، میں اس مجبور مسافر کو لے کر غَسَّان بن عَبَّاد کے پاس پہنچا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔اس نے کہا:''اس مسافر کے لئے میرے دل میں ہمدردی پیدا ہوگئی ہے۔میرے پاس دس ہزار درہم ہیں، میں چاہتا ہوں کہ یہ رقم اسے دے دوں۔'' غَسَّان بن عَبَّاد کی یہ بات سن کر میں باہر آ گیا اور اس غریب و مجبور مسافر کو دس ہزار درہم ملنے کی خوشخبری سنائی تو وہ سنتے ہی خوشی کے مارے بے ہوش ہو گیا۔لوگوں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو مجھے ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے:''تم نے اسے ایسی کون سی تکلیف دہ خبر سنائی ہے کہ جس کی تاب نہ لاکر یہ مسافر بے ہوش ہو گیا ہے؟'' میں جواب دیئے بغیر واپس غَسَّان بن عَبَّاد کے پاس آیا اور مسافر کی بے ہوشی کے متعلق خبر دی۔اس نے مسافر کو اپنے پاس بلوایا اس کے منہ پر عرقِ گلاب کے چھینٹے مارے تو اسے ہوش آ گیا۔میں نے کہا:'' تیرا بھلا ہو، تو بے ہوش کیوں ہو گیا تھا۔'' کہا:''خوشی کی وجہ سے۔'' پھر ہم کچھ دیر باتیں کرتے رہے۔غَسَّان نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا:''اس مسافر کے متعلق میرے دل میں بہت ہمدردی پیدا ہوگئی ہے۔'' میں نے کہا:'' آپ کا کیا ارادہ ہے؟'' کہا:'' جاؤ اور ہماری طرف سے اسے سواری پیش کرو۔''

میں مسافر کے پاس آیا اور کہا:'' اے میرے بھائی! بے شک امیر غَسَّان بن عَبَّاد نے تمہارے متعلق کچھ حکم صادر کیا ہے۔اگر میں تمہیں وہ خوشخبری سناؤں تو تم مر تو نہیں جاؤ گے؟'' کہا:''نہیں۔'' میں نے کہا:'' تو سنو! امیر نے تمہارے لئے ایک

گھوڑادیا ہے۔'' مسافر نے کہا: ''اللہ ربُّ العزَّت امیر کو اچھی جزا عطا فرمائے۔'' میں پھر امیر غَسَّان بن عَبَّاد کے پاس آیا تو اس نے کہا: ''تُم نے اس مسافر کو میرے پاس لاکر میرے دل میں اس کے متعلق ہمدردی ڈال دی ہے، اب میں اس کے ساتھ مزید تعاون کرنا چاہتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''اب کیا ارادہ ہے؟'' کہا: ''میں اس کے لئے ایک سال کے غلّے کا کفیل ہوں۔ اور عنقریب اسے سرکاری ملازمت بھی دلواؤں گا۔'' میں نے امیر کی یہ بات سُنی تو اس غریب مسافر سے کہا: ''امیر نے تمہارے لئے مزید کچھ اشیاء کا حکم دیا ہے۔ یہ خبرسن کر کہیں تم مر تو نہیں جاؤ گے؟'' کہا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ''امیر نے عزم کیا ہے کہ وہ تمہیں سال بھر کا غلہ دے گا اور ملازمت بھی دلوائے گا۔''

مسافر نے کہا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ امیر کو اچھی جزا عطا فرمائے۔'' پھر ہم دونوں سوار ہوئے، رقم کی تھیلیاں غلام کے حوالے کیں اور واپس آنے لگے۔ کچھ دور پہنچ کر اس مسافر نے کہا: ''یہ تھیلیاں مجھے دے دو۔'' میں نے کہا: ''غلام اکیلا ہی انہیں اٹھا کر چل سکتا ہے اسی کے پاس رہنے دو۔'' کہا: ''اگر یہ میرے کندھے پر ہوں تو کیا حرج ہے؟'' یہ کہہ کر اس نے رقم کی تھیلیاں اپنے کندھے پر اُٹھا لیں اور شکریہ ادا کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔ دوسری صبح میں اس مسافر کو لے کر دوبارہ امیر غَسَّان بن عَبَّاد کے پاس گیا تو اس نے اسے بہت اچھی ملازمت دلوائی اور اپنے خاص ملازمین میں شامل کرلیا۔ اس مسافر نے محنت ولگن سے کام کیا اور بہت ہی جلد امیر کا منظورِ نظر بن گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر406: سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکل کُشائی فرمائی

حضرتِ سیِّدُنا ابوسَہل رَازِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا بیان ہے: مجھے حضرتِ سیِّدُنا ابوحَسَّان زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی نے بتایا: ''ایک مرتبہ مجھے شدید فقروفاقہ اور مفلسی نے آلیا اور میری تنگدستی انتہاء کو پہنچ گئی۔ قصاب، سبزی فروش اور دیگر دکان دار بار بار اپنے قرض کا مطالبہ کرتے لیکن میرے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ ایک دن میں اسی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا کہ غلام نے کہا: ''ایک حاجی صاحب دروازے پر موجود ہیں اور ملاقات کی اجازت چاہتے ہیں۔'' میں نے اسے بلوایا تو وہ خُرَاسَانِی شخص تھا، اس نے سلام کیا اور کہا: ''کیا آپ ہی ابوحَسَّان ہیں؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں ہی ابوحَسَّان ہوں۔ آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟'' کہا: ''میں حج کے ارادے سے آیا ہوں میرے پاس دس ہزار درہم ہیں آپ یہ رقم بطورِ امانت اپنے پاس رکھ لیں میں حج سے واپسی پر لے لوں گا۔''

میں نے کہا: ''لاؤ، اپنی رقم میرے سامنے رکھو۔'' اس نے رقم کی تھیلیاں میرے سامنے رکھیں ان کا وزن کیا اور مہر لگا کر میرے حوالے کر دیں پھر سلام کر کے واپس چلا گیا۔ میں نے سوچا کہ میں بہت تنگدست اور مجبور ہوں، قرض خواہوں کے تقاضوں نے میرا سکون برباد کر دیا ہے، اگر اس مجبوری کی حالت میں اس خُراسانی حاجی کی رقم میں اپنے استعمال میں لاؤں تو میرا سارا معاملہ درست ہو جائے گا۔ پھر اس حاجی کے آنے تک **اللہ** ربُّ العزَّت نے کشادگی فرما دی تو میں بآسانی اس مال کا ضمان ادا کر دوں گا۔ پس میں نے تھیلیاں کھولیں، قرض خواہوں کا سارا قرض ادا کیا، پھر کچھ اشیائے خورد و نوش اور دیگر ضروری سامان خرید لیا۔ آج ہمارے ہاں کافی دنوں بعد خوشی آئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ خُراسانی حاجی جانبِ حرم اپنی منزل پر روانہ ہو گیا ہوگا۔ اور اس کے آنے تک میں رقم کا انتظام کر کے پوری رقم واپس کر دوں گا۔ ہمارا وہ دن بڑی فرحت و مسرت میں گزرا۔

دوسرے دن صبح صبح غلام نے کہا: ''وہی خُراسانی حاجی دروازے پر موجود ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔'' میں نے کہا: ''اسے اندر بلا لاؤ۔'' وہ آیا اور کہا: ''میں حج کے ارادے سے آیا تھا لیکن یہاں سے جانے کے بعد مجھے اپنے بیٹے کی وفات کی خبر ملی ہے۔ اب میں اپنے شہر جانا چاہتا ہوں، جو رقم بطورِ امانت آپ کے پاس رکھوائی تھی وہ واپس کر دیجئے۔'' خُراسانی کی اس بات نے مجھے ایسی پریشانی میں مبتلا کیا کہ اس سے قبل مجھے کبھی ایسی پریشانی کا سامنا نہ ہوا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اسے کیا جواب دوں؟ بالآخر میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو عافیت عطا فرمائے۔ میرا گھر غیر محفوظ تھا میں نے آپ کی رقم کسی کو دے دی ہے۔ آپ کل آ کر اپنی رقم لے لینا۔'' یہ سن کر خُراسانی تو چلا گیا، لیکن میں پریشانی میں مبتلا ہو گیا، مجھے کچھ سُجھائی نہ دیتا تھا کہ میں کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ اگر انکار کرتا ہوں تو یہ میرے لئے دنیا و آخرت کی ذلت ہے، اگر کہتا ہوں کہ تمہاری رقم خرچ ہو گئی تو وہ شور مچائے گا اور سختی کرے گا۔ اور یہ بات میرے لئے انتہائی اذیت ناک ہے۔ اسی سوچ و فکر اور پریشانی میں شام ہو گئی۔ رات نے آہستہ آہستہ اپنے پَر پھیلانے شروع کر دیئے۔ مجھے یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ کل صبح میں اسے کیا جواب دوں گا؟ نیند کوسوں دور تھی، میرے لئے آنکھیں بند کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ میں نے غلام کو سواری تیار کرنے کا حکم دیا تو اس نے حیران ہو کر کہا: ''حضور! رات بہت ہو چکی ہے اس وقت آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ مناسب یہی ہے کہ آپ ابھی باہر نہ جائیں۔''

چنانچہ، میں واپس بستر پر آ گیا۔ لیکن نیند تھی کہ آنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی میں بے چینی کے عالم میں کروٹیں بدلتا رہا۔ بارہا باہر جانے کی کوشش کی لیکن ہر مرتبہ غلام باہر جانے سے روک دیتا۔ اسی بے چینی کے عالم میں پوری رات گزر گئی، طلوعِ فجر کے فوراً بعد میں اپنے خچر پر سوار ہوا اور نامعلوم منزل کی جانب چل دیا۔ میں کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا کہ کس طرف جاؤں؟ بالآخر میں نے سواری کی لگام چھوڑ دی۔ کچھ ہی دیر بعد میں نہر کے پُل پر آ پہنچا۔ خچر پل کی جانب بڑھنے لگا تو میں نے اسے نہ روکا یہاں تک کہ پل پار کر لیا۔ اب میں سوچنے لگا کہ کہاں جاؤں؟ اگر گھر جاتا ہوں تو خُراسانی میرے دروازے پر موجود ہوگا۔ میں اسے کیا جواب

دوں گا؟ اسی پریشانی کے عالم میں، مَیں نے خچر کو اس کے حال پر چھوڑ دیا کہ اب جہاں چاہے یہ مجھے لے جائے۔ میرا خچر خلیفہ مامون کے محل کی جانب بڑھنے لگا۔ محل کے دروازے کے قریب پہنچ کر میں سواری سے نیچے اُتر آیا۔ اتنے میں ایک شہسوار میرے قریب سے گزرا مجھے بغور دیکھا اور آگے بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد دوبارہ وہی شہسوار آیا اور کہنے لگا: ''کیا تم ابوحَسَّان زِیَادِی ہو؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں! میں ہی ابوحَسَّان زِیَادِی ہوں۔'' کہا: ''آؤ، تمہیں امیر حسن بن سَہْل بلا رہے ہیں۔'' میں نے دل میں کہا: ''امیر حسن بن سَہْل کو مجھ سے کیا کام۔'' بہرحال میں اس کے ساتھ حسن بن سَہْل کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے کہا: ''اے ابوحَسَّان! تمہیں کیا ہوا کہ ہم سے ملنے نہیں آتے؟ میں نے مصروفیات کی وجہ سے نہ آنے کا کہا تو اس نے کہا: ''تم اصل بات چھپا رہے ہو، سچ سچ بتاؤ! کیا معاملہ ہے؟ یا تو تم کسی بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہو یا تمہیں کوئی اور پریشانی لاحق ہے، جلدی بتاؤ! اصل معاملہ کیا ہے؟ کس چیز نے تمہیں پریشان کر رکھا ہے، میں نے آج رات تمہیں خواب میں بہت پریشان دیکھا ہے۔'' امیر کی یہ بات سن کر میں نے شروع سے آخر تک سب قصہ کہہ سُنایا۔ میری غم ناک آپ بیتی سُن کر اس نے کہا: ''اے ابوحَسَّان! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے غم میں مبتلا نہ کرے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیری مصیبت دور کردی ہے۔ یہ لو یہ دس ہزار درہم اس خُرَاسَانِی کو دے دینا۔ اور یہ مزید دس ہزار درہم اپنے خرچ میں لانا۔ جب ختم ہوجائیں تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔'' یہ کہہ کر اس نے مجھے بڑی عزت واحترام کے ساتھ واپس کردیا۔ میں اپنے گھر آیا تو خُرَاسَانی میرے دروازے پر موجود تھا میں نے دس ہزار درہم اس کے حوالے کردیئے۔ اس طرح **اللّٰہ** ربُّ العزَّت نے مجھے غم وحزن سے نجات دے کر وسعت وفراخی عطا فرمادی بے شک وہی تمام تعریفوں کے لائق ہے۔

☆......اس حکایت کو علامہ تَـنُـوْخِـی نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ ''جب حضرتِ سیِّدُنا ابوحَسَّان زِیَادِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی پریشانی کے عالم میں اپنے گھر سے باہر نکلے تو راستے میں کچھ لوگ ملے، انہوں نے آپ سے پوچھا: ''کیا آپ ابوحَسَّان زِیَادِی نامی شخص کو جانتے ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں ہی ابوحَسَّان زِیَادِی ہوں۔ بتایئے! آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟'' انہوں نے کہا: ''خلیفہ مامون الرشید نے آپ کو بلوایا ہے۔'' چنانچہ، وہ مجھے لے کر خلیفہ مامون الرشید کے پاس پہنچے۔ خلیفہ نے مجھ سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' میں نے کہا: ''میں قاضی ابو یوسف مدظلہ العالی کے دوستوں میں سے ہوں۔'' خلیفہ نے پھر پوچھا: ''تمہاری کنیت کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''ابوحسان۔'' کہا: ''کس نام سے مشہور ہو؟'' میں نے کہا: ''زیادی کے نام سے۔'' کہا: ''بتاؤ! تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' میں نے اوّل سے آخر تک سارا واقعہ خلیفہ کو سنا دیا۔ میری دردبھری داستان سُن کر خلیفہ نے زاروقطار روتے ہوئے کہا: ''تیرا بھلا ہو! آج رات تیری وجہ سے مجھے کئی مرتبہ **سرکارِ نامدار، بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، باِذنِ پروردگار دوعالم کے مالک ومختار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا دیدار نصیب ہوا ہے۔** ہوا یوں کہ جب میں سویا تو خواب میں **مکّی مدنی مشکل کشا نبی** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''ابوحَسَّان زِیَادِی کی مدد کرو۔''

میں اس حال میں بیدار ہوا کہ تم سے واقف نہ تھا لیکن تمہارا نام اچھی طرح یاد کرلیا تھا تا کہ صبح تمہارے متعلق معلومات کرواسکوں، میں دوبارہ سوگیا۔ خواب میں پھر حضورِ انور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لائے اور حکم فرمایا: ''ابوحَسَّان زِیَا دِی کی مدد کرو۔'' میں گھبرا کر بیدار ہوا کچھ دیر بعد دوبارہ آنکھ لگ گئی۔ اس مرتبہ پھر شفیعِ روزِ شمار، بِاذنِ پروردگار دوعالم کے مالک ومختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: ''جاؤ اور ابوحَسَّان زِیَا دِی کی مدد کرو۔'' اس کے بعد میں دوبارہ نہیں سویا اور ابھی تک جاگ رہا ہوں۔ میں نے رات ہی سے تمہاری تلاش میں خدَّام بھیج رکھے ہیں۔ پھر خلیفہ مامون الرشید نے دس ہزار (10,000) درہم دیتے ہوئے کہا: ''یہ رقم اس خُرَاسانی کو دے دینا۔ مزید دس ہزار درہم دیتے ہوئے کہا: ''ان کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرلینا۔ مزید تیس ہزار (30,000) درہم دیتے ہوئے کہا: ''اس رقم سے اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کے لئے سامان خرید کران کی شادی کردینا۔'' پھر بڑی عزت وتکریم کے ساتھ مجھے روانہ کردیا۔ میں نے صبح کی نماز پڑھ کر خُرَاسانی کو دس ہزار دراہم کی تھیلیاں واپس کیں تو اس نے کہا: ''یہ وہ تھیلیاں نہیں ہیں جو میں نے دی تھیں۔''

میں نے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو اس نے زاروقطار روتے ہوئے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ مجھے پہلے ہی اپنا واقعہ بتا دیتے تو میں کبھی بھی آپ سے رقم کا مطالبہ نہ کرتا، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب تو میں ایک درہم بھی آپ سے نہ لوں گا۔ یہ رقم آپ کو مُبارَک ہو! میرا آپ پر اب کوئی مطالبہ نہیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے وطن چلا گیا۔ میں جب ایک شاہی تقریب کے موقع پر مامون کے دربار گیا تو اس نے سرکاری کاغذات تھماتے ہوئے کہا: ''جاؤ، آج سے تم فلاں فلاں علاقے کے قاضی ہو۔ ہمیشہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر ہمیشہ عنایتِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بادل سایہ فگن رہیں گے۔'' راوی کہتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا ابوحَسَّان زِیَا دِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تادمِ آخر عہدۂ قضاء پر فائز رہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

(برادرِ اعلیٰ حضرت حسن رضا خان علیہ رحمۃ الحنان بارگاہِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں یوں عرض کرتے ہیں:

؎ تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اِک عالَم — گزارا سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے

مزید فرماتے ہیں:

؎ فقیرو بے نواؤ! اپنی اپنی جھولیاں بھر لو — کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکارِ عالی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خدائے حنّان ومنّان کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں نبیٔ آخرالزماں، سلطانِ کون ومکان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دامن سے وابستگی عطا فرمائی۔ یہ تو وہ نبی ہیں جنہیں ہماری تکلیفوں اور پریشانیوں سے رنج ہوتا ہے۔ ہمارا مصیبت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے۔ ہماری خوشی سے ان کے دلِ دلبہار کو خوشی نصیب

ہوتی ہے۔ جب بھی ان کا کوئی امتی پریشان ومصیبت زدہ ہوتا ہے تو مشکل کشائی فرما کر اپنے اس غلام کا دل خوش کر دیتے ہیں۔

جس طرح حیاتِ ظاہری میں وہ نورِ مُجَسَّم اپنے نور سے عاصیوں کے سیاہ دلوں کو نور بار کیا کرتے تھے، اسی طرح وصال ظاہری کے بعد بھی ان کے لطف وکرم کا بادل سوکھے اور مرجھائے ہوئے غمگین دلوں کو پُر بہار کر رہا ہے۔ ان کا جود وکرم ہم پر جاری وساری ہے۔ جو امتی اس دربارِ گُہر بار میں اپنا حالِ دل سناتا ہے اس کی پریشانیاں حل ہو جاتی ہیں اور اس پر نعمتوں کی خوب برسات ہوتی ہے۔ بلکہ وہ نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تو ایسے رحیم وکریم ہیں کہ منگتوں کو مانگنے سے قبل ہی عطا فرما دیتے ہیں۔

؎ کبھی ایسا نہ ہوا ان کے کرم کے صدقے ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو!

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ہماری نسبت سلامت رکھے۔ اپنی دائمی رضا عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پڑوس عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 407:

عارِفین کی شان

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن عبداللہ زَرَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کا بیان ہے: میں نے حضرتِ سیِّدُنا ذُو النُّون مِصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سُنا: ''بے شک **اللہ** ربُّ العزّت کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جنہوں نے پہلے خطا کے درخت لگائے جن کی جڑیں دلوں میں قائم ہوگئیں پھر توبہ کے آنسوؤں سے انہیں سیراب کیا تو ان کو ندامت وپریشانی اور غم کے پھل حاصل ہوئے۔ وہ لوگ بغیر جنون کے دیوانے ہوگئے۔ نیکی کے معاملے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ نہ کسی کو دھوکہ دیا نہ ہی انہیں گمراہی ودھوکے کا سامان کرنا پڑا۔ بے شک ان میں ایسے فُصَحاء، بُلَغاء اور خوش بخت لوگ بھی ہیں جو **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معرفت ومحبت رکھتے اور احکامِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کو پہچانتے ہیں۔ انہوں نے اخلاص کے خالص جام پیے، بلاؤں اور مصیبتوں پر صبر کیا یہاں تک کہ اپنے خدائے قدوس کی عظمت وبزرگی کے بحرِ ناپیدا کنار کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر جبروت کے پردوں کے گرد گھومنے لگے۔ انہوں نے ندامت وخجالت (یعنی شرمندگی) کے سائبان تلے اپنی خطاؤں کے صحیفے پڑھے اور اپنے اوپر خوف اور گریہ وزاری کو لازم کر لیا۔

جب وَرَع (یعنی تقویٰ) کی سیڑھی کے ذریعے مقامِ زہد تک پہنچ گئے تو پھر دُنیا کو ترک کر دینے کی کڑواہٹ بھی انہیں شیریں محسوس ہونے لگی۔ کُھردرے لباس اور بستروں کو انہوں نے نرم محسوس کیا یہاں تک کہ وہ سلامتی اور نجات کی رسی کو تھام کر کامیاب ہوگئے۔ ان کی روحیں عالَم بالا کی سیر کرنے لگیں تو وہاں انہوں نے نعمتوں والے باغات کو اپنا مقام پایا۔ وہاں انہوں نے

نسیم کے پھل چُنے ۔جب زندگی کے سمندر میں گھسے تو جزع وفزع اور شکایتوں کی خندقوں کو بند کیا اور شہوات کے پل کو عبور کیا۔جب علم کے میدان میں ٹھہرے تو وہاں سے حکمت کے موتی حاصل کئے۔پھر عقلمندی وہوشیاری کے سفینے میں سوار ہو کر سلامتی کے سمندر میں اترے تو فلاح وکامرانی کی ہواؤں نے انہیں راحت وسکون کے باغات اور عزت وکرامت کے خزانوں میں پہنچادیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر408:

عبادت کی لذَّت جاتی رہی

حضرت عبداللہ بن ابراہیم کا بیان ہے:''میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کے رفیق حضرتِ سیِّدُنا ابوحسین بَحْرَانِی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو یہ فرماتے سُنا:''ایک عابدہ وزاہدہ خاتون نے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے اپنے دل اوراحوال میں پیدا ہونے والے تَغَیُّر وتبدُّل کے متعلق سوال کرتے ہوئے دریافت کیا:''ایسا کیوں ہو رہا ہے؟''تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''کیا تمہاری کوئی چیز گُم ہوئی ہے یا تمہارے کسی عمل میں کمی آئی ہے؟''خاتون نے کہا:''میں نے خوب غور وفکر کیا مگر کسی چیز میں کمی نہیں پائی۔''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ دیر کے لئے سر جھکایا پھر فرمایا:''کیا تجھے مشعل والی رات یاد نہیں؟''عرض کی:''کیوں نہیں! مجھے وہ رات اچھی طرح یاد ہے۔''فرمایا:''بس اسی مشعل کی وجہ سے تم بے چین ہو اور لذتِ عبادت میں کمی محسوس کر رہی ہو۔''

یہ سن کر اس نے روتے ہوئے کہا:''جی ہاں! ایک رات میں اپنے گھر کی چھت پر سُوت کات رہی تھی کہ ایک دھاگہ ٹوٹ گیا اندھیرے کی وجہ سے میں اسے نہ جوڑ سکی، اتنے میں بادشاہ کی سواری گزری تو سرکاری مشعلوں کی روشنی سے کافی اُجالا ہو گیا میں نے اسی روشنی میں ٹوٹا ہوا دھاگہ جوڑ کر اُون میں شامل کرلیا۔پھر اُس اُون کی قمیص بنا کر پہن لی، یہی وجہ ہے کہ میں اس ایک دھاگے کی وجہ سے عبادت میں لذت کی کمی محسوس کرنے لگی اور اپنی حالت کو متغیر پا رہی ہوں۔یہ کہہ کر وہ خاتون پردے کے پیچھے گئی، وہ قمیص اتار کر دوسری پہنی اور عرض کی:''اے ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق! اگر میں اس قمیص کو بیچ کر اس کی ساری رقم صدقہ کردوں تو کیا میرا دل اپنی پہلی حالت پر آجائے گا؟ کیا پھر سے مجھے عبادتِ الٰہی میں خشوع وخضوع نصیب ہو جائے گا؟''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:''اگر ایسا کرو گی تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گی۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر409:

ایک بَدَوِی کی التجائیں

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن عبید بن یُونُس بن محمد بن صالح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ دورانِ طواف میری نظر ایک بَدَوِی (دیہاتی) پر پڑی جو غلافِ کعبہ تھامے آسمان کی جانب نظر اُٹھا کر اس طرح التجائیں کررہا تھا:

''اے وہ بہتر ذات جس کی طرف لوگ وَفد دَر وَفد (یعنی گروہ در گروہ) آتے ہیں! میری زندگی کے دن گزر گئے، مجھ پر کمزوری نے غلبہ پالیا۔ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے معظَّم ومکرَّم گھر کی طرف اتنے گناہوں کے ساتھ آیا ہوں کہ وسعت اَرض (یعنی زمین کی چوڑائی) بھی ان کے لئے تنگ پڑ گئی ہے۔ سمندر بھی میرے گناہوں کی گندگی کو نہیں دھو سکے۔ میرے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے عفوو کرم کے بھروسے پر تیری پناہ میں آیا ہوں۔ میں نے اپنی سواری تیرے حرم میں لاکر روک دی ہے۔ اپنا مال تیری رضا کی خاطر خرچ کر دیا ہے۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! یہ سب تیری عطاؤں کے خزانے سے ہے۔''

پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بآوازِ بلند کہا: ''اے لوگو! اس کے لئے دعا کرو جسے اس کی خطاؤں نے گھیرا ہوا ہے، جس پر مصیبتوں اور پریشانیوں نے غلبہ پالیا ہے۔ میرے بھائیو! غریب ومفلس بیچارے پر رحم کرو، میں تمہیں اسی شوق ورغبت کا واسطہ دیتا ہوں جو تمہیں دربارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ تک کھینچ لایا ہے۔ میرے لئے دعا کرو کہ میرا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ میرے جرموں کو معاف فرما کر میرے گناہوں سے درگزر فرمائے۔'' یہ کہہ کر وہ دوبارہ خانۂ کعبہ کا غلاف پکڑ کر مصروفِ التجا ہو گیا اور عرض گزار ہوا: ''اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تیرا بندہ بڑے بڑے گناہوں کی وجہ سے کرب وغم میں مبتلا ہو گیا ہے، کچھ بھی نیکیاں پلّے نہیں۔ اے میرے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھ غریب ونادار کو اپنی رحمتِ خاصہ کے سائے میں جگہ عطا فرما۔''

؎ یاخدا! رحمت تیری حاوی ہے تیرے غضب پر   تیری رحمت کے سہارے جی رہا بدکار ہے

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے میدانِ عرفات میں پھر اسی بدوی کو دیکھا، وہ اپنا بایاں ہاتھ سر پر رکھے ہچکیاں لے لے کر رو رہا تھا اور اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

''میرے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ! باغات کلیوں کے ساتھ مسکراتے ہیں۔ آسمان رحمت کی بارش برساتا ہے۔ اس انعام واِکرام کا واسطہ جو تو اپنے محبین کو عطا فرماتا ہے۔ میرا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ تو اپنے چاہنے والوں کو اپنی رضا عطا فرماتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو تُو تو ہر اس شخص سے محبت کرتا ہے جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ جو تیری طرف لَو لگاتا ہے تو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتا ہے۔ میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! ہر ہر شئے تیری مشتاق ہے۔ میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو بھی اپنا مشتاق بنالے۔ مجھے بھی اپنی رحمت کی دولت عطا فرمادے۔ میری گردن کو جہنم کی آگ سے آزادی عطا فرمادے۔''

حکایت نمبر410:

اسرائیلی عابداورشیطان کاجال

حضرتِ سیِّدُ ناسعید بن فضل بن مَعْبَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ ارشاد فرماتے سنا: میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ ایک مرتبہ شیطان لعین ایک اسرائیلی عابد کے پاس بہت سے جال لے کر آیا۔ اسرائیلی عابد نے پوچھا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! یہ جال کیسے ہیں؟'' شیطان ملعون بولا: ''اے شخص! میں مفلس ہوں، نہ تو میرے پاس کھانا وغیرہ ہے اور نہ ہی کوئی ذریعۂ معاش۔ میں گھوم پھر کر معاش تلاش کرتا ہوں۔ جب بھوک لگتی ہے تو ان جالوں میں سے ایک جال نصب کر دیتا ہوں اور پرندے شکار کر کے کھالیتا ہوں۔ اسی طرح گزر بسر ہو رہی ہے۔''

عابد نے کہا: ''اگر واقعی ایسا ہے تو مجھے بھی ایک جال بنادے میں اس کا زیادہ محتاج ہوں۔'' شیطان نے کہا: ''ٹھیک ہے میں تمہارے لئے ایک عمدہ جال بناؤں گا۔'' یہ کہہ کر شیطان لعین چلا گیا۔ راستے میں عابد کو ایک گھر کے قریب حسین وجمیل عورت نظر آئی۔ اس نے عابد سے کہا: ''مجھ پر احسان کرو، مجھے میرے شوہر کا یہ خط پڑھ کر سُنا دو۔'' عابد نے کہا: ''لاؤ، خط مجھے دو۔'' عورت نے کہا: ''اس طرح دروازے پر کھڑا ہونا مناسب نہیں، اندر آکر سکون سے بیٹھو پھر خط سناؤ۔'' عابد جیسے ہی گھر میں داخل ہوا عورت نے دروازہ بند کر دیا اور اسے گناہ کی دعوت دی۔ اس نے خوب منت سماجت کی اور قسم وغیرہ دے کر عورت کو گناہ سے باز رکھنا چاہا لیکن اس پر شہوت غالب تھی۔ وہ اسے مسلسل گناہ کی دعوت دیتی رہی۔ بالآخر عابد کو اس گناہ سے بچنے کی تدبیر سوجھی اس نے اپنے آپ کو پاگل ظاہر کیا اور عجیب وغریب حرکتیں کرنے لگا۔ عورت نے پاگل سمجھ کر فوراً دروازہ کھول دیا۔ اور سمجھدار عابد فوراً وہاں سے بھاگ نکلا۔

راستے میں شیطان لعین نظر آیا تو عابد نے کہا: ''اس جال کا کیا ہوا جس کا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔'' کہا: ''میں نے تو تیرے لئے بہت مضبوط جال تیار کیا تھا مگر تیرے جنون اور اندازِ دیوانگی نے تجھے اس میں پھنسنے نہ دیا۔'' جب عابد نے یہ سُنا تو گناہ سے بچنے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا ہوا اپنے گھر کی جانب چل دیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر411:
بچوں کی فریاد اور بوڑھے کا توکل

حضرتِ سیِّدُ نا عبید اللہ بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُ نا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا۔ اتنے میں حضرتِ سیِّدُ نا ابوحَفْص نَیْشاپُورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بڑے پُرتپاک طریقے سے استقبال کرتے ہوئے گلے ملے۔ حضرتِ سیِّدُ نا ابوحَفْص رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا:''اے جنید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ! بتاؤ! کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو مجھے کھلا سکو؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا:''آپ جو حکم فرمائیں گے وہی چیز پکادی جائے گی۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا:''اے ابن زِیْرِی! تم نے شیخ کی بات سُنی ہے، اب جلدی سے کھانے کا انتظام کرو۔ حکم پاتے ہی ابن زِیْرِی چلے گئے اور کچھ دیر بعد مطلوبہ اشیاءِ خورد و نوش لے کر حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے حضرتِ سیِّدُ نا ابوحَفْص رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کہا:''جو چیزیں آپ نے طلب کی تھیں وہ حاضرِ خدمت ہیں۔'' فرمایا:''اے میرے بھائی! میں چاہتا ہوں کہ یہ سارا کھانا ایثار کردوں تم اس معاملے میں میری مدد کرو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا:''جو آپ کی پسند وہی میری پسند۔'' اے ابن زِیْرِی! تم نے شیخ کا کلام تو سن ہی لیا ہے۔ جاؤ! یہ کھانا کسی مستحق فقیر کو دے آؤ۔''

ابن زِیْرِی نے مزدور سے سامان اٹھوایا اور کہا:''میرے ساتھ ساتھ چلو، جہاں تھک جاؤ وہیں رُک جانا، مزدور سامان اٹھا کر چل دیا اور کچھ دور دو گھروں کے قریب رُک گیا۔ ابن زِیْرِی نے قریبی مکان پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی:''اگر تمہارے پاس کھانے کی فلاں فلاں چیزیں موجود ہیں تو اندر آجاؤ۔'' یہ کہہ کر اس نے ان تمام اشیاء کا نام گنوا دیا جو ہم لے کر آئے تھے۔ جب بتایا گیا کہ تمہاری بتائی ہوئی ہر ہر شئے ہمارے پاس موجود ہے تو دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر بوری سے بنا ہوا پردہ تھا اور سامنے ایک بوڑھا موجود تھا۔ ابن زِیْرِی کہتے ہیں کہ''میں نے آگے بڑھ کر سامان اتروایا اور مزدور کو اجرت دے کر روانہ کر دیا۔ بوڑھے نے مجھ سے کہا:''اس پردے کے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں ہیں، جنہیں اسی کھانے کی حاجت ہے جو تم لے کر آئے ہو۔'' میں نے کہا:''اے بزرگ! میں اُس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک آپ حقیقت سے آگاہ نہ کردیں۔'' کہا:''میرے یہ بچے عرصۂ دراز سے کھانے کی چیزیں مانگ رہے ہیں لیکن میرا ضمیر اس معاملے میں دعا کرنے کے لئے میری موافقت نہ کرتا تھا۔ لہٰذا میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ان اشیاء کا سوال نہیں کیا۔ آج رات میرا دل اس کھانے کی دعا کرنے پر راضی ہوگیا، میں نے جان لیا کہ میرے دل کی موافقت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر میں دعا کروں تو ضرور قبول ہوگی۔ لہٰذا امیدِ واثق کے ساتھ میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں دعا کر دی۔ جب دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں سمجھ گیا کہ میری دعا

قبول ہوگئی ہے اور ہمیں وہی چیزیں ملیں گی جن کی خواہش میرے بچے کر رہے تھے۔ اسی لئے دروازہ کھولنے سے پہلے میں نے ان چیزوں کا نام گنوایا تھا جو تم لے کر آئے ہو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر412:

انمول غیبی پیالہ

حضرتِ سیِّدُ نا ابوالعباس شَرْقِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''سفرِ حج میں ہم حضرتِ سیِّدُ نا ابوتراب نَخْشَبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہمراہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوئے تو راستہ چھوڑ کر ایک وادی کی طرف تشریف لے گئے۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے کہا: ''مجھے پیاس نے شدید پریشان کر رکھا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو ٹھنڈے اور شیریں پانی کا چشمہ اُبل پڑا۔ پیاسے مرید نے عرض کی: ''حضور! میں پیالے سے پانی پینا چاہتا ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا تو سفید شیشے کا خوبصورت پیالہ آپ کے ہاتھ میں آ گیا۔ میں نے اس سے قبل ایسا پیالہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود بھی پانی پیا اور ہمیں بھی سیراب کیا۔ وہ **غیبی پیالہ** مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا تک ہمارے پاس رہا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''**اللہ** ربُّ العزَّت اپنے بندوں کی عزت وتکریم بڑھانے کے لئے انہیں جو کرامات عطا فرماتا ہے اس کے متعلق تمہارے دوست کیا کہتے ہیں؟''

میں نے کہا: ''ہمارے سب دوست **صحیح العقیدہ** ہیں، وہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔'' فرمایا: ''اگر ایسا نہ کریں گے تو انکار کرنے والوں میں شمار کئے جائیں گے۔ میں تو تم سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کیفیت واحوال کے بارے میں لوگوں کی رائے معلوم کر رہا ہوں۔'' میں نے کہا: ''حضور! میں اس بارے میں ان کے کسی قول سے واقف نہیں۔'' فرمایا: ''اے میرے بچے! تمہارے دوست گمان کرتے ہیں کہ یہ جِنّوں کی طرف سے دھوکے بازی وچالبازی ہوتی ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ جنوں کی طرف سے نظر بندی یا دوسری کیفیات اس وقت ہوتی ہیں جب حالتِ سکون ہو۔ جبکہ نیک لوگ اس کیفیت وحالت کے وقت بےخودی اور جذب کے عالم میں ہوتے ہیں۔ اور یہ مقام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم }

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

حکایت نمبر413: قیمتی خزانہ

حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالنُّون مِصْری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے بھائی حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْکِفْل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالنُّون مِصْری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سنا: ''مغربی پہاڑیوں میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر میری ملاقات ایک عابد سے ہوئی جو سر جھکائے بیٹھا تھا میں نے سلام کیا، اس نے جواب دیا۔ میں نے پوچھا: ''تم اس ویران جگہ میں کیوں رہتے ہو؟'' کہا: ''میرے پاس نہایت قیمتی سرمایہ ہے جسے بچانے کے لئے میں آبادی سے دُور آ گیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اپنا یہ خزانہ اس ویران جگہ میں دفنا دوں۔'' میں نے کہا: ''آخر تمہارے پاس ایسا کون سا قیمتی خزانہ ہے جس کی تمہیں اتنی فکر ہے؟''

اس نے کہا: ''توحید کا قیمتی ہار اور اخلاص کا گوہرِ نایاب میرا قیمتی خزانہ ہے۔'' میں نے کہا: ''اگر تم لوگوں سے اُنس ومحبت رکھتے تو کیا حرج تھا؟'' کہا: ''میں لوگوں سے بھاگ کر اس کی طرف آ گیا ہوں جس کی طرف تمام امیدوار آتے ہیں۔ میں نے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کو بہت محبت وکرم کرنے والا پایا لہٰذا میں اسی کی طرف امید لگائے بیٹھا ہوں۔'' پھر اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور ''اَنْتَ اَنْتَ یعنی تو ہی تو ہے۔'' کی صدائیں بلند کرنے لگا۔ اس کی دیکھا دیکھی میں بھی آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ جب دوبارہ میں نے اسے دیکھنا چاہا تو وہ موجود نہ تھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر414: حقیقی عزت اور حقیقی بادشاہت

حضرتِ سیِّدُ نا رِیَاشی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا بیان ہے، میں نے حضرتِ سیِّدُ نا اَصْمَعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے سُنا: خلیفہ عبدالملک بن مَرْوَان حج کے دنوں میں اپنے وزیروں، مشیروں اور اُمراء کے ساتھ **مکۂ مکرمہ** زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں بڑی شان وشوکت سے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک حضرتِ سیِّدُ نا عَطاء بن رَبَاح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تشریف لائے، خلیفہ انہیں دیکھتے ہی استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا، بڑے ادب واحترام سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور خود سامنے بیٹھ گیا۔ پھر عرض گزار ہوا: ''حضور! اگر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کوئی حاجت ہے تو ارشاد فرمائیے۔''

خوفِ خدا و عشقِ مصطفٰی عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی دولت سے مالا مال **مبلغ** حضرتِ سیِّدُ نا عَطاء بن رَبَاح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نیکی کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے خلیفہ! **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کے حرم میں مہاجرین وانصار

کی اولاد کے متعلق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر! بے شک تو انہی کی وجہ سے اس مجلس میں بیٹھا ہے۔ اے خلیفہ! سرحد والوں کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر! بے شک یہ مسلمانوں کے قلعے ہیں۔ ان کے معاملات حل کیا کر! بے شک تجھ اکیلے سے ان سب کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔ جو سائل تیرے دروازے پر آئیں ان سے غفلت نہ برتنا، ان کے معاملے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے خوب ڈر اور اپنے دروازے سائلین کے لئے بند مت کر۔'' نیکی کی دعوت سُن کر خلیفہ نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حکم فرمایا میں اس پر ضرور عمل کروں گا۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس جانے لگے تو خلیفہ نے آپ کا دامن تھام کر کہا: ''اے ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آپ نے دوسروں کی حاجات کے متعلق سوال کیا ہے ہم انہیں پورا کریں گے۔ آپ اپنی بھی کسی حاجت کے متعلق ارشاد فرمائیں۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ فرماتے ہوئے دربارِ شاہی سے واپس تشریف لے گئے: ''اے خلیفہ! مجھے مخلوق سے کوئی حاجت نہیں۔'' خلیفہ نے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! **یہ ہے حقیقی عزت، یہ ہے حقیقی بادشاہت۔**''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

آفریں اہلِ محبت کے دلوں کو اے دوست! ایک کوزے میں لیے بیٹھے ہیں دریا تیرا
اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 415: قاضی شَرِیک کی جرأت و بہادری

حضرت عمر بن ہَیَّاج بن سعید سے منقول ہے: میں حضرتِ سیِّدُنا قاضی شَرِیک علیہ رحمۃ اللہ الرفیق کے قریبی دوستوں میں سے تھا۔ ایک دن صبح سویرے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ چادر اوڑھی ہوئی تھی اور چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا جس کے نیچے قمیص نہ تھی۔ میں نے کہا: ''کیا وجہ ہے کہ آج آپ نے مجلس قضاء منعقد نہیں فرمائی؟'' فرمایا: ''کل میں نے اپنے کپڑے دھوئے تھے جو ابھی تک سوکھے نہیں، میں ان کے خشک ہونے کا انتظار کر رہا ہوں۔ تم یہاں بیٹھو، ہم کچھ دینی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔'' حکم پا کر میں بیٹھ گیا تو ہمارے درمیان غلام کے نکاح سے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جو غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے اس کا کیا حکم ہے؟ کیا اس بارے میں تمہیں کچھ معلومات ہیں۔'' ابھی سلسلۂ کلام جاری تھا کہ ''خَیْزُرَان'' کی طرف سے مقرر ایک نصرانی (شاہی ملازم کوفہ میں جس کا ہر حکم مانا جاتا تھا اور موسیٰ بن عیسیٰ کو بھی اس کی ہر بات ماننے کا حکم دیا گیا تھا) ہمارے پاس آیا اس کے ساتھ شاہی سپاہی اور دوسرے بہت سے لوگ تھے۔ وہ چراگاہ کی طرف

جانے کا ارادہ رکھتا تھا، انتہائی قیمتی جُبّہ پہنے، ایک طاقتور عجمی گھوڑے پر بڑے شاہانہ انداز سے بیٹھا ہوا تھا۔ قاضی نے دیکھا کہ ایک پریشان حال شخص ہاتھ جوڑے بڑے دردمندانہ انداز میں پکار رہا ہے: ''ہائے! کوئی میری مدد کرے، میں اولاً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور پھر قاضی سے انصاف طلب کرتا ہوں۔'' اس سائل کا جسم کوڑوں کی مار سے چھلنی تھا۔ نصرانی (شاہی ملازم) نے قاضی کو سلام کیا قاضی صاحب نے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔

زخمی سائل نے عرض کی: ''میں پہلے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پھر قاضی صاحب کی پناہ چاہتا ہوں۔ قاضی صاحب! میں کپڑے بُنتا ہوں اور میرے جیسے مزدور ماہانہ سو درہم اجرت لیتے ہیں۔ اس نصرانی نے مجھے تقریباً چار ماہ سے قید کر رکھا ہے میں سارا دن کام کرتا ہوں لیکن اجرت میں اتنی کم رقم ملتی ہے کہ بمشکل کھانے کی اشیاء خرید سکتا ہوں۔ میرے گھر والے فقر و فاقہ اور تنگدستی میں مبتلا ہیں، آج موقع پا کر میں قید سے بھاگ آیا تو راستے میں اس نصرانی نے مجھے پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ میری ساری پیٹھ لہولہان کر دی۔ خدارا! مجھ پر رحم کیجئے۔'' مظلوم سائل کی یہ درد بھری فریاد سُن کر قاضی شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نصرانی کو ڈانٹتے ہوئے کہا: ''اے نصرانی! اُٹھ اور اپنے مقابل کے سامنے کھڑا ہو جا۔''

نصرانی نے کہا: ''قاضی صاحب! **اللہ** تعالیٰ آپ کا بھلا کرے، یہ ''خَیْزُرَان'' کے خادموں میں سے ہے اور بھاگ آیا ہے، اسے قید کر لیجئے۔'' قاضی شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تیرا ناس ہو! جو تجھ سے کہا گیا ہے اس پر عمل کر اور سائل کے برابر کھڑا ہو جا۔'' نصرانی ملازم بادِلِ ناخواستہ سائل کے برابر جا کھڑا ہوا۔ قاضی صاحب نے فرمایا: ''اس فریادی کی پیٹھ پر یہ زخم کے نشانات کیسے ہیں؟'' کہا: ''قاضی صاحب! **اللہ** تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے میں نے اپنے ہاتھوں سے اسے کوڑے مارے ہیں، ابھی تو اس کو کم سزا ملی ہے یہ تو اس سے بھی زیادہ کا حق دار ہے، آپ جلدی سے اسے جیل بھجوا دیجئے۔''

یہ سُن کر قاضی شَرِیک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمرے میں داخل ہوئے، واپسی میں ان کے ہاتھ میں ایک زبردست قسم کا سخت کوڑا تھا۔ آپ نے نصرانی کی پیٹھ سے کپڑا ہٹا کر خوب کوڑے لگائے۔ پھر اس مظلوم فریادی سے کہا: ''تم بے خوف و خطر اپنے اہل و عیال کے پاس چلے جاؤ'' وہ دعائیں دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ قاضی صاحب نے پھر کوڑا بلند کیا اور پے در پے کئی کوڑے نصرانی کی پیٹھ پر لگاتے ہوئے کہا: ''آئندہ تجھے کسی پر ظلم کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تو آئندہ کبھی بھی کسی مسلمان پر ظلم نہیں کرے گا۔ تیری پیٹھ کے زخم تجھے اس بُری حرکت سے باز رکھیں گے۔'' اس کے رفقاء نے جب اس کی دُرگت بنتی دیکھی تو اسے چھڑانے کے لئے آگے بڑھے۔ قاضی صاحب نے بآوازِ بلند فرمایا: ''اگر قبیلے کے نوجوان یہاں موجود ہوں تو جلدی سے آئیں اور اس کے دوستوں کو جیل میں ڈال دیں۔'' یہ سُن کر سارے حمایتی بھاگ گئے اور نصرانی اکیلا رہ گیا۔ قاضی صاحب نے اسے خوب سزا دی۔ وہ روتا ہوا کہہ رہا تھا، عنقریب تم اپنا انجام دیکھ لوگے۔ قاضی صاحب نے اس کی دھمکی کی طرف

کوئی توجہ نہ دی، کوڑا دہلیز پر پھینک کر میرے پاس آئے اور فرمایا: ''اے ابو حَفْص! ہاں، تو میں تم سے یہ پوچھ رہا تھا کہ اس غلام کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو اپنے مالک کی اجازت کے بغیر شادی کرلے۔ قاضی صاحب اس طرح گفتگو کر رہے تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ نصرانی مار کھا کر عجمی گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو گھوڑا بدکنے لگا اب وہاں اس کا کوئی رفیق بھی نہ تھا جو اسے سوار کراتا۔ نصرانی غصے میں آ کر گھوڑے کو مارنے لگا تو قاضی صاحب نے فرمایا: ''اے نصرانی! اس بے زبان جانور پر نرمی کر! تیری خرابی ہو، یہ اپنے رب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا تجھ سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہے۔''

نصرانی چلا گیا تو قاضی صاحب نے فرمایا: ''آؤ! ہم اپنے مسئلے پر گفتگو کرتے ہیں۔ بتاؤ! ایسے غلام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' میں نے کہا: ''مجھے اس بارے میں معلوم نہیں۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آج آپ نے بہت بڑی جرأت کی ہے۔ شاید! عنقریب آپ کو اس کی بہت کڑی سزا ملے۔'' فرمایا: ''اے ابو حَفْص! تُو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم کی تعظیم کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے عزت و بلندی عطا فرمائے گا۔ آؤ ہم اپنے مسئلے پر گفتگو کرتے ہیں۔'' پھر قاضی صاحب مجھے اس غلام والے مسئلے کے متعلق بتانے لگے۔ نصرانی (شاہی ملازم) مار کھا کر سیدھا امیر موسیٰ بن عیسیٰ کے پاس گیا۔ امیر نے جب اسے زخمی حالت میں دیکھا تو پوچھا: ''یہ تجھے کیا ہوا؟'' نصرانی نے کہا: ''قاضی شَرِیک نے مار مار کر میری یہ حالت کی ہے۔'' پھر اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں قاضی شَرِیک کے معاملے میں ہرگز دخل اندازی نہیں کرسکتا۔ یہ سُن کر نصرانی اپنا سامنہ لے کر بغداد چلا گیا اور پھر واپس نہ آیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حکایت نمبر 416:

مددگار اژدھا

حضرت ابو عبداللہ بن خَفِیف علیہ رحمۃ اللہ الرفیق کہتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا ابو حسین مُـزَیِّن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں یہ فرماتے سُنا: ''ایک مرتبہ میں ''تبوک'' کے ویرانوں کی طرف گیا، راستے میں ایک کنواں نظر آیا، پانی پینے کی غرض سے کنوئیں کے قریب گیا تو میرا پاؤں پھسل گیا اور میں کنوئیں میں گر گیا۔ وہاں ایک وسیع ابھری ہوئی جگہ دیکھی تو اس پر بیٹھ گیا تاکہ اگر میرے جسم یا کپڑوں وغیرہ پر کوئی نجس شئے لگی ہوئی ہو تو پانی اس سے محفوظ اور لوگوں کے لئے قابلِ استعمال رہے۔ کنوئیں کی گہرائی اور وحشت کے باوجود میرا دل بالکل مطمئن تھا، مجھے کسی قسم کا کوئی خوف محسوس نہ ہو رہا تھا۔ وہاں بیٹھے

ہوئے ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ کسی شئے کی آہٹ سنائی دی۔ میں سوچنے لگا کہ یہ آواز کیسی ہے؟ جب اوپر دیکھا تو ایک بہت بڑا اژدھا میری جانب آرہا تھا۔

لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ! اس خطرناک اژدھے کو دیکھ کر بھی میرا دل مطمئن تھا۔ خوف ووحشت کا نام تک نہ تھا۔ اژدھا قریب آیا اور میرے گرد دائرہ بنا کر بیٹھ گیا۔ میں سوچ ہی رہا تھا کہ کنوئیں سے باہر کیسے نکلا جائے؟ اژدھے نے اپنی دم میرے گرد لپیٹی اور مجھے کنویں سے باہر نکال دیا پھر میرے جسم سے علیحدہ ہو کر لمحہ بھر میں میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا خوب اِدھر اُدھر دیکھا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا۔ نہ جانے اس مددگار اژدھے کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا؟ پھر میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس غیبی امداد پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا ہوا اپنی منزل کی جانب چل دیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر417: مؤمن کی نصیحت

حضرت سیدنا عُبَیْدُ اللّٰہ بن شُمَیْط بن عَجْلَان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے والدِ محترم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: مؤمن اپنے نفس کو اس طرح سمجھاتا ہے:

''اے نفس! یہ دنیوی فانی زندگی صرف تین دن ہی تو ہے۔ ایک تو گزر گیا۔ ایک وہ ہے جس میں تو ہے، سمجھ لے کہ بس یہ بھی گزر گیا۔ کل کا دن تو ایک ایسی کھوکھلی اُمید ہے جسے شاید تو نہ پاسکے، اگر تو کل تک زندہ رہا تو کل کا دن تیرا رزق ساتھ لے کر آئے گا اور کل نہ جانے کتنے لوگوں کو موت کا پیغام مل جائے گا، ہوسکتا ہے تو بھی انہی میں شامل ہو جنہیں پیغامِ اَجل (یعنی موت کا پیغام) ملنے والا ہے۔ اے نفس! ہر دن کے لئے اس دن کا غم ہی بہت ہے۔ پھر اگر مزید زندگی ملی تو تیرے کمزور وناتواں دل پر قحط سالی اور گردشِ ایام کا غم مسلّط رہے گا۔ کبھی اشیاء کا ارزاں وقیمتی مزہ تجھے پریشان کرے گا تو کبھی گرمیوں میں ہی تو سخت سردی آنے کے غم میں مبتلا ہو جائے گا۔ اسی طرح سردیوں میں گرمی آنے سے قبل ہی تجھے اس کا غم نڈھال کر دے گا۔ جب تجھے اتنے سارے غم ہوں گے تو تیرا دل آخرت کے غم کی طرف کیسے متوجہ ہوگا؟ یاد رکھ! ہر ہر دن تیری مدّتِ عمر کو کم کر رہا ہے، لیکن تجھے کوئی پرواہ نہیں۔ تیرا رزق ہر روز پورا ہوتا جا رہا ہے، لیکن تجھے کوئی غم نہیں! تجھے بقدرِ کفایت روزی مل جاتی ہے، لیکن پھر بھی تو دھوکہ دینے والی اشیاء کی طلب میں سرگرداں ہے۔

قلیل پر قناعت نہیں ملتی، کثیر سے تیرا پیٹ نہیں بھرتا، آخر یہ غفلت کب تک؟ تو ان باتوں سے خوب واقف ہے، پھر بھی اپنی جہالت سے آگاہ کیوں نہیں ہوتا؟ حالانکہ تو بخوبی جانتا ہے کہ جن نعمتوں کی خوشگوار برسات میں تو نہا رہا ہے ان کا شکر ادا کرنے سے تو عاجز ہے۔ ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں ہوسکتا، لیکن پھر بھی تجھے زیادہ کی طلب نے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ شخص اپنی آخرت کے لئے کیا تیاری کرے گا؟ جس کی دنیوی خواہشات ہی پوری نہیں ہوتیں، جس کے دنیوی مطالبات ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔ انتہائی تعجب ہے اس پر جو ہمیشہ کے گھر (یعنی جنت) کی تصدیق کرنے کے باوجود دھوکے کی زندگی کے لئے سرگرداں ہے! صد ہزار افسوس ایسے شخص پر!''

؎ دِلا غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے	باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
ترا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر	ہوگا اک دن بے جان اسے کیڑوں نے کھانا ہے
جہاں کے شُغل میں شاغل خدا کے ذکر سے غافل	کرے دعویٰ کہ یہ دنیا ترا دائم ٹھکانہ ہے
غلام اِک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غُرّہ	خدا کی یاد کر ہر دم کہ جس نے کام آنا ہے

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** آخرت کی تیاری کے لئے قبر وحشر کی یاد بہت ضروری ہے جب ان دشوار گزار گھاٹیوں کا پُر ہول منظر ہر وقت پیشِ نظر ہوگا تو ان سے بچنے کا ذہن بنے گا۔ قبر وحشر کی تیاری کے لئے ''**دعوتِ اسلامی**'' کے مدنی ماحول سے وابستگی اور امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے عطا کردہ ''**مدنی انعامات**'' پر عمل بہت مفید ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں مدنی قافلوں کا مسافر اور مدنی انعامات کا عامل بنائے۔) (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 418: حضرتِ سوّار اور نابینا نوجوان

حضرتِ سیِّدُنا سَوّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک دن جب میں ''**خلیفہ مہدی**'' کے دربار سے واپس آیا تو نہ جانے کیوں بے قراری و بے چینی سی محسوس ہونے لگی، نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ میں اٹھا سواری تیار کی اور باہر آ گیا راستے میں اپنے کاروباری وکیل سے ملاقات ہوئی، اس کے پاس دراہم کی تھیلیاں تھیں میں نے پوچھا: ''یہ رقم کہاں سے آئی؟'' کہا: ''یہ کاروباری نفع کے دو ہزار (2000) درہم ہیں۔'' میں نے کہا: ''انہیں اپنے پاس رکھو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔'' اتنا کہہ کر میں نہر کی جانب چل پڑا، پُل عبور کر کے شارع ''**دارِ رفیق**'' کی طرف صحراء کے قریب پہنچ کر کچھ دیر ''**بابِ انبار**'' کے گرد گھومتا رہا، پھر بابِ انبار کی سڑک پر چلتا ہوا ایسے صاف ستھرے مکان کے قریب رُکا جو سرسبز و شاداب اور درختوں سے بھرا ہوا تھا۔

دروازے پر خادم موجود تھا۔ میں نے پانی مانگا تو وہ خوشبودار میٹھے پانی سے بھرا ایک بہترین گھڑا لے آیا۔ میں نے پانی پی کر اس کا شکریہ ادا کیا اور نمازِ عصر کے لئے قریب ہی ایک مسجد میں چلا گیا۔

نمازِ عصر کے بعد ایک نابینا شخص نظر آیا جو کسی کو ڈھونڈ رہا تھا۔ میں نے کہا: ''اے بندۂ خدا! تجھے کس کی تلاش ہے؟'' کہا: ''میں آپ ہی کو ڈھونڈ رہا ہوں۔'' میں نے کہا: ''کہو! کیا کام ہے؟'' اس نے بیٹھتے ہوئے کہا: ''میں نے آپ سے بہت عمدہ خوشبو سونگھ کر یہ گمان کیا ہے کہ آپ مالدار لوگوں میں سے ہیں۔ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، اگر اجازت ہو تو عرض کروں؟'' میں نے کہا: ''بتاؤ! کیا بات ہے؟'' اس نے قریب ہی موجود ایک عمدہ محل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''آپ اس محل کو دیکھ رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' کہا: ''یہ عظیم الشان محل میرے والد کا تھا اسے بیچ کر ہم خراسان چلے گئے۔ گردشِ ایام کی زَد میں آ کر ہم اپنی نعمتوں سے محروم ہوتے چلے گئے، تنگدستی و مفلسی نے ہمارے آنگن میں ڈیرے ڈال لئے، بالآخر میں مجبور ہو کر یہاں آیا تا کہ اس نئے مالک سے کچھ امداد کا مطالبہ کروں اور اپنے والد کے بہترین دوست سَوَّار کے پاس پہنچ کر اپنی حالت سے آگاہ کروں۔''

نابینے نوجوان کی گفتگو سُن کر میں نے پوچھا: ''تمہارے والد کا نام کیا ہے؟'' جب اس نے اپنے والد کا نام بتایا تو وہ واقعی میرا بہترین اور سچا دوست تھا۔ میں نے اس نوجوان سے کہا: ''اے نوجوان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے تیرے مطلوب تک پہنچا دیا، **اللہ** تبارک وتعالیٰ نے اس سے نینداور کھانے پینے کو روکے رکھا یہاں تک کہ اسے تیرے پاس لے آیا۔ سنو! میں ہی تمہارے والد کا دوست ''**سَوَّار**'' ہوں۔ آؤ! میرے قریب آ کر بیٹھو۔'' نوجوان یہ سن کر حیرانی وخوشی کے عالَم میں میرے قریب آ بیٹھا۔ میں نے اپنے کاروباری وکیل سے دو ہزار درہم لئے اور اس نوجوان کو دیتے ہوئے کہا: ''ابھی یہ رقم اپنے پاس رکھ لو اور کل میرے گھر چلے آنا۔ یہ کہہ کر میں وہاں سے چلا آیا۔ میں نے سوچا کیوں نہ اس واقعہ کی اطلاع خلیفہ مہدی کو دی جائے۔ چنانچہ، میں خلیفہ کے پاس پہنچا اور اوّل سے آخر تک سب واقعہ کہہ سُنایا۔ خلیفہ یہ سن کر بہت متعجب ہوا اور میرے لئے دو ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ میں واپس آنے لگا تو کہا: ''بیٹھو اور یہ بتاؤ کہ کیا تم پر کسی کا قرض وغیرہ ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! میں پچاس ہزار (50,000) دینار کا مقروض ہوں۔'' خلیفہ چند لمحے خاموش رہا پھر تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد کہا: ''اب تم اپنے گھر چلے جاؤ۔'' میں واپس آنے لگا تو میرے ساتھ ایک غلام تھا جس کے پاس پچاس ہزار دینار تھے۔ اس نے مجھ سے کہا: ''خلیفہ نے حکم دیا ہے کہ اس رقم کے ذریعے اپنا قرض ادا کیجئے۔'' میں نے وہ رقم لے لی۔

آج دوسرا دن تھا لیکن وہ نابینا نوجوان ابھی تک نہ آیا تھا۔ میں اسی کے انتظار میں تھا کہ خلیفہ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ میں وہاں پہنچا تو خلیفہ نے کہا: ''ہم نے تمہارے معاملے میں غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ تمہارا قرض تو ادا ہو جائے گا لیکن اس کے بعد دیگر ضروریات کے لئے تمہیں پھر کسی سے قرض لینا پڑے گا یا کسی اور امر کی طرف محتاجی ہو گی، لہٰذا میں تمہیں مزید پچاس ہزار

دینار دے رہا ہوں، جاؤ! یہ تمہیں مُبارَک ہوں۔'' میں پچاس ہزار دینار لے کر دربار سے چلا آیا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ نابینا نوجوان آ گیا۔ میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ بڑا **اجواد** وکریم ہے اس نے اپنے فضل وکرم کی خوب بارش برسائی ہے۔ یہ لو! یہ دو ہزار دینار لے جاؤ۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ بہت رحیم وکریم ہے۔'' نوجوان نے وہ رقم لی اور مجھے دعائیں دیتا ہوا رخصت ہوگیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حکایت نمبر 419:

پاکدامن ملکہ

حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر بن محمد صادِق علیہ رحمۃ اللہ الرازق سے منقول ہے، بنی اسرائیل کا ایک شخص سفر پر جانے لگا تو اپنے بھائی سے عہد لیا کہ ''تم میری بیوی کی خدمت اور دیکھ بھال کرو گے۔'' اس نے اقرار کرلیا اور یقین دہانی کراتے ہوئے کہا: ''بھائی جان! آپ بے فکر ہو کر سفر پر جائیں، آپ کو کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہوگی، میں ہر طرح سے آپ کی زوجہ کا خیال رکھوں گا۔'' چنانچہ، وہ مطمئن ہو کر سفر پر روانہ ہوگیا۔ اس نے اپنی بھابھی کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔ عورت کے حسن و جمال نے اس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا، وہ اپنی بھابھی پر عاشق ہوگیا اور اپنے بھائی سے کئے ہوئے عہد کو توڑ کر اس کی بیوی کو اپنے ارادے سے آگاہ کرتے ہوئے گناہ کی دعوت دی۔ عورت پاکدامن وباحیا تھی، اس نے انکار کر دیا۔ جب بدبخت وخائن دیوَر اپنی کوشش میں ناکام ہونے لگا تو دھمکی دیتے ہوئے کہا: ''اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تمہیں ہلاک کر دوں گا۔'' عورت نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تمہاری گناہ بھری دعوت ہرگز ہرگز قبول نہ کروں گی، تم جو چاہے کرلو۔'' پاکباز عورت کے ایمان افروز اور جراءت مندانہ انداز کو دیکھ کر وہ خاموش ہوگیا۔ جب اس کا بھائی سفر سے واپس آیا تو کہا: ''میرے بھائی! جانتے ہو! تمہاری بیوی نے تمہارے جانے کے بعد کیا گُل کھلایا؟ سنو! وہ مجھے بدکاری کی دعوت دیا کرتی تھی، توبہ توبہ، وہ تو بڑی بدچلن ہے۔ اس نے تمہارے جانے کے بعد نہ جانے کیا کیا برے کام کئے ہیں۔''

بھائی کی یہ باتیں سن کر اسے بہت غصہ آیا اس نے کہا: ''جانتے ہو! تم کیا کہہ رہے ہو؟'' کہا: ''بھائی جان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے حقیقت واضح کر دی ہے، اب تمہاری مرضی۔'' بھائی کی باتیں سُن کر اس کے دل میں یہ بات جم گئی کہ ''واقعی میری بیوی نے خیانت کی ہے۔'' غم وغصے کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی سے بات چیت بالکل بند کر دی۔ بالآخر ایک رات موقع پا کر اپنی پاکباز بیوی کو تلوار کے پے در پے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ جب یقین ہوگیا کہ یہ مرچکی ہے تو

وہاں سے چلا گیا۔خدا عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کہ شدید زخمی ہو جانے کے باوجود نیک خاتون ابھی زندہ تھی، وہ گرتی پڑتی ایک راہب کے عبادت خانے کے قریب پہنچی، اس کی درد بھری آہیں سن کر راہب نے اپنے غلام کو بلایا، دونوں اسے اُٹھا کر عبادت خانے میں لے آئے۔ نیک نیت راہب بڑی توجہ سے اس کا علاج کرتا رہا، جس کی وجہ سے وہ بہت جلد صحت یاب ہوگئی۔ راہب کی زوجہ فوت ہوگئی تھی اس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ راہب نے عورت سے کہا:''اب تم ٹھیک ہوگئی ہو اگر جانا چاہو تو بخوشی چلی جاؤ، اگر یہاں رہنا چاہو تو تمہاری مرضی۔''

عورت نے کہا:''میں یہیں رہ کر آپ کی خدمت میں زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔'' راہب نے اپنا بچہ اس کے حوالے کر دیا۔ نیک وپارسا خاتون بڑی دل جمعی سے اس کی پرورش کرنے لگی۔ راہب کا سیاہ فام غلام عورت کے حسن کو دیکھ کر بدنیت ہوگیا اور موقع کی تلاش میں رہنے لگا۔ ایک دن اس نے اپنی نیتِ بد کا اظہار کرتے ہوئے اس پاکباز و باحیا عورت کو بدکاری کی طرف بلایا اور کہا:''بخدا! یا تو میری بات مان لے اور میری خواہش پوری کردے ورنہ میں تجھے ہلاک کردوں گا۔'' خوفِ خدا رکھنے والی نیک عورت نے کہا:''میں ہرگز ہرگز تیری بات نہیں مانوں گی تجھے جو کرنا ہے کرلے۔'' بدکار سیاہ فام اپنی ناکامی پر ماتم کرتا ہوا دل میں بغض لئے وہاں سے چلا گیا۔ رات کی سیاہی نے جب ہر شے کو ڈھانپ لیا تو سیاہ فام غلام عورت کے پاس آیا، بچہ اس کی گود میں رو رہا تھا اور وہ اسے بہلا رہی تھی۔ ظالم وشہوت پرست سیاہ فام غلام نے تیز چھری سے بچے کا گلا کاٹ دیا، چند ہی لمحوں میں اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ غلام دوڑ کر راہب کے پاس گیا اور کہا:''حضور! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی اس مہمان خبیث عورت نے کیا کارنامہ کیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم ہے اس نے آپ کے ننھے منے بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے اس کے ساتھ احسان کیا لیکن اس نے آپ کے بچے کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے۔ ہائے! ہائے! کیسی ظالم عورت ہے۔'' راہب غلام کی باتیں سن کر بہت متعجب ہوا اور پریشان ہو کر کہا:''تیرا ناس ہو! بتا تو سہی اس نے میرے بچے کے ساتھ کیا کیا ہے؟'' کہا:''حضور! اس نے آپ کے لاڈلے بچے کو ذبح کر ڈالا ہے، اگر یقین نہیں آتا تو چل کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔'' راہب دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ واقعی بچے کا گلا کٹا ہوا ہے اور اس کا جسم خون میں لت پت ہے۔ راہب نے عورت سے پوچھا:''میرے بچے کو کیا ہوا؟'' کہا:''میں نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا بلکہ آپ کے غلام نے مجھے گناہ کی دعوت دی جب میں نے انکار کیا تو اس نے بچے کو قتل کر دیا۔ میں اس معاملے میں بالکل بے قصور ہوں۔''

راہب نے کہا:''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تو نے اپنے معاملے میں مجھے شک میں مبتلا کر دیا ہے، اب میں نہیں چاہتا کہ تو میرے ساتھ رہے۔ یہ پچاس (50) دینار لے جا اور جہاں تیرا جی چاہے چلی جا، یہ دینار تیری ضروریات میں کام آئیں گے۔'' عورت نے پچاس دینار لئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید لگائے غیر متعین منزل کی طرف چل دی۔ ایک بستی کے

قریب سے گزری تو دیکھا کہ مجمع لگا ہوا ہے اور ایک شخص کو پھانسی دینے کے لئے لایا جارہا ہے، بستی کا سردار بھی وہیں موجود تھا۔ عورت سردار کے پاس گئی اور کہا: ''کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تم مجھ سے پچاس دینار لے لو اور اس شخص کو آزاد کردو۔'' سردار نے کہا: ''لاؤ! رقم میرے حوالے کرو۔'' عورت نے پچاس دینار دیئے تو سردار نے قیدی کو رِہا کردیا۔ وہ قیدی اس پاکباز صابرہ خاتون کے پاس آیا اور کہا: ''میری جان بچا کر تو نے جو احسان کیا ہے آج تک کسی نے مجھ پر ایسا احسان نہیں کیا۔ اب میں تیری خدمت کروں گا یہاں تک کہ موت ہمارے درمیان جدائی کردے۔''

چنانچہ، وہ شخص اس عورت کو لے کر ساحلِ سمندر پر پہنچا، کشتی چلنے ہی کو تھی دونوں کشتی میں سوار ہوگئے۔ عورت کا حسن وجمال دیکھ کر سارے مسافر حیران رہ گئے۔ وہ عورتوں والے حصے میں بیٹھ گئی۔ لوگوں نے قیدی سے کہا: ''یہ حسین وجمیل عورت کون ہے؟'' اس بدبخت نے کہا: ''یہ میری زرخرید لونڈی ہے۔'' کشتی میں موجود ایک شخص جو اس عورت کے حسن میں گرفتار ہوچکا تھا، اس نے کہا: ''کیا تم اپنی لونڈی فروخت کرو گے؟'' کہا: ''میں اسے بیچنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے، جب اسے معلوم ہوگا کہ میں نے اسے بیچ دیا ہے تو اسے میری طرف سے بہت تکلیف پہنچے گی، اس نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اسے کبھی نہ بیچوں گا۔'' مسافر نے کہا: ''تو مجھ سے منہ مانگی قیمت لے لے اور خاموشی سے چلا جا! تجھے کیا ضرورت ہے کہ تو اسے بتائے۔'' لالچی واحسان فراموش، دھوکے باز قیدی نے مال کے وبال میں پھنس کر مسافر سے بہت سارا مال لیا اور کشتی سے اُتر گیا۔ مسافر نے اس خرید وفروخت پر تمام مسافروں کو گواہ بنالیا۔ عورت چونکہ مستورات والے حصے میں تھی اس لئے اس معاملے سے بے خبر رہی۔ جب مسافر کو یقین ہوگیا کہ اس کا مالک جاچکا ہے اب واپس نہیں آسکتا تو وہ عورت کے پاس آیا اور کہا: ''آج سے تم میری ملکیت میں ہو، میں نے تمہیں خرید لیا ہے۔''

عورت نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کا خوف کر! تو نے مجھے کیسے خرید لیا؟ جبکہ میں آزاد ہوں اور کسی کی ملکیت میں نہیں۔'' مسافر نے کہا: ''ان باتوں کو چھوڑ، تیرا مالک تجھے بیچ کر یہاں سے جاچکا ہے۔ اب نہ تو اپنے مالک کے پاس جاسکتی ہے نہ ہی وہ رقم واپس کرسکتی ہے جو تیرے مالک نے مجھ سے لی ہے، میں نے مالِ کثیر دے کر تجھے خریدا ہے اور تمام مسافر اس پر گواہ ہیں۔ اگر یقین نہیں آتا تو ان سے پوچھ لے۔ سب مسافروں نے کہا: ''اے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی دشمن! اس نے واقعی تجھے خریدا ہے، ہم سب اس پر گواہ ہیں۔'' نیک وپاکباز، جرأت مند عورت نے کہا: ''تمہارا ناس ہو! **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں آزاد ہوں، آج تک کبھی کوئی میرا مالک نہیں بنا۔ میں کسی کی لونڈی نہیں کہ مجھے کوئی بیچے۔ تم اس معاملہ میں **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔ لوگوں نے اس مسافر سے کہا: ''یہ اس طرح باز نہیں آئے گی، اس کے ساتھ جو سلوک کرنا ہے کرڈال، خود ہی مان جائے گی۔'' یہ سن کر مسافر اس کی طرف بڑھا۔ جب اس مظلومہ کو اپنی عزت کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے کشتی والوں کے لئے بددعا کی۔ فوراً کشتی ان سب کو لے کر ڈوب

گئی۔سب کے سب غرق ہوگئے اور کشتی کے تختے پر عورت کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا۔

وہ عید کا دن تھا، بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ ساحلِ سمندر پر آیا ہوا تھا، تمام لوگ خوشیاں منا رہے تھے، جب بادشاہ نے کشتی کو ڈوبتے دیکھا تو فوراً تیراک سپاہیوں کو حکم دیا: ''جلدی سے کشتی والوں کی مدد کو پہنچو۔'' سپاہی گئے تو انہیں اس نیک عورت کے علاوہ کوئی اور زندہ نہ ملا۔ وہ اسے لے کر بادشاہ کے پاس آئے، بادشاہ نے حقیقتِ حال دریافت کرتے ہوئے نکاح کا پیغام دیا۔لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا: ''میرا قصّہ بڑا عجیب وغریب ہے، میرے لئے نکاح کرنا جائز نہیں۔'' بادشاہ نے جب یہ سنا تو اس کے لئے علیحدہ مکان بنوا دیا اور وہ اس میں رہنے لگی۔ لیل ونہار (یعنی رات دن) گزرتے رہے، وقت کی گاڑی تیزی سے چلتی رہی۔ بادشاہ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو وہ اس پاکباز عورت سے مشورہ کرتا۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کے مشوروں میں ایسی برکت دی کہ ان پر عمل کر کے بادشاہ کو ہمیشہ کامیابی ہوتی۔ اب بادشاہ کے نزدیک یہ پاکباز عورت بہت معظم ہوگئی تھی وہ اسے بہت بابرکت سمجھنے لگا۔ جب بادشاہ کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے وزیروں، مشیروں اور رعایا کو جمع کر کے کہا: ''اے لوگو! تم نے مجھے کیسا پایا؟'' سب نے بیک زبان جواب دیا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو اچھی جزا عطا فرمائے، آپ ہمارے لئے رحیم باپ کی طرح ہیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''اے لوگو! توجہ سے میری بات سنو! تم نے محسوس کیا ہوگا کہ ہماری نیک سیرت مہمان خاتون کے قابلِ قدر مشوروں کی بدولت ہمارے ملک کا نظام بہت بہتر ہوگیا ہے۔ میں نے اسے اپنے ہر معاملے میں بابرکت پایا۔ میں تمہارے لئے ایک بہت اچھی تدبیر کرنا چاہتا ہوں۔'' لوگوں نے تجسُّس بھرے انداز میں کہا: ''عالی جاہ! حکم فرمائیں آپ کیا چاہتے ہیں؟'' کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد اس نیک سیرت خاتون کو تم پر ملکہ مقرر کر دوں۔'' شفیق ورحیم بادشاہ کے حکم پر ''لَبَّیْکَ'' کہتے ہوئے سب نے عرض کی: ''عالی جاہ! جیسا آپ چاہتے ہیں، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ویسا ہی ہوگا۔'' چنانچہ، بادشاہ نے اس باحیا، نیک سیرت وصابرہ خاتون کو پورے ملک کی سلطنت عطا کر دی اور خود دارِ فانی سے کوچ کر کے دارِ بقا کا راہی بن گیا۔

اس نے ملکہ بنتے ہی اعلان کر دیا کہ پورے ملک کے لوگ بیعت کے لئے جمع ہو جائیں۔ حکمِ شاہی ملتے ہی ملک کے گوشے گوشے سے لوگ نئے بادشاہ کی بیعت کے لئے جمع ہو گئے۔ بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب اس کا شوہر اور دیور آئے تو حکم دیا کہ ان دونوں کو علیحدہ کھڑا کر دو۔ پھر وہ شخص آیا جسے پھانسی دی جا رہی تھی (اور جس احسان فراموش نے اپنی اس محسنہ کو بیچ دیا تھا) ملکہ نے حکم دیا کہ اسے بھی ان دونوں کے ساتھ کھڑا کر دو۔ پھر نیک سیرت راہب اور اس کا بدکردار سیاہ فام غلام آیا تو انہیں بھی لوگوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ جب تمام لوگ بیعت کر چکے تو ملکہ نے ان پانچوں کو اپنے پاس بلوایا اور اپنے شوہر سے کہا: ''کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟'' اس نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ ہماری ملکہ ہیں۔'' کہا: ''میں تمہاری بیوی ہوں۔ سنو! تمہارے بدکردار وخائن بھائی نے میرے ساتھ کیسا برا سلوک کیا تھا۔'' یہ کہہ کر سارا واقعہ اسے بتایا اور کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ تم سے جدا ہونے سے لے کر

آج تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔ میں آج بھی پاک دامن ومحفوظ ہوں۔'' پھر اس نے اپنے دیور کو بلا کر پھانسی کا حکم دے دیا۔ پھر راہب سے کہا: ''اگر آپ کی کوئی حاجت ہوتو بتاؤ، میں وہی عورت ہوں جو تمہارے پاس زخمی حالت میں آئی تھی۔'' تمہارے بیٹے کو تمہارے اس ظالم وشہوت پرست سیاہ فام غلام نے ذبح کیا تھا۔'' پھر غلام کو بلوا کر اسے بھی قتل کروا دیا۔ اب اس شخص کی باری تھی جسے پھانسی دی جارہی تھی اور ملکہ نے اسے بچایا تھا۔ جب وہ آیا تو اسے بھی قتل کر دیا گیا اور اس کی لاش چوراہے پر لٹکا دی گئی اور یوں وہ اپنے انجامِ بد کو پہنچ گیا۔ باحیا و پاک دامن خاتون نے ہر آن اپنی عزت کی حفاظت کی، احکامِ خداوندی عزوجل کو پیشِ نظر رکھا اور صبر واستقامت سے کام لیا۔ آج اسے تاج وتخت اور عزت وعظمت کی دولت میسر تھی۔ جب تک خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے چاہا وہ بحسن وخوبی امورِ سلطنت انجام دیتی رہی پھر اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس سبق آموز حکایت کے اندر عبرت کے بے شمار مدنی پھول ہیں۔ مثلاً: (۱)......بغیر تحقیق کے کبھی کسی کے بارے میں بدگمانی نہیں کرنی چاہئے۔ (۲)......کبھی بھی غیر محرم کے ساتھ تنہائی اختیار نہیں کرنی چاہئے اور دیور تو موت ہے۔ (۳)......نیک لوگ مال و دولت دے کر بھی دوسروں کو مصیبتوں اور آفتوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (۴)......دولت کا حریص اپنے محسنوں کو بھول جاتا ہے اور اُن کے ساتھ ایسا سلوک کر گزرتا ہے جو کسی طرح بھی روا و جائز نہیں۔ (۵)......بلا تحقیق کسی پر کوئی حکم نہیں لگانا چاہئے۔ (۶)......شہوت پرستی گناہوں کے سمندر میں غرق کر دیتی ہے اور اس میں ڈوب کر انسان جہنم کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔ (۷)......انسان کیسی ہی حالت سے دوچار ہو پھر بھی احکامِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی پابندی کرے اور اپنی عزت وایمان کو کسی قیمت پر نہ چھوڑے۔ (۸)......بندہ مصیبتوں، ظلم وستم کی آندھیوں اور غم وحزن کی دشوار گزار گھاٹیوں سے گزر کر ایک نہ ایک دن خوشیوں اور عزتوں کے گلشن میں ضرور پہنچتا ہے۔ (۹)......انسان کو اس کے برے اعمال کا برا اور اچھے اعمال کا اچھا صلہ ضرور ملتا ہے۔ جو ہر حال میں **اللہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے احکام کی پابندی کرتا ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا، نصرتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ ہر وقت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں نیک امور پر استقامت عطا فرمائے۔ (۱۰)......اپنی عزت وعصمت کی ہمیشہ حفاظت کرنی چاہئے۔ کسی بھی حالت میں دولتِ عزت کی چادر داغ دار نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ایمان کے بعد عزت ہی سب سے بڑی دولت ہے۔ سب کچھ چھوٹے تو چھوٹ جائے لیکن ایمان وعزت ہاتھ سے نہ جانے پائے ورنہ دونوں جہاں کی بربادی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ایسی مدنی سوچ عطا فرمائے کہ ہم بھی ہر حال میں حکمِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ اور سنتِ نبوی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پیروی کریں اور گناہوں سے نفرت کرتے رہیں۔)

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر 420:

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی

حضرت جَعْفَر بن ابوالمُغِیْرَہ کا بیان ہے: کوفہ میں '' حُطَیْط '' نامی عابد رہا کرتا تھا۔ اس کی عبادت کا یہ عالَم تھا کہ روزانہ دو قرآنِ پاک ختم کیا کرتا۔ ہر سال کوفہ سے برہنہ پا (یعنی ننگے پاؤں) ننگے سر مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا جاتا۔ ظالم حاکم '' حَجَّاج '' کو اس کے بارے میں پتا چلا تو اس نے سپاہیوں کو اس کی تلاش میں بھیجا۔ جب اس نوجوان کو لایا گیا تو اس نے حَجَّاج سے کہا: '' مجھے یہاں کیوں بلایا گیا ہے؟ '' حَجَّاج نے کہا: '' میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، سچ سچ بتانا۔ '' کہا: '' میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے عہد کیا ہے کہ جب بھی مجھ سے کوئی بات پوچھی جائے گی میں سچ سچ جواب دوں گا، مصیبت میں مبتلا کر دیا گیا تو صبر کروں گا، معاف کر دیا گیا تو حمد و شکر بجالاؤں گا۔ '' حَجَّاج نے کہا: '' تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟ '' کہا: '' اے حَجَّاج! تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا دشمن ہے تجھے تو قتل کر دینا چاہئے۔ '' حَجَّاج نے پوچھا: '' اچھا خلیفہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ '' کہا: '' تو اس کے شر کے انگاروں میں سے ایک انگارہ ہے وہ تیری نسبت زیادہ مجرم و قابلِ سزا ہے۔ ''

یہ سن کر حَجَّاج غیظ و غضب کی آگ میں جل اٹھا اور چِلّا کر بولا: '' اسے پکڑ لو اور طرح طرح کی دردناک سزاؤں کا مزا چکھاؤ۔ '' خوشامدی سپاہیوں نے فوراً اس **دلیر و مجاہد مُبَلِّغ** کو پکڑ کر اذیت ناک سزائیں دینی شروع کر دیں مگر اس صبر و رضا کے پیکر نے بالکل چیخ و پکار تک نہ کی۔ جب حَجَّاج کو خبر دی گئی تو اس نے کہا: '' کچھ بانس چیر کر اس کے برہنہ جسم پر سختی سے باندھ دو پھر زخموں پر نمک و سرکہ چھڑک کر بانسوں کی تیز دھاروں سے اس کی کھال نوچ ڈالو۔ '' حکم ملتے ہی جلّادوں نے اس ولیٔ کامل کے جسمِ نازنین پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑ ڈالے، جب سارا جسم زخموں سے چُور چُور ہو گیا تو زخموں پر نمک اور سرکہ ڈالا گیا۔ لیکن اس کوہِ استقامت کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی تزلزل نہ آیا۔ حَجَّاج کو جب یہ خبر پہنچی تو کہا: '' اسے بازار لے جا کر چوراہے پر اس کا سر قلم کر دو۔ '' چنانچہ، اس حق گو مبلغ کو بازار لایا گیا، راوی کا بیان ہے کہ میں اس وقت وہاں پر موجود تھا۔ جب اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا: '' مجھے پانی پلا دو۔ '' اسے پانی دیا گیا تو پانی پیتے ہی اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انتقال کے وقت اس عابد و زاہد نوجوان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

{ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

حکایت نمبر 421:

شدّاد کی جنت

حضرتِ سیِّدُنا وَہْب بن مُنَبِّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، ''حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن قِلَابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گمشدہ اونٹوں کی تلاش میں نکلے۔ جب عدن کے صحرا میں پہنچے تو ایک عظیم الشان شہر ظاہر ہوا جس کے گرد قلعہ بنا ہوا تھا اور قلعے کے اردگرد بہت سے خوبصورت محل تھے۔ وہ یہ سوچ کر اس طرف گئے کہ کسی سے اپنے اونٹوں کے متعلق پوچھ لیں گے، لیکن وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری سے اتر کر گلے میں تلوار لٹکائے قلعے میں داخل ہوئے تو دو بڑے بڑے دروازے دیکھے جن پر سفید وسرخ قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے، ایسے مضبوط اور خوب صورت دروازے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ ویران صحرا میں عظیمُ الشّان خوب صورت شہر دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت گھبرائے۔ جب ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو اپنے آپ کو ایک ایسے شہر میں پایا جس میں بہت سے محلات تھے۔ ہر محل کے اوپر کمرے تھے جن کے اوپر سونے سے بنے ہوئے بہت سے کمرے تھے۔ ان کی تعمیر میں سونا، چاندی اور قیمتی جواہرات استعمال کئے گئے تھے۔ ان مکانوں کی بلندی، شہر میں تعمیر شدہ کمروں جتنی تھی۔ صحن میں جابجا قیمتی پتھر اور مشک وزعفران کی ڈَلیاں بکھری ہوئی تھیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں سے کچھ قیمتی موتی اور مشک وزعفران کی ڈلیاں اُٹھائیں، لیکن دروازوں اور صحن میں نصب موتیوں اور جواہرات کو جدا نہ کرسکے۔ پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اس کے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے واپس یمن پہنچے اور لوگوں کو اس عجیب وغریب شہر کے متعلق بتاتے ہوئے وہاں سے لائی ہوئی چیزیں دکھائیں۔ طویل عرصہ گزرنے کی وجہ سے ان موتیوں کا رنگ پیلا ہو چکا تھا۔

جب یہ واقعہ پورے ملک میں مشہور ہو گیا تو امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بُلا کر واقعہ دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عجیب وغریب شہر اور وہاں کی اشیاء کے متعلق سب کچھ بتا دیا۔ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ باتیں بڑی عجیب معلوم ہوئیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُتعجب ہو کر پوچھا: ''تم نے جو باتیں بیان کیں ان کے سچ ہونے کے بارے میں، مَیں کیسے یقین کرلوں؟'' عرض کی: ''حضور! میں وہاں کے موتی جواہرات اپنے ساتھ لے آیا تھا، کچھ چیزیں اب بھی میرے پاس موجود ہیں، یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ یاقوت پیش کئے جو عام یاقوتوں کی نسبت قدرے پیلے ہو چکے تھے۔ کچھ مشک کی ڈَلیاں پیش کیں جن میں خوشبو نہ تھی، لیکن جب انہیں توڑا گیا تو ان میں سے تیز خوشبو نکلی جسے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونگھا اسی طرح زعفران کی خوشبو بھی سونگھی۔ اب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کا یقین ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: ''ایسا کون ہے؟ جو مجھے اس عجیب وغریب شہر اور اس کے

بانی کا نام بتائے اور یہ بتائے کہ یہ کس قوم کا واقعہ ہے؟'' خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان بن داوٗد علٰی نبینا وعلیھما الصلوۃ والسلام کی مثل کسی کو سلطنت عطا نہیں کی گئی، اس طرح کا شہر تو ان کے ملک میں بھی نہ تھا۔'' بعض لوگوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ! اس زمانے میں پوری دُنیا میں اس واقعہ کے متعلق صحیح معلومات صرف حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالٰی عنہ ہی فراہم کر سکتے ہیں۔ اگر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ مناسب سمجھیں تو انہیں بلوائیں اور حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن قِلَابَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو چھپا دیں، اگر واقعی یہ اس شہر میں داخل ہوئے ہوں گے تو حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالٰی عنہ شہر اور اس میں داخل ہونے والے کے بارے میں ضرور بتائیں گے کیونکہ یہ ایسا عظیم معاملہ ہے کہ اس شہر میں داخل ہو کر اس کے اَسرار (یعنی رازوں) سے واقف ہونے والے کا ذِکر سابقہ کتب میں ضرور ہوگا۔ اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جو اشیاء زمین پر پیدا فرمائیں، جو واقعات وحادثات رونما ہوئے اور مستقبل میں جو بھی عظیم واقعات ہوں گے وہ تمام کے تمام تورات میں مفصل بیان کر دیئے گئے۔ اور اس وقت حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالٰی عنہ سابقہ کتب کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہ آپ کو اس واقعہ کی خبر ضرور دیں گے۔''

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا امیرِ مُعَاوِیَہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بلوا کر فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالٰی عنہ! میں نے تمہیں ایک بڑے کام کے لئے بلایا ہے، اُمید ہے کہ تمہارے پاس اس کا علم ضرور ہوگا۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ علیم وخبیر ہے، اس کے سامنے سب عاجز ہیں۔ میرا سارا علم اسی کی عطا سے ہے، فرمایئے! آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟'' فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالٰی عنہ! مجھے بتاؤ کہ کیا دنیا میں کسی ایسے شہر کے متعلق تمہیں کوئی خبر پہنچی ہے جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا ہو۔ جس کے ستون زبرجد اور یاقوت کے ہوں۔ جس کے محلات اور بالا خانوں کو موتیوں سے مزین کیا گیا ہو، جس میں باغات اور نہریں جاری ہوں اور جس کے راستے کشادہ ہوں۔''

حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مجھے ظنِ غالب تھا کہ اس شہر اور اس کے بنانے والے کے متعلق مجھ سے ضرور سوال کیا جائے گا۔ اس شہر کی جو صفات آپ نے بیان کیں اور جو کچھ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بتایا گیا وہ حق ہے۔ اس کو ''**شَدَّاد بن عَاد**'' نے بنایا اور اس کا نام ''اِرم'' ہے۔ جس کے بارے میں **اللہ** تعالٰی نے اپنی کتاب قرآنِ مجید میں اس طرح ارشاد فرمایا:

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۪ۙ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۪ۙ﴿۸﴾ (پ ۳۰، الفجر: ۷۔۸)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ اِرم حد سے زیادہ طول والے کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا۔

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا امیرِ مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، اس کے متعلق ذرا تفصیل سے بتایئے۔''

فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! عاد کے دو بیٹے تھے، شدید اور شَدَّاد۔ جب عاد کا انتقال ہوا تو دونوں بیٹوں نے سرکشی کی اور قہر وغضب سے تمام شہروں پر زبردستی مسلط ہو گئے۔ کچھ حکمران تو ڈر کر ان کی اطاعت پر مجبور ہوئے اور بقیہ سے جنگ وجدال کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کے زمانے میں مشرق ومغرب میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے طَوعًا یا کرھًا (یعنی خوشدلی یا مجبوری سے) اُن کی حکمرانی قبول نہ کی ہو۔ جب دونوں کی سلطنت خوب مضبوط ہو گئی اور ہر جگہ ان کی بادشاہت کے سِکّے بیٹھ گئے تو ''شدید'' مر گیا۔ اب ''شَدَّاد'' اکیلا ہی پوری سلطنت کا بادشاہ تھا۔ کسی کو اس سے جنگ وجدال کرنے کی ہمت نہ تھی۔ شَدَّاد کو سابقہ کتب پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ ان کتابوں میں جب بھی جنت اور اس میں موجود محلات، یاقوت، جواہرات اور باغات کا تذکرہ پڑھتا یا سنتا تو اس کا شریر نفس اسے اس بات پر ابھارتا کہ تُو بھی ایسی جنت بنا سکتا ہے۔

جب اس بدبخت ونامراد کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تو سو خزانچیوں کو بلایا اور ہر خزانچی کو ایک ایک ہزار مددگار دے کر کہا: ''جاؤ! اور روئے زمین کا سب سے بڑا اور عمدہ جنگل تلاش کرو۔ پھر اس میں ایک ایسا شہر بناؤ جو سونے، چاندی، یاقوت، زبرجد اور موتیوں سے مزین ہو۔ اس کے نیچے زبرجد کے ستون اوپر محلات اور بالا خانے ہوں، پھر ان کے اوپر مزید بہترین وعمدہ کمرے ہوں ان کمروں کے اوپر بھی بالا خانے ہوں۔ محلات کے نیچے گلی کوچوں میں ہر قسم کے ایسے میوہ دار درخت ہوں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔ کیونکہ میں نے سابقہ کتب میں جس جنت کے بارے میں پڑھا اور سنا وہ ایسی ہی ہے۔ اور میں ایسی جنت دنیا ہی میں بنانا چاہتا ہوں۔'' شَدَّاد ملعون کی یہ بات سن کر خزانچیوں نے کہا: ''آپ نے اس شہر کی جو صفات بیان کی ہیں اس کی تعمیر کے لئے اتنے سارے یاقوت، زبرجد، ہیرے جواہرات اور سونا چاندی کہاں سے لائیں گے۔'' کہا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت ساری دنیا پر میری حکومت ہے؟'' انہوں نے کہا: ''کیوں نہیں! بے شک ایسا ہی ہے۔'' کہا: ''تو پھر پوری دنیا میں پھیل جاؤ! زمین پر، سمندر میں جہاں جہاں زبرجد، یاقوت اور ہیرے جواہرات کا خزانہ ہو سب لے لو اور ہر قوم پر ایک ایسا فرد مقرر کر و جو اپنی قوم کے تمام خزانے جمع کر لے۔ جتنا ہمیں مطلوب ہے اس سے کہیں زیادہ خزانہ دنیا میں موجود ہے۔'' یہ کہہ کر شَدَّاد نے پوری دنیا کے بادشاہوں کو پیغام بھجوایا کہ وہ اپنے اپنے ملک کا خزانہ میرے شہر میں بھجوا دیں۔ حکم پاتے ہی ساری دنیا کے بادشاہ دس سال تک شَدَّاد کے شہر میں اپنے اپنے ملک کا خزانہ جمع کراتے رہے۔ جس میں سونا، چاندی، یاقوت، زبرجد، ہیرے جواہرات، الغرض ہر قسم کی زیب وزینت کا سامان تھا۔

حضرتِ سیِّدُ نا امیرِ مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''اے کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ان بادشاہوں کی تعداد کتنی تھی؟'' فرمایا:

''اے امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! وہ دوسوساٹھ (260) تھے، جب سب سامان جمع ہوگیا تو کام کرنے والے نکلے تاکہ ایسی جگہ تلاش کریں جہاں شَدَّاد کی جنت بنائی جاسکے کافی تلاش کے بعد وہ ایسے صحراء میں پہنچے جو ٹیلوں اور پہاڑوں وغیرہ سے خالی تھا وہ کہنے لگے کہ یہی وہ جگہ ہے جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ بس پھر کیا تھا! کاریگر اور مزدور جوق در جوق وہاں پہنچنے لگے جتنی جگہ درکار تھی اس کی حد مقرر کی، چشمے کھودے، گلی کُوچے بنائے، نہروں کے لئے گڑھے کھودے ان کی جڑوں میں خوشبودار سفید پتھر رکھے۔ پھر عمارتوں اور ستونوں کے لئے بنیادیں کھودی گئیں اور ان میں بھی بہت قیمتی اور مضبوط پتھر لگائے گئے۔ اب زبرجد، یاقوت، سونا چاندی اور ہیرے جوہرات منگوائے گئے۔ کاریگر ستون بنانے لگے، معمار سونے چاندی کی اینٹوں سے محلات تعمیر کرنے لگے، دودھ اور خوشبودار پانی کی نہریں جاری کی گئیں۔ اور اس طرح اس شہر کی تعمیر مکمل ہوئی۔

حضرتِ سیِّدُنا امیر مُعَاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''اے کَعْب! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میرا خیال ہے کہ انہیں اس شہر کی تعمیر میں بہت عرصہ لگا ہوگا؟'' کہا: ''جی ہاں! میں نے ''**توارت**'' میں پڑھا کہ یہ سارا کام تین سو (300) سال میں مکمل ہوا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''شَدَّاد بدبخت کی عمر کتنی تھی؟'' فرمایا: ''نوسو (900) سال۔'' فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ نے ہمیں عجیب وغریب خبر دی ہے، اس بارے میں مزید کچھ بتایئے۔'' فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کا نام ''**اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَاد**'' رکھا اس کے ستون زبرجد و یاقوت کے تھے، اس شہر کے علاوہ پوری دنیا میں کوئی اور شہر ایسا نہیں جو یاقوت و زبرجد سے بنایا گیا ہو۔ چنانچہ، فرمانِ خداوندی ہے:

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۝ (پ ۳۰، الفجر: ۷۔۸)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اِرَم حد سے زیادہ طول والے کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہ ہوا۔

اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اس جیسا کوئی اور شہر نہیں، جب شداد کو اس کی تکمیل کی خبر دی تو اس نے کہا: ''جاؤ! اس کے گرد مضبوط قلعہ بناؤ اور قلعہ کے گرد ایک ہزار محل بناؤ، ہر محل میں ایک ہزار جھنڈے گاڑو اور ہر ہر جھنڈے پر ایک مخصوص نشان بناؤ، یہ محلات میرے وزراء کے لئے ہوں گے۔'' حکم پاتے ہی کاریگر مصروفِ عمل ہوگئے۔ فراغت کے بعد جب کاریگروں نے شداد کو خبر دی تو اس نے اپنے خاص وزیروں میں سے ایک ہزار وزراء کو حکم دیا کہ میری اس بنائی ہوئی جنت کی طرف چلنے کی تیاری کرو۔'' ہر خاص وعام ''اِرَم'' کی طرف جانے کی تیاری میں لگ گیا۔ لوگوں نے جھنڈے اور نشانات اٹھالئے، حکم جاری ہوا کہ میرے وزراء اور خاص عہدے داران، اپنی عورتوں، خادموں اور کنیزوں کو لے جانے کی تیاری کریں۔ پھر شَدَّاد نے وزراء اور دوسرے لوگوں کو بہت ساری دولت وخورد ونوش کا سامان دینے کا حکم جاری کیا۔ تمام لوگ دس سال تک اس جنت میں جانے کی تیاری کرتے رہے۔ شَدَّاد نے دو آدمیوں کو اپنے شہر کا نگران مقرر کیا اور اجازتِ عام دے دی کہ جو آنا چاہے میرے ساتھ آ

جائے۔اب شدّ اد بڑے جاہ وجلال اور متکبرانہ وفاتحانہ انداز میں بڑی شان وشوکت سے سپاہیوں کے جھرمٹ میں روانہ ہوا۔ جب وہ اس جنت سے صرف ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر رہ گیا تو خالقِ کائنات، مالکِ لَم یَزَل، قادرِ مطلق خدائے بزرگ وبرتر عَزَّوَجَلَّ نے ان پر عذاب بھیجا، آسمان سے ایک چیخ سنائی دی شَدّ ادنا مراد اپنی بنائی ہوئی جنت کی ایک جھلک دیکھے بغیر ہی اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ ہلاک ہوگیا، سب لشکری تباہ وبرباد ہوگئے اور کوئی بھی اس شہر میں داخل نہ ہوسکا۔اور اب قیامت تک بھی کوئی اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ تھا ''اِرَم'' کا سارا واقعہ۔ہاں! آپ کے زمانے میں ایک شخص اس میں داخل ہوگا، وہ اس کی تمام چیزیں دیکھے گا اور واپس آکر بیان کرے گا۔لیکن اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، کوئی اس کی بات ماننے کو تیار نہ ہوگا۔''

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا امیرِ مُعاوِیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا آپ اس میں داخل ہونے والے شخص کی کچھ صفات بتاسکتے ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! وہ شخص سرخ وبھورا اور پست قد ہوگا اس کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور اس کے ابرو پر ایک تِل ہوگا۔وہ اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں اس صحرا میں جائے گا تو اس پر وہ شہر ظاہر ہوگا۔وہ اس میں داخل ہوکر کچھ چیزیں وہاں سے اُٹھا لائے گا۔'' اس وقت حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن قِلَابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ سیِّدُ نا امیرِ مُعاوِیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دیکھا تو فرمایا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہی وہ شخص ہے جو اس میں داخل ہوا ہے، آپ اس سے وہ چیزیں پوچھ لیجئے جو میں نے آپ کو بتائیں۔'' حضرتِ سیِّدُ نا امیرِ مُعاوِیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ تو میرے خادموں میں سے ہے اور میرے پاس ہی ہے۔'' فرمایا: ''یا تو یہ اس شہر میں داخل ہوچکا ہے یا عنقریب داخل ہوگا، بس یہی وہ شخص ہے۔'' یہ سن کر حضرتِ سیِّدُ نا امیرِ مُعاوِیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے ابو اِسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللہ** تبارک وتعالیٰ نے تمہیں دوسرے علماء پر فضیلت دی ہے، بے شک! تمہیں اولین وآخرین کا علم دیا گیا ہے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا کَعْبُ الْاَحْبَار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''قسم ہے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی جس کے قبضۂ قدرت میں کَعْب کی جان ہے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی مگر اس کی تفسیر اپنے برگزیدہ رسول حضرتِ سیِّدُ نا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتادی۔'' بے شک قرآنِ کریم بہت بلند وعظیم اور وعید سنانے والا ہے۔''

حکایت نمبر422:
انوکھی رَسّیاں

حضرت عُتْبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ''رومیوں نے مسلمان عورتوں کو قید کرلیا۔ جب یہ خبر خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو پہنچی تو انہوں نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دلائی ، منصور بن عمّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار بھی لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ابھارنے لگے۔ جذبۂ جہاد سے سرشار مسلمان ملک کے گوشہ گوشہ سے ''رِقَّہ'' میں جمع ہونے لگے، ہر کوئی حسبِ حیثیت جہاد میں شرکت کے لئے تیار تھا۔ جب مجاہدین کا لشکر دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا تو منصور بن عمّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کی طرف ایک تھیلی پھینکی گئی جو اچھی طرح بند کی گئی تھی اس کے ساتھ ایک رقعہ بھی تھا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تھیلی اٹھائی اور اس میں موجود رقعہ پڑھا تو اس پر یہ عبارت درج تھی:

''میں عربی عورتوں میں سے ایک عورت ہوں، مجھے خبر ملی ہے کہ رومیوں نے میری مسلمان بہنوں کو قید کرلیا ہے اور اب دشمنوں کی سرکوبی کے لئے مجاہدین کا لشکر اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد پر روانہ ہو رہا ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں کو جہاد کی خوب ترغیب دلائی ہے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق جہاد میں حصہ لیا۔ میں بھی اپنے جسم کی عظیم شئے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں پیش کر رہی ہوں اس تھیلی میں میرے سر کے بال ہیں جنہیں میں نے کاٹ کر رسیاں بنادی ہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ! مجاہدین کے گھوڑوں کو ان رسیوں سے باندھنا، شاید! میرا یہی عمل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے کچھ بعید نہیں کہ میرا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ میری اس حالت اور میرے بالوں کو مجاہدین کی رسیوں میں دیکھ کر مجھ پر رحم فرمائے اور میری مغفرت فرمادے۔''

والسَّلام: ایک مسلمان عورت

منصور بن عمّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے یہ خط اور تھیلی خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو دی تو وہ اس عورت کا جذبۂ ایمانی دیکھ کر زار و قطار رونے لگے اور پورے لشکر کو اس عورت کے عظیم کارنامے سے آگاہ کیا اور پھر لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر423:
بادشاہ درویش کیسے بنا......؟

حضرتِ سیِّدُنا عَوْن بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید سے ایک واقعہ بیان کیا تو اس کا ان کے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ میں حضرتِ سیِّدُنا مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور انہیں امیر المؤمنین علیہ رحمۃ اللہ المبین کی حالت سے آگاہ کیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''تم نے ایسا کون سا واقعہ بیان کیا جس کی وجہ سے

امیر المؤمنین علیہ رحمۃ اللہ المبین کی یہ حالت ہوئی ؟'' میں نے کہا: ''میں نے انہیں یہ واقعہ سنایا تھا کہ سابقہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے بڑا ہی خوبصورت شہر تعمیر کیا جس میں تمام سہولیات مہیا کیں۔ اس کی تعمیر وترقی کے لئے خوب کوشش کی اور حتّی الامکان اس میں کوئی عیب والی چیز نہ چھوڑی۔ اس کی کوشش تھی کہ میں ایسا شہر بناؤں جس میں کوئی خرابی وخامی نہ ہو۔ جب اسے اطلاع دی گئی کہ شہر کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے تو اس نے شہر میں ایک پُر تکلف دعوت کا اہتمام کیا اور لوگوں کو باری باری شہر میں بھیجتا رہا، دروازے پر سپاہی کھڑے کر دیئے تا کہ دعوت کھا کر آنے والے ہر شخص سے پوچھا جائے کہ ہمارے اس شہر میں کوئی نقص یا خرابی تو نہیں؟''

جس سے بھی پوچھا جاتا وہ یہی کہتا: ''اس شہر میں کوئی عیب نہیں یہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔'' دعوت کا سلسلہ چلتا رہا سب سے آخر میں چند ایسے لوگ شہر میں داخل ہوئے جن کے کندھوں پر تھیلے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا: ''کیا تم نے بادشاہ کے اس عظیم الشان شہر میں کوئی عیب دیکھا ہے؟'' تو انہوں نے کہا: ''ہاں! ہم نے اس میں دو بڑے بڑے عیب دیکھے ہیں۔'' یہ سن کر سپاہیوں نے ان خرقہ پوش بزرگوں کو پکڑ لیا اور بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے کہا: ''میں تو اس شہر میں ایک ہلکے سے عیب پر بھی راضی نہیں، انہیں اس میں دو بڑے بڑے کون سے عیب نظر آ گئے، جاؤ! جلدی سے انہیں میرے پاس لاؤ۔'' جب بزرگوں کا قافلہ آیا تو بادشاہ نے پوچھا: ''کیا تم نے شہر میں کوئی عیب دیکھا ہے؟'' فرمایا: ''ہاں! اس میں دو عیب ہیں۔'' بادشاہ نے پریشان ہو کر پوچھا: ''جلدی بتاؤ! وہ کون سے عیب ہیں؟'' کہا: ''تیرا یہ شہر خراب اور فنا ہو جائے گا اور اس میں رہنے والا بھی مر جائے گا۔''

سمجھ دار بادشاہ نے کہا: ''کیا تم کسی ایسے گھر کے بارے میں جانتے ہو جو کبھی فنا نہ ہو اور اس کا مالک کبھی موت کا شکار نہ ہو؟'' بزرگوں نے کہا: ''اگر اس گھر کے خواہش مند ہو تو تخت وتاج چھوڑ کر ہمارے ساتھ چلے آؤ۔'' بادشاہ نے کہا: ''ٹھیک ہے میں تیار ہوں، لیکن میں علانیہ تمہارے ساتھ گیا تو میرے وزراء نہیں جانے دیں گے۔ ہاں! فلاں وقت مَیں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔'' چنانچہ، وہ بزرگ وہاں سے چلے آئے اور مقررہ وقت پر انتظار کرنے لگے۔ بادشاہ نے تخت وتاج چھوڑا، فقیرانہ لباس زیبِ تن کیا اور بزرگوں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ کافی عرصہ وہ اس قافلہ کے ساتھ رہا۔ ایک دن انہیں متوجہ کر کے کہا: ''اب مجھے اجازت دو میں کہیں اور جانا چاہتا ہوں۔'' بزرگوں نے کہا: ''کیا تمہیں ہمارے درمیان کوئی ناگوار بات پیش آئی ہے؟'' کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں۔'' پوچھا: ''پھر کیوں جانا چاہتے ہو؟'' کہا: ''بات دراصل یہ ہے کہ تم مجھے جانتے ہو اس لئے عزت واحترام کرتے ہو۔ اب میں ایسی جگہ جانا چاہتا ہوں، جہاں مجھے کوئی جاننے والا نہ ہو۔'' یہ کہہ کر بادشاہ ایک نامعلوم منزل کی جانب چلا گیا۔

حضرتِ سیِّدُنا عَوْن بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے حضرتِ سیِّدُنا مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کہا: ''یہ تھا وہ واقعہ جو میں نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کو سنایا تھا۔'' پھر حضرتِ سیِّدُنا مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے اجازت لے کر مَیں واپس آ گیا۔ ایک دن حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید مجھ سے یہی واقعہ سن رہے تھے کہ حضرتِ سیِّدُنا

مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین علیہ رحمۃ اللہ المبین نے فرمایا: ''اے مسلم! تمہارا بھلا ہو، اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جس پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہو۔ اگر ایسا شخص اس بوجھ (یعنی حکومت کی ذمہ داری) کو چھوڑ کر رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے خلوت نشین ہو جائے تو کیا اس پر کچھ حرج ہے؟'' حضرتِ سیِّدُنا مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''اے امیر المؤمنین علیہ رحمۃ اللہ المبین! امتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈریئے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو چھوڑ کر چلے گئے تو یہ اپنی ہی تلواروں سے ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں گے۔'' امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فرمایا: ''اے مسلم! میں کیا کروں؟ یہ خلافت کا بھاری بوجھ میری برداشت سے باہر ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بار بار یہی کہتے رہے اور حضرتِ سیِّدُنا مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو تسلی دیتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت سنبھل گئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 424: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری وصیت

حضرتِ سیِّدُنا ابو ابراہیم اِسحاق بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے، میں نے اپنے دادا حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر بن سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ''جب خلیفۂ اول امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح وصیت لکھوائی:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ وہ عہد ہے جو ابو بکر صدیق نے اپنے آخری وقت میں کیا، یہ اس کا دنیا سے نکلنے کا آخری اور آخرت میں داخل ہونے کا پہلا وقت ہے۔ یہ ایسی حالت ہوتی ہے کہ کافر بھی ایمان لے آتا، فاسق و فاجر متقی بن جاتا اور جھوٹا تصدیق کرنے لگتا ہے۔ میں اپنے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کر کے جا رہا ہوں۔ اگر وہ عدل وانصاف سے کام لیں تو میرا ان کے بارے میں یہی گمان ہے وہ میرے معیار کے مطابق ہوں گے۔ اور اگر ظلم و زیادتی کریں تو ان کا عمل انہیں کے ساتھ ہے، میں نے تو خیر ہی کا ارادہ کیا ہے اور **اللہ** عَلَّامُ الغیوب (یعنی غیبوں کا جاننے والا) ہے، مجھے غیب کا علم نہیں۔ **اللہ** تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَسَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

(پ ۱۹، الشعراء: ۲۲۷)

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ارشاد فرمایا: ''اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بے

شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ حقوق ایسے ہیں جو رات میں ادا کئے جاتے ہیں دن میں کرنے سے وہ انہیں قبول نہیں فرماتا۔ اسی طرح کچھ عمل دن کے ہیں جو رات میں کرنے سے قبول نہیں ہوتے۔ اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بھاری پلڑے والے وہی لوگ ہیں جن کا پلڑا بروزِ قیامت بھاری ہوگا۔ اس روز جن کا پلڑا ہلکا رہا وہی لوگ ہلکے اعمال و میزان والے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی اتباع بالکل باطل ہے جن کے اعمال کا وزن کم ہے۔ اور ہلکا پلڑا وہی ہوگا جس میں باطل اشیاء ہوں گی۔ اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! سب سے پہلے میں تجھے تیرے بارے میں اور پھر لوگوں کے متعلق ڈراتا ہوں۔ بے شک وہ نظریں جما کر دیکھ رہے ہیں، ان کے سینے پھول چکے ہیں اور وہ پھسلنے والے ہیں۔ تم ان لوگوں میں شامل ہونے سے بچنا، جب تک تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہوگے لوگ تم سے ڈرتے رہیں گے۔ اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنمیوں کا ذکر فرمایا تو ان کے برے اعمال کے ساتھ فرمایا اور ان کے اچھے عمل رد کردیئے گئے۔ میں نے جب بھی ان لوگوں کو یاد کیا تو ڈرا کہ کہیں میں بھی ان میں سے نہ ہو جاؤں۔ اور جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہلِ جنت کا ذکر فرمایا تو ان کے اچھے اعمال کے ساتھ فرمایا اور ان کی برائیوں سے درگزر فرمایا۔ میں نے جب بھی ان لوگوں کو یاد کیا تو خوف زدہ ہوا کہ کہیں ان میں شامل ہونے سے رہ نہ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں آیتِ رحمت بیان فرمائی وہاں آیتِ عدل بھی بیان فرمائی تا کہ مؤمن امید و خوف کے درمیان رہے۔ اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! یہ میری تمہیں وصیت ہے اگر اسے یاد رکھو گے تو موت سے زیادہ تمہیں کوئی چیز محبوب نہ ہوگی اور وہ عنقریب آنے ہی والی ہے۔ اور اگر تم نے میری وصیت کو ضائع کردیا تو موت سے زیادہ ناپسندیدہ چیز تمہارے نزدیک کوئی نہ ہوگی اور اس سے چھٹکارا کسی صورت ممکن نہیں۔''

وَعَلَیْکَ السَّلَام

یہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری وصیت تھی۔

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر425: حضرتِ سیِّدُ ناذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکونین اور دانا شخص

حضرتِ سیِّدُ ناسعید بن ابوہلال علیہ رحمۃ اللہ الجلال سے مروی ہے کہ ''ایک مرتبہ پوری دُنیا کے بادشاہ حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکونین دورانِ سفر ایک شہر میں داخل ہوئے تو تمام شہر والے زیارت کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑھنے لگے۔عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان الغرض ہر شخص اپنے بادشاہ کے دیدار کے لئے کِھچا چلا آرہا تھا۔لیکن ایک بوڑھا شخص اپنے کام میں مصروف تھا۔جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے قریب سے گزرے اوراس نے آپ کی طرف توجہ نہ دی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متعجب ہوکر کہا:''کیا بات ہے سب لوگ مجھے دیکھنے کے لئے جمع ہوئے لیکن تم اپنے کام میں مگن رہے،تم نے ایسا کیوں کیا؟'' اس نے جواب دیا:''اے ہمارے بادشاہ! جوحکومت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل ہے، وہ مجھے تعجب میں نہیں ڈالتی۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایک بادشاہ اور مسکین کا ایک ساتھ انتقال ہوا ہم نے انہیں دفنا دیا۔ چند دن بعدان کے کفن پھٹ گئے، پھر کچھ دِن بعدان کا گوشت گل سڑ گیا،مزید کچھ دن گزرنے پران کی ہڈیاں جوڑوں سے علیحدہ ہوکر آپس میں مل گئیں۔اب بادشاہ اور مسکین میں پہچان نہیں ہوسکتی تھی کہ کون سی ہڈیاں بادشاہ کی ہیں اور کون سی مسکین کی۔لہٰذا اے ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکونین! مجھے آپ کی حکومت اورشان وشوکت تعجب میں نہیں ڈالتی ،اسی لئے میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف توجہ نہیں کی۔حضرتِ سیِّدُ ناذُوالْقَرْنَیْن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بزرگ کی یہ باتیں سن کر بہت حیران ہوئے اور جاتے ہوئے یہ حکم صادر فرمایا کہ آئندہ یہ حکیم ودانا شخص اس شہر پر حاکم ہوگا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر426: سب سے عقل مند شہزادہ

حضرتِ سیِّدُ ناحارِث بن محمد تَمِیْمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی ایک قریشی بزرگ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ شاہ سکندر ذُوالْقَرْنَیْن علیہ رحمۃ ربِّ الکونین ایک ایسے شہر سے گزرے جس پر سات بادشاہوں نے حکومت کی تھی اوراب سب انتقال کر چکے تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں سے پوچھا:''کیااس شہر پر حکومت کرنے والے بادشاہوں کی نسل میں سے کوئی ایک شخص بھی باقی ہے؟''لوگوں نے کہا:''ہاں! ایک شخص باقی ہے،لیکن اب وہ قبرستان میں رہتا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے بلوایا اور پوچھا:''کس چیز نے تجھے قبرستان میں رہنے پر مجبور کیا؟'' کہا:''عالی جاہ! میں نے ارادہ کیا کہ قبرستان جاؤں اور ہلاک ہونے والے بڑے بڑے بادشاہوں اوران کے فوت شدہ غلاموں کی ہڈیوں کو علیحدہ علیحدہ کردوں تاکہ بادشاہوں کا غلاموں سے امتیاز ہوجائے۔لیکن میں اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا کیونکہ بادشاہوں اور غلاموں کی ہڈیاں ایک جیسی ہی ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا: ''کیا تم میرے عہدے داران میں شامل ہونا چاہتے ہو؟ اس طرح تمہارے آباء واجداد کا وقار بحال ہوجائے گا، اگر تم میں طاقت ہے تو میری پیشکش قبول کرلو۔'' کہا: ''اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری ایک خواہش پوری کردیں تو میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیش کش قبول کرلوں گا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''بتاؤ! تمہاری کیا خواہش ہے؟'' اس نے کہا: ''ایسی زندگی جس میں موت نہ ہو، ایسی جوانی جسے بڑھاپا لاحق نہ ہو، ایسی خوشحالی جس کے بعد تنگدستی نہ ہو اور ایسی خوشی جس کے ساتھ غم نہ ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ان میں سے کوئی بات بھی میں پوری نہیں کرسکتا۔'' اس نے کہا: ''پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جائیے اور مجھے ان چیزوں کو اسی کے پاس ڈھونڈنے دیجئے جو ان تمام چیزوں کا مالک اور انہیں دینے پر قادر ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر کہا: ''میں نے اسے تمام لوگوں سے زیادہ عقل مند پایا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 427:

اَدُھورا کفن

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن یوسف فِرْیَابی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سے منقول ہے، ''قَیْسارِیَہ'' میں ایک عورت فوت ہوگئی اور اس کی بیٹی نے اسے خواب میں یوں کہتے سنا: ''تم لوگوں نے مجھے بہت تنگ کفن پہنایا تھا جس کی وجہ سے میں اپنے ہمسایوں میں شرم محسوس کرتی ہوں۔ سنو! فلاں عورت فلاں دن ہمارے پاس آنے والی ہے۔ میں نے فلاں مقام پر چالیس دینار چھپا رکھے ہیں تم کفن خرید کر اسے دے دو، وہ ہم تک پہنچا دے گی۔'' اس کی بیٹی کہتی ہے کہ جس جگہ کے متعلق میری والدہ نے خواب میں بتایا تھا وہاں واقعی چالیس (40) دینار موجود تھے۔ لیکن جس عورت کے بارے میں بتایا تھا وہ بالکل تندرست تھی۔ پھر چند دن بعد وہ بیمار ہوگئی۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کی بیٹی کچھ لوگوں کے ساتھ میرے پاس آئی اور اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا: ''آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟'' ان کی باتیں سن کر مجھے اُمّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی یہ حدیثِ پاک یاد آگئی: ''بے شک مُردے اپنے کفنوں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، ما قالوا فی تحسین الکفن......الخ، الحدیث ۳، ج ۳، ص ۱۵۳، باختلاف الراوی)

میں نے ان سے کہا: ''تم بزازین جاؤ، وہاں دو مشہور محدِّث ''ابنِ نَیْشاپُوری'' اور ''ابوتوبہ'' کے نام سے مشہور ہیں وہ تمہارا مسئلہ حل کردیں گے۔ لوگوں نے اس عورت کی لڑکی کو وہاں بھیجا تو ان محدِّثوں نے اسے ایک کفن خرید کردے دیا۔ پھر جس عورت

کے متعلق اس کی والدہ نے بتایا تھا وہ اس کے پاس پہنچی اور کہا: ''محترمہ! میں آپ کو ایک چیز دوں گی اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو وہ چیز میری والدہ کو دے دینا۔'' اس نے کہا: ''ٹھیک ہے! میں تمہاری امانت پہنچا دوں گی۔'' پھر جو وقت اور دن مرحومہ نے خواب میں بتایا تھا ٹھیک اسی وقت اس عورت کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے لڑکی کا خریدا ہوا کفن عورت کے کفن میں رکھ دیا۔ چند دن بعد اس نے اپنی والدہ کو خواب میں یہ کہتے سنا: ''اے میری بیٹی! فلاں عورت ہمارے پاس پہنچ گئی ہے اور کفن بھی مجھے مل چکا ہے جو بہت اچھا ہے۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ تجھے اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر428: بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں حاضری کا خوف

حضرتِ سیِّدُنا عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرتِ سیِّدُنا ابو محمد حَبِیْب علیہ رحمۃ اللہ المجیب کا آخری وقت آیا تو بہت زیادہ آہ وزاری کی اور مسلسل ان کلمات کا تکرار کرنے لگے:

''ہائے! اب میں ایسے سفر پر جانے والا ہوں جہاں پہلے کبھی نہیں گیا، میں ایسے راستے پر چلنے والا ہوں جس پر کبھی نہیں چلا۔ اب میں اپنے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ہائے! اب میں ایسے پُر ہُول مقام کی طرف جانے والا ہوں جہاں کبھی نہیں گیا۔ ہائے! اب میں مٹی کے نیچے چلا جاؤں گا اور قیامت تک وہیں رہوں گا۔ پھر مجھے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ ہائے! مجھے یہ خوف کھائے جا رہا ہے کہ اگر مجھ سے یہ کہہ دیا گیا: ''اے حبیب! ساٹھ (60) سالہ زندگی میں اگر تُو نے کبھی کوئی ایک تسبیح بھی ایسی کی ہو جس میں شیطان تجھ پر کامیاب نہ ہوا ہو تو وہ تسبیح لے آ۔ اگر کوئی خالص عبادت تمہارے پاس ہے تو لے آ۔'' ہائے! اس وقت میں کیا جواب دوں گا وہاں کوئی میرے پاس نہ ہوگا۔ پس میں بصد عاجزی بارگاہِ خداوندی میں عرض کروں گا: میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! واقعی میرے پاس ایسا کوئی عمل نہیں، اے میرے رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیرا گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔ اے کریم! تُو کرم کر! تیرا کرم ہی میرا کام بنائے گا۔''

راوی کہتے ہیں کہ: ''یہ تو اس شخص کی آہ وبُکا ہے جس نے مسلسل ساٹھ سال **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس طرح عبادت کی کہ دنیا کی کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ جی ہاں! یہ حضرتِ سیِّدُنا ابو عبداللہ حَبِیْب علیہ رحمۃ اللہ المجیب اپنے زمانے کے مشہور اولیاء میں

سے تھے۔ جب وہ اس طرح آہ وزاری کر رہے ہیں تو ہم جیسے گنہگاروں کا کیا حال ہوگا، ہمارا کیا بنے گا۔

ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے مدد ونصرت طلب کرتے ہیں۔ وہی ہمارا حافظ وناصر ہے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر429:

باحیا خاتون

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہِلال اَسْوَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ سفرِ حج میں میری ملاقات ایک ایسی عورت سے ہوئی جو حج کے لئے جارہی تھی لیکن اس کے پاس زادِراہ بالکل نہ تھا حتی کہ پانی پینے کے لئے بھی کوئی برتن نہ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تو کہاں سے آرہی ہے؟'' کہا: ''بَلْخ'' سے۔'' میں نے کہا: ''کیا بات ہے کہ تیرے پاس نہ تو کوئی سواری ہے اور نہ ہی کھانے پینے کی کوئی چیز۔'' اس نے کہا: ''بَلْخ سے چلتے وقت میں نے دس درہم اپنے ساتھ لئے تھے، کچھ خرچ ہوگئے کچھ باقی ہیں۔'' میں نے کہا: ''جب یہ ختم ہو جائیں گے تو پھر کیا کرو گی؟'' کہا: ''میرے جسم پر یہ جُبَّہ اضافی ہے اسے بیچ کر گزارہ کروں گی۔'' میں نے کہا: ''جب اس کی رقم بھی ختم ہو جائے گی تو کیا کرو گی؟'' کہا: ''میں اپنی چادر بیچ کر گزارہ کرلوں گی۔'' میں نے کہا: ''ان اشیاء کے بدلے ملنے والی رقم تو بہت جلد ختم ہو جائے گی پھر تم کیا کرو گی؟'' کہا: ''پھر میں اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے سوال کروں گی تو وہ مجھے عطا فرما دے گا۔'' میں نے کہا: ''ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد ہی کیوں سوال کرو گی پہلے کیوں نہیں مانگ لیتی؟'' کہا: ''تیرا بھلا ہو! مجھے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے حیا آتی ہے کہ دنیا کی کوئی بھی اضافی چیز میرے پاس ہو اور میں پھر بھی اس سے کچھ مانگوں۔''

عورت کی یہ حکمت بھری باتیں میرے دل میں اُترتی چلی گئیں۔ میں نے اس سے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تم میرے اس گدھے کا خیال رکھو، تھوڑی دور اسے لے چلو، میں حاجت سے فارغ ہو کر ابھی آتا ہوں۔'' کہا: ''ٹھیک ہے! بے فکر ہو کر چھوڑ جاؤ۔'' چنانچہ، میں قضائے حاجت کے لئے چلا گیا۔ جب واپس آیا تو میرا گدھا موجود تھا اور انواع واقسام کے تازہ کھانوں سے بھرا تھیلا اس پر رکھا ہوا تھا، مَیں نے کبھی ایسے عمدہ کھانے دیکھے تک نہ تھے۔ جب متعجب ہو کر آس پاس دیکھا تو دور دور تک اس عورت کا نام ونشان نہ تھا، نہ جانے اتنی جلدی وہ کہاں غائب ہوگئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر 430: **رحمتِ حق عَزَّوَجَلَّ بہانہ ڈھونڈتی ہے**

حضرتِ سیِّدُنا فُضَیل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الجواد فرماتے ہیں: ''کل بروزِ قیامت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایک ایسے شخص کو پیش کیا جائے گا جس کے پاس صرف ایک نیکی ہوگی، **اللہ** ربُّ العِزَّت اس سے فرمائے گا: ''میرے اولیاء کے پاس چلا جا، اگر تو ان میں سے کسی کو جانتا ہے تو ان کو پہچاننے کی وجہ سے میں تجھے بخش دوں گا۔'' وہ شخص تیس (30) سال گھومتا رہے گا لیکن ایسے کسی بھی ولی کو نہ پائے گا جسے وہ جانتا ہو۔ پس بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میری کسی ولی سے ملاقات نہ ہوسکی۔''

اللہ ربُّ العِزَّت فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے آگ میں ڈال دو۔ فرشتے اسے جہنم کی طرف گھسیٹیں گے، تو رحمٰن ورحیم عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اس بندے کی طرف متوجہ ہوگی اور رحمتِ خداوندی سے اس کے دل میں ایک بات آئے گی، وہ عرض کرے گا: ''اے میرے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ! اگر تیری مخلوق میں میرا کوئی جاننے والا ہوتا تو تُو میری مغفرت فرما دیتا۔ **اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! جب میں تیری وحدہٗ لاشریک ذات کو جانتا ہوں تو تیری رحمت کے زیادہ لائق ہے کہ تُو اپنی معرفت کی وجہ سے مجھے بخش دے۔**'' دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور حکم ہوگا: ''اے فرشتو! میرے عارف کو واپس لے آؤ۔ بے شک! یہ تو مجھے جاننے والا ہے، یہ میرا عارف اور میں اس کا معروف ہوں۔ اسے جنتی لباس پہنا کر جنت میں لے جاؤ۔''

شُہرہ سنا جو رحمت بے کس نواز کا	اس بے کسی میں دل کو مِرے ٹیک لگ گئی
بندہ بھی تو ہوں کیسے بڑے کارساز کا	کیوں کرنہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ

حکایت نمبر 431: **میں صدقے یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم!**

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن حَرْب ہِلَالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں روضۂ رسول پر حاضر ہو کر نذرانۂ درود وسلام پیش کررہا تھا کہ ایک اَعرابی نے مزارِ پُرانوار پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور حضور انور، شافعِ محشر، محبوبِ ربِّ اکبر عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اس طرح عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾ (پ ۵، النسآء: ٦٤)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

میرے آقا و مولیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا شفیع بناتا ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ عاشقِ رسول رونے لگا اور اس کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے:

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ فَطَابَ مِنْ طِیْبِہِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمٗ

رُوْحِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ فِیْہِ الْعِفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

ترجمہ: (۱)......اے وہ بہترین ذات جس کی مُبارَک ہڈیاں زمین میں دفن کی گئیں! تو ان کی عمدگی اور پاکیزگی سے میدان اور ٹیلے پاکیزہ ہوگئے۔

(۲)......میری جان فدا ہو اس قبرِ انور پر جس میں آپ (صلَّی اللہ علیہ وسلَّم) آرام فرما ہیں! جس میں پاک دامنی، سخاوت اور عفو و کرم کا بیش بہا خزانہ ہے۔

وہ عاشقِ رسول ان اشعار کا تکرار کرتا رہا۔ پھر استغفار کیا، گناہوں کی معافی مانگی اور روتا ہوا واپس چلا گیا۔ محمد بن حرب ہِلَالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''اس کے جاتے ہی میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں سرکارِ دو عالَم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت کی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُس اَعرابی سے مِلو اور اسے خوشخبری سناؤ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری سفارش کی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہوگا کسے کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 432: فکرِ آخرت

حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا عَطا سُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ الولی بہت زیادہ مجاہدہ کرنے والے بزرگ تھے، کثرتِ عبادت و روزہ اور مجاہدات کی وجہ سے ان کا جسم کافی کمزور ہو گیا تھا۔ میں نے ان سے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے نفس کو بہت زیادہ تکلیف میں ڈال رکھا ہے، میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے کچھ چیزیں بھجواؤں گا اگر آپ رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کی نظروں میں میری کچھ قدر ومنزلت ہے تو انہیں واپس نہ کرنا۔'' فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' چنانچہ، میں نے گھی اور سَتُّو کا بنا ہوا تھوڑا سا شربت اپنے بیٹے کو دیتے ہوئے کہا: ''یہ حضرتِ سیِّدُنا عَطَاسُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس لے جاؤ، جب تک وہ یہ شربت پی نہ لیں واپس نہ آنا۔'' میرا بیٹا شربت لے کر گیا اور واپس آکر بتایا کہ ''حضرتِ سیِّدُنا عَطَاسُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے شربت پی لیا ہے۔ دوسرے دن میں نے پھر شربت بھجوایا تو انہوں نے نہ پیا۔''

میں نے ان سے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شربت کیوں نہیں پیا؟ اس کے استعمال سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم کو تقویت ملتی، نماز وروزہ اور دیگر عبادات پر قدرت حاصل ہوتی۔'' فرمایا: ''اے ابوبشر! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارا بھلا کرے، جب پہلے دن تم نے شربت بھجوایا تو میں نے پی لیا، دوسرے دن بھی وہی عمدہ وخوشگوار شربت آیا تو میرے نفس نے اس کی طرف رغبت کی، جب میں اسے پینے لگا تو مجھے یہ آیتِ کریمہ یاد آ گئی:

یَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا یَكَادُ یُسِیْغُهٗ وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآىٕهٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ ﴿۱۷﴾

(پ۱۳، ابرٰھیم:۱۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب۔

اس آیت کے یاد آتے ہی مجھ سے وہ شربت نہ پیا گیا۔'' حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا عَطَاسُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی یہ بات سن کر میں نے روتے ہوئے کہا: ''اے عَطَاسُلَمِیّ علیہ رحمۃ اللہ القوی! **تم کسی اور وادی میں ہو اور میں کسی اور وادی میں۔''**

(پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے بزرگان دین رحمہم اللہ المبین کس قدر اپنے نفس کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ اور ایک ہم ہیں کہ اپنے نفس کی ہر خواہش کو پورا کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ جبکہ ہمارے بزرگان دین رحمہم اللہ المبین بھوک سے کم کھاتے ہوئے **''پیٹ کا قفل مدینہ''** لگائے رکھتے اور خواہشاتِ نفس کی بھر پور مخالفت فرماتے تھے۔ اس طرح کے کئی واقعات بزرگان دین رحمہم اللہ المبین سے منقول ہیں۔ بھوک کے فضائل اور بھوک سے کم کھاتے ہوئے **''پیٹ کا قفل مدینہ''** سے متعلق مفید معلومات کے لیے **امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولٰینا محمد الیاس عطّار قادری رضوی** دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف لطیف **فیضان سنّت** کے باب **''پیٹ کا قفل مدینہ''** کا مطالعہ کیجئے۔ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ اس کی برکتیں خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں گے۔)

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر433:
اُڑنے والا تخت

حضرتِ سیِّدُنا زید بن اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے منقول ہے: بنی اسرائیل کا ایک عابد لوگوں سے الگ تھلگ پہاڑ کی چوٹی پر اپنے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مشغول رہتا تھا۔لوگ قحط سالی میں پریشان ہوکر اس سے مدد طلب کرتے ، وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتا تو رحمتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی برسات ہونے لگتی اور لوگ خوب سیراب ہوجاتے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ انتہائی اہم کام کے سلسلے میں اس عابد کے پاس آئے ، وہ ایک چھڑی سے مُردوں کی کھوپڑیوں اور ہڈیوں کو اُلٹ پلٹ کررہا تھا۔لوگوں نے اس کے عمل میں دخل اندازی مناسب نہ سمجھی اور ادب سے ایک جانب بیٹھ کر اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے۔اچانک اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا، پھر کچھ دیر بعد ساقط ہوگیا۔لوگوں نے دیکھا تو اس کی روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کرچکی تھی۔سب کو بہت دکھ ہوا، جب اس کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تو لوگ جوق درجوق جمع ہوکر اس کی تجہیز وتکفین کا انتظام کرنے لگے۔جب اسے کفن پہنا دیا گیا تو آسمان کے کنارے سے ایک تخت اڑتا ہوا آیا اور عابد کی میت کے پاس آکر رُک گیا۔یہ دیکھ کر ایک شخص کھڑا ہوا اور لوگوں کو مخاطب کرکے کہنے لگا: ''اے لوگو! تمام تعریفیں اس خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے نیک بندے کو اپنے اس کرم کے لئے خاص کیا جو تم دیکھ رہے ہو۔''

یہ کہہ کر اس نے عابد کی میت اس تخت پر رکھ دی۔تخت فوراً بلند ہوا اور اڑتا ہوا آسمان کی طرف بڑھتا چلا گیا،لوگ اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر434:
مجاہدین کے لئے عظیم انعام

ولی کامل حضرتِ سیِّدُنا صَلت بن زِیاد حَلَبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: رمضانُ المُبارَک کی ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ''عَبَّادَان'' کے چند نیک لوگوں کے ہمراہ ہوں اور ہمارا قافلہ ایک جانب بڑھا چلا جارہا ہے، چلتے چلتے ہم ایک عظیم الشان محل کے دروازے کے قریب پہنچے۔محل میں ایک ایسا خوبصورت باغ تھا کہ اتنا حسین وجمیل باغ میری آنکھوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔دروازے کے قریب لوگوں کا ہجوم تھا۔ہم بھی محل کے قریب چلے گئے اتنے میں کسی کہنے والے نے کہا: ''اس میں وہی داخل ہوگا جس نے اس میں رہنا ہے،بقیہ سب لوگ دور ہٹ جائیں۔'' پھر وہاں رہنے والے ایک شخص سے کہا گیا: ''جاؤ! دارِ

فضال، سِبطَین اور فلاں فلاں علاقے کے لوگوں کو بُلا لاؤ، ان میں سے کوئی ایک بھی پیچھے نہ رہنے پائے۔''

وہ شخص لوگوں کو بلا لایا جب سب جمع ہوگئے تو انہیں اس عظیم الشان محل میں داخلے کی اجازت مل گئی۔ میں بھی ان کے ساتھ محل میں داخل ہوگیا اس کی خوبصورتی اور اس میں موجود اشیاء کو دیکھ کر میری آنکھیں چندھیانے لگیں، ایسا لگتا تھا کہ میری عقل زائل ہوجائے گی۔ میں نے وہاں عمدہ درخت دیکھے جن پر سونے چاندی کے برتن تھے۔ اُن میں طرح طرح کے شربت بھرے ہوئے تھے۔ پھر میں نے چند نوجوان لڑکیاں دیکھیں جنہوں نے چاندی کا باریک و خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا۔ ان کا حسن دیکھ کر مجھے اپنی بینائی ضائع ہونے کا خوف ہونے لگا۔ جن لوگوں کو اس محل میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا، انہوں نے کہا: ''ہمارا کیا قصور ہے جو ہمیں ان نعمتوں سے روک دیا گیا ہے؟ ہمیں ان چیزوں کے دیکھنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟'' وہ اسی طرح آوازیں بلند کر رہے تھے کہ یکا یک ایک بہت بڑا تخت نمودار ہوا۔ تمام دوشیزائیں اس پر بیٹھ گئیں، ان کے جسم خوشبوؤں سے مہک رہے تھے، ان کے ہاتھوں میں خوشبو کی انگیٹھیاں تھیں۔ جب وہ تخت فضا میں بلند ہوا تو باہر کھڑے لوگوں کی چیخ و پکار مزید بلند ہوگئی۔ ان دوشیزاؤں میں ایک ایسی حسین و جمیل لڑکی بھی تھی جس کا حُسن باقی سب پر غالب تھا۔ اچانک اس کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی اور اس کی مسحور کُن آواز گونجنے لگی:

''اے لوگو! یہ تمام نعمتیں ان کے لئے ہیں جنہوں نے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں جہاد کی وجہ سے اپنی بیویوں سے دوری اختیار کی، اپنا وطن چھوڑا، اپنے پہلوؤں کو بستروں سے دور رکھا، راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں اپنا خون بہا کر سخاوت کی، مسلسل سفر کی وجہ سے یہ لوگ نہ تو اپنی اولاد سے پیار کر سکے اور نہ ہی اپنی بیویوں سے لُطف اندوز ہو سکے، انہوں نے فانی زندگی پر باقی کو ترجیح دی۔ اے نمازیو! اے مجاہدو! تمہیں مُبارک ہو۔ تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ تمہیں ایسی جگہ بٹھائے گا جہاں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، تمہارا خوف جاتا رہے گا، وہاں امن ہی امن ہوگا۔''

پھر اس نے دوسری کو کہا: ''اے قرۃُ العین! اب تُو بول۔'' اچانک ایک مسحور کُن اور دلکش آواز فضا میں بلند ہوئی:

وَحُوۡرٌ عِیۡنٌ ﴿۲۲﴾ کَاَمۡثَالِ اللُّؤۡلُؤِ الۡمَکۡنُوۡنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۴﴾ لَا یَسۡمَعُوۡنَ فِیۡہَا لَغۡوًا وَّ لَا تَاۡثِیۡمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِیۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ﴿۲۷﴾ فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ ﴿۲۸﴾ (پ۲۷، الواقعۃ: ۲۲ تا ۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بڑی آنکھ والیاں حوریں جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی۔ صلہ ان کے اعمال کا اس میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہگاری ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام اور داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے بے کانٹوں کی بیریوں میں۔

پھر ایک منادی نے کہا: ''خوش آمدید! عرشِ عظیم کے مالک خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ملنے والی نعمتیں تمہیں مُبارک ہوں۔ اب ان نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہو۔ وہ جوادو عظیم اور بزرگ و برتر ہے، اس کی پاکی بیان کرو اور تکبیر کہو۔'' وہاں

موجود سب لوگوں نے تکبیر کہی، میں نے بھی بآوازِ بلند تکبیر کہی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میری زبان پر ابھی تک اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر کی صدائیں جاری تھیں، کافی اُجالا ہو چکا تھا۔ میں نے جلدی سے وضو کر کے نمازِ فجر ادا کی، کچھ لوگ مسجد میں بیٹھے بالکل اسی طرح باتیں کر رہے تھے جیسا میں نے خواب میں دیکھا تھا، وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے: ''میں نے تجھے فلاں جگہ دیکھا، میں نے تجھے فلاں جگہ دیکھا۔'' پھر مجھ سے بھی کہنے لگے: ہم نے تمہیں بھی فلاں جگہ دیکھا ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہاں کی تمام اشیاء ہم نے سر کی آنکھوں سے دیکھی ہوں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 435:

غیبت کے اَسباب

حضرتِ سیِّدُنا بکر بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا یوسف بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کو یہ فرماتے سنا: ''ایک مرتبہ میں نے حضرتِ سیِّدُنا حارِث مُحَاسِبی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے غیبت کے متعلق پوچھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''غیبت سے بچ! بے شک وہ ایسا شر ہے جسے انسان خود حاصل کرتا ہے۔ تیرا اس چیز کے بارے میں کیا خیال ہے جو تجھے اِحسان بھولنے پر اُبھارے، تجھ سے تیری نیکیاں چھین کر تیرے اُن مخالفین کو دے دے جن کی تُو نے غیبت کی ہے۔ یہاں تک کہ وہ تیری نیکیوں سے راضی ہو جائیں کیونکہ بروزِ قیامت درہم و دینار کام نہیں آئیں گے۔ بے شک! جتنا تُو مسلمانوں کی عزت سے لے گا اتنی مقدار میں تیرا دین تجھ سے لے لیا جائے گا، لہٰذا غیبت سے بچ، غیبت کے منبع (یعنی نکلنے کی جگہ) اور سبب کو پہچان کہ تجھ پر غیبت کن جگہوں سے آتی ہے۔

توجہ سے سن! بے شک بے وقوف اور جاہل لوگ غیبت میں ایسے پڑتے ہیں کہ گنہگاروں پر خواہ مخواہ غصّہ کرتے اور ان سے حسد اور بدگمانی کرتے ہیں اور اس غصے کو دینی غیرت کا نام دیتے ہیں۔ یہ ایسی برائیاں ہیں جو بالکل ظاہر ہیں پوشیدہ نہیں۔ اہلِ علم غیبت میں اس طرح مبتلا ہوتے ہیں کہ شیطان ان کو اپنے مکر میں پھنسا لیتا ہے، وہ کسی کی برائی بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ''ہم تو اس کی نصیحت کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔ ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔'' حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ اگر واقعی وہ خیر کے طالب ہوتے تو کبھی غیبت جیسی برائی میں نہ پڑتے اور ان کی نصیحت غیبت پر معاون نہ ہوتی۔ علماء میں سے جب کوئی عالم کسی کی برائی بیان کرتا ہے تو کہتا ہے: کیا رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے یہ حدیث مروی نہیں: ''کیا تم برے شخص کا تذکرہ

کرنے سے بچتے ہو؟اس کی برائی بیان کرو تا کہ لوگ اس سے اجتناب کریں (یعنی بچیں)۔''

(الموسوعة لابن أبی الدنیا، کتاب الغیبة و النمیمة، باب الغیبة التی یحل ......الخ، الحدیث ٨٤، ج ٤، ص ٣٧٤)

اس حدیث کو دلیل بنا کر لوگوں کی غیبت کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نفس کی خاطر کسی مسلمان کی برائی بیان کی جائے نہ ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ تو مسلمان کی اس برائی کو خواہ مخواہ لوگوں پر ظاہر کرے جس کا تجھ سے سوال ہی نہیں کیا گیا، ہاں! اگر کوئی تیرے پاس آئے اور کہے: ''میں فلاں شخص سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں، آپ اس بارے میں کیا مشورہ دیتے ہیں؟'' تو اب اگر تُو اس شخص کی بری اور نامناسب باتیں جانتا ہے یا یہ جانتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی حرمت کا خیال نہیں رکھتا تو اب تجھے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو مشورہ دینے میں خیانت سے کام لے۔ بلکہ اسے احسن طریقے سے اس جگہ شادی کرنے سے روک دے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص تیرے پاس آ کر کہے: ''میں فلاں کے پاس کچھ رقم امانت رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ کا اس بارے میں کیا مشورہ ہے؟'' اگر تُو اس شخص کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ امانت رکھنے کے قابل نہیں تو تیرے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کے مال کو ضائع کروائے بلکہ اسے احسن طریقے سے اس کے پاس امانت رکھنے سے روک دے۔ اسی طرح اگر کوئی پوچھے کہ ''فلاں کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں یا فلاں کو استاد بنانا چاہتا ہوں، آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟'' تو اگر تُو اس کو امام یا استاد بننے کے قابل نہیں سمجھتا تو ضروری ہے کہ سائل کو اَحسن طریقے سے منع کر دے۔ لیکن ان تمام باتوں میں دل کی بھڑاس نکالنا مقصود نہ ہو بلکہ احسن طریقہ اختیار کیا جائے۔

توجہ سے سن! قاریوں، عابدوں اور زاہدوں کے غیبت میں پڑنے کا سبب ''تعجب'' ہے۔ وہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کر بیٹھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم تو تعجب کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس تعجب ہی میں وہ مسلمان کی برائی بیان کر جاتے ہیں اور اس کی غیر موجودگی میں ایسی بات کرتے ہیں جو ایذاء کا سبب ہوتی ہے۔ پس یہ لوگ اس طرح اپنے مسلمان بھائیوں کا گوشت کھانے لگتے ہیں۔ رہے استاد، سردار اور حاکم وہ شفقت ورحمدلی کے طریقے سے غیبت کی گہری کھائیوں میں جا گرتے ہیں۔ مثلاً کوئی استاذ یا سردار اپنے شاگرد یا ماتحت کے بارے میں کہتا ہے: ''افسوس! بے چارہ مسکین فلاں فلاں کام میں پڑ گیا، ہائے ہائے! بے چارہ فلاں برائی کا مرتکب ہو گیا۔'' اس طرح کی باتیں کر کے وہ سمجھتا ہے کہ میں اس سے محبت اور شفقت کی وجہ سے ایسا کہہ رہا ہوں حالانکہ وہ غیبت جیسی برائی میں پڑ چکا ہوتا ہے۔ پھر یہ استاد اپنے شاگرد کی برائی کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرتا اور کہتا ہے: ''میں نے تمہارے سامنے اس کی برائی اس لئے بیان کی تا کہ تم اپنے بھائی کے لئے کثرت سے دعا کرو۔'' اپنے گمان میں یہ اسے شفقت ومحبت سمجھتا ہے لیکن حقیقت میں یہ غیبت کر رہا ہوتا ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں شیطان کے خفیہ واروں سے بچائے۔ہم **اللہ** ربُّ العِزّت کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مسلمانوں کی غیبت کرنے سے **محفوظ** رکھے۔(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

اے میرے بیٹے! غیبت سے کوسوں دور بھاگ! ہمیشہ اس سے بچتا رہ، بے شک قرآن مجید میں غیبت کو مُردار کا گوشت کھانے کی طرح کہا گیا ہے۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا

(پ۲۶،الحجرات: ۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے۔

اسی طرح غیبت کی مذمت پر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بہت سی احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں غیبت کی تباہ کاریوں سے **محفوظ** رکھے۔(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** غیبت ہمارے معاشرے کا ایک ایسا ناسُور ہے جس نے مسلمانوں کی محبت کے بندھن کو توڑنے میں بہت گھناؤنا کردار ادا کیا ہے۔اسی برائی کے سبب مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے درمیان ذلیل ورُسوا ہو رہا ہے۔اس خصلتِ بد نے ایک دوسرے کی عزت وتکریم کے جذبے کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیا ہے۔نہ تو غیبت کرنے والا اس برائی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور نہ ہی سننے والے اس کو روکتے بلکہ خود بھی ہاں میں ہاں ملا کر اپنے آپ کو گندگی کے عمیق گڑھے میں گرا لیتے ہیں۔غیبت صراحۃً بھی ہوتی ہے اور اشارۃً بھی، الفاظ سے بھی اور انداز سے بھی۔غیبت کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطارؔ قادری** دامت برکاتہم العالیہ کے انتہائی پُر اَثر رسالے ''**غیبت کی تباہ کاریاں**'' کا مطالعہ کیجئے۔اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ غیبت جیسی خصلتِ بد سے توبہ کرنے اور دوسروں کو اس برائی سے بچانے کا ذہن بنے گا۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں غیبت اور دیگر تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔)(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر436:

خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کی اعلیٰ مثال

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن زید بن اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عَطَا بن یَسار اور حضرت سیِّدُنا سلیمان بن یَسار علیہما رحمۃ اللہ الغفار اپنے چند رفقاء کے ہمراہ حج کے لئے حرمین شریفین زَادَھُمَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی جانب روانہ ہوئے۔مقامِ ''اَبْوَاء'' پر قافلے نے ایک جگہ قیام کیا۔حضرت سیِّدُنا سلیمان علیہ رحمۃ الرحمٰن اور شرکائے قافلہ کسی کام سے چلے گئے اور

حضرت سیِّدُ نا عطابن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار اکیلے ہی سامان کے قریب نماز پڑھنے لگے۔ کچھ دیر بعد قریبی بستی سے ایک حسین وجمیل عورت وہاں آئی اور قریب آکر بیٹھ گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمجھا کہ کوئی مجبور عورت ہے اور کسی حاجت سے آئی ہے۔ اس لئے نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیرنے کے بعد پوچھا: ''کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' پوچھا: ''کیا چاہتی ہو؟'' کہا: ''وہی چاہتی ہوں جو عورتیں مَردوں سے چاہتی ہیں، تم میری خواہش پوری کردو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جا! یہاں سے چلی جا! مجھے اور خود کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن نہ بنا۔ عورت پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس بات کا کچھ اثر نہ ہوا وہ مِنّت سماجت کرتے ہوئے مسلسل دعوتِ گناہ دیتی رہی۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر بار اس کی بات کو رَد کیا۔ جب وہ بہت زیادہ اصرار کرنے لگی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوفِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کے باعث رونے لگے اور فرمانے لگے: ''تجھے خدا عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ! مجھ سے دُور چلی جا، جا! مجھ سے دور چلی جا۔'' جب عورت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گریہ وزاری دیکھی تو وہ بھی رونے لگی۔ اتنے میں حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار آپہنچے۔ جب انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ایک عورت کو روتے دیکھا تو خود بھی رونے لگے حالانکہ وہ جانتے نہ تھے کہ یہ دونوں کیوں رو رہے ہیں۔ پھر شرکائے قافلہ میں سے جو بھی وہاں آتا انہیں روتا دیکھ کر رونا شروع کر دیتا کسی نے بھی رونے کا سبب نہ پوچھا۔ بس ایک دوسرے کو دیکھ کر ہر ایک روئے جا رہا تھا۔ پھر وہ عورت اُٹھی اور روتی ہوئی اپنی بستی کی طرف چلی گئی۔ دوسرے لوگ آہستہ آہستہ کھڑے ہوئے اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے۔ کسی نے بھی حضرتِ سیِّدُ نا عَطا ء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رعب وجلال کی وجہ سے ان سے اس عورت اور رونے کے متعلق نہ پوچھا۔

حضرتِ سیِّدُ نا سلیمان بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: بالآخر ایک دن میں نے ہمت کر کے پوچھا: ''اے میرے بھائی! اس عورت کا کیا قصہ تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں تمہیں سارا واقعہ بتاتا ہوں لیکن خبردار جب تک میں اس دنیا میں زندہ رہوں یہ واقعہ کسی کو نہ بتانا۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پورا واقعہ بتایا اور کہا: ''اس رات میں نے خواب میں حضرتِ سیِّدُ نا یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی، میں شوق سے ان کی زیارت کرتا رہا پھر ان کا حسن وجمال اور نورانیت دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہوگئی میں زار وقطار رونے لگا، یہ دیکھ کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ نبی حضرتِ سیِّدُ نا یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے میری جانب نظرِ کرم فرمائی، لبہائے مبارکہ کو جُنبش ہوئی ارشاد فرمایا: ''اے شخص! تمہیں کس چیز نے رُلایا ہے؟'' میں نے دست بستہ عرض کی:

''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی! میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان! مجھے آپ علیہ السلام کے عزیزِ مصر کی بیوی کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا ہونے، قید میں جانے، حضرتِ سیِّدُ نا یعقوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے آپ کی جدائی، آپ کی پاکدامنی اور صبر وشکر پر تعجب ہو رہا ہے۔'' یہ سن کر حسن وجمال کے پیکر حضرتِ سیِّدُ نا یوسف بن یعقوب علٰی نبینا وعلیہما الصلوۃ

والسلام نے ارشادفرمایا: ''کیا تجھے اس شخص پر تعجب نہیں ہو رہا جسے مقام ''ابواء'' پر ایک دیہاتی عورت کا واقعہ پیش آیا۔ آپ علیہ السلام کی یہ بات سن کر میں سمجھ گیا کہ آپ علیہ السلام نے کس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ میں پھر رونے لگا جب بیدار ہوا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور میں بلند آواز سے رو رہا تھا۔ اے سلمان! خبردار! میرے جیتے جی یہ واقعہ کسی کو نہ بتانا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا سلیمان بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے حضرتِ سیِّدُنا عَطَاء بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کی زندگی میں یہ واقعہ کسی کو نہ سنایا۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے گھر والوں کو یہ واقعہ بتایا۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا سلیمان بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کی وفات کے بعد یہ واقعہ پورے شہر میں مشہور ہوگیا۔

حضرتِ سیِّدُنا مُصْعَب بن عثمان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے منقول ہے کہ یہ واقعہ حضرتِ سیِّدُنا سلیمان بن یَسَار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کے ساتھ پیش آیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ ایک مرتبہ ایک حسین وجمیل نوجوان عورت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر میں داخل ہوکر گناہ کی دعوت دی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکار کر دیا۔ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑھی اور کہا: ''میرے قریب آ۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے وہیں چھوڑ کر گھر سے بھاگ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''پھر ایک دن خواب میں مجھے حضرتِ سیِّدُنا یوسف علٰی نبیناوعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کی: ''حضور! کیا آپ ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے برگزیدہ نبی حضرتِ سیِّدُنا یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں؟'' ارشادفرمایا: ''ہاں! میں ہی یوسف (علیہ السلام) ہوں۔'' پھر فرمایا: ''اور تو وہی ہے کہ جسے گناہ کی دعوت دی گئی لیکن اس نے گناہ کا ارادہ بھی نہ کیا۔''

حضرتِ سیِّدُنا عَطَاء اور حضرتِ سیِّدُنا سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں بھائی تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا عَطَاء بڑے اور حضرتِ سیِّدُنا سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما چھوٹے تھے۔ یہ دونوں اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا مَیْمُوْنَہ بنت حَارِث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا عَطَاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرتِ سیِّدُنا اُبی بن کَعْب، حضرتِ سیِّدُنا ابن مسعود، حضرتِ سیِّدُنا ابوایوب، حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ، حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید، حضرتِ سیِّدُنا ابن عبّاس، حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے احادیثِ مبارکہ سنیں۔ مَیں نے اور ان دونوں نے حضرتِ سیِّدَتُنا مَیْمُوْنَہ بنت حَارِث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں۔ ممکن ہے ان دونوں بھائیوں میں سے ہر ایک کے ساتھ عورت والا واقعہ علیحدہ علیحدہ پیش آیا ہو۔

وَاللہ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر437: **حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی وصیّتیں**

حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن مَہْدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: وصال سے قبل حضرتِ سیِّدُ نا سُفْیان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو پیٹ کا مرض لاحق ہوگیا۔ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے عرض کی: ''حضور! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تیمارداری میں مشغول رہتا ہوں جس کی وجہ سے باجماعت نماز ادا نہیں کرسکتا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''کسی مسلمان کی لمحہ بھر کے لئے خدمت کرنا ساٹھ (60) سال کی باجماعت نمازوں سے افضل ہے۔ میں نے عرض کی: ''حضور! یہ بات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کس سے سنی؟'' ارشاد فرمایا: ''میں نے حضرتِ سیِّدُ نا عاصم بن عُبید اللہ بن عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، انہوں نے حضرتِ سیِّدُ نا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ''کسی بیمار مسلمان بھائی کی ایک دن خدمت کرنا مجھے ان ساٹھ (60) سال کی باجماعت نمازوں سے زیادہ پسند ہے جن میں کبھی تکبیرِ اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہو۔''

جب مرض طول پکڑ گیا تو آپ کو گُھٹن سی محسوس ہوئی اور ''اے موت! اے موت!'' کہنے لگے۔ پھر فرمایا: ''میں نہ تو موت کی تمنا کررہا ہوں نہ ہی موت کی دعا مانگ رہا ہوں۔ بلکہ میں تو ''لفظِ موت'' کہہ رہا ہوں۔'' جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زاروقطار رونے لگے۔ میں نے عرض کی: ''اے ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! یہ رونا کیسا؟'' فرمایا: ''موت کے وقت کی شدید تکلیف کی وجہ سے رورہا ہوں، اے عبدالرحمٰن! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ زبردست طاقت والا ہے۔'' میں نے دیکھا کہ کثرتِ بکاء (یعنی بہت زیادہ رونے) کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھیں ڈھلک گئی تھیں اور پیشانی پر پسینہ آرہا تھا۔ فرمایا: ''میری پیشانی سے پسینہ صاف کردو۔'' میں نے پسینہ صاف کیا تو دوبارہ آگیا تو آپ نے کہا: ''**اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ۔'' (پھر فرمایا) میں نے حضرتِ سیِّدُ نا منصور سے، انہوں نے حضرتِ سیِّدُ نا ہِلال بن یَساف سے، انہوں نے حضرتِ سیِّدُ نا بُرَیدَہ اَسْلَمِی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کی: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، بِاِذْنِ پروردگار دوعالَم کے مالک ومختار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا: ''بے شک مؤمن کی روح پسینے کے ساتھ نکلتی ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ما جاء فی التشدید عند الموت، الحدیث ۹۸۰، ص ۱۷۴۵ "روح" بدلہ "نفس")

(پھر فرمایا) اے ابنِ مَہْدِی! میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھتا ہوں کہ اس دنیا سے ایمان کے ساتھ جاؤں گا۔ اے ابنِ مَہْدِی! تیرا بھلا ہو! کیا تجھے معلوم ہے کہ عنقریب میری ملاقات کس سے ہوگی؟ سن! میں اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جارہا ہوں جو اپنے بندوں پر رحم دل اور شفیق ماں سے زیادہ رحم فرمانے والا، سب سے زیادہ کریم وجواد ہے۔ اے عبدالرحمٰن! جب مجھے اپنے کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کا بہت زیادہ شوق ہے تو پھر میں موت کو کیوں مکروہ جانوں گا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ

ایمان افروز باتیں سن کر مجھ پر رقت طاری ہوگئی، روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر غشی طاری ہونے لگی تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ ہائے موت کا درد! ہائے موت کا درد! لیکن یہ آواز اس وقت آئی جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہوش میں نہ تھے ورنہ بحالت ہوش آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک مرتبہ بھی درد واَلَم کی شکایت نہ کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ہوش آیا تو فرمایا: ''

میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے قاصدوں (یعنی فرشتوں) کی آمد مرحبا! طَیِّبِین کو خوش آمدید!'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پھر بے ہوش ہوگئے۔ میں سمجھا کہ شاید آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا انتقال ہوگیا ہے، میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پیشانی سے پسینہ صاف کرنے لگا کچھ دیر بعد آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: '' اے عبدالرحمٰن! پڑھو۔'' میں نے عرض کی: '' کیا پڑھوں؟'' فرمایا: '' رحمت کے فرشتوں کو لانے والی اور شیطانوں کو دور کرنے والی سورت (یٰسین شریف) کی تلاوت کرو۔''

میں نے سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت شروع کی، دورانِ تلاوت مجھ پر رقت طاری ہوگئی، رونے کی وجہ سے مجھ سے بعض حروف کی صحیح ادائیگی نہ ہوسکی تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: '' جن الفاظ میں غلطی ہوئی ہے انہیں دوبارہ پڑھو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے وہ غلطی درست کرائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر پھر غشی طاری ہوگئی۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھول کر اُوپر کی جانب دیکھنے لگے۔ گھر والے اور بچے رونے لگے، ان کی ہلکی ہلکی چیخیں بلند ہوئیں لیکن یہ آواز گھر تک ہی محدود تھی باہر سنائی نہ دیتی تھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو کچھ ہوش آیا تو فرمایا: '' یہ چیخ وپکار اور رونا کیسا؟'' میں نے عرض کی: '' گھر کی عورتوں پر رقت طاری ہوگئی ہے۔'' فرمایا: '' **اللہ** تبارک وتعالٰی تم پر رحم فرمائے، خاموش ہوجاؤ! چیخ وپکار اور رونا بند کرو! اپنے کپڑے ہرگز نہ پھاڑنا کیونکہ **نوحہ کرنا اور کپڑے پھاڑنا زمانہ جاہلیت کے کام ہیں،** ان چیزوں کو ترک کرو اور اس طرح کہو: '' اے سُفْیَان ثَوْرِی! **اللہ** تبارک وتعالٰی قولِ ثابت کے ساتھ تجھے ثابت قدم رکھے۔ تیری جنتیں تجھے پہنچ جائیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحمت کے فرشتے نازل فرمائے۔'' میرے انتقال کے بعد کثرت سے یہ دعائیں کرنا۔ ابھی اس طرح دعا کرو: '' اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! جو ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں اس سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس پر یقینِ کامل عطا فرما۔'' (آمین)

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں: پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مجھ سے فرمایا: '' حَمَّاد بن سَلَمَہ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کو میرے پاس بلالاؤ، میں پسند کرتا ہوں کہ وقتِ رخصت وہ میرے پاس موجود ہوں۔'' میں حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے پاس گیا اور عرض کی: '' حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی حالتِ نزع میں ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فوراً ننگے پاؤں صرف ایک چادر پہنے جلدی جلدی وہاں پہنچے۔ اس وقت حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر غشی طاری تھی۔ حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے فرطِ محبت میں ان کی **پیشانی پر بوسہ دیا** اور روتے ہوئے کہنے لگے: '' اے ابوعبداللہ!

اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو برکت عطا فرمائے۔ ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت زیادہ مشتاق تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ہوش آیا تو کہا: ''تمام تعریفیں اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق کے فنا ہونے کا فیصلہ فرمایا۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! دیکھئے! حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس موجود ہیں۔'' فرمایا: ''اے میرے بھائی! مرحبا، مرحبا! میرے قریب آجاؤ! اے حَمَّاد! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا اور حالتِ نزع کی تکالیف کو دیکھ لو عنقریب تم پر بھی یہ کیفیت طاری ہونے والی ہے۔ تم نہیں جانتے کہ پیغامِ اَجل تمہیں اپنے گھر میں آئے گا یا کہیں اور، صبح آئے گا یا شام کو۔

یہ سن کر میں اور حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فکر میں مبتلا ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب اِفاقہ ہوا تو فرمایا: ''اے حَمَّاد! ذرا سوچ اور اس بارے میں غور و فکر کر، جب تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اے حَمَّاد! اگر تو رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو دیکھ لیتا تو کبھی بھی دنیاوی زندگی کو پسند نہ کرتا، وہ لوگ وصال کے اتنے شوقین تھے کہ موت بھی ان کی اتنی خواہش مند نہ ہوگی۔ وہ گمان کرتے تھے کہ گویا ہم جہنم میں داخل ہوں گے بس یہی سوچ کر وہ تڑپتے اور روتے رہتے اور ان کی آنکھوں سے سَیْلِ اَشک رَواں ہو جاتا حالانکہ جنت ان کے سامنے ہوا کرتی تھی، وہ ساری ساری رات قیام و سجود میں گزار دیتے تھے۔ **اللہ** ربُّ العزّت نے اپنی پاکیزہ کتاب قرآنِ پاک میں ان کی عمدہ صفات اور بہترین اوصاف کا ذکر فرمایا۔ اے حَمَّاد! غرور و تکبر، ریاکاری اور خود پسندی سے بچتے رہنا، ان صفاتِ مذمومہ (یعنی بری صفات) کے ہوتے ہوئے دِین سلامت نہیں رہتا۔ اے حَمَّاد! چھوٹوں کے لئے سراپا شفقت اور بڑوں کے لئے سراپا عاجزی و محبت بن جاؤ۔ لوگوں کے لئے وہی بات پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ جب تمہیں تنہائی میسر آئے تو سفرِ آخرت کے بارے میں غور و فکر کر کے اپنے آپ پر خوب رویا کرو اور سوچا کرو کہ تمہاری ابتداء و انتہاء کیا ہے۔ غور و فکر کر کہ تجھے ایک امرِ عظیم درپیش ہے، وہ امر ایسا سخت ہے کہ اس کی سختی لوہا و پتھر بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر تو اس دُشوار گزار گھاٹی سے نجات پا گیا تو سمجھ لے کہ تو کامیاب ہو گیا اور اگر خدانخواستہ اس گہری کھائی میں گر گیا تو بدبختوں میں سے ہوگا اور تجھے ایسا غم ملے گا جو کبھی ختم نہ ہوگا اور آگ میں جلنے والے کو سکون نہیں ملتا۔ اے حَمَّاد! اغنیاء کی مجالس سے بچتے رہنا! بے شک وہ تیری زندگی تیرے لئے ناپسندیدہ بنا دیں گے۔ مغروروں کی مجالس میں ہرگز نہ بیٹھنا، ان کی صحبت سے بچتے رہنا۔ اگر ان کے ساتھ بیٹھے گا تو وہ تجھے اپنی بری عادتیں سکھائیں گے۔ ہاں! علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری لازم کر۔ ان کے سامنے نرمی سے گفتگو کر، انہیں گھور گھور کر ہرگز نہ دیکھنا، نہایت عاجزی و اِنکساری کے ساتھ ان سے ملنا، اگر تو ایسا کرے گا تو ان کی بھلائیوں سے تجھے بھی حصہ ملے گا اور تو ان کی برکتوں سے فیض یاب ہوگا۔

ہائے! اب ایسے علماء کہاں ہیں جو انبیاءِ کرام علیہم السلام کے جانے کے بعد ان کے وارث بنتے ہیں۔ ہائے! وہ اس فانی دنیا کو اس کے چاہنے والوں کے لیے چھوڑ کر دارِ بقاء کی طرف چلے گئے، انہیں عالم اس لئے کہا گیا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا جو حق ان پر ہے اسے پہچانتے ہیں اور ان کا اپنے اوپر جو حق ہے اسے بھی جانتے ہیں۔ پس یہ لوگ آگ سے دور بھاگتے اور جنت کی امید رکھتے ہیں۔ جو چیزیں **اللہ** رَبُّ العِزَّت عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہیں یہ بھی انہیں ناپسند کرتے ہیں اور جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پسند فرماتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے حَمَّاد! دنیا کی رنگینیوں میں کھوئے ہوئے علماء سے بچنا! بے شک جو بھی ان کے قریب جائے گا یہ اسے فتنے میں ڈال دیں گے۔ اگر کوئی جاہل ان کے پاس بیٹھے گا تو اس کی جہالت میں مزید اضافہ ہوگا، کوئی جاننے والا ان کے پاس جائے گا تو یہ اس کی فکرِ آخرت میں کمی کا سبب بنیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کے کاموں سے رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ڈرایا اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

اے حَمَّاد! تو جہاں بھی رہے ہر حال میں ہر جگہ صدق کو اپنے اوپر لازم رکھنا کیونکہ سچائی کی بدولت **اللہ** تبارک وتعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے گا۔ صبر کو اپنے اوپر لازم کر لینا! بے شک یہ دین کا بادشاہ ہے، یقین کو مضبوطی سے تھام لینا کیونکہ یہ اسلام کی بلندی کا سرچشمہ ہے۔ اے حَمَّاد! علمِ دین کو مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ نہ بیچنا بلکہ اس کے ذریعے اس رحیم وکریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہونا جو چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی قبول کرتا اور بڑے سے بڑے گناہ کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ یہ میری وصیت ہے، اسے مضبوطی سے تھام لینا۔ اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہوگئی ہم نے دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم سے پسینہ نکل رہا تھا اور قدم ٹھنڈے ہو چکے تھے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہوش آیا تو فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ بے شک مؤمن ہر حال میں بھلائی کو پہنچتا ہے۔ مؤمن کی روح اس کے پہلوؤں سے نکلتی ہے اور وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرتا ہے، تمام تعریفیں اسی خدائے بزرگ وبرتر کے لئے ہیں جو اکیلا ہی ہرحمدِ حقیقی کے لائق ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ پڑھیے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلمۂ طیبہ پڑھ کر یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی:

رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُؕ

(پ ۲۲، الفاطر: ۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔

پھر یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۝۲۸

(پ ۷، الانعام: ۲۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں۔

پھر اُوپر دیکھا اور یہ آیتِ کریمہ پڑھی:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (پ۲۵،الدخان:۳۸۔۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ ہم نے انہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ۔

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز بند ہوگئی۔ حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن مَہدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس عظیم ولی کے بعد مشرق ومغرب میں اس کی مثل کوئی نہیں۔ یہ بزرگ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں کے آئینہ دار تھے۔'' یہ کہہ کر حضرت سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد رونے لگے، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز بلند ہوگئی۔ میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر رحم فرمائے۔ اطمینان رکھئے اور رونا موقوف کر دیجئے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْن'' پڑھ کر کہا: ''اے عبدالرحمٰن بن مَہدی علیہ رحمۃ اللہ القوی! تیرا بھلا ہو! ان کے بعد ایسا کون ہے جس پر رویا جائے۔'' کچھ دیر بعد حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کلام کرنے لگے اور مجھے پکارا۔ میں نے کہا: ''میں حاضر ہوں۔'' فرمایا: ''دینار کا چوتھا حصہ دے کر میری قبر کھدوانا، دینار کے چوتھے حصے کی خوشبو وغیرہ خریدنا اور نصف دینار کی کفن کی چادر خرید لینا مجھے میری اسی چادر میں غسل دینا پھر اسے میرا ازار بنا دینا اور جو قمیص میں نے پہنی ہوئی ہے اسے پھاڑ کر دھو کر میرے کفن کی قمیص بنا دینا مجھ پر اس سے زائد بوجھ نہ ڈالنا اور یہ تمام کام اس وقت کرنا جب مجھے اس مکان سے دور لے جاؤ ورنہ اژدہام (یعنی لوگوں کا ہجوم) ہو جائے گا اور تجھے میری وجہ سے مشقت ہوگی اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے مشقت ہو۔ پھر میری نمازِ جنازہ پڑھنا، خبردار چیخ وپکار ہرگز نہ کرنا۔'' اتنا کہہ کر ولیٔ کامل حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی داعیٔ اَجل کو لَبَّیْک کہتے ہوئے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْن)

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

میں نے حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو دیکھا کہ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اَجرِ عظیم عطا فرمائے۔ صبر کیجئے۔'' فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں بھی اجر عطا فرمائے۔'' پھر میں نے حضرتِ سیِّدُنا سُفْیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر کپڑا ڈال دیا، گھر کی عورتیں شدتِ غم سے رو رہی تھیں لیکن ان کی آواز پست تھی۔ میں نے حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے کہا: ''ان کے غسل وغیرہ کے متعلق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیا رائے ہے۔'' فرمایا: ''اس وقت تک انہیں بالکل حرکت نہ دینا جب تک ہم انہیں اس مکان سے دور نہ لے جائیں۔'' چنانچہ، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم مُبارَک کو لے چلے، راستے میں کچھ لوگوں نے دیکھا تو جمع ہوگئے اور کہا: ''یہ تو میّت ہے۔'' جب انہوں نے چادر ہٹا کر دیکھا تو کہا: ''ہم اسی کوفی کی تلاش میں تھے۔'' کچھ دیر بعد حاکمِ وقت بھی آگیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی میّت کی

بے حرمتی کرے گا اور سر کاٹ کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بدن کو لٹکا دے گا۔ اسی خطرے کے پیشِ نظر لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار نکال لئے اور پختہ ارادہ کرلیا کہ اگر حاکم نے ہلکی سی گستاخی بھی کی تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ حاکم مجمع کے قریب آیا، لوگوں کو دور کرتے ہوئے جنازے کے قریب پہنچا اور حضرتِ سیِّدُنا سُفْیان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر بلند آواز سے رونے لگا۔ لوگ تو پہلے ہی غمزدہ تھے اب سارا مجمع رونے لگا۔ بچے، بوڑھے، جوان، مرد وعورت الغرض ہر شخص رو رہا تھا ہر آنکھ پُرنم تھی۔ حاکم نے فقہاء کرام علیہم الرحمۃ کو بلوا کر کہا: ''مجھے اس ولی کامل کی تدفین کے بارے میں مشورہ دو۔''

حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وہاں موجود تھے، انہوں نے فرمایا: ''اے امیر! میری رائے یہ ہے کہ انہیں ان کی چادر اور قمیص کا کفن دیا جائے اور ہم خود اپنے ہاتھوں سے انہیں غسل دیں، بے شک انہیں یہی بات پسند تھی۔ حاکم نے کہا: ''ٹھیک ہے، تم لوگ انہیں غسل دے کر انہی کپڑوں کا کفن پہناؤ لیکن اس کے بعد میں اپنی طرف سے کفن پہناؤں گا۔'' پھر حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی جماعت کے ساتھ مل کر غسل دیا، قمیص کو کفنی اور آپ کی چادر کو ازار (یعنی کفن کی چادر) بنایا اور خوشبو وغیرہ لگائی۔ پھر حاکم نے سفید قیمتی کپڑا منگوا کر اپنی طرف سے کفن پہنایا۔ جب حاکم کی طرف سے دیئے جانے والے کفن کی قیمت معلوم کی گئی تو وہ دوسو (200) دینار تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا جنازہ قبرستان لایا گیا اور بعد نمازِ مغرب اس ولی کامل کو دفنا دیا گیا۔

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن کہتے ہیں: مجھ سے حضرتِ سیِّدُنا فُضَیْل بن عِیَاض علیہ رحمۃ اللہ الوہاب نے فرمایا: ''مجھے حضرتِ سیِّدُنا سُفْیان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے متعلق کچھ بتاؤ۔'' جب میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ان کے اَخلاق وعبادات کے متعلق بتایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ روتے ہوئے فرمانے لگے: ''کیا تم جانتے ہو کہ حضرتِ سیِّدُنا سُفْیان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کون تھے؟ سنو! ان کے بعد ان جیسا کوئی اور نہیں ملے گا، وہ امام تھے، فاضل تھے، اَدب سکھانے والے، نصیحت کرنے والے اور بہترین اُستاذ تھے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 438: سب سے بڑی بدبختی

حضرتِ سیِّدُنا اسماعیل بن ابو حکیم علیہ رحمۃ اللہ الحکیم کہتے ہیں: ''جب حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر خلیفہ بنے تو انہوں نے مجھے فدیہ دے کر مسلمان جنگی قیدیوں کو چھڑانے کے لئے بھیجا۔ جب میں ''قُسْطَنْطِیْنِیَّہ'' پہنچا تو ایک شخص کے گانے کی آواز سنی، میں نے پوچھا: ''تو کون ہے؟'' کہا: ''میں ابو وَابِصی ہوں، عیسائیوں نے مجھ پر بہت ظلم وستم کیا طرح

طرح کی سزائیں دیں بالآخر ان تکالیف سے تنگ آکر میں نے عیسائی مذہب قبول کرلیا ہے۔'' میں نے کہا: ''امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے مجھے فدیہ دے کر مسلمان قیدیوں کو چھڑانے کے لئے بھیجا ہے، اگر تو نے مجبور ہو کر صرف زبان سے کلمۂ کفر بَکا ہے اور تیرا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے تو مجھے سب قیدیوں سے زیادہ تیری رہائی پسند ہے۔ جلدی بتا! کیا تو نے دل سے تو عیسائی مذہب قبول نہیں کیا؟'' ابو وَابِصی نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! کفر میرے دل میں داخل ہو چکا ہے، میں دل سے عیسائیت قبول کرچکا ہوں۔'' (معاذاللہ عَزَّوَجَلَّ)

میں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے ہدایت دے، اسلام قبول کرلے۔'' کہا: ''میرے دو بیٹے ہیں اور اب میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے اس سے بھی دو بیٹے ہوئے ہیں۔ اگر میں اسلام لے بھی آیا تب بھی مجھے نصرانی ہی کہا جائے گا۔ اسی طرح میرے بچوں اور ان کی ماں کو بھی نصرانی کہا جائے گا، مجھے یہ بات گوارا نہیں لہٰذا میں نصرانی رہنا ہی پسند کرتا ہوں۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب میں ہرگز مسلمان نہیں ہوں گا۔'' (معاذاللہ عَزَّوَجَلَّ) میں نے کہا: ''کیا تجھے حالتِ ایمان میں کچھ قرآن یاد تھا؟'' اس نے کہا: ''بخدا! میں حالتِ اسلام میں بہترین قاری تھا۔'' میں نے کہا: ''کیا اب بھی تجھے کچھ یاد ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں میں سارا قرآن بھول چکا ہوں، صرف یہ ایک آیت یاد ہے:

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴿۲﴾ (پ ۱۴، الحجر: ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بہت آرزوئیں کریں گے کافر کاش! مسلمان ہوتے۔

ہم خدائے بزرگ و برتر سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارا ایمان سلامت رکھے۔ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں دولتِ ایمان سے محروم نہ کرے بلکہ ہماری خطاؤں کو اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے اپنی رحمت سے معاف فرمائے۔

مسلماں ہیں ہم سب تیری عطا سے ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 439:

ثَرِید کا پیالہ

حضرت سیِّدُنا مُصْعَب بن ثابت بن عبداللہ بن زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت زیادہ متقی و عبادت گزار تھے۔ روزانہ ایک ہزار نوافل پڑھا کرتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک رات میں مسجد نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں تھا۔ جب سب نمازی چلے گئے تو اچانک حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حجرۂ مبارکہ کی طرف سے ایک شخص ظاہر ہوا اور مسجد کی دیوار

سے ٹیک لگا کر اس طرح مناجات کرنے لگا: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے کہ آج میرا روزہ تھا اور ابھی تک میں نے کوئی چیز نہیں کھائی۔ میرے خالق جَلَّ جَلَالُہٗ! اب ثَرِید کھانے کو بہت جی چاہ رہا ہے، مولیٰ! کرم فرما دے۔''

ابھی اس نے دعا مکمل بھی نہ کی تھی کہ مِنارہ کی جانب سے ایک عجیب وغریب شخص آیا جس میں انسانوں کی کوئی نشانی نہ تھی وہ کوئی اور ہی مخلوق تھی اس نے ایک بڑا سا پیالہ دعا مانگنے والے کے سامنے رکھ دیا اور خود ایک جانب کھڑا ہو گیا۔ وہ پیالے سے کھانے لگا اور مجھے بھی بلایا۔ میں سمجھا کہ شاید! یہ جنت کا بابرکت کھانا ہے، اسی لئے تھوڑا سا کھایا تو وہ ایسا عمدہ ولذیذ تھا کہ اہلِ دنیا کے کھانے اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ میں نے صرف چند لقمے کھائے پھر شرم کی وجہ سے واپس اپنی جگہ آ گیا۔ جب وہ شخص کھانا کھا چکا تو پاس کھڑے ہوئے عجیب وغریب شخص نے پیالہ اٹھایا اور جدھر سے آیا تھا اسی سمت چلا گیا۔ جب دُعا مانگنے والا جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے چل دیا تا کہ اس کے بارے میں معلومات کر سکوں۔ لیکن اچانک نہ جانے وہ کہاں غائب ہو گیا۔ میرا گمان ہے کہ شاید! وہ حضرت سیِّدُنا خضر علیہ السلام تھے۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 440:

دانش مند اعرابی

حضرتِ سیِّدُنا علی بن محمد مَدَائِنِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا بیان ہے: ایک دن حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے خلیفہ سلمان بن عبدالمَلِک سے کہا: ''باہر ایک اعرابی آیا ہوا ہے جو بڑا فصیح کلام کرتا ہے۔'' خلیفہ سلمان بن عبدالمَلِک نے کہا: ''اسے میرے پاس لے آؤ۔'' اعرابی آیا تو خلیفہ نے کہا: ''تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟'' کہا: ''اے امیر المؤمنین! میرا تعلق قبیلہ ''عبدُ القَیس بن اَفْصٰی'' سے ہے، میری باتیں بظاہر تلخ ہوں گی مگر ضبط سے کام لیا جائے تو آپ کے لئے بہت مفید ہوں گی اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں''؟ خلیفہ نے کہا: ''اے اَعرابی! جو کہنا چاہتے ہو کہو۔'' اعرابی کچھ اس طرح گویا ہوا: ''اے امیر المؤمنین! بے شک آپ کے پاس ایسے لوگ بیٹھتے ہیں جنہوں نے اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالا اور اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی مول لے کر آپ کو راضی رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ آپ سے تو ڈرتے ہیں لیکن آپ کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف ان کے پیشِ نظر نہیں ہوتا۔ انہوں نے اپنی آخرت برباد کر کے دنیا کی عیش وعشرت حاصل کر لی ہے، وہ دنیا سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں لیکن آخرت سے جنگ کرتے ہیں۔ آپ اُس معاملے میں ان پر ہرگز اعتماد نہ کریں جس پر **اللہ** ربُّ العِزَّت نے آپ کو ذمہ

دار بنایا ہے۔ اگر اِن کو اِقتدار مل گیا تو یہ امانتوں کو ہڑپ کریں گے اور امت پر ظلم و جبر کریں گے۔ پھر وہ جو بھی جُرم و ظلم کریں گے اس کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا۔ اور اگر آپ ظلم و ستم کریں گے تو اُن سے آپ کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔ اپنی آخرت کو برباد کر کے ان کی دنیا کی اصلاح نہ کیجئے، بے شک! لوگوں میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والا وہ ہے جو کسی کی دنیا کے لئے اپنی آخرت برباد کرے۔''

خلیفہ نے کہا: ''اے اَعرابی! بے شک تیری زبان کے وار تیری تلوار کے واروں سے کہیں زیادہ تیز ہیں۔'' اَعرابی نے کہا: ''جی ہاں! امیر المؤمنین! معاملہ ایسا ہی ہے لیکن اس میں آپ کا فائدہ ہے نقصان نہیں۔'' خلیفہ نے کہا: ''کیا تیری کوئی حاجت ہے؟'' کہا: ''مجھے عام لوگوں سے کوئی حاجت نہیں، میں تو خدائے بزرگ و برتر جَلَّ جَلَالُہٗ ہی کا محتاج ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ اَعرابی واپس چلا گیا۔ خلیفہ نے کہا: ''تمام خوبیاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں۔ یہ بندہ بہترین نَسَب والا، مضبوط دل، زبان کا صحیح استعمال کرنے والا، نیت کا سچا اور متقی و پرہیزگار ہے۔ ایسے ہی سمجھدار لوگ شرف و بزرگی پاتے ہیں۔

{۲}...... اسی طرح حضرت سیِّدُنا عامر بن عبداللہ بن زُبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ایک اَعرابی کو خلیفہ سلمان بن عبدالمَلِک نے بلایا اور کہا: ''کچھ کلام کرو۔'' اعرابی نے کہا: ''میں کلام کروں گا مگر اسے برداشت کیجئے گا، اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے۔'' خلیفہ نے کہا: ''جب ہم ایسے شخص کی باتیں برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں جس سے خیر خواہی کی امید نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے فریب سے اَمن ہوتا ہے تو تمہاری باتیں بھی برداشت کر لیں گے تم بے فکر ہو کر جو کہنا چاہو کہو۔'' کہا: ''اے امیر المؤمنین! جب آپ کے غضب سے امان مل گئی تو اب میں اس بارے میں اپنی زبان کھولوں گا جس کے متعلق لوگوں کی زبانیں آپ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حقوق اور آپ کے اپنے حقوق کے متعلق نصیحت کرنے سے گونگی ہیں۔'' اس کے بعد اعرابی نے وہی کلام کیا جو سابقہ روایت میں گزرا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 441:

وَلی کی وَلی کو نصیحت

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن ابو عبیدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والدِ محترم کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں: ''جب حضرتِ سیِّدُنا مَکْحُوْل شامی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بہت زیادہ بیمار ہوئے تو لوگوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ لیکن

جلد ہی اطلاع ملی کہ یہ خبر غلط تھی ۔ چنانچہ، حضرتِ سیِّدُ نا حسن بن ابو حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ خط لکھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَمَّابَعْد! ہمیں پہلے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال کی افسوس ناک خبر پہنچی جس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائیوں کو غم میں مبتلا کر دیا۔ پھر جب معلوم ہوا کہ وہ خبر غیر یقینی اور غلط تھی تو ہم مسرور ہو گئے، اگر چہ یہ خوشی وسُرُور بھی بہت جلد رخصت ہو جائے گا اور کچھ عرصہ بعد پہلی خبر سچ ہو جائے گی۔تو کیا اب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس شخص کی طرح زندگی گزار رہے ہیں جو موت کا ذائقہ چکھ کر اس کے بعد کی ہولنا کیوں کا مشاہدہ کر چکا ہے، منکر نکیر اس سے سوال کر چکے ہیں اور اب وہ ایسی جگہ ہے جہاں جو بھیجتا رہا وہی کام آئے گا۔اب وہ اپنے سامنے صرف اُنہیں اعمال کو دیکھ رہا ہے جو اس نے آگے بھیجے تھے۔ **میرے بھائی!** بے شک اس دنیا میں سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والے وہ لوگ ہیں جن کے پاس دنیوی مال تو ہے لیکن آخرت کے لئے کوئی زادِراہ نہیں۔ ذرا تَوَجُّہ کیجئے! جس دن آپ دنیا میں آئے تھے اس دن سے کہیں زیادہ آج آپ موت کے قریب ہیں۔دن اور رات کا مسلسل سفر، مدتِ حیات کی منزلوں کو کم کرتا جا رہا ہے یہاں تک کہ جس پر لَیْل وَنَہار (یعنی دن رات) گزر رہے ہیں وہ فنا ہو جائے گا۔اسے موت آپہنچے گی۔دن اور رات کا سفر جاری رہے گا، **عَاد وثَمُود، کنوئیں والے** اور ان کے درمیان بہت سے بستیوں والے سب فنا ہو گئے، اب ان کے اَعمال ان کے سامنے ہیں اور وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔وہ سب چلے گئے لیکن دن اور رات کا سفر جاری ہے، یہ نہ جانے کتنوں کو فنا کے گھاٹ اتار چکے مگر پھر بھی نہیں تھکے، یہ جس کے پاس سے بھی گزرے کبھی ٹھہرے نہیں۔ یہ ہر ایک کے ساتھ وہی کرنے کو تیار ہیں جو پہلوں کے ساتھ کر چکے، جس جس پر یہ گزرے وہ دنیا سے بالآخر کوچ کر گیا اسی طرح اب بھی جس جس پر گزر رہے ہیں اسے بھی اس دارِفانی سے کوچ کرنا پڑے گا۔ نیک ہو یا بد سب یہاں سے چلے جائیں گے۔

میرے بھائی! آپ بھی دوسرے لوگوں کی مثل ہیں۔جس طرح وہ چلے گئے آپ بھی چلے جائیں گے اور اب تو آپ لوگوں کے درمیان اس شخص کی طرح ہیں جس کے تمام اعضاء کاٹ دیئے گئے ہوں اور باقی ماندہ جسم میں صرف روح باقی ہو، آخری سانسیں چل رہی ہوں اور موت اسے صبح وشام پکار رہی ہو۔ **میرے بھائی!** میں ایسی نصیحت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتا ہوں جو میں دوسروں کو کروں لیکن خود اس پر عمل نہ کروں۔ وَالسَّلام

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر442:
اللہ والوں کی باتیں

ابو بِشر تَمِیمی کا بیان ہے، جب ہِشَام بن عبدالمَلِک خلیفہ بنا تو اس نے اپنے ماموں ابراہیم بن ہِشَام کو کئی شہروں پرامیر مقرر کردیا۔ایک مرتبہ ابراہیم بن ہِشَام دورے پر تھا۔جب مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا کے قریب پہنچا تو وہاں کے لوگ استقبال اور مُبَارَک باد کے لئے آئے۔امیر نے پوچھا:''کیا تمام نیک لوگ اور علماء وفقہاء آگئے ہیں۔''لوگوں نے کہا: ''عالی جاہ!حضرتِ سیِّدُنا ابوحَازِم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوا سب آگئے ہیں۔''امیر ابراہیم بن ہِشَام نے قاصد بھیج کرآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا:''اے ابوحَازِم!**اللہ** تبارک وتعالیٰ آپ کو مزید عزت ورِفعت عطافرمائے،آپ جانتے ہیں کہ میرا تعلق قبیلۂ قریش سے ہے،میں امیر المؤمنین کا ماموں ہوں اور مجھے حرمین شریفین پر والی مقرر کیا گیا ہے۔اب میں یہاں آیا تو سب لوگ مبارک باد اور استقبال کے لئے آئے مگرآپ تشریف نہ لائے،کیا وجہ ہے؟''

فرمایا:''اے امیر!مجھے ایسی کوئی حاجت نہیں کہ جس کی وجہ سے مجھے آپ کی طرف محتاجی ہوتی،اسی طرح آپ کو بھی میری محتاجی نہیں۔اے امیر!میرے اپنے کچھ معاملات ایسے ہیں جن میں مشغولیت کی وجہ سے مجھے کسی اور کی طرف دھیان دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سن کر اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کمزور ونحیف جسم کو دیکھ کر امیر نے کہا:''اے ابوحَازِم!آپ کے پاس کتنا مال ہے؟''فرمایا:''میرے پاس دوقسم کا خزانہ ہے جس کے ہوتے ہوئے مجھے تنگدستی و مفلسی کا خوف نہیں۔''پوچھا:''وہ دوخزانے کون سے ہیں؟''فرمایا:''(۱)......ہر حال میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور(۲)......لوگوں سے بے نیازی۔''پوچھا:''آپ کیا کھاتے ہیں؟''فرمایا:''روٹی اور زیتون کا تیل۔''پوچھا:''کیا مسلسل ایک ہی کھانا کھا کرآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُکتاتے نہیں؟''فرمایا:''جب اُکتا جاتا ہوں تو کھانا ترک کردیتا ہوں،جب دوبارہ خواہش ہوتی ہے تو کھالیتا ہوں۔''امیر نے پوچھا:''ہماری نجات کن اُمور میں ہے؟''فرمایا:''خالق عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے بغیر کسی سے کوئی چیز نہ لو اور کسی بھی حق دار کا حق نہ روکو۔'' امیر نے کہا:''اس کی طاقت کون رکھتا ہے؟''فرمایا:''جو آگ سے نجات اور جنت کا طالب ہے اس پر یہ کام آسان ہے۔''اس وقت مجمع میں حضرتِ سیِّدُنا ابنِ شِہَاب زُہری علیہ رحمۃ اللہ القوی بھی موجود تھے انہوں نے کہا:''اے امیر!یہ تقریباً چالیس سال سے میرے پڑوسی ہیں،جیسی باتیں آج انہوں نے کی ہیں آج تک کبھی میں نے ان سے ایسی باتیں نہیں سنیں۔ان کی یہ شان آج سے پہلے مجھ پر کبھی ظاہر نہ ہوئی۔''حضرتِ سیِّدُنا ابوحَازِم مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے گھر آئے اور ابنِ شِہَاب زُہری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ خط لکھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَمَّابَعْد!اے زُہری!اب تم بہت بوڑھے ہوگئے ہو یہ ایسی عمر ہے کہ جو بھی تمہیں دیکھے گا دعا کرے گا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔تم خدائے بزرگ وبرتر جَلَّ جلالُہٗ کی بے انتہا نعمتوں کے بوجھ

تلے دبے ہوئے ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں درازئ عمر سے نوازا، اپنے دین کی سمجھ اور اپنی کتاب کے علم سے مالا مال کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان نعمتوں کے ذریعے تمہیں آزمائے گا، تم پر اپنی نعمتوں کی برسات فرمائے گا، پھر ان نعمتوں پر تمہارے شکر کو آزمائے گا، اللہ ربُّ العزّت جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتا ہے:

لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَلَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ ﴿۷﴾ (پ ۱۳، ابراھیم: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

ذرا سوچو تو سہی! جب بروزِ قیامت تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہو گے اور وہ قادرِ مطلق عَزَّوَجَلَّ تم سے اپنی نعمتوں کے متعلق پوچھے گا کہ تم نے انہیں کیسے استعمال کیا؟ جو دلیل اس نے عطا فرمائی اس کے متعلق پوچھے گا کہ اس میں کس کس طرح فیصلہ کیا؟ ہرگز اس گمان میں نہ رہنا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس دن تمہارا عذر قبول کرے گا اور غفلتوں اور کوتاہیوں کے باوجود تم سے راضی ہو جائے گا۔ تمہارا یہ کہنا کافی نہیں کہ میں عالم ہوں، تم نے لوگوں سے علمی جھگڑا کیا تو اپنے زورِ بیان سے غالب رہے، تمہیں جو سمجھ بوجھ عطا کی گئی، جو فہم وفراست ملی اسے استعمال کرتے ہوئے بتاؤ کہ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان علماء کے متعلق نہیں؟

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکۡتُمُوۡنَہٗ ۫ فَنَبَذُوۡہُ وَرَآءَ ظُہُوۡرِہِمۡ وَاشۡتَرَوۡا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ فَبِئۡسَ مَا یَشۡتَرُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾ (پ ۴، اٰل عمران: ۱۸۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کئے تو کتنی بُری خریداری ہے۔

اے ابنِ شِہَاب زُہری! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارا بھلا کرے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم ظالموں کے ساتھ بیٹھتے ہو، جب وہ تمہیں بلاتے ہیں تو ان کے پاس چلے جاتے ہو، وہ تحائف دیتے ہیں تو قبول کر لیتے ہو، حالانکہ وہ تحفے کسی صورت میں قبول کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ ظالموں نے تمہیں ایسی چکی بنا لیا ہے جس کے گرد اُن کی باطل خواہشات گھومتی ہیں۔ تمہیں ایسی سیڑھی اور پُل بنا لیا ہے جس کے ذریعے وہ ظلم وگمراہی کی منزلوں کی طرف بڑھتے ہیں۔ وہ تمہارے ذریعے علماء کے خلاف شکوک وشبہات کا شکار ہوتے اور جاہلوں کے دِلوں کو ہانکتے ہیں۔ تم اب تک نہ تو ان کے خاص وزراء کی صف میں شامل ہو سکے نہ ہی خاص ہم نشین بن سکے۔ بس تم نے تو ان کی دنیا کو سنوارا اور عوام وخواص کو ان ظالموں کے گرد جمع کر دیا ہے، انہوں نے تمہارے لئے جو کچھ تیار کیا وہ اس سے کتنا کم ہے جو انہوں نے برباد کر دیا۔ تم سے کتنا زیادہ چھین کر کتنا کم دیا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، اپنی فکر کرو۔ تمہیں تو اس ذات کا شکر ادا کرنا چاہئے جس نے تمہیں علمِ دین کی دولت سے نوازا، اپنی کتاب کا علم دیا اور ان لوگوں میں سے نہیں بنایا جن کے بارے میں ارشاد فرمایا:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ یَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا ۚ وَ اِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ مِّیْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ وَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

(پ۹،الاعراف:۱۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: پھران کی جگہ ان کے بعدوہ ناخلف آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے اس دنیا کا مال لیتے ہیں اور کہتے اب ہماری بخشش ہو گی اور اگرویسا ہی مال ان کے پاس اور آئے تو لے لیں۔ کیاان پر کتاب میں عہد نہ لیا گیا کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کریں مگر حق اور انہوں نے اسے پڑھا اور بے شک پچھلا گھر بہتر ہے پرہیز گاروں کو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم کرے! ابھی جو عمر باقی ہے اس میں بیدار ہو جاؤ۔ تم بُری طرح پھنس چکے ہو۔ خدارا! اپنے آپ کو بچاؤ، اپنے دین کی دوا کرو۔ بے شک اس میں کمزوری آگئی ہے۔ زادِ راہ تیار کرلو، عنقریب تمہیں بہت طویل سفر طے کرنا ہے۔ تمہارا معاملہ اس کے ساتھ ہے جو حافظ ونگہبان ہے، وہ تم سے غافل نہیں۔ تم اپنی فکر کرو، تمہارے علاوہ کون تمہاری فکر کرے گا۔ تمام تعریفیں اُس مالکِ حقیقی کے لئے ہیں جس سے زمین وآسمان کی کوئی شئے پوشیدہ نہیں، وہ غالب وحکمت والا ہے۔ وَالسَّلَام

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 443: خائف نوجوان کی انوکھی موت

حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالنُّون مِصْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''مجھے بتایا گیا کہ یمن میں ایک عبادت گزار شخص ہے جو خائفین میں اعلیٰ مرتبہ اور مجاہدہ کرنے والوں میں بلند مقام رکھتا ہے۔ اس کی یہ صفات سن کر مجھے زیارت وملاقات کا شوق ہوا، چنانچہ، حج سے فراغت کے بعد میں ''یمن'' گیا اور پوچھتا پوچھتا اس عابد کے گھر پہنچا۔ وہاں دروازے کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے وہ سب بھی زیارت وملاقات کرنے آئے تھے۔ ہمارے درمیان انتہائی کمزور ونحیف بدن اور زرد چہرے والا ایک متقی وپرہیز گار جوان بھی تھا، ایسا لگتا تھا جیسے کسی بہت بڑی مصیبت نے اسے موت کے قریب پہنچا دیا ہے۔

کچھ دیر بعد دروازے سے ایک بزرگ آیا اور نمازِ جمعہ کے لئے مسجد کی طرف چل دیا۔ **سُبْحَانَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! یہی وہ پرہیز گار وعبادت گزار شخص تھا جس کی ولایت کے ڈنکے دنیا بھر میں بج رہے تھے۔ ہم بھی اس کے پیچھے چل دیئے اور ایک جگہ اس کے گرد جمع ہوگئے تاکہ اس سے گفتگو کریں۔ اتنے میں وہ کمزور نوجوان آیا اور سلام کیا۔ بزرگ نے اسے خوش آمدید کہا اور بڑی گرم جوشی سے ملاقات کی۔ نوجوان نے کہا: ''اے شیخ! **اللہ** تبارک وتعالیٰ نے آپ جیسے لوگوں کو دلوں کی بیماری کا طبیب اور گناہوں کے درد کا مُعالج بنایا ہے۔ مجھے بھی ایک بہت گہرا زخم ہے جو بہت پھیل چکا ہے، اب میری بیماری عُروج کو پہنچ چکی ہے۔ **اللہ** تبارک وتعالیٰ

آپ پر رحم فرمائے! اگر مناسب سمجھیں تو اپنے مرہم سے میرے زخموں کا علاج فرما دیجئے اور مجھ پر احسان فرمائیے۔'' یہ سن کر بزرگ نے اپنے عصا سے ٹیک لگائی اور کہا: ''پوچھو! کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ بتاؤ! اصل مسئلہ کیا ہے؟'' کہا: ''حضور! یہ ارشاد فرمائیے کہ خوف کی علامت کیا ہے؟'' فرمایا: ''اس کی علامت یہ ہے کہ **اللہ** تبارک وتعالیٰ کا خوف تجھے ہر خوف سے نجات دے دے، اس کے علاوہ تجھے کسی کا خوف نہ رہے۔'' یہ سن کر نوجوان درد بھری آہیں بھرنے لگا، پھر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب افاقہ ہوا تو اپنے ہاتھ سے چہرہ صاف کیا اور کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! یہ بتائیے کہ بندہ خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں کب پختہ ہوتا ہے؟ اسے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں درجۂ کمال کب نصیب ہوتا ہے؟'' فرمایا: ''جب وہ دنیا میں اپنے آپ کو مریض کی طرح رکھے اور بیماری کے خوف سے ہر قسم کے کھانے سے اپنے آپ کو بچائے، مرض کے طویل ہو جانے کے خوف سے دوا کی کڑواہٹ برداشت کرے۔'' نوجوان نے پھر ایک درد بھری چیخ ماری اور منہ کے بل گر کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو کہا: ''حضور! مجھ پر نرمی فرمائیے۔ بزرگ نے کہا: ''پوچھو! جو پوچھنا ہے۔'' عرض کی: ''**اللہ** رَبُّ الْعِزَّت سے محبت کی علامت کیا ہے؟''

یہ سن کر اس بزرگ پر کپکپی طاری ہو گئی پھر روتے ہوئے کہا: ''میرے دوست! بے شک درجۂ محبت بہت اعلیٰ درجہ ہے۔'' نوجوان نے کہا: ''حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس کے متعلق کچھ بتائیں۔'' فرمایا: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والوں کے دل محبت کی وجہ سے چاک ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دلوں کے نور سے خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی عظمت وجلال کی طرف نظر کرتے ہیں۔ ان کے اجسام تو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن روحیں پردوں میں ہوتی ہیں۔ وہ امور کا مشاہدہ علمُ الیقین کے ساتھ کرتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے شدید محبت کی وجہ سے جتنا ہو سکے ہر لمحے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ جنت کے حصول یا دوزخ سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ خالص رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اعمال کرتے ہیں۔'' بس یہ سننا تھا کہ وہ نوجوان تڑپ کر زمین پر گرا اور روتے روتے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ بزرگ نے اس کی پیشانی اور ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہا: ''یہی حالت خائفین کا میدان، مجاہدہ کرنے والوں کی راحت ہے اور انہیں اسی حالت میں سکون ملتا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم}

حکایت نمبر 444: احسان فراموش

حضرتِ سیِّدُنا عبیداللہ بن محمد تَیْمِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے منقول ہے: ''ایک غریب و نادار شخص کسی کریم و نیک شخص کے پاس گیا تو اس نے پریشانیاں دور کر کے اسے خوشحال و غنی کر دیا۔ لیکن وہ ناشکرا کریم کی کثیر عطاؤں کے باوجود ناشکری کرتا۔ پھر ایک دن شہر کے امیر کے پاس جا کر شکایت کی: ''میں جس کے پاس رہتا ہوں اس میں یہ یہ برائی ہے، وہ تو بہت ہی بُرا ہے الغرض

اس نے بہت سی ایسی باتیں اس شخص کے بارے میں کہیں جو اس میں بالکل نہ تھیں بلکہ وہ تو ان تمام برائیوں سے بہت زیادہ دور رہتا تھا۔ شکایت کرنے کے بعد جب وہ بے مُرَوَّت چلا گیا تو حاکمِ شہر نے اس کریم کو بلا کر کہا: ''فلاں شخص نے تمہارے خلاف یہ یہ شکایتیں کی ہیں۔'' یہ سن کر وہ بہت حیران و پریشان ہو گیا۔ حاکم نے کہا: ''کیا ہوا، تم اتنا پریشان کیوں ہو گئے؟'' اس نے کہا: ''مجھے خوف ہے کہ میں نے اس کے ساتھ اچھائی و بھلائی میں کمی کی ہے جبھی تو وہ میری برائی پر آمادہ ہو گیا۔ افسوس! میں اس کی صحیح خدمت نہ کر سکا۔'' حاکم نے جب یہ سنا تو کہا: ''سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! تم دونوں کی طبیعتوں اور عادتوں میں کتنا تعجب خیز فرق ہے۔ تم تو اس پر احسان و شفقت کئے جا رہے ہو جبکہ وہ احسان فراموش و لئیم (یعنی کمینہ) ہے۔''

پھر نیک و کریم شخص نے حاکم سے واپسی کی اجازت چاہی جب واپس جانے لگا تو حاکم نے کہا: ''**اللہ** تبارک وتعالیٰ آپ جیسے نیک سیرت لوگوں کو لمبی عمر عطا فرمائے اور آپ کا فیض تا دیر جاری و ساری رہے۔ (احسان فراموش کی مذمت میں شاعر نے کیا خوب کہا ہے:)

جو اپنے محسنوں کو عیاری دکھاتا ہے — نارِ حسد کے شُعلوں کو ہر دم بڑھاتا ہے
ایسا لئیم ذلت و خواری اٹھاتا ہے — اپنی لگائی آگ میں خود کو جلاتا ہے
لیکن کریم پھر بھی کریمی دکھاتا ہے — گرچہ بُروں کی طرف سے سَو غم اُٹھاتا ہے

حکایت نمبر 445: جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے

حضرت سیِّدُ نا مَعْدِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کا بیان ہے: ابو بُغَیْل نامی ایک شخص نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا: ''ایک مرتبہ طاعون کے مرض نے لاشوں کے انبار لگا دیئے، ہم مختلف قبیلوں میں جا کر مُردوں کو دفن کرتے۔ جب پورے پورے گاؤں ہلاک ہونے لگے اور لاشوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تو ہم انہیں دفنانے سے عاجز آ گئے۔ چنانچہ، اب ہم جس گھر میں داخل ہوتے اور دیکھتے کہ اس کے رہائشی فوت ہو گئے ہیں اور ان کی لاشیں گھر کے اندر ہی ہیں تو تمام لاشیں ایک کمرے میں جمع کر کے دروازہ اور کھڑکیاں وغیرہ بند کر دیتے۔ اسی طرح گھر گھر جا کر ہم لاشیں جمع کرتے رہے پھر ایک گھر میں گئے تو دیکھا کہ گھر میں موجود سب لوگ مر چکے ہیں، ان میں کوئی ایک بھی زندہ نہ تھا۔ ہم نے گھر کے تمام دروازے بند کئے اور واپس آ گئے۔

جب طاعون کا مرض چلا گیا تو ہم نے بند گھروں کو کھولنا شروع کیا، پھر ہم ایک گھر میں گئے جس کے تمام رہائشی مر چکے تھے اور ہم نے اس کے دروازے اچھی طرح بند کئے تھے۔ جب دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ صحن میں ایک تر و تازہ، فربہ

اور صاف ستھرا بچہ موجود تھا۔ایسا لگتا تھا جیسے ماں کی گود سے ابھی ابھی لیا گیا ہو۔ہم بڑی حیرانگی کے عالم میں قدرت خداوندی عَزَّوَجَلَّ کا نظارہ کررہے تھے اور متعجب تھے کہ یہ بچہ کہاں سے آیا اور اب تک بغیر خوراک کے کیسے زندہ ہے؟ ہم حیرت کی وادیوں میں گم تھے کہ اچانک ایک مادہ جانور دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصے سے اندر داخل ہوا اور بچے کے قریب آکر بیٹھ گیا، بچہ محبت سے اس کی طرف لپکا اور اس مادہ کا دودھ پینے لگا۔خالقِ کائنات ورزّاقِ مخلوقات جَلَّ جَلَالُہٗ کی اس شانِ رزاقی کو دیکھ کر ہم بہت حیران ہوئے کہ وہ جس طرح چاہتا ہے اپنے بندوں کو رزق کے اسباب مہیا کرتا ہے۔اس نے ایک بچے کی خوراک کا انتظام کس طرح کیا۔طاعون کی بیماری سے اس گھر کے تمام افراد عورتیں اور مرد موت کے گھاٹ اتر چکے تھے، انہیں افراد میں ایک حاملہ عورت بھی تھی جس کا انتقال ہو گیا پھر اس بچے کی ولادت ہوئی اور اس کے رزق کا انتظام ایک درندے کے ذریعے کیا گیا۔حضرتِ سیِّدُنا مَعْدِی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کہتے ہیں:''اس بچے نے خوب پرورش پائی اور جوان ہو گیا اور میں نے وہ دن بھی دیکھا کہ وہ بصرہ کی مسجد میں اپنی داڑھی کو اپنے ہاتھوں سے سنوار رہا تھا۔خالق کائنات جَلَّ مَجْدُہٗ سب کچھ کرسکتا ہے۔وہ اپنے بندوں پر جس طرح چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔''

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر446: آگ سے بچنے کا بہترین طریقہ

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن ابی لَیْلٰی علیہ رحمۃ اللہ الاعلٰی کا بیان ہے، حضرتِ سیِّدُنا مُعَاذ بن عَفْرَاء رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس جو بھی دنیوی مال آتا سب صدقہ کردیتے۔جب ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو ان کی اہلیہ محترمہ نے اپنے خاندان والوں سے کہا:''اِن حضرت سے کہیں کہ گھر والوں کے لئے بھی کچھ مال جمع کرلیں۔'' چنانچہ، عزیز واقارب نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا: ''اب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ صاحبِ اولاد ہو گئے ہیں، اگر اپنی اولاد کے لئے کچھ مال جمع کر رکھیں تو اس میں کیا حرج ہے؟'' فرمایا: ''میں تو یہی چاہتا ہوں کہ آگ سے بچنے کے لئے اپنی ہر شئے خرچ کردوں، لہٰذا میں صدقہ وخیرات کرنے سے رُک نہیں سکتا۔''

راوی کہتے ہیں:''جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا انتقال ہوا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کے پڑوس میں زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا میراث میں چھوڑا، وہ ایسی زمین تھی کہ میں اپنی تین درہم کی چادر کے عوض بھی خریدنے پر راضی نہ تھا۔پھر چند دن بعد پڑوسی نے وہی زمین تیس ہزار (30,000) درہم میں خرید لی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر447:

صَدَقہ وخیرات سے بَلائیں ٹَلتی ہیں

حضرتِ سیِّدُنا سَلام بن مِسکین علیہ رحمۃ اللہ المبین فرماتے ہیں: ایک شخص ہر سال کبوتری کے گھونسلے سے اس کے بچے اُتار لیا کرتا تھا۔ کبوتر اور کبوتری نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس شخص کے خلاف شکایت کی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میں اسے ہلاک کرنے والا ہوں۔'' اس سال جب کبوتری نے انڈے دیئے اور بچے نکلے تو وہ شخص گھر سے دو روٹیاں لے کر نکلا۔ راستے میں ایک مسکین ملا تو دونوں روٹیاں اسے دے دیں، پھر درخت پر چڑھا کبوتری کے بچے اُتارے اور واپس چلا آیا۔ کبوتر اور کبوتری نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں شکایت کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے عہد کر رکھا ہے کہ ''جو شخص کسی دن کوئی صدقہ کرے گا میں اسے اس دن ہلاک نہ کروں گا۔''

یہ حکایت حضرتِ سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح مروی ہے، رسولِ کریم رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جو ہر مرتبہ پرندے کے گھونسلے سے بچے نکال لیتا۔ پرندے نے اس کے خلاف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں شکایت کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اگر وہ اسی حال پر باقی رہا تو ہلاک ہو جائے گا۔'' جب اس سال وہ شخص گھر سے سیڑھی لے کر پرندے کے بچوں کو پکڑنے کے لئے چلا تو راستے میں اسے ایک فقیر ملا اس نے اپنے زادِ راہ میں سے ایک روٹی اسے دے دی، پھر درخت کے اوپر چڑھا اور بچوں کو پکڑلیا۔ پرندہ یہ منظر دیکھ رہا تھا اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا کہ اس مرتبہ وہ ہلاک ہو جائے گا لیکن وہ تو صحیح وسالم جا رہا ہے؟'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ جو شخص کسی دن کوئی صدقہ کرے میں اسے اس دن ہلاک نہیں کرتا اور نہ ہی اسے اس دن کوئی برائی پہنچتی ہے۔'' (کنز العمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الحدیث ۱۶۱۱۲، ج۶، ص۱۵۹)

یہی حکایت اس طرح بھی مروی ہے: ''حضرتِ سیِّدُنا سلیمان بن داوٗد علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام کے ایک امتی کے گھر میں درخت تھا۔ ایک کبوتری نے اس پر گھونسلا بنالیا، پھر اس کے انڈوں سے بچے نکلے تو اس شخص کی زوجہ نے کہا: ''اس درخت پر چڑھ کر پرندے کے بچوں کو پکڑ لو اور پکا کر اپنے بچوں کو کھلا دو۔'' چنانچہ، اس نے ایسا ہی کیا۔ پرندے نے حضرتِ سیِّدُنا سلیمان بن داوٗد علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں شکایت کر دی۔ آپ علیہ السلام نے اسے بلایا اور سزا کی دھمکی دی، اس نے عرض کی: ''یا نبی اللہ علیہ السلام! آئندہ ایسا ہرگز نہ کروں گا۔'' آپ علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا اور وہ گھر چلا آیا۔

کبوتری نے جب دوبارہ انڈے دے کر بچے نکالے تو اس شخص کی زوجہ نے کہا: ''درخت پر چڑھو اور پرندے کے بچے پکڑ لاؤ۔'' اس نے کہا: ''مجھے حضرتِ سیِّدُنا سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے منع فرمایا ہے۔'' عورت نے کہا: ''تم کیا سمجھتے ہو کہ حضرتِ

سیِّدُ ناسلیمان علیہ الصلوۃ والسلام تمہارے اوراس کبوتری کے لئے فارغ بیٹھے ہوں گے، پوری دنیا پران کی حکومت ہے، وہ اپنی مملکت کے معاملات میں مصروف ہوں گے، جلدی کرواور کبوتری کے بچوں کو پکڑلاؤ۔'' بیوی کا جواب سن کر وہ بے چارہ درخت پر چڑھا اور کبوتری کے بچوں کو پکڑلایا۔ کبوتری نے دوبارہ حضرتِ سیِّدُ ناسلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں شکایت کردی۔ آپ علیہ السلام کو بڑا اجلال آیا اور مشرق ومغرب کے کناروں سے دو جِنّوں کو بُلا کر فرمایا:''تم دونوں فلاں درخت کے پاس ٹھہرے رہو۔ جب وہ شخص درخت پر چڑھے تو اس کا ایک پاؤں مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف کھینچنا، اس طرح اس نافرمان کے دوٹکڑے کردینا۔'' حکم پاتے ہی دونوں جن مطلوبہ درخت کے پاس پہنچ گئے۔ وہ شخص درخت پر چڑھنے کے لئے تیار ہوا ہی تھا کہ کسی فقیر نے روٹی مانگی، اس نے اپنی بیوی سے کہا:''اگر گھر میں کچھ ہے تو اس فقیر کو دے دو۔'' عورت نے کہا: ''میرے پاس اس فقیر کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں۔'' تو وہ خود کمرے میں گیا اور اسے وہاں سے روٹی کا ایک لقمہ ملا، وہی لقمہ فقیر کو دیا اور درخت پر چڑھ کر بغیر کسی تکلیف کے بآسانی کبوتری کے بچوں کو پکڑلایا۔ کبوتری نے پھر شکایت کی، تو آپ علیہ السلام نے دونوں جنّوں کو بلاکر ارشاد فرمایا:''کیا تم دونوں نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے؟'' انہوں نے عرض کی:''یانَبِیَّ اللہ علیہ السلام! ہم نے ہرگز آپ علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی، بات دراصل یہ ہے کہ ہم تو آپ علیہ السلام کا حکم پاتے ہی اس درخت کے پاس پہنچ گئے مگر جب وہ شخص درخت پر چڑھنے لگا تو کسی سائل نے روٹی مانگی، اس نے اسے روٹی کا ایک لقمہ دیا اور درخت پر چڑھنے لگا، ہم اسے پکڑنے کے لئے بڑھے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دو فرشتے ہماری طرف بھیجے۔ انہوں نے ہمیں گردن سے پکڑا اور مغرب ومشرق کی طرف پھینک دیا۔ اس طرح ایک لقمہ صدقہ کرنے کی برکت سے وہ ہلاکت سے محفوظ رہا۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر448: دوست کو کھانا کھلانے کی برکت

حضرتِ سیِّدُ ناسَلام بن مِسکین علیہ رحمۃ اللہ المبین حضرتِ سیِّدُ ناثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:''ایک مرتبہ چند لڑکے لکڑیاں کاٹنے کے لئے جنگل کی طرف جارہے تھے۔ جب وہ حضرتِ سیِّدُ ناعیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے قریب سے گزرے تو آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا:''واپسی پر ان میں سے ایک لڑکا ہلاک ہوجائے گا۔'' جب ان کی واپسی ہوئی تو سب کے سب سلامت تھے اور کوئی بھی ہلاک نہ ہوا تھا۔ حواریوں نے عرض کی:''یانبی اللہ علیہ السلام! آپ علیہ السلام تو ارشاد فرمارہے تھے کہ ان میں سے ایک لڑکا ہلاک ہوجائے گا لیکن یہ سب بالکل سلامت ہیں؟'' فرمایا:''ان لڑکوں کو میرے پاس بلاؤ۔'' جب وہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:''اپنے سروں سے لکڑیوں کے گٹھے اُتاردو۔'' سب

نے لکڑیاں نیچے اُتار دیں، فرمایا: ''اب انہیں کھولو۔'' جب گٹھے کھولے گئے تو اس میں سے ایک گٹھے میں ایک بہت خوفناک مُردہ سانپ ایک کانٹے کے ساتھ اُلجھا ہوا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس لڑکے سے پوچھا: ''تم نے کون سی بڑی نیکی کی ہے؟'' اس نے عرض کی: ''میں نے آج کوئی بڑی نیکی تو نہیں کی، ہاں! اتنا ضرور ہے کہ آج ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست اپنے ساتھ کھانا نہیں لایا تھا تو میں نے اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلیا۔'' لڑکے کی یہ بات سن کر آپ علیہ السلام زبانِ حال سے فرما رہے تھے: ''بس اسی نیکی کی وجہ سے آج تو ہلاکت سے محفوظ رہا۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر 449: حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سادگی

خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین، خلیفۂ ثانی حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ خلیفہ بننے کے بعد انتہائی سادہ غذا استعمال فرمانے لگے جس کی وجہ سے بظاہر کمزور نظر آنے لگے۔ حضرتِ سیِّدُنا محمد بن قَیس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ کچھ لوگ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صاحبزادی اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا حَفْصَہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس آئے اور عرض کی: ''کمزوری کی وجہ سے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی گردن نظر آنے لگی ہے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا جسم کافی کمزور ہوگیا ہے اور کپڑے بھی ایسے پہنتے ہیں کہ جن پر کئی پیوند لگے ہوتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا ان سے عرض کریں کہ کچھ اچھا کھانا کھا لیا کریں اور عمدہ ونرم لباس پہن لیا کریں، اس طرح انہیں لوگوں کے معاملات پر تقویت ملے گی۔'' جب اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا حَفْصَہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے لوگوں کی باتیں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے بیان کیں تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''کیا میرے آقا و مولیٰ حضرت سیِّدُنا محمدِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے بھی اپنی زندگی میں کبھی عمدہ ونرم بستر استعمال فرمایا؟ تم تو بہتر جانتی ہو، بتاؤ! حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کیسا بستر استعمال فرماتے تھے؟'' عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا بستر ایک کمبل تھا جسے دوہرا کر دیا جاتا، جب وہ سخت ہو جاتا تو میں اسے چار تہہ کر کے بچھا دیا کرتی اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا بستر یہی چادر تھی۔'' فرمایا: ''اچھا مجھے بتاؤ! حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے سب سے قیمتی و عمدہ لباس میں کیا چیز شامل تھی؟'' عرض کی: ''ایک دھاری دار چادر تھی جسے ہم نے ہی بنایا تھا، حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم جب اسے زیبِ تن کر کے باہر تشریف لے گئے تو کسی نے وہ چادر مانگ لی، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ چادر اسے عنایت فرما دی۔''

؎ ہے چٹائی کا بچھونا کبھی خاک ہی پہ سونا　　کبھی ہاتھ کا سرہانہ مدنی مدینے والے!

تیری سادگی پہ لاکھوں تیری عاجزی پہ لاکھوں　　ہوں سلامِ عاجزانہ مدنی مدینے والے!

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے عمدہ کھانا کھانے کی خواہش نہیں ہوتی، اگر میں گھی کھانا چاہتا تو زیتون کے تیل کی جگہ گھی استعمال کرتا، میرے پاس زیتون کا تیل ہوتا ہے لیکن میں پھر بھی نمک استعمال کرتا ہوں الغرض! مجھے ان چیزوں کی خواہش ہوتی ہے لیکن میرے دونوں رہنما (حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک راستے پر چلے، میں نہیں چاہتا کہ میں ان کے راستے کی مخالفت کروں، میں ان کی مخالفت سے ڈرتا ہوں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم}

حکایت نمبر450:

لوگوں کو گمراہ کرنے کی سزا

حضرتِ سیِّدُنا خالد رَبَعی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، بنی اسرائیل کے ایک شخص نے شریعت کا علم حاصل کیا اور پھر اس دینی علم کی وجہ سے دنیوی دولت اور شہرت طلب کرتا رہا، اس کی ساری زندگی اسی کام میں گزر گئی۔ جب بڑھاپا آیا، موت کے سائے گہرے ہوئے اور سفرِ دنیا ختم ہونے لگا تو اسے اپنی غلطی کا خوب احساس ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا: ''تو نے دین میں جو بِگاڑ پیدا کیا لوگ تو اس سے ناواقف ہیں۔ لیکن تیرا کیا خیال ہے، کیا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی تیرے اس بگاڑ سے بے خبر ہے؟ وہ وحدہٗ لاشریک جَلَّ جَلَالُہٗ ذات تو ہر ہر شئے سے واقف ہے۔ اب تیری موت قریب آ گئی ہے۔ تیرے لئے بہتر ہے کہ جلد از جلد اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرلے۔'' چنانچہ، اس اسرائیلی عالم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کی، اور اس نے اپنی ہنسلی کی ہڈی میں زنجیر ڈال کر اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا اور کہا: ''میں اس وقت تک اپنے آپ کو آزاد نہیں کروں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری توبہ قبول فرمالی ہے۔ اور اگر میری توبہ قبول نہ ہوئی تو اسی حالت میں اپنی جان دے دوں گا۔ جب اس نے اس طرح التجا کی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس وقت کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: ''اس اسرائیلی عالم سے کہہ دو کہ اگر تیرا گناہ ایسا ہوتا جو صرف میرے اور تیرے درمیان تک محدود ہوتا تو میں تیری توبہ قبول کر لیتا لیکن جن لوگوں کو تو نے گمراہ کیا ہے ان کا کیا حال ہوگا؟ تو نے انہیں گمراہ کر کے جہنم میں داخل کروا دیا اب میں تیری توبہ ہرگز قبول نہیں کروں گا(1)۔ (الامان والحفیظ)

(**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس حنَّان ومنَّان پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں نبی آخر الزماں کے دامن سے وابستہ فرمایا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے خاص کرم سے ہماری تمام خطاؤں کو معاف فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔) (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

---

(1)...... یہ حکایت بنی اسرائیل کے ایک شخص کی ہے اور اُن کے احکام ہم سے مختلف تھے۔ جبکہ امتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خاص احسان ہے کہ ہمارے لئے توبہ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

حکایت نمبر451:

حضرتِ فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا خوفِ آخرت

حضرت سیِّدُ نا سَلَامَہ بن شَیْخ تَیْمِی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے مروی ہے کہ حضرتِ سیِّدُ نا اَحْنَف بن قَیْس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہمارا لشکر ایک عظیم الشان کامیابی کے بعد مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی طرف آرہا تھا۔ جب مدینۂ پاک کے قریب پہنچا تو ہمارے بعض دوستوں نے مشورہ دیا: ''اگر ہم اپنے سفر کے کپڑے اتار کر عمدہ کپڑے پہنیں اور اچھی حالت میں شان وشوکت کے ساتھ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسلمانوں کے سامنے جائیں تو اس سے لشکرِ اسلام کی شان وشوکت ظاہر ہوگی۔'' چنانچہ، ہم نے اچھے لباس پہنے اور سفر کے کپڑوں کو تھیلوں میں رکھ لیا۔ جب ہم مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں داخل ہوئے تو ایک شخص نے ہمارے لشکر کو دیکھ کر کہا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! یہ لوگ غلطی پر ہیں۔'' حضرتِ سیِّدُ نا اَحْنَف بِنْ قَیْس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس شخص کی بات نے مجھے نفع دیا اور میں سمجھ گیا کہ اس حالت میں امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا مناسب نہیں، اس خیال کے آتے ہی میں نے ایک منزل پر اپنی سواری روکی، عمدہ لباس اُتار کر تھیلے میں ڈالا مگر بے توجہی سے چادر کا کچھ حصہ تھیلے سے باہر رہ گیا تھا جس کی مجھے خبر نہ ہوئی، پھر میں سفر کا لباس پہن کر شرکائے قافلہ سے جا ملا۔ جب لشکر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے نظریں پھیر لیں اور مجھ سے فرمایا: ''تم لوگوں نے اپنی سواریوں کو کہاں کھڑا کیا ہے؟'' میں نے بتایا: ''فلاں جگہ پر۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر سواریوں کے پاس پہنچے دوسرے تمام لوگ بھی ہمراہ تھے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سواریوں کے جانوروں کو دیکھا تو لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا تم ان جانوروں کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتے؟ کیا تمہیں خبر نہیں کہ ان کا تم پر کتنا حق ہے؟ تم انہیں سفر میں استعمال کرنے کے بعد کھول کیوں نہیں دیتے تاکہ یہ گھاس وغیرہ چر لیں۔ کیا تمہیں ان کا احساس نہیں جو ابھی تک باندھ رکھا ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ہم ایک بہت بڑی فتح کی خوشخبری لے کر آئے ہیں، ہمیں اس بات کی جلدی تھی کہ مسلمانوں اور امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوراً اطلاع دی جائے بس اسی جلدی میں ہم فوراً آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو گئے۔''

پھر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جلال کچھ کم ہوا تو ان کی نظر میرے تھیلے پر پڑی جس میں سے چادر کا کچھ حصہ باہر نکلا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''یہ تھیلا کس کا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میرا ہے۔'' فرمایا: ''یہ کپڑا کیسا؟'' عرض کی: ''یہ میری چادر ہے۔'' فرمایا: ''کتنے کی ہے؟'' میں نے اصل قیمت کا ایک تہائی حصہ بتایا تو پھر بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''چادر تو بہت اچھی ہے اگر اس کی قیمت زیادہ نہ ہوتی۔'' پھر ہم سب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واپس آنے لگے تو راستے میں ایک شخص

ملا، اس نے پکار کر کہا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے ساتھ چلئے اور فلاں شخص سے میرا حق دلوائیے۔ بے شک اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔'' امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ لشکر کی کارکردگی لینے میں مصروف تھے اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی مداخلت سے بہت کوفت ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سر پر ہلکی سی ضرب لگائی اور فرمایا: ''میں مسلمانوں کے کاموں میں مصروف ہوتا ہوں اور تم میں سے کوئی شخص آکر کہتا ہے کہ میری بات سنئے! میری مدد کیجئے! حالانکہ میں اس وقت تمہارے ہی کاموں میں مصروف ہوتا ہوں، تم مجھے موقع بے موقع پکارتے ہو۔''

یہ سن کر وہ شخص ناراض ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے قرار ہو کر فرمایا: ''اس شخص کو فوراً بلا کر میرے پاس لاؤ۔'' جب وہ آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف کوڑا پھینکتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''آؤ اور مجھ سے بدلہ لے لو۔'' اس نے عرض کی: ''یا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حق معاف کیا، میں بدلہ نہیں لوں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تم شاید میرے ڈر کی وجہ سے بدلہ نہیں لے رہے ہو، آؤ! بلا خوف وخطر بدلہ لے لو۔'' اس نے کہا: ''حضور! میں نے رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنا حق معاف کیا۔'' یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔ ہم بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر بیٹھ گئے اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے خطاب کے بیٹے! تُو پَست تھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے بلندی عطا فرمائی، تو بھٹکا ہوا تھا **اللہ** ربُّ العِزَّت نے تجھے سیدھی راہ پر چلایا، تو ذلیل تھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے عزت کا تاج پہنایا اور پھر تجھے مسلمانوں پر امیر مقرر فرمایا، اب اگر کوئی شخص تیرے پاس مدد لینے آتا ہے تو تُو اُسے مارتا ہے۔ اے خطاب کے بیٹے! کل بروزِ قیامت جب خدا عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جائے گا تو کیا جواب دے گا؟'' نماز کے بعد کافی دیر تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو ڈانٹتے رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس وقت تمام اہلِ زمین میں سب سے بہتر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 452: میزانِ عمل میں روٹی کا وزن

حضرتِ سیِّدُنا مَسْرُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''ایک راہب نے ستر (70) سال تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی، ایک مرتبہ مَوسِم برسات میں خوب بارشیں ہوئیں۔ زمین پر ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہوگئی۔ وہ عابد اپنے عبادت خانے سے اتر کر بستی کی طرف گیا، راستے میں ایک عورت سے زنا کا مرتکب ہوگیا۔ پھر ایک سائل کے قریب سے گزرا تو ایک یا دو روٹی اسے صدقہ

کردیں۔(اس کے مرنے کے بعد) جب اس کی ستر سالہ عبادت اور زنا کا موازنہ کیا گیا تو زنا کا گناہ بڑھ گیا۔ پھر اس کی صدقہ کی ہوئی روٹیاں اس کی نیکیوں میں شامل کی گئیں تو نیکیوں کا وزن زیادہ ہوگیا۔ گویا وہ صدقہ اس کی مغفرت کا سامان ہوگیا۔''

یہی حکایت اس طرح بھی مروی ہے:''ایک اسرائیلی عابد ساٹھ (60) سال تک عبادتِ الٰہی میں مصروف رہا۔ ایک مرتبہ جب برسات کی وجہ سے زمین پر ہر طرف سبزہ ہی سبزہ چھا گیا تو اس منظر نے اسے بہت متعجب کیا، اس نے سوچا کہ اگر میں زمین پر جاؤں اور وہاں جا کر کچھ عبادت وغیرہ کروں تو یہ میرے لئے بہتر ہوگا۔ چنانچہ وہ اپنی عبادت گاہ سے نیچے اتر آیا۔ راستے میں ایک عورت کے فتنے میں مبتلا ہوگیا اور اس سے منہ کالا کر بیٹھا۔ پھر ایک سائل ملا تو اپنی روٹی اس نے سائل کو صدقہ کر دی پھر اس کا انتقال ہوگیا۔ جب اس کی ساٹھ سالہ عبادت کا زنا کے گناہ سے موازنہ کیا گیا تو اس کا گناہ بڑھ گیا پھر صدقہ کی ہوئی روٹی اس کے نیک اعمال میں شامل کی گئی تو نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگیا جس کی وجہ سے اسے بخش دیا گیا۔''

رَحْمَتِ حَقْ ''بَہَا'' نَہ مِیْ جُوْیَدْ　　　رَحْمَتِ حَقْ ''بَہَانَہ'' مِیْ جُوْیَد

ترجمہ: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت ''بہاؤ''یعنی قیمت طلب نہیں کرتی بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت تو ''بہانہ'' ڈھونڈتی ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

صبح وشام کا انتظار نہ کرو

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے کندھے پکڑ کر ارشاد فرمایا:''دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر بن کر رہو۔'' حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:''جب تو شام کرے تو آنے والی صبح کا انتظار مت کر، اور جب صبح کرے تو شام کا منتظر نہ رہ، اور حالت صحت میں بیماری کے لئے اور زندگی میں موت کے لئے تیاری کرلے۔'' (صحیح البخاری، الحدیث: ٦٤١٦، ص ٥٣٩)

عذر قبول نہ ہوگا

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں:''اللہ تعالیٰ اس شخص کا عذر قبول نہیں فرمائے گا جس کی موت کو مؤخر کر دیا حتی کہ اُسے ساٹھ سال تک پہنچا دیا۔'' (مطلب یہ کہ وہ اس عمر میں بھی گناہوں سے باز نہ آیا)

(صحیح البخاری، الحدیث: ٦٤١٩، ص ٥٣٩)

حکایت نمبر 453:

شیطان کے تین ہتھیار

حضرتِ سیِّدُ نا وَہْب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے، ''بنی اسرائیل کا ایک عابد اپنے عبادت خانے میں عرصہ دراز سے مصروفِ عبادت تھا، وہ مجاہدات کرتا اور ہمیشہ گناہوں سے بچتا۔ اس کی عبادت و پارسائی کو دیکھ کر شیطان کے چیلے ابلیس کے پاس آئے اور کہا: ''فلاں شخص نے ہمیں عاجز کر دیا ہے اس سے ہمیں کچھ حصہ نہیں ملا۔'' اپنے کمینے چیلوں کی یہ بکواس سن کر ابلیس لعین نے اس عابد کو بہکانے کی ٹھانی اور اس کے عبادت خانے پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ عابد نے پوچھا: ''کون ہے؟'' ابلیس بولا: ''میں مسافر ہوں، آج رات مجھے اپنے پاس پناہ دے دو۔'' کہا: ''یہاں بہت ہی قریب ایک بستی ہے تو وہاں چلا جا۔'' ابلیس نے کہا: ''خدا کا خوف کرو، میں مسافر ہوں مجھے درندوں اور چوروں کا خطرہ ہے، اتنی رات گئے میں کہاں مارا مارا پھروں گا۔'' عابد نے کہا: ''میں ہرگز دروازہ نہیں کھولوں گا۔'' یہ سن کر ابلیس خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد پھر دستک دی اور کہا: ''جلدی سے میرے لئے دروازہ کھولو۔'' عابد نے پوچھا: ''کون ہے؟'' کہا: ''میں مسیح (یعنی عیسٰی علیہ السلام) ہوں۔'' (معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ)

عابد نے کہا: ''اگر تُو مسیح ہے تو پھر تجھے میری حاجت ہی کیا ہے، تُو تو اپنے رب کی رسالت اور آخرت کے وعدے کو پہنچ چکا ہے۔'' ابلیسِ لعین پھر خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد پھر شیطانی طبیعت مچلی تو دروازہ کھٹکھٹایا۔ عابد نے پوچھا: ''کون ہے؟'' کہا: ''میں ابلیس ہوں۔'' عابد نے کہا: ''میں ہرگز تیرے لئے دروازہ نہیں کھولوں گا۔'' ابلیس لعین نے کہا: ''تجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ! تجھے تیرے ربّ کا واسطہ! دروازہ کھول دے۔'' ابلیسِ لعین کافی دیر تک منت سماجت کرتا رہا اور پختہ وعدہ کیا کہ میں تجھے کبھی بھی کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔'' بالآخر عابد نے دروازہ کھول دیا۔ ابلیس اس کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا: ''مجھ سے جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، میں تمہیں ہر سوال کا جواب دوں گا۔'' عابد نے کہا: ''مجھے تجھ سے کوئی سَرَوکار نہیں۔'' یہ سن کر ابلیسِ لعین واپس جانے لگا تو عابد نے اسے پکار کر کہا: ''میں تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں؟'' ابلیسِ لعین واپس آیا اور کہا: ''پوچھو! کیا پوچھنا چاہتے ہو؟'' کہا: ''بنی آدم کی ہلاکت میں تمہارے لئے سب سے زیادہ مددگار شئے کیا ہے؟'' ابلیس نے کہا: ''**نشہ** ہمارا سب سے کامیاب وار ہے، کیونکہ جب کوئی شخص نشے میں آجاتا ہے تو ہم جو چاہتے ہیں اس سے کرواتے ہیں پھر وہ ہم سے بچ نہیں سکتا، ہم اس سے اس طرح کھیلتے ہیں جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔'' عابد نے کہا: ''دوسری ہلاکت خیز شئے کیا ہے؟'' کہا: ''**غصہ وغضب** بھی ہمارے مہلک ترین ہتھیار ہیں۔ اگر انسان عبادت کر کے اس مقام و مرتبہ کو پہنچ جائے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے لگے تب بھی ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے، ہمیں امید ہوتی ہے کہ اس کے غیظ وغضب کی وجہ سے ہمیں اس سے ضرور کچھ حصہ ملے گا۔'' عابد نے کہا: ''ان کے علاوہ تمہارے پاس اور کون سا مہلک ہتھیار ہے؟'' کہا: ''**بُخل** بھی ہمارا

بہترین ہتھیار ہے۔ انسان پر جو نعمتیں ہیں ہم انہیں تھوڑی کر کے دِکھاتے ہیں اور لوگوں کے پاس جو مال و دولت ہے اسے اس کی نظروں میں زیادہ کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے مال میں حقوقُ اللہ کی ادائیگی کے معاملے میں کنجوسی سے کام لیتا اور ہلاکت کی وادیوں میں جا گرتا ہے۔'' (الامان والحفیظ)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** شیطان لعین انسان کا کھلا دشمن ہے وہ ہر آن انسانوں کو بہکانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اس کے مکر و فریب سے بچنے کے لئے ایسے لوگوں کی صحبت ضروری ہے جو اس کے واروں سے بچنے کے طریقے جانتے ہوں اور ان کے سینے، خوفِ خدا و محبتِ مصطفیٰ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منوّر رہوں، ان کے ساتھ رہ کر سنتوں پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ ملے اور نیکیاں کرنا آسان ہو جائے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اچھے لوگوں کی صحبت عطا فرمائے اور نفس و شیطان کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 454: ایک اسرائیلی عابد کی شہادت

حضرتِ سیِّدُنا بَکّار بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ''میں نے حضرتِ سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا: ''ایک کافر و ظالم بادشاہ لوگوں کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کرتا، جو انکار کرتا اسے سخت سزائیں دے کر ہلاک کروا دیتا۔ پھر اس زمانے کے سب سے بڑے عابد کو بادشاہ کے پاس لایا گیا، لوگ اس عابد کے مرتبے وفضیلت سے آگاہ تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس عبادت گزار بزرگ کو بادشاہ کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے۔ چنانچہ، ایک سپاہی نے عابد سے کہا: ''آپ مجھے ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے دے دیں۔ جب بادشاہ کہے گا کہ اس عابد کے سامنے خنزیر کا گوشت رکھو تو میں وہ بکری کا گوشت آپ کے سامنے لے آؤں گا۔ بادشاہ یہ سمجھے گا کہ آپ نے اس کی خواہش کے مطابق خنزیر کا گوشت کھا لیا ہے۔ اس طرح آپ ہلاکت سے محفوظ رہیں گے۔'' عابد نے بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کا گوشت سپاہی کو دے دیا۔ جب اسے بادشاہ کے سامنے لے جایا گیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ خنزیر کا گوشت لایا جائے۔ منصوبے کے مطابق وہ سپاہی بکری کا گوشت لے کر آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: ''میرے سامنے خنزیر کا گوشت کھاؤ۔'' عابد نے کہا: ''میں ہرگز ہرگز نہیں کھاؤں گا۔'' یہ سن کر سپاہی نے اشاروں سے بتایا کہ ''یہ وہی گوشت ہے جو آپ نے دیا تھا، آپ بلا جھجک کھا لیں۔'' لیکن عابد نے بادشاہ کے سامنے وہ گوشت کھانے سے صاف انکار کر دیا۔ ظالم بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ''اسے قتل کر دو۔''

جب اسے قتل کے لئے لے جانے لگے تو وہی سپاہی قریب آیا اور کہا: ''آپ نے گوشت کیوں نہیں کھایا؟ بخدا! یہ وہی

گوشت تھا جو آپ نے دیا تھا، کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہ تھا؟'' عابد نے کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں بلکہ میں اس بات سے ڈر گیا تھا کہ لوگ میری وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے، کیونکہ جب بھی کسی کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا جائے گا تو وہ کہے گا: ''فلاں عابد نے بھی تو مجبور ہو کر حرام گوشت کھالیا تھا لہٰذا ہم بھی کھا لیتے ہیں۔'' اس طرح لوگ میری وجہ سے بہت بڑے فتنے میں پڑ جائیں اور میں لوگوں کے لئے فتنہ ہرگز نہیں بننا چاہتا۔'' یہ کہہ کر وہ عظیم عابد خاموش ہو گیا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

؎ تیری سنتوں پہ چل کر میری روح جب نکل کر چلے تم گلے لگانا مدنی مدینے والے صلی اللہ علیہ وسلم !

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر455: مرحوم والدین پر اولاد کے اعمال کی پیشی

حضرتِ سیِّدُ نا صَدَقَہ بن سُلَیْمَان جَعْفَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میرا عنفوانِ شباب تھا اور میں بُری عادتوں اور دنیا کی رنگینیوں میں مگن تھا۔ مگر جب میرے والد صاحب کا انتقال ہوا تو میرا دل چوٹ کھا گیا۔ میں نے اپنی سابقہ خطاؤں پر شرمندہ ہوتے ہوئے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں توبہ کر لی اور اعمالِ صالحہ کی طرف راغب ہو گیا۔ پھر بد قسمتی سے ایک دن میں کسی برے کام کا مرتکب ہوا تو اسی رات والدِ محترم خواب میں آئے اور فرمایا: ''اے میرے بیٹے! تیرے اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تو مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے کیونکہ وہ نیک لوگوں کے اعمال جیسے ہوتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ جب تیرے اعمال پیش کئے گئے تو مجھے بہت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ خدارا! مجھے میرے فوت شدہ دوستوں کے سامنے رسوا نہ کیا کرو۔'' بس اس خواب کے بعد میری زندگی میں انقلاب آ گیا۔ میں ڈر گیا اور توبہ پر استقامت اختیار کر لی۔

راوی کہتے ہیں: تہجد کی نماز میں ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس طرح التجائیں کرتے ہوئے سنتے تھے: ''اے صالحین کی اصلاح کرنے والے! اے بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ چلانے والے! اے گناہگاروں پر رحم فرمانے والے! میں تجھ سے ایسی توبہ کا سوال کرتا ہوں جس کے بعد کبھی گناہ کی طرف نہ جاؤں۔ کبھی برائی وظلم کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھوں۔ اے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ! مجھے سچی توبہ کی توفیق عطا فرما۔''

؎ گناہوں سے ہر دم بچا یا الٰہی مجھے نیک انساں بنا یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ!

تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر456:

غلام کو آزادی کیسے ملی......؟

حضرتِ سیِّدُنا زِیاد بن ابی زِیاد مَـدِیْــنِــی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''مجھے میرے آقا ابن عیاش بن ابی ربیعہ نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے پاس اپنے کسی کام سے بھیجا۔ جب میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس وقت ایک کاتب ان کے پاس بیٹھا لکھ رہا تھا۔ میں نے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' کہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''وَعَلَیْکُمُ السَّلَام'' کہا اور کاتب کو احکامات لکھوانے میں مصروف رہے۔ میں نے پھر کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اس وقت ایک خادم بصرہ سے آنے والی شکایت سنا رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا دوسرا سلام سن کر ارشاد فرمایا: ''اے ابنِ ابی زیاد! ہم تیرے پہلے سلام سے غافل نہیں۔'' پھر مجھ سے بیٹھنے کو کہا تو میں دروازے کی چوکھٹ کے پاس بیٹھ گیا۔ کاتب بصرہ سے آنے والی شکایات سنا رہا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرد آہیں بھر رہے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کام سے فارغ ہوئے تو کمرے میں موجود تمام لوگوں کو باہر جانے کا حکم دیا، سوائے میرے وہاں کوئی بھی باقی نہ رہا۔ سردیوں کا موسم تھا میں نے اُونی جبہ پہنا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے بیٹھ گئے اور میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا: ''واہ بھئی! تم سردیوں میں گرم جبہ پہن کر کتنے پُرسکون ہو۔'' پھر مجھ سے اہلِ مدینہ کے صالحین، بچوں، عورتوں اور مردوں کے متعلق حال دریافت کیا یہاں تک کہ ہر ہر شخص کے بارے میں پوچھا۔ پھر مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کے حکومتی نظام کے متعلق پوچھا۔

میں نے تفصیل بتائی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے غور سے ہر ہر بات سنتے رہے پھر فرمایا: ''اے ابن زیاد! تم دیکھ رہے ہو کہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔'' میں نے کہا: ''امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو، میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں خیر ہی کی امید رکھتا ہوں۔'' پھر عاجزی کرتے ہوئے فرمانے لگے: ''افسوس! ہائے افسوس! کیسی خیر، کیا بھلائی! میں لوگوں کو ڈانٹتا ہوں لیکن مجھے کوئی نہیں ڈانٹتا، میں لوگوں کو زَدْ وکوب کرتا ہوں لیکن مجھے کوئی نہیں مارتا، میں لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہوں لیکن مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلمات دہراتے جاتے اور روتے جاتے یہاں تک کہ مجھے آپ پر ترس آنے لگا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری حاجات پوری فرمائیں اور میرے آقا کی طرف لکھ کر بھیجا: ''یہ غلام ہمارے ہاتھوں فروخت کر دو۔'' پھر اپنے بستر کے نیچے سے بیس (20) دینار نکالے اور مجھے دیتے ہوئے فرمایا: ''یہ لو، انہیں اپنے استعمال میں لانا، اگر تمہارا غنیمت میں حصہ بنتا تو وہ بھی ضرور تمہیں دیتا لیکن کیا کروں تم غلام ہو اس لئے مالِ غنیمت میں تمہارا کچھ حصہ نہیں۔'' میں نے دینار لینے سے انکار کیا تو فرمایا: ''یہ میں اپنی ذاتی رقم میں سے تمہیں دے رہا ہوں۔'' میں نے پھر انکار کیا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیہم (یعنی مسلسل) اصرار سے مجبور ہو کر مجھے وہ دینار لینے ہی پڑے۔ پھر میں واپس آ گیا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے آقا کو

پیغام بھیجا: ''یہ غلام ہمارے ہاتھوں فروخت کردو۔'' لیکن انہوں نے مجھے بیچا نہیں بلکہ آزاد کردیا۔اس طرح امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید کی برکت سے ایک غلام کو آزادی نصیب ہوگئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 457:

اَنوکھا مُبلِّغ

حضرتِ سیِّدُ نا ابوموسیٰ اَشْعَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم لوگ سمندری راستے سے جہاد کے لئے جا رہے تھے، ہماری کشتی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی جانبِ منزل بڑھی جارہی تھی۔اتنے میں ایک غیبی آواز نے سب کو حیران کردیا،کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے کشتی والو! رکو! میں تمہیں ایک اہم بات بتاتا ہوں۔'' یہی آواز چھ، سات بار سنائی دی تو میں کشتی کے چبوترے پر کھڑا ہوگیا اور کہا: ''تُو کون ہے اور کہاں ہے؟ کیا تُو جانتا ہے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں؟ ہم بیچ سمندر میں کس طرح ٹھہر سکتے ہیں؟'' ابھی میں نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ **انوکھے مبلغ** کی غیبی آواز گونجی: ''کیا میں تمہیں ایک ایسی بات کی خبر نہ دوں جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ذمۂ کرم پر لازم کرلیا ہے؟'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں! ہمیں ضرور ایسی شئے کے متعلق بتایئے۔'' آواز آئی: ''سنو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے ذمۂ کرم پر یہ بات لازم کرلی ہے کہ جو کوئی گرمیوں کے دنوں میں رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنے آپ کو پیاسا رکھے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کی ہلاکت خیز گرمی میں اسے سیراب فرمائے گا۔'' پھر حضرتِ سیِّدُ نا ابوموسیٰ اَشْعَرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایسا معمول بنایا کہ ایسے شدید گرم دنوں میں بھی روزہ رکھتے جن میں انسان گرمی کی شدت میں بُھن جاتا تھا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم }

یاالٰہی! گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن ۔۔۔ دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو!

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** روزِ محشر کی جان لیوا گرمی سے بچنے کے لئے فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفل روزوں کا اہتمام بھی کرتے رہنا چاہیے، ہر ہفتے کم از کم ایک دن کا نفلی روزہ تو رکھ ہی لینا چاہئے۔ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ اس کا خوب اہتمام فرماتے اور اپنے متعلقین کو بھی اس کی ترغیب دلاتے رہتے۔ہوسکے تو پیر شریف کو روزہ رکھیں کیونکہ پیر شریف کو روزہ رکھنا سنت بھی ہے۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی نفلی روزے رکھنے کی سعادت عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر 458

جنّتی حور اور مَدَنی نوجوان

حضرتِ سیِّدُنا اِدرِیس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ہمارا لشکر دشمنانِ اسلام کی سرکوبی کے لئے ''روم'' کی جانب رواں دواں تھا۔ راستے میں مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے ایک نوجوان آیا اور مجاہدین میں شامل ہو گیا۔ دشمن کے علاقے میں پہنچ کر ہم نے ایک شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ہم تین مجاہد ایک ساتھ تھے، ایک میں اور دوسرا ''زِیاد'' نامی مدنی نوجوان تھا اور تیسرا دوست بھی مدینۂ منورہ شریف کا رہنے والا تھا۔ ایک دن ہم پہرا دے رہے تھے کہ صبح کے وقت ہم میں سے ایک شخص کھانا لینے چلا گیا۔ اب میں اور زیاد نامی مدنی نوجوان ایک ساتھ تھے اتنے میں منجنیق سے پتھر پھینکا گیا جو زیاد کے قریب آ گرا، پتھر کا ایک ٹکڑا زیاد کے گھٹنے پر لگا۔ جس سے اتنی شدید چوٹ لگی کہ وہ فوراً بے ہوش گیا۔ ہم کافی دیر اس کے قریب کھڑے رہے لیکن اس نے حرکت نہ کی پھر بے ہوشی کی حالت میں یکایک اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، وہ اتنا ہنسا کہ داڑھیں ظاہر ہونے لگیں، پھر **اللہ** تبارک وتعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے دوبارہ ہنسا۔ اس کے بعد رونے لگا پھر خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا تو اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا: ''یہ مجھے کیا ہوا؟ میں کہاں ہوں؟'' ہم نے کہا: ''کیا تجھے یاد نہیں کہ منجنیق کا ایک پتھر تجھے لگا تھا۔'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں! مجھے یاد ہے۔'' ہم نے کہا: ''اس کے بعد تجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور ہم نے بے ہوشی کے عالَم میں تجھے اس اس طرح دیکھا ہے۔ ہمیں بتاؤ! آخر معاملہ کیا ہے؟'' مدنی نوجوان نے کہا: ''ہاں! میں تمہیں ساری بات بتاتا ہوں، سنو! جب راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں مجھے پتھر لگا اور میں بے ہوش ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ مجھے ایک ایسے وسیع و عالیشان کمرے میں لے جایا گیا جو زَبَرجد اور یاقوت سے بنا ہوا تھا۔ پھر ایک ایسے بستر پر لے جایا گیا جس میں ہیرے جواہرات سے مزین بہترین چادریں بچھی ہوئی تھیں۔ وہاں عمدہ قسم کے قیمتی تکیے رکھے ہوئے تھے۔ ابھی میں اس بستر پر بیٹھا ہی تھا کہ میں نے زیورات کی جھنکار (یعنی آواز) سنی، مڑ کر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ ایک انتہائی حسین وجمیل لڑکی بہترین لباس میں ملبوس اور عمدہ زیورات سے مزین میرے سامنے موجود تھی، میں نہیں جانتا کہ وہ زیادہ خوبصورت تھی یا اس کے لباس وزیورات۔ وہ میرے سامنے آ کر بیٹھی، ''خوش آمدید'' کہا اور بڑے پیار بھرے انداز میں میری جانب دیکھتے ہوئے یوں گویا ہوئی: ''اے میری راحت وسکون! اے میرے سرتاج! مرحبا! میں تمہاری دُنیوی بیوی کی طرح نہیں ہوں، پھر اس نے میری بیوی کا اس انداز میں ذکر کیا کہ میں ہنسنے لگا۔ پھر وہ میری دائیں طرف میرے پہلو میں آ کر بیٹھ گئی۔'' میں نے پوچھا: ''تُو کون ہے؟'' کہا: ''میں تیری جنتی بیویوں میں ایک ناز والی بیوی ہوں۔''

میں نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھانا چاہا تو بولی: ''کچھ دیر رُک جاؤ! اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آج ظہر کی نماز کے وقت تم ہمارے پاس آ جاؤ گے۔'' اس کی یہ بات سن کر میں رونے لگا، ابھی میں رو ہی رہا تھا کہ اپنی بائیں جانب زیورات کی جھنکار سنی، مڑ

کر دیکھا تو اسی کی طرح ایک اور خوبصورت دوشیزہ موجود تھی۔ اس نے بھی وہی کہا جو پہلی نے کہا تھا۔ جب میں نے ہاتھ بڑھانا چاہا تو بولی: ''تھوڑی دیر رُک جاؤ! اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ظہر کے وقت تم ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے۔'' میں پھر رونے لگا۔ بس اس کے بعد مجھے ہوش آ گیا اور اب میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔ ہم اس کی بات سن کر بہت حیران ہوئے اور وقت کا انتظار کرنے لگے جیسے ہی ظہر کا وقت ہوا اور مؤذن نے اذان کہی، وہ مدنی نوجوان زمین پر لیٹا اور اس کی روح عالَمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 459:

تین غیبی خبریں

حضرتِ سیِّدُنا شَہر بن حَوْشَب علیہ رحمۃ اللہ الرَّب سے منقول ہے: حضرتِ سیِّدُنا صَعْب بن جَثَّامَہ اور حضرتِ سیِّدُنا عَوْف بن مالک علیہما رحمۃ اللہ الخالق میں دینی تعلق کی وجہ سے بہت گہری دوستی تھی۔ ایک دن حضرتِ سیِّدُنا صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرتِ سیِّدُنا عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''اے میرے بھائی! ہم میں سے جو پہلے مر جائے اسے چاہئے کہ اپنے حال سے دوسرے کو آگاہ کرے کہ مرنے کے بعد اس پر کیا گزری؟'' حضرتِ سیِّدُنا عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''کیا ایسا ہوسکتا ہے؟'' کہا: ''ہاں! ایسا بالکل ہوسکتا ہے۔'' پھر کچھ دنوں بعد حضرتِ صعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ حضرتِ سیِّدُنا عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''مَا فُعِلَ بِکَ یعنی آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟'' فرمایا: ''میری بہت سی خطائیں بخش دی گئیں۔'' حضرتِ سیِّدُنا عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ان کی گردن میں ایک سیاہ نشان دیکھ کر پوچھا: ''یہ سیاہ نشان کیا ہے؟'' فرمایا: ''میں نے فلاں یہودی سے دس دینار قرض لے کر اپنے تَرْکَش (یعنی تیر رکھنے کے تھیلے) میں رکھ دیئے تھے، تم وہ دینار اس یہودی کو واپس لوٹا دینا، یہ نشان اسی قرض کی وجہ سے ہے۔ اے میرے بھائی! خوب توجہ سے سن! میرے مرنے کے بعد ہمارے اہل وعیال میں چھوٹا یا بڑا کوئی واقعہ ایسا رونما نہیں ہوا جس کی مجھے خبر نہ ہوئی ہو، مجھے اُن کی ہر ہر بات پہنچ جاتی ہے حتیٰ کہ ابھی چند روز قبل ہماری بلّی مَری تھی مجھے اس کا بھی پتہ چل گیا ہے۔ اور سنو! میری سب سے چھوٹی بیٹی بھی چھ دن بعد انتقال کر جائے گی، تم اس سے اچھا برتاؤ کرنا۔'' حضرتِ سیِّدُنا عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو کہا: ''یہ ضرور ایک اہم امر ہے، میں اس کی تحقیق کروں گا۔''

پھر میں ان کے گھر پہنچا تو گھر والوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے کہا: ''اے عَوْف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا بات ہے؟ صَعْب

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد آپ ایک مرتبہ بھی ہمارے پاس نہیں آئے۔''میں نے اپنی مصروفیات کا عذر بیان کرکے گھر والوں کو مطمئن کیا۔ پھر ترکش منگوایا تو اس میں دیناروں کی تھیلی موجود تھی، میں نے کہا:''فلاں یہودی کو بلا لاؤ۔'' جب وہ آیا تو میں نے کہا:''کیا حضرتِ سیِّدُنا صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوپر تمہارا کوئی مال تھا؟'' یہودی نے کہا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ صَعْب پر رحم فرمائے وہ توامتِ محمدیہ (عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام) کے بہترین افراد میں سے تھے، میرا ان سے کوئی مطالبہ نہیں۔'' میں نے کہا: ''سچ سچ بتا! کیا انہوں نے تجھ سے کچھ قرض لیا تھا؟'' یہودی بولا:''ہاں! انہوں نے مجھ سے دس (10) دینار قرض لئے تھے۔'' میں نے دیناروں کی تھیلی اس کی طرف بڑھائی تو کہنے لگا:''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ وہی دینار ہیں جو انہوں نے مجھ سے لئے تھے۔'' میں نے دل میں کہا:''حضرتِ سیِّدُنا صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بتائی ہوئی ایک بات تو بالکل سچ ثابت ہوچکی ہے۔ پھر میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر والوں سے پوچھا:''کیا حضرتِ سیِّدُنا صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد تمہارے ہاں کوئی نئی بات ہوئی ہے؟'' کہا:''جی ہاں۔'' میں نے پوچھا:''وہ کیا ہے؟'' تو انہوں نے کچھ باتیں بتائیں اور کہا کہ ہماری ایک بلی تھی جو ابھی چند روز قبل مری ہے۔'' میں نے دل میں کہا:''دوسری بات بھی بالکل حق ثابت ہوگئی۔'' پھر میں نے پوچھا:''میرے بھائی صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چھوٹی بچی کہاں ہے؟'' انہوں نے کہا:''وہ باہر کھیل رہی ہے۔'' میں نے اسے بلوایا اور شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا جسم بخار کی وجہ سے کافی گرم ہو رہا تھا۔ میں نے گھر والوں سے کہا:''اس بچی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اسے خوب پیار سے رکھنا۔'' پھر میں واپس چلا آیا، چھ (6) دن بعد اس بچی کا انتقال ہوگیا۔ اور یوں حضرتِ سیِّدُنا صَعْب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بتائی ہوئی تینوں باتیں بالکل سچ ثابت ہوئیں۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 460: بادشاہ کی توبہ

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر قُرَشی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا عَبَّاد بن عَبَّاد مُهَلَّبِی کو ارشاد فرماتے سنا: ''بصرہ کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے امورِ سلطنت کو خیر باد کہہ کر زُہد و تقویٰ کی راہ اختیار کرلی مگر پھر دوبارہ سلطنت و حکومت کی طرف مائل ہوا اور دنیا کا عیش و عشرت طلب کرنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ، اس نے ایک شاندار محل بنوایا اس میں اعلیٰ قسم کے قالین بچھوائے اور ہر طرح کے ساز و سامان سے اس عظیمُ الشان محل کو آراستہ کرایا، اور ایک کمرہ مہمانوں کے لئے خاص کردیا،

وہاں عمدہ بستر بچھائے جاتے، انواع واقسام کے کھانے چُنے جاتے۔ بادشاہ لوگوں کو بلاتا تو وہ عظیمُ الشان محل اور بادشاہ کی ٹھاٹ باٹ (یعنی شان وشوکت) دیکھ کر تعریف وخوشامد کرتے ہوئے واپس چلے جاتے۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا، بادشاہ مکمل طور پر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو چکا تھا اس کے اس عظیم الشان محل میں ہر طرح کے آلاتِ موسیقی اور لہو ولعب کا سامان تھا۔ وہ ہر وقت دنیوی مشاغل میں مگن رہتا۔ ایک دن اس نے اپنے خاص وزیروں، مشیروں اور عزیزوں کو بلا کر کہا: ''تم اس عظیم الشان محل میں میری خوشیوں کو دیکھ رہے ہو، دیکھو! میں یہاں کتنا پُرسکون ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اپنے تمام بیٹوں کے لئے بھی ایسے ہی عظیم الشان محلات بنواؤں، تم لوگ چند دن میرے پاس رُکو، خوب عیش کرو اور مزید محلات بنانے کے سلسلے میں مجھے مفید مشورے دو، تاکہ میں اپنے بیٹوں کے لئے بہترین محلات بنانے میں کامیاب ہو جاؤں۔''

چنانچہ، وہ لوگ اس کے پاس رہنے لگے۔ دن رات لہو ولعب میں مشغول رہتے اور بادشاہ کو مشورہ دیتے کہ اس طرح محل بنواؤ، فلاں چیز اس کی آرائش کے لئے منگواؤ، فلاں معمار سے بنواؤ، الغرض روزانہ اسی طرح مشورے ہوتے اور عظیمُ الشان محلات بنانے کی ترکیبیں سوچی جاتیں۔ ایک رات وہ تمام لوگ لہو ولعب میں مشغول تھے کہ محل کی کسی جانب سے ایک غیبی آواز نے سب کو چونکا دیا۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

یَـا اَیُّهَـا الْبَانِـیُّ النَّـاسِـیُّ مَنِیَّتَـهٗ ۔۔۔ لَا تَـاْمُـلَـنْ فَـاِنَّ الْـمَـوْتَ مَکْتُوْبُ

عَـلَـی الْـخَلَائِقِ اِنْ سَـرُّوْا وَاِنْ فَـرِحُـوْا ۔۔۔ فَـالْـمَوْتُ حَتْفٌ لِـذِی الْآمَـالِ مَنْصُوْبُ

لَا تَبْـنِـیَـنْ دِیَـارًا لَسْـتَ تَسْـکُـنُـهَـا ۔۔۔ وَرَاجِـعِ الـنُّسْكَ کَیْـمَـا یُغْـفَـرُ الْحُوْبُ

ترجمہ: (۱)......اے اپنی موت کو بھول کر عمارت بنانے والے! لمبی لمبی امیدیں چھوڑ دے کیونکہ موت لکھی جا چکی ہے۔

(۲)......لوگ خواہ خود ہنسیں یا دوسروں کو ہنسائیں، بہر حال موت ان کے لئے لکھی جا چکی ہے اور بہت زیادہ امید رکھنے والے کے سامنے تیار کھڑی ہے۔

(۳)......ایسے مکانات ہرگز نہ بنا جن میں تجھے رہنا ہی نہیں تو عبادت وریاضت اختیار کر، تاکہ تیرے گناہ معاف ہو جائیں۔

دِلا غافل نہ ہو یکدم، یہ دُنیا چھوڑ جانا ہے ۔۔۔ باغیچے چھوڑ کر خالی، زمین اندر سمانا ہے

تو اپنی موت کو مت بھول، کر سامان چلنے کا ۔۔۔ زمیں کی خاک پر سونا ہے، اینٹوں کا سرہانا ہے

جہاں کے شُغل میں شاغل، خدا کے ذکر سے غافل ۔۔۔ کرے دعوی کہ یہ دنیا، مِرا دائم ٹھکانا ہے

غلامؔ اک دَم نہ کر غفلت، حیاتی پر نہ ہو غُرّہ ۔۔۔ خدا کی یاد کر ہر دم، کہ جس نے کام آنا ہے

اس غیبی آواز نے بادشاہ اور اس کے تمام ہمراہیوں کو خوف میں مبتلا کر دیا۔ بادشاہ نے اپنے دوستوں سے کہا: ''جو غیبی آواز میں نے سنی کیا تم نے بھی سنی؟'' سب نے یک زباں ہو کر کہا: ''جی ہاں! ہم نے بھی سنی ہے۔'' بادشاہ نے کہا: ''جو چیز میں محسوس کر رہا ہوں کیا تم بھی محسوس کر رہے ہو؟'' پوچھا: ''آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟'' کہا: ''میں اپنے دل پر کچھ بوجھ سا محسوس

کررہاہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ میری موت کا پیغام ہے۔'' لوگوں نے کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں، آپ کی عمر درازاور اقبال بلند ہو! آپ پریشان نہ ہوں۔'' پھر بادشاہ نے لوگوں کی طرف توجہ نہ دی، اس کا دل چوٹ کھا چکا تھا۔ غیبی آواز نے اس کا سارا عیش ختم کر دیا تھا، وہ روتے ہوئے کہنے لگا: ''تم میرے بہترین دوست اور بھائی ہو، تم میرے لئے کیا کچھ کرسکتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: ''عالی جاہ! آپ جو چاہیں حکم فرمائیں، آپ کا ہر حکم مانا جائے گا۔'' بادشاہ نے شراب کے تمام برتن توڑ ڈالے۔ اس کے بعد بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوا:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھے اور یہاں موجود تیرے بندوں کو گواہ بنا کر تیری طرف رجوع کرتا اور اپنے تمام گناہوں اور زیادتیوں پر نادم ہوکر توبہ کرتا ہوں۔ اے میرے خالق عَزَّوَجَلَّ! اگر تُو مجھے دنیا میں کچھ مدت اور باقی رکھنا چاہتا ہے تو مجھے دائمی اطاعت وفرمانبرداری کی راہ پر چلا دے۔ اور اگر مجھے موت دے کر اپنی طرف بلانا چاہتا ہے تو مجھ پر کرم کر دے اور اپنے کرم سے میرے گناہوں کو بخش دے۔''

بادشاہ اسی طرح مصروفِ التجار ہا اور اس کا درد بڑھتا گیا۔ پھر اس نے ان کلمات کا تکرار شروع کردی: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ''موت'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ''موت''۔ بس یہی کلمات اس کی زبان پر جاری تھے کہ اس کا طائرِ روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کرگیا۔ اس دور کے فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرمایا کرتے تھے: ''اس بادشاہ کا خاتمہ توبہ پر ہوا ہے۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم }

حکایت نمبر 461: سانپ نما جنّ

حضرتِ حسین بن خالد علیہ رحمۃ اللہ الخالق کہتے ہیں: ''ایک مرتبہ عُبَید بن اَبرَص اپنے رفقاء کے ہمراہ کسی کام سے جارہے تھے۔ راستے میں ریتلی زمین پر ایک سانپ لوٹ پوٹ ہو رہا تھا دوستوں نے پکار کر کہا: ''اے عبید! تیرے قریب خوفناک اژدہا ہے اس سے بچ اور اسے مار ڈال۔'' عبید نے کہا: ''شدتِ پیاس کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے، یہ تو اس لائق ہے کہ اسے پانی پلایا جائے۔'' دوستوں نے کہا: ''اے عبید! یہ بہت خطرناک ہے یا تو تُو اسے قتل کردے ورنہ ہم اسے مار ڈالیں گے۔'' عبید نے کہا: ''میں تمہاری طرف سے اسے کافی ہوں، تم بے فکر رہو۔'' یہ کہہ کر اس نے سانپ کو پانی پلایا اور کچھ پانی اس کے سر پر ڈال دیا۔ پھر سانپ ایک جانب روانہ ہوگیا۔ دورانِ سفر عبید راستہ بھول گیا اور اس کا اونٹ بھی گم ہوگیا۔ یہ بہت پریشان ہوا کیونکہ اس

ویران جگہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو اسے راہ بتاتا۔ اچانک اسے ایک غیبی آواز سنائی دی:

''اے رستہ بھٹکے ہوئے وہ مسافر جس کا اونٹ گم ہو چکا ہے اور کوئی بھی ایسا نہیں جو تیرا رفیقِ سفر بنے! یہ لے! ہماری طرف سے اونٹ لے جا اور اس پر سوار ہو کر چلتا رہ۔ جب رات ختم ہو جائے اور صبح کا اُجالا پھیلنے لگے تو اس اونٹ سے اُتر جانا۔''

جیسے ہی یہ آواز ختم ہوئی اچانک عبید کے پاس ایک اونٹ نمودار ہو گیا، وہ اس پر سوار ہوا اور ساری رات سفر کرتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو اس راستہ تک پہنچ چکا تھا جس سے اچھی طرح واقف تھا۔ وہ اونٹ سے اُترا اور پکار کر کہنے لگا: ''اے اونٹ والے! تُو نے مجھے بہت بڑی تکلیف اور ایسے بیابان جنگل سے نجات دی جس میں اچھے اچھے واقف کار بھی رستہ بھول جاتے ہیں۔ کیا تُو ہمارے پاس صبح نہیں کرے گا؟ تاکہ ہم جان جائیں کہ اس وادی میں کس نے ہم پر نعمتوں کے ساتھ سخاوت کی۔ ہمارے پاس آ اور تعریف پا کر امن سے واپس چلا جا۔'' اچانک ایک غیبی آواز سنائی دی:

''میں ایک جنّ ہوں، میں تیرے سامنے اژدھے کی صورت میں تپتی ہوئی ریت پر شدتِ پیاس سے تڑپ رہا تھا، میری حالت یہ تھی کہ مجھ پر حملہ کرنا بالکل آسان تھا ایسے کڑے وقت میں جبکہ پانی پینے والا بھی بخل کرتا ہے۔ لیکن تم نے پانی سے مجھے سیراب کیا اور کنجوسی نہ کی۔ نیکی باقی رہتی ہے اگرچہ طویل عرصہ گزر جائے اور برائی خبیث شئے ہے اسے کوئی اپنا زادِ راہ نہیں بناتا۔''

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** یہ ایک جنّ تھا جو اژدھے کی شکل میں شدتِ پیاس سے تڑپ رہا تھا۔ عبید نے ترس کھا کر اسے پانی پلایا اور اس پر احسان کیا تو جنّ نے بھی احسان فراموشی نہ کی اور جب عبید راستہ بھول گیا تو اس کی مدد کی اور اسے منزلِ مقصود تک پہنچا دیا۔ حقیقت ہے کہ جو کسی کے ساتھ احسان کرتا ہے اس پر بھی احسان کیا جاتا ہے۔ جو کسی کا بھلا سوچتا ہے اس کے ساتھ بھی بھلائی والا معاملہ کیا جاتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں لوگوں کے لئے نقصان دہ نہ بنائے بلکہ فائدہ دینے والے عظیم لوگوں میں شامل فرمائے۔ اور ہمیں ایسا جذبہ عطا فرمائے کہ ہماری وجہ سے کسی اسلامی بھائی کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لئے ہر دم کوشاں رہیں اور پوری دنیا میں دینِ اسلام کا ڈنکا بجا دیں۔)

؎ عطارؔ سے محبوب کی سنت کی لے خدمت ڈنکا یہ تیرے دین کا دنیا میں بجا دے (آمین)!

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

حکایت نمبر 462:

احسان مند سانپ

منقول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں مالک بن حَرِیم ھَمْدَانِی اپنی قوم کے چند افراد کے ہمراہ (مکہ شریف کے بازار) **عُکَاظ** کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں لوگوں کو شدید پیاس لگی، لیکن آس پاس کہیں پانی موجود نہ تھا بالآخر انہوں نے مجبور ہو کر ہرن شکار کیا اور اس کا خون پی کر گزارہ کیا۔ جب سارا خون ختم ہو گیا تو اسے ذَبح کیا اور لکڑیاں ڈھونڈنے چلے گئے۔ مالک اپنے خیمے میں

سوگیا اس کے ساتھیوں نے راستہ میں ایک سانپ دیکھا تو اسے مارنے کے لئے دوڑے، سانپ خیمے میں داخل ہوگیا۔لوگوں نے پکار کر کہا: ''اے مالک! تیرے قریب خطرناک سانپ ہے، جلدی سے اسے مارڈال۔''لوگوں کی چیخ وپکار سن کر مالک جاگ گیا۔اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا اژدھا اس کے خیمے میں پناہ لئے ہوئے ہے اور لوگ اسے مارنا چاہتے ہیں۔اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی اسے نقصان نہ پہنچائے، میں تمہاری طرف سے اسے کافی ہوں۔'' چنانچہ،لوگ اسے مارنے سے رُک گئے اور اژدھا صحیح وسالم ایک جانب چلا گیا پھر مالک نے اس طرح کہا:

''مجھے میرے قابلِ تعظیم ساتھی نے پڑوسی کی تکریم کی وصیت کی، لہٰذا میں نے اپنے پڑوسی کی اس وقت حفاظت کی جب کوئی اس کا محافظ نہ تھا۔اے لوگو! میں تم پر فدا ہو جاؤں کہ تم نے میرے پڑوسی کو چھوڑ دیا اگر چہ وہ سانپ ہے اور تم اس کا خون ہر گز نہیں بہا سکتے جو پناہ لے چکا، کیونکہ اس کو پناہ دینے والا اس کا ضامن ہے اور ہر طرف سے اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔''

اس کے بعد مالک اور اس کے ساتھیوں نے جانبِ منزل کوچ کیا، راستہ میں انہیں ایسی شدید پیاس لگی کہ زبانیں خشک ہوگئیں۔پھر اچانک ایک آواز سنائی دی:

''اے مسافرو! اگر تم سارا دن اپنے جانوروں کو چلاتے رہو تب بھی آج پانی تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہاں! ایسا کرو کہ تم دن بھر چلو پھر ''شامہ'' چلے جاؤ! وہاں تمہیں ایک ریت کے ٹیلے کے پاس بہت سا پانی مل جائے گا اور تمہاری کمزوری دور ہو جائے گی۔یہاں تک کہ تم خوب پانی پینا اور اپنی سواریوں کو پلانا اور مشکیزے بھی بھر لینا۔'' یہ غیبی آواز سن کر سب لوگ ''شامہ'' پہنچے، وہاں ایک پہاڑ کی جڑ سے چشمہ بہہ رہا تھا۔سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا، سواریوں کو پلایا، اپنے مشکیزے اور برتن بھی بھر لئے۔ اور ''عُکَاظ'' کی جانب چل دیئے۔واپسی پر اسی مقام پر پہنچے جہاں پانی کا چشمہ تھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اب وہاں چشمے کا نام ونشان بھی نہ تھا۔وہ ابھی حیرت کی وادیوں میں گم تھے کہ ایک غیبی آواز سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

''اے مالک! میری طرف سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے اچھی جزا عطا فرمائے۔یہ میری طرف سے تمہیں الوداع اور سلام ہے۔ ہرگز کسی کے ساتھ نیکی کرنا نہ چھوڑنا، بے شک! جو کسی کو بھلائی سے محروم کرتا ہے وہ خود بھی ضرور محروم کیا جاتا ہے اور خیر خواہی و بھلائی کرنے والا اپنی موت تک قابلِ رشک رہتا ہے۔فائدہ اٹھا کر ناشکری کرنا بہت بری عادت ہے۔سنو! میں وہی سانپ ہوں جس کو تم نے موت سے نجات دی تھی، میں نے اس احسان کا شکریہ ادا کر دیا، کیونکہ شکریہ ادا کرنا قابلِ رشک شئے اور بہت ضروری امر ہے۔'' پھر وہ غیبی آواز بند ہوگئی اور سارے مسافر حیرت سے منہ کھولے رہ گئے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر463:

پرندے کے ذریعے رزق

حضرتِ سیِّدُ نا مِسْعَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''ایک عابد پہاڑ پر رہ کر عبادت کیا کرتا تھا۔اسے رزق اس طرح ملتا کہ ایک سفید پرندہ روزانہ اسے دو روٹیاں دے جاتا۔عابد روٹیاں کھا کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا اور دن رات عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول رہتا۔ایک مرتبہ جب اسے دو روٹیاں دی گئیں تو ایک سائل آ گیا اس نے ایک روٹی اسے دے دی، پھر ایک اور سائل آیا تو آدھی روٹی اسے دے دی اور آدھی اپنے لئے رکھ لی، پھر اپنے آپ سے کہا:'' بخدا! آدھی روٹی نہ تو مجھے کفایت کرے گی اور نہ ہی سائل کا گزارہ ہوگا، بہتر یہی ہے کہ ایک بھوکا رہے تاکہ دوسرے کا گزارہ ہو جائے۔ پس اس نے سائل کو ترجیح دیتے ہوئے روٹی اسے دے دی، سائل دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ عابد نے وہ رات بھوک میں کاٹی۔ پھر خواب دیکھا، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:''جو مانگنا ہے مانگ لو۔'' عابد نے کہا:''میں تو مغفرت کا طالب ہوں۔'' آواز آئی:'' یہ چیز تو تمہیں دی جا چکی ہے اس کے علاوہ کچھ چاہئے تو بتاؤ۔'' ان دنوں لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے اور بارش بالکل نہ ہوئی تھی۔ عابد نے کہا:''میں چاہتا ہوں کہ لوگ بارش سے سیراب ہو جائیں۔'' عابد کی دعا قبول ہوئی اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر464:

سات بابرکت کلمات

حضرتِ سیِّدُنا رَجَاء بن سُفْیَان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: خلیفہ عبدالمَلِک بن مَرْوَان نے ایک شخص کے بارے میں اعلان کروا رکھا تھا کہ کوئی بھی اسے پناہ نہ دے، سب اس سے دُور رہیں۔ سب لوگ اس سے دور بھاگتے، وہ بیچارہ دَربدَر ٹھوکریں کھاتا پھرتا اور جنگل و صحرا میں رہ کر اپنا وقت پورا کرتا۔ ایک دن وہ جنگل میں گھوم رہا تھا کہ کچھ دُور ایک بزرگ چادر اوڑھے نماز پڑھتے دکھائی دیئے، وہ قریب جا کر بیٹھ گیا۔ بزرگ نے نماز مکمل کرنے کے بعد پوچھا:''تم کون ہو؟ اور اتنے پریشان کیوں ہو؟'' اس نے کہا:''میں دنیا کا دُھتکارا ہوا شخص ہوں۔ خلیفۂ وقت عبدالمَلِک بن مَرْوَان نے میرے بارے میں لوگوں کو دھمکی دی ہوئی ہے کہ کوئی مجھے پناہ نہ دے۔ خلیفہ کو مجھ سے اتنی نفرت ہے کہ وہ میری شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ لوگ بھی مجھے منہ نہیں لگاتے، بس ایسے ہی ویرانوں میں مارا مارا پھرتا ہوں۔'' یہ سن کر بزرگ نے کہا:''تم سات کلمات سے غافل کیوں ہو؟'' عرض کی:''کون سے سات کلمات؟'' فرمایا:'' وہ سات کلمات یہ ہیں:''سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الَّذِیْ لَیْسَ غَیْرُہٗ اِلٰہٌ۔ سُبْحَانَ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا نَفَادَ لَہٗ۔

سُبْحَانَ الْقَدِیْمِ الَّذِیْ لَا نِدَّ لَہٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ ھُوَ کُلَّ یَوْمٍ فِیْ شَاْنٍ۔سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ مَا یُرٰی وَمَا لَا یُرٰی۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ عَلَّمَ کُلَّ شَیْءٍ مِنْ غَیْرِ تَعْلِیْمٍ یعنی پاک ہے وہ اکیلا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پاک ہے وہ ہمیشہ رہنے والا جسے کبھی فنا نہیں۔ پاک ہے وہ قدیم ذات جس کا کوئی ہمسر نہیں۔ پاک ہے وہ جو مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ پاک ہے وہ جسے ہر دن ایک کام ہے۔ پاک ہے وہ جس نے نظر آنے والی اور نہ نظر آنے والی اشیاء کو پیدا فرمایا۔ پاک ہے وہ جس نے ہر شے کو بغیر تعلیم کے سکھایا۔''

پھر اس بزرگ نے فرمایا: ان کلمات کو پڑھ کر اس طرح دعا کر: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے ان کلمات کے وسیلے اور ان کی حرمت کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ میرا فلاں فلاں کام بنا دے۔'' اس طرح تم جو بھی دعا مانگو گے قبول ہوگی۔'' یہ کہہ کر بزرگ نے کئی مرتبہ یہ کلمات دہرائے، یہاں تک کہ اس شخص کو یاد ہوگئے۔ پھر اچانک وہ بزرگ غائب ہوگیا۔ یہ شخص ان کلمات کو سیکھ کر اپنے آپ کو پُر امن و پُرسکون محسوس کرتے ہوئے فوراً خلیفہ عبدالملک بن مَرْوَان کے پاس پہنچا، کسی نے اس کو روکا اور نہ ہی خلیفہ کو اس پر غصّہ آیا۔ خلیفہ نے جب اپنی یہ کیفیت دیکھی تو کہا: ''کیا تُو نے مجھ پر جادو کروا دیا ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں عالی جاہ! میں نے کوئی جادو وغیرہ نہیں کروایا۔'' خلیفہ نے کہا: ''پھر کیا وجہ ہے کہ مجھے تجھ پر بالکل غصّہ نہیں آرہا؟''

اس نے بزرگ والی ساری بات بتائی اور وہ کلمات بھی سنا دیئے۔ خلیفہ بڑا حیران ہوا اور اسے معاف کر کے اپنے خاص عہدے داروں میں شامل کر لیا۔

﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 465: حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا

حضرتِ سیِّدُنا عبدالصَّمَد بن مَعْقِل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں، میں نے حضرتِ سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا: ''بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے عبادت خانے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ عبادت خانے کے نیچے ایک نہر تھی جہاں ایک دھوبی کپڑے دھویا کرتا تھا۔ ایک دن ایک گھڑ سوار نے نہر کے قریب گھوڑا روکا، کپڑے اور رقم کی تھیلی ایک جانب رکھی اور غسل کرنے کے لئے نہر میں اُتر گیا۔ غسل کرنے کے بعد باہر آکر کپڑے پہنے اور رقم کی تھیلی وہیں بھول کر آگے بڑھ گیا۔ راہب سارا معاملہ دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں ایک شکاری ہاتھ میں جال لئے نہر کے قریب آیا، اس نے رقم کی تھیلی دیکھی تو اٹھا کر چلتا بنا۔ کچھ دیر بعد گھڑ سوار واپس آیا اور تھیلی ڈھونڈنے لگا لیکن اسے تھیلی نہ ملی۔ اس نے دھوبی سے کہا: ''میں یہاں اپنی رقم کی تھیلی بھول گیا تھا، بتاؤ! وہ کہاں گئی؟'' دھوبی نے کہا: ''مجھے نہیں معلوم، میں نے کوئی تھیلی نہیں دیکھی۔'' یہ سن کر گھڑ سوار نے تلوار نکالی اور دھوبی کا سر قلم کر دیا۔ راہب سارا منظر دیکھ رہا تھا، اسے وسوسے آنے لگے تو عرض گزار ہوا:

''یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بڑا عجیب معاملہ ہے کہ تھیلی تو شکاری لے جائے اور دھوبی مارا جائے۔''

راہب کو اس طرح کے خیالات آتے رہے۔ جب سویا تو خواب میں کہا گیا: ''اے نیک بندے! وسوسوں کا شکار ہو کر پریشان نہ ہو، اور اپنے رَبّ عَزَّوَجَلَّ کے علم میں دخل اندازی مت کر، بے شک تیرا رب عَزَّوَجَلَّ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسے چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔ سن! اس گھڑ سوار نے شکاری کے باپ کو قتل کر کے اس کا مال لے لیا تھا اور دھوبی کا نامۂ اعمال نیکیوں سے پُر تھا صرف اس کی ایک خطا تھی جبکہ اس گھڑ سوار کے نامۂ اعمال میں ایک ہی نیکی تھی۔ جب اس نے بے گناہ دھوبی کو قتل کیا تو اس کی وہ نیکی مٹا دی گئی اور دھوبی کے نامۂ اعمال میں موجود خطا بھی مٹا دی گئی۔ رہا مال تو وہ اسی کے پاس پہنچ گیا جسے میراث میں ملنا تھا۔''

''سُبحَانَ الَّذِیْ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ وَیَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ یعنی وہ پاک ہے، جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اور نہ ہی اس کے جوڑ کا کوئی۔''

﴿﷽﴾ ﴿﷽﴾ ﴿﷽﴾ ﴿﷽﴾ ﴿﷽﴾ ﴿﷽﴾ ﴿﷽﴾ ﴿﷽﴾ ﴿﷽﴾ ﴿﷽﴾

حکایت نمبر 466: مُردوں کو زندوں کے نیک اعمال کا فائدہ

حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن سَوْدَہ طُفَاوِی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی والدۂ محترمہ بہت زیادہ عابدہ وزاہدہ تھیں، کثرتِ مجاہدات کی وجہ سے ''راہبہ'' مشہور تھیں۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوئیں:

''اے میرے اعمال کے مالک عَزَّوَجَلَّ! اے میری اُمید گاہ! اے وہ ذات جس پر قبل از موت و بعد از موت میرا اعتماد وبھروسہ ہے! اے میرے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ! موت کے وقت مجھے رُسوا نہ کرنا، قبر میں مجھے بے یار و مددگار نہ چھوڑنا۔'' انہی الفاظ پر اس کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بیٹے حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن سَوْدَہ طُفَاوِی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں: ''اپنی والدہ کے وصال کے بعد میں ہر جمعہ اُن کی قبر پر جاتا، ان کے لئے اور تمام اہلِ قبور کے لئے دعائے مغفرت کرتا۔ ایک مرتبہ خواب میں والدہ کو دیکھا تو عرض کی: ''اے میری پیاری امی جان! آپ کا کیا حال ہے؟'' کہا: ''میرے بچے! بے شک موت بڑی دردناک ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے میرا انجام اچھا ہوا، میرے لئے خوشبوئیں، باغات اور بہترین نرم وملائم بستر ہیں جن پر سُنْدُس اور اِسْتَبْرَق(1) کے تکیے ہیں، میں روزِ محشر تک انہی آرام دہ نعمتوں میں رہوں گی۔'' میں نے کہا: ''پیاری امی جان! کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟'' کہا: ''جی ہاں۔'' میں نے پوچھا: ''بتایئے کیا حاجت ہے؟'' کہا: ''میری قبر پر حاضری اور ہمارے

---

(1)...... یہ دونوں لفظ ریشمی لباس کے لئے بولے جاتے ہیں۔ سندس باریک ریشمی کپڑے کو اور استبرق موٹے ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔

لئے دعائے مغفرت کرنا ہرگز ترک نہ کرنا۔ کیونکہ جب تُو جمعہ کے دن میری قبر پر آتا ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے اور مجھ سے کہا جاتا ہے: ''اے راہبہ! دیکھ تیرا بیٹا تیری قبر پر آیا ہے۔'' یہ سن کر میں بھی خوش ہوتی ہوں اور میرے پڑوسی مُردے بھی خوش ہوتے ہیں۔لہٰذا میری قبر کی زیارت ہرگز ترک نہ کرنا۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر467:

انگوروں کا باغ

عبدالرحمٰن بن یزید کا بیان ہے، ایک مرتبہ ہمارا قافلہ ''روم'' کی جانب جہاد کے لئے جا رہا تھا، قافلے میں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ جب ہمارا گُزر انگوروں کے ایک باغ کے قریب سے ہوا تو ہم نے ایک نوجوان کو ٹوکری دیتے ہوئے کہا: ''جاؤ! اس باغ سے ہمارے لئے انگور لے آؤ، ہم چلتے ہیں، تم انگور لے کر ہمارے ساتھ مل جانا۔'' وہ نوجوان انگوروں کے باغ میں چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو انگور کی بیل کے نیچے سونے کے تخت پر ایک حسین وجمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی دیکھی، نوجوان نے فوراً نگاہیں جھکا لیں اور دوسری طرف چلا گیا۔ وہاں بھی ویسی ہی خوبصورت دوشیزہ سونے کے تخت پر بیٹھی ہوئی پائی۔ اس نے پھر نگاہیں جھکا لیں۔ یہ دیکھ کر وہ حسین وجمیل دوشیزہ مسکراتے ہوئے یوں گویا ہوئی: ''ہماری طرف دیکھئے! آپ کو ہماری طرف دیکھنا جائز ہے کیونکہ ہم ''**حورِعین**'' میں سے آپ کی جنتی بیویاں ہیں اور آج آپ ہمارے ہاں پہنچ جائیں گے۔''

اس کے بعد وہ انگور لئے بغیر اپنے رفقاء کی طرف واپس آ گیا۔ وہ خالی ہاتھ تھا اور اس کے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں، ہم نے حیران ہو کر ماجرا دریافت کیا مگر اس نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ جب دوستوں نے بہت اصرار کیا تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ سب لوگ اس واقعہ سے بہت حیران ہوئے۔ پھر جیسے ہی ہمارا لشکر دشمن کے سامنے پہنچا وہ نوجوان بپھرے ہوئے شیر کی طرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑا اور لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کر گیا۔ اس دن مسلمانوں کے لشکر میں سب سے پہلے شہید ہونے والا وہی نوجوان تھا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر468:
تین قبروں کا عجیب وغریب واقعہ

حضرتِ سیِّدُنا عبیداللہ بن صَدَقَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں اَنْطَابُلُسْ میں تھا وہاں میں نے تین قبریں دیکھیں جو کافی اونچی جگہ پر بنی ہوئی تھیں۔ قریب گیا تو ایک قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

وَکَیْفَ یَلَذُّ الْعَیْشَ مَنْ ھُوَعَالِمٌ ۔۔۔ بِاَنَّ اِلٰہَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلُہُ

فَیَاْخُذُ مِنْہُ ظُلْمَہُ وَیَجْزِیْہِ ۔۔۔ بِالْخَیْرِ الَّذِیْ ھُوَ فَاعِلُہُ

ترجمہ: وہ زندگی کا مزا کیسے پاسکتا ہے جو جانتا ہے کہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھ گچھ کرنے والا اور اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دینے والا ہے۔

دوسری قبر پر یہ اشعار درج تھے:

وَکَیْفَ یَلَذُّ الْعَیْشَ مَنْ کَانَ مُوْقِنًا ۔۔۔ بِاَنَّ الْمَنَایَا بَغْتَۃً سَتُعَاجِلُہُ

فَتَسْلُبُہُ مُلْکًا عَظِیْمًا وَنَخْوَۃً ۔۔۔ وَتُسْکِنُہُ الْبَیْتَ الَّذِیْ ھُوَ آھِلُہُ

ترجمہ: وہ شخص زندگی کا مزا کیسے پاسکتا ہے جسے پختہ یقین ہو کہ موت اس کو جلد ہی آدبوچے گی، اس کی سلطنت وتکبر چھین لے گی اور اس کو اندھیری کوٹھڑی میں ڈال دے گی۔

تیسری پر یہ اشعار درج تھے:

وَکَیْفَ یَلَذُّ الْعَیْشَ مَنْ کَانَ صَائِرًا ۔۔۔ اِلٰی جَدَثٍ تُبْلِی الشَّبَابَ مَنَاھِلُہُ

وَیَذْھَبُ رَسْمُ الْوَجْہِ مِنْ بَعْدِ صَوْتِہٖ ۔۔۔ سَرِیْعًا وَّیُبْلِیْ جِسْمَہُ وَمُفَاصِلَہُ

ترجمہ: وہ شخص زندگی کا مزا کیسے پاسکتا ہے جو ایسی قبر کا مکین بننے والا ہو جو اس کے حسن وشباب کو خاک میں ملا دے گی، اس کے چہرے کی چمک دمک ختم کردے گی اور اس کا جوڑ جوڑ علیحدہ کردے گی۔

یہ قبریں دیکھ کر میں بستی کی طرف آیا تو ایک ضعیفُ العمر شخص سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اسے کہا: ''مَیں نے تمہاری بستی میں ایک عجیب بات دیکھی ہے۔'' اس نے پوچھا: ''کون سی بات؟'' میں نے اسے قبروں کا معاملہ بتایا تو اس نے کہا: ''ان کا واقعہ انتہائی عجیب وغریب ہے۔'' میں نے کہا: ''اگر واقعی ایسی بات ہے تو مجھے بتاؤ کہ یہ تین قبریں کن کی ہیں اور ان پر یہ اشعار لکھنے کی کیا وجہ ہے؟'' یہ سن کر بوڑھے نے کہا: ''اس علاقے میں تین بھائی رہتے تھے، ایک بھائی کو بادشاہ نے شہروں اور فوجی لشکروں پر امیر مقرر کر رکھا تھا اور وہ بڑا ظالم وسفّاک تھا۔ دوسرا نیک دل تاجر تھا، جب بھی کوئی پریشان حال غریب اس سے مدد طلب کرتا تو وہ اس کی مدد کرتا۔ جبکہ تیسرا بھائی عابد وزاہد تھا اس نے دنیوی مشاغل چھوڑ کر عبادت وریاضت اختیار کر لی تھی۔ جب عابد کی وفات کا وقت قریب آیا تو دونوں بھائیوں نے کہا: ''پیارے بھائی! آپ ہمیں کوئی وصیت کیوں نہیں کرتے؟'' عابد

نے کہا: '' خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم! میرے پاس نہ تو مال ہے، نہ ہی میرا کسی پر قرض ہے، نہ ہی کوئی دنیوی مال چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کے ضائع ہونے کا مجھے اندیشہ ہو، اب تم ہی بتاؤ کہ میں کس چیز کی وصیت کروں؟''

یہ سن کر اس کے حاکم بھائی نے کہا: '' اے میرے بھائی! میرا مال آپ کے سامنے موجود ہے، آپ جو بھی حکم فرمائیں گے میں اسے پورا کروں گا۔'' پھر اس کے تاجر بھائی نے کہا: '' اے میرے بھائی! آپ میری تجارت اور مالِ تجارت سے خوب واقف ہیں، میرے پاس مال کی فراوانی ہے، اگر کوئی ایسا عمل رہ گیا ہو جو صرف مال و دولت خرچ کر کے ہی پورا کیا جا سکتا ہے اور آپ وہ نیک عمل نہیں کر پائے تو میرا تمام مال آپ کی خدمت میں حاضر ہے، آپ جو حکم فرمائیں گے میں پورا کروں گا۔''

عابد نے کہا: '' اے میرے بھائیو! مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں! میں تم سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں، اگر ہو سکے تو اسے پورا کر دینا، اس میں کوتاہی نہ کرنا۔'' دونوں نے کہا: '' آپ جو چاہیں عہد لیں ہم آپ کی ہر خواہش پوری کریں گے۔'' عابد نے کہا: '' جب میں مر جاؤں تو غسل و کفن کے بعد مجھے کسی اونچی جگہ دفنانا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

؎ وَکَیْفَ یَلَذُّ الْعَیْشَ مَنْ ھُوَعَالِمٌ　　　بِاَنَّ اِلٰـہَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلُہٗ

فَیَاْخُذُ مِنْہُ ظُلْمَہٗ وَیَجْزِیْہِ　　　بِالْخَیْرِ الَّذِیْ ھُوَ فَاعِلُہٗ

یہ اشعار لکھ کر تم دونوں میری قبر کی زیارت کے لئے روزانہ آتے رہنا، شاید! تمہیں نصیحت حاصل ہو۔'' جب عابد کا انتقال ہو گیا تو حسبِ وصیت اس کی قبر پر مندرجہ بالا اشعار لکھ دیئے گئے۔ اس کا حاکم بھائی اپنے لشکر کے ساتھ دو دن تک اس کی قبر پر آیا اور اشعار پڑھ کر روتا رہا۔ تیسرے دن بھی کافی دیر تک روتا رہا، جب واپس جانے لگا تو اس نے قبر کے اندر سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنی، قریب تھا کہ اس کا دل پھٹ جاتا۔ خوف کے مارے وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور گھر پہنچ کر دَم لیا۔ وہ بہت زیادہ غمگین و خوف زدہ تھا۔ رات کو خواب میں اپنے بھائی کو دیکھ کر پوچھا: '' اے میرے بھائی! تمہاری قبر سے جو آواز میں نے سنی وہ کس چیز کی تھی''؟ کہا: '' یہ جہنمی ہتھوڑے کی آواز تھی جو میری قبر میں مارا گیا اور مجھ سے کہا گیا: '' تو نے ایک مظلوم کو دیکھا اور باوجودِ قدرت اس کی مدد نہ کی، یہ اس کی سزا ہے۔'' یہ خواب دیکھ کر اس نے وہ رات بڑی بے چینی میں گزاری۔ صبح اپنے تاجر بھائی اور دوسرے عزیزوں کو بلا کر کہا: '' اے میرے بھائی! ہمارے عابد بھائی نے اپنی قبر پر عبرت آموز اشعار لکھوا کر ہمیں بہت اچھی نصیحت کی، میں تم سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں تمہارے درمیان نہیں رہوں گا۔'' پھر اس نے اَمارت و حکومت چھوڑی اور پہاڑوں اور جنگلوں میں جا کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گیا۔ جب خلیفہ عبدالملک بن مَرْوَان کو اطلاع ملی تو اس نے کہا: '' اسے اس کی حالت پر چھوڑ دو۔'' جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو چند چرواہوں کے ذریعے اس نے اپنے تاجر بھائی کو بلوا بھیجا۔ اس نے آ کر کہا: '' اے میرے بھائی! آپ مجھے کوئی وصیت کیوں نہیں کرتے۔'' اس نے کہا: '' میرے پاس مال

و دولت نہیں جس کی وصیت کروں ، بس میں تو تم سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں ۔سنو! جب میں مرجاؤں تو مجھے میرے عابد بھائی کے پہلو میں دفنا کر میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

؎ وَکَیْفَ یَلُذُّ الْعَیْشَ مَنْ کَانَ مُوْقِنًا ... بِاَنَّ الْمَنَایَا بَغْتَۃً سَتُعَاجِلُہٗ

وَتُسْکِنُہُ الْبَیْتَ الَّذِیْ ھُوَ آھِلُہٗ ... فَتَسْلُبُہٗ مُلْکًا عَظِیْمًا وَنَخْوَۃً

یہ اشعار لکھنے کے بعد مسلسل تین دن تک میری قبر پر آنا اور میرے لئے دعا کرنا شاید **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے بخش دے۔'' یہ کہہ کر اس کا انتقال ہوگیا۔تاجر حسبِ وصیت مسلسل دو دن تک آیا۔جب تیسرے دن آیا تو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر دعا کرتا رہا اور مسلسل روتا رہا۔جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے قبر میں دیوار کے گرنے کی آواز سنی۔آواز اتنی خطرناک تھی کہ عقل ضائع ہونے کا خطرہ تھا۔وہ خوف زدہ اور غمگین ہوکر گھر آگیا۔جب سویا تو خواب میں اپنے بھائی کو دیکھ کر پوچھا:''اے میرے بھائی! آپ ہمارے گھر کیوں نہیں آتے؟''اس نے کہا:''ہم ایسے مقامات پر ہیں کہ کہیں جانے کو جی نہیں چاہتا۔''تاجر نے کہا:''بھائی آپ کا کیا حال ہے؟''کہا:''توبہ کی برکت سے ہر خیر و بھلائی نصیب ہوئی ہے۔''میں نے کہا:''میرے عابد بھائی کا کیا حال ہے؟''کہا:''وہ ابراروں (یعنی نیک لوگوں) کے ساتھ ہے۔''پوچھا:''آپ کی طرف سے ہمیں کیا نصیحت وحکم ہے؟''کہا: ''جو کوئی دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے کچھ بھیجے گا اسے وہاں ضرور پائے گا۔پس تُو اپنے لئے آخرت کا ذخیرہ اکٹھا کر اور موت سے پہلے کچھ اعمالِ صالحہ جمع کرلے۔''

تاجر نے صبح ہوتے ہی دنیا کو خیر باد کہہ کر تمام مال تقسیم کردیا اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے کمر بستہ ہوگیا۔اس کا ایک بیٹا تھا جو انتہائی حسین وجمیل اور سمجھ دار تھا۔اب اس نے تجارت شروع کردی اور خوب مال دار ہوگیا۔جب اس کے باپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے باپ سے کہا:''ابا جان! کیا وجہ ہے کہ آپ مجھے کوئی وصیت نہیں کررہے؟''اس نے کہا:''میرے بیٹے! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تیرے باپ کے پاس مال نہیں ہے جس کے متعلق تجھے وصیت کرے۔ہاں! میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے اپنے دونوں چچاؤں کے ساتھ دفنانا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

؎ وَکَیْفَ یَلُذُّ الْعَیْشَ مَنْ کَانَ صَائِرًا ... اِلٰی جَدَثٍ تُبْلِی الشَّبَابَ مَنَاھِلُہٗ

وَیَذْھَبُ رَسْمُ الْوَجْہِ مِنْ بَعْدِ صَوْتِہٖ ... سَرِیْعًا وَّیُبْلِیْ جِسْمَہٗ وَمُفَاصِلَہٗ

اور جب تو تدفین سے فارغ ہوجائے تو کم از کم تین دن تک میری قبر پر آنا اور میرے لئے دعا کرنا۔'' بیٹے نے حسبِ وصیت باپ کو دونوں چچاؤں کے ساتھ دفن کیا اور روزانہ زیارت کے لئے آنے لگا۔تیسرے دن قبر سے ایک خطرناک آواز سنی تو خوف زدہ وغمگین ہوکر گھر لوٹ آیا۔جب سویا تو خواب میں اس کا والد کہہ رہا تھا:''اے میرے بیٹے! تم ہمارے پاس بہت کم وقت

کے لئے آئے۔ سنو! موت بہت قریب ہے اور آخرت کا سفر بہت کٹھن ہے، جلدی سے سفرِ آخرت کی تیاری کرلو اور زادِ راہ تیار کر لو۔ بس آخرت کی منزل کی طرف تمہارا کوچ ہونے والا ہے۔ جلد ہی تُم اس فانی دنیا کو چھوڑنے والے ہو، اس دھوکے باز دنیا سے اس طرح دھوکہ نہ کھانا جیسے تجھ سے پہلے لوگ بڑی بڑی اُمیدیں دل میں لئے یہاں سے چل بسے۔ انہوں نے حشر کے معاملے کو معمولی جانا تو موت کے وقت شدید نادم ہوئے اور گزری ہوئی زندگی پر انہیں بہت افسوس ہوا۔ جب موت منہ کو آ جائے تو اس وقت کی ندامت کوئی فائدہ نہیں دیتی اور اس وقت کا افسوس قیامت کے نقصان سے ہرگز نہ بچائے گا۔ اے میرے بیٹے! جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر! (موت کی تیاری کرلے)۔

راوی کہتے ہیں: ''جو بوڑھا مجھے یہ واقعہ بیان کر رہا تھا اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: اس نوجوان نے ہمیں اپنا خواب سنایا اور کہا: ''معاملہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا میرے والد نے بیان کیا، میرا غالب گمان ہے کہ موت نے مجھ پر اپنے پَر پھیلانا شروع کردیئے ہیں۔'' پھر اس نے اپنا قرض ادا کیا، کاروباری شریکوں سے معاملہ صاف کیا، اپنے دوستوں اور اہلِ قرابت سے معافی مانگی، انہیں سلامتی کی دعا دی، ان سے اپنی سلامتی کی دعا کا وعدہ لیا، پھر سب کو یوں ''اَلْـــوَدَاع'' کہنے لگا جیسے کسی بہت بڑے حادثے سے دوچار ہونے والا ہو۔ پھر کہا: ''میرے والد نے مجھ سے تین مرتبہ کہا تھا: ''جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر۔'' اگر اس سے مراد تین گھنٹے تھے تو وہ گزر گئے، اگر تین دن مراد ہیں تو میں تین دن بعد ہرگز تمہارے پاس نہ رہ سکوں گا، اگر تین مہینے مراد ہیں تو وہ بہت جلد گزر جائیں گے، اگر تین سال مراد ہیں تو اگرچہ یہ ایک بڑی مدت لگتی ہے لیکن یہ بھی جلد گزر جائے گی، خواہ مجھے پسند ہو یا نہ ہو موت بالآخر ضرور آکر رہے گی۔ وہ نوجوان یہ کہتا جاتا اور اپنا مال و دولت تقسیم کرتا جاتا۔ جب تین دن مکمل ہوئے تو اس نے اپنے اہلِ خانہ کو اور انہوں نے اسے الوداع کہا۔ پھر قبلہ رُخ لیٹ کر آنکھیں بند کیں، کلمۂ شہادت پڑھا اور اس کی روح دارِ فانی سے دارِ عقبیٰ کی طرف پرواز کرگئی۔ اس کی موت کی خبر سن کر کچھ ہی دیر میں مختلف علاقوں سے لوگ جمع ہوگئے۔ اور آج تک لوگوں کا یہ معمول ہے کہ وہ مختلف شہروں اور علاقوں سے آ آ کر اس کی قبر کی زیارت کرتے اور اسے سلام کرتے ہیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر469:

نُمَیر کی شہادت

حضرتِ سیِّدُنا عباس بن محمد بن عبدالرحمٰن اَشْہَلِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے حضرتِ ابنِ نُمَیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے بتایا کہ ''میرے بھانجے نُمَیر کا شمار کوفہ کے زاہدوں میں ہوتا تھا، وہ نماز وطہارت کا خوب خیال رکھنے والا حسین وجمیل نوجوان تھا۔ کچھ عرصہ بعد کسی عارضہ کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہی اور حالت یہ ہوگئی کہ سخت گرمیوں میں زوال کے وقت بھی سائے میں نہ بیٹھتا بلکہ کھلے میدان اور صحراء میں سارا سارا دن گزار دیتا۔ سخت سردی ہو یا تیز وتند آندھی وہ ہر موسم میں رات اپنے مکان کی چھت پر کھڑے کھڑے گزارتا، روزانہ اس کا یہی معمول تھا۔ ایک دن صبح صبح چھت سے اُتر کر قبرستان کی طرف جانے لگا تو میں نے کہا: ''اے نُمَیر! کیا تم رات کو سوتے نہیں ہو؟'' کہا: ''جی ہاں۔'' میں نے کہا: ''کس چیز نے تمہیں سونے سے منع کر رکھا ہے؟'' کہا: ''ایک بہت بڑی مصیبت نے میری نیند اُڑا رکھی ہے۔'' میں نے کہا: ''اے نُمَیر! کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتے؟'' کہا: ''کیوں نہیں! میں اپنے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں اور مصیبتیں تو انسان پر آتی ہی ہیں۔ کیا حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیَّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد نہیں فرمایا کہ ''سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاءِ کرام علیہم السلام پر آتی ہیں پھر ترتیب وار صاحبِ مرتبہ لوگوں پر آتی ہیں۔'' (السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب الطب، أی الناس أشد بلاء، الحدیث ۷۴۸۲، ج ٤، ص ۳۵۲)

یہ سن کر میں نے کہا: ''کیا تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو؟'' اس نے نفی میں جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر ایک سخت سرد رات جب میں چھت پر گیا تو دیکھا کہ نُمَیر وہاں کھڑا ہے اور میری بہن (یعنی اس کی ماں) اس کے پیچھے بیٹھی رو رہی ہے۔ میں نے پوچھا: ''اے نُمَیر! کیا اب بھی ایسی کوئی چیز باقی ہے جس کی تمہیں بہت زیادہ خواہش ہو اور تم اس میں کامل نہ ہوئے ہو؟'' کہا: ''جی ہاں! میں اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کامل محبت کا بہت زیادہ طلب گار رہوں۔''

ایک مرتبہ رمضان المُبارَک کی سخت سرد رات میں مَیں چھت پر گیا تو نُمَیر سے کہا: ''اے نُمَیر! کیا تم کھانا نہیں کھاؤ گے۔'' کہا: ''کیوں۔'' میں نے کہا: ''مجھے پسند ہے کہ میری بہن تجھے میرے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے دیکھے۔'' کہا: ''اچھا! اگر یہی چاہتے ہیں تو کھانا لے آئیے۔'' میں نے کھانا منگوایا اور ایک ساتھ کھایا۔ فراغت کے بعد جب میں واپس آنے لگا تو یہ سوچ کر مجھے رونا آگیا کہ میں تو جا رہا ہوں اور میرا بھانجا سردی اور اندھیرے میں ہے۔ مجھے روتا دیکھ کر اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، کیوں رو رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں تو مکان کی چھت تلے روشنی میں جا رہا ہوں اور تم یہاں اندھیرے اور سردی میں ہو، مجھے تم پر بہت ترس آرہا ہے۔'' یہ سن کر وہ غضب ناک ہو کر کہنے لگا: ''میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ پر آپ سے کہیں زیادہ مہربان ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ میرے لئے کون سی چیز فائدہ مند ہے۔ آپ مجھے اس کے ذمۂ کرم پر چھوڑ دیجئے، وہ جیسا چاہے میرے بارے میں فیصلہ فرمائے، مجھے

اس کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں۔'' میں نے اسے سمجھانے کے لئے کہا: ''تم قبر کے اندھیرے میں کیا کروگے۔''
کہا: ''**اللہ** ربُّ العِزَّت نیک لوگوں کی روحوں کو برے لوگوں کی روحوں کے ساتھ نہ ملائے گا۔ میری بات سنو! آج رات میرے والد اور تمہارے والد عبداللہ بن نُمَیر میرے خواب میں آئے اور کہا: ''اے نُمَیر! جمعہ کے دن تم شہید ہوکر ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے۔'' نُمَیر کی یہ بات میں نے اپنی بہن کو بتائی تو اس نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بارہا میرا تجربہ ہے کہ اس کی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوئی، یہ جو بات کہتا ہے وہ ضرور ہوکر رہتی ہے۔'' یہ سن کر میں خاموش ہوگیا۔ وہ بدھ کا دن تھا اور ہم متعجب وحیران ہوکر کہہ رہے تھے کہ کل جمعرات ہے اور پَرسوں جمعہ ہے بالفرض یہ کل بیمار ہو بھی گیا اور پرسوں مرگیا تو شہید کیسے ہوگا؟ اسی شش وپنج (یعنی سوچ بچار) میں جمعہ کی رات آگئی۔ تقریباً آدھی رات کے وقت اچانک ہم نے ایک دھماکے کی آواز سنی، ہم دوڑ کر گئے تو دیکھا کہ نُمَیر فرش پر مردہ حالت میں پڑا ہوا ہے۔ ہوا یوں کہ جب وہ چھت پر جانے کے لئے سیڑھیاں چڑھنے لگا تو اس کا پاؤں پھسل گیا اور گردن ٹوٹ گئی (اور اس طرح اسے شہادت کی موت نصیب ہوگئی) میں اسے اپنے والد کے پہلو میں دفنا کر والد صاحب کی قبر کے پاس آیا اور کہا: ''ابا جان! نُمَیر آپ کے پاس آگیا ہے اور یہ آج سے آپ کا پڑوسی ہے۔''
یہ کہہ کر میں غمزدہ وافسردہ گھر آگیا۔ رات کو خواب دیکھا کہ والدِ محترم گھر کے دروازے سے تشریف لائے اور فرمایا: ''اے میرے بیٹے! تم نے نُمَیر کے ذریعے مجھے اُنس فراہم کیا۔ **اللہ** تعالیٰ تمہیں اس کی اچھی جزاء عطا فرمائے۔ سنو! جب تم نُمَیر کو ہمارے پاس چھوڑ آئے تو اس کا نکاح ''**حورِعین**'' سے کر دیا گیا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 470: حضرتِ داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کا خوفِ آخرت

حضرتِ سیِّدُنا حسن بن عبداللہ قُرَشی علیہ رحمۃ اللہ القوی ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا داؤد علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام عابدوں کی تلاش میں نکلے، پہاڑ کی چوٹی پر ایک راہب کے پاس پہنچ کر باآوازِ بلند اسے مخاطب کیا، لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ جب کئی مرتبہ آپ علیہ السلام نے باآوازِ بلند پکارا تو آواز آئی: ''کون ہے جو مجھے پکار رہا ہے؟'' فرمایا: ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نبی داؤد ہوں۔'' آواز آئی: ''اچھا آپ علیہ السلام ہی وہ ہیں جن کے بلند وبالا قلعے اور نشان زدہ گھوڑے ہیں۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''تم کون ہو؟'' کہا: ''میں دنیا کو ترک کرنے والا ہوں۔'' فرمایا:

''یہاں پرتمہاراانیس ورفیق کون ہے؟'' کہا: ''حضور! آپ علیہ السلام خود ملاحظہ فرمالیں۔'' آپ علیہ السلام اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ ایک کفن دیئے ہوئے مردے کے پاس موجود ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''کیا یہ تمہارا مونِس ہے؟'' کہا: ''ہاں! یہی میرا مونِس و مددگار ہے۔'' فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' کہا: ''اس کے سرہانے ایک تانبے کی تختی ہے جس پر اس کے بارے میں تفصیل لکھی ہوئی ہے۔'' آپ علیہ السلام نے تختی اٹھا کر دیکھی تو اس پر یہ عبارت درج تھی:

''میں فلاں بن فلاں بادشاہ ہوں، میں نے ہزار سال عمر پائی، ہزار شہر آباد کئے، ایک ہزار لشکروں کو شکست دی، ہزار عورتوں سے شادی کی، میرے پاس ہزار کنواری لونڈیاں تھیں، میں اپنی سلطنت اور زندگی کی عیش و عشرت میں مشغول تھا کہ ملک الموت علیہ السلام تشریف لے آئے اور مجھے نعمتوں سے نکال کر یہاں پہنچا دیا گیا۔اب خاک میرا بستر اور کیڑے مکوڑے میرے پڑوسی ہیں۔''

یہ تختی پڑھ کر آپ علیہ السلام بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر471: حضرتِ حاتِمِ اَصَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی نماز

حضرتِ سیِّدُنا اَزْہَر بن عبداللہ بَلْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے: ایک مرتبہ جب حضرتِ سیِّدُنا حاتِمِ اَصَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم حضرتِ سیِّدُنا عِصَام بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تشریف لے گئے۔انہوں نے پوچھا: ''اے حاتِمِ اَصَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! کیا آپ اچھی طرح نماز پڑھتے ہیں؟'' فرمایا: ''جی ہاں۔'' پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں نماز پڑھنا کس سے سیکھا؟'' فرمایا: ''حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بن ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ القدیم سے۔'' انہوں نے عرض کی: ''اپنی نماز کا انداز تو بتا دیجئے۔'' فرمایا: ''جب نماز کا وقت قریب آتا ہے تو نہایت عمدگی سے وضو کرتا ہوں، پھر نماز پڑھنے کی جگہ پر پہنچ جاتا ہوں اور میرے جسم کا ہر عضو نماز کے لئے تیار ہو جاتا ہے، پھر میں خیال کرتا ہوں کہ ''کَعْبَۃُ اللّٰہ شریف'' میرے بالکل سامنے ہے، میں میدانِ محشر میں خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں۔میرے قدم پُل صراط پر ہیں۔جنت میری دائیں طرف اور دوزخ بائیں جانب ہے۔ملک الموت علیہ السلام میرے پیچھے ہیں۔اور میں گمان کرتا ہوں کہ بس یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔پھر تکبیر کہہ کر بڑے غور و فکر کے ساتھ قراءَت کرتا ہوں۔نہایت تواضع سے رکوع کرتا اور بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ گڑگڑاتے

ہوئے سجدہ ریز ہوتا ہوں، بڑی امید کے ساتھ تشہد پڑھتا ہوا اخلاص کے ساتھ سنت کے مطابق سلام پھیر دیتا ہوں۔ اور میں یہ نماز اس حالت میں ادا کرتا ہوں کہ میرا کھانا اور لباس بالکل حلال مال سے ہوتا ہے۔ میں خوف و امید کے درمیان ہوتا ہوں، میں نہیں جانتا کہ میری یہ نماز قبول کر لی جائے گی یا رد کر دی جائے گی۔''

یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا عِصَام بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''اے حاتِمِ اَصَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! آپ کب سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہیں؟'' فرمایا: ''تقریباً تیس (30) سال سے ایسی ہی نماز پڑھ رہا ہوں۔'' یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا عِصَام بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گلے لگا لیا اور اتنا روئے کہ چادر مُبَارَک آنسوؤں سے بھیگ گئی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکایت نمبر 472: **درد بھری حقیقت**

احمد بن صَبَّاح طَبَرِی کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد نے بتایا: ''خلیفہ ہارُون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید جب خُراسان کی طرف جانے لگے تو میں انہیں الوداع کہنے گیا۔ خلیفہ نے مجھ سے کہا: ''اے صباح! میرا گمان ہے کہ اس کے بعد تم مجھے کبھی نہ دیکھ سکو گے۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو اپنی پناہ میں رکھے! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟'' بخدا! مجھے اُمید ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو امتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خیر خواہی کے لئے لمبی عمر عطا فرمائے گا۔'' خلیفہ نے مسکراتے ہوئے کہا: ''اے صباح! بخدا! میں مرنے کے بہت قریب ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! **اللہ** تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کر دے، ابھی تو آپ کا جسم طاقتور و مضبوط اور چہرہ صحیح و سالم ہے۔ **اللہ** تعالیٰ آپ کو ان بادشاہوں سے بھی لمبی عمر عطا فرمائے جو زمانۂ دراز تک دنیا پر حکومت کر گئے اور آپ کو ایسی کامیابی و کامرانی عطا فرمائے جیسی حضرتِ سیِّدُنا ذُوالقَرنَین علیہ رحمۃ ربِّ الکونین کو عطا فرمائی تھی۔ **اللہ** کرے آپ کبھی اپنی رعایا میں کوئی بہت بڑی خرابی نہ دیکھیں۔''

یہ سن کر خلیفہ نے اپنے پیچھے آنے والے امراء و وزراء کو ایک طرف جانے کا حکم دیا، پھر راستے سے ہٹ کر ایک درخت کے پاس آئے اور فرمایا: ''آج میں ایک راز تجھ پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں، یہ راز تمہارے پاس امانت ہے، اسے چھپائے رکھنا۔'' میں نے کہا: ''اے میرے سردار! آپ اپنے بھائی سے مخاطب ہیں، جو چاہیں ارشاد فرمائیں۔'' خلیفہ نے اپنے شِکَم (یعنی پیٹ) سے کپڑا اٹھایا تو اس پر زخموں کے نشانات تھے، جن پر پٹی بندھی ہوئی تھی، پھر مجھ سے کہا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مجھے یہ مرض کب سے ہے؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔''

کہا: ''مجھے یہ بیماری کافی عرصہ سے ہے، جسے میں نے تمام لوگوں سے چھپائے رکھا سوائے بَخْتَیَشُوْع، مسرور اور رَجَاء کے۔ بہر حال بَخْتَیَشُوْع میرے بیٹے مامون کا مخبر ہے، اس سے راز کا چھپنا ممکن نہیں۔ اسی طرح مسرور نے میری بیماری کی خبر میرے بیٹے امین کو دے دی ہے اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا مخبر و جاسوس مجھ پر متعین نہ ہو۔ میرے عزیز بیٹوں کی یہ حالت ہے کہ وہ میرے سانسوں کو شمار کر رہے ہیں کہ دیکھو یہ کب انتقال کرتا ہے۔ ان لوگوں کی خواہش ہے کہ میری بیماری میں اضافہ ہو، مجھے اس بات کا اندازہ اس طرح ہوا ہے کہ جب بھی میں نے ان سے توانا و قوی ہیکل اور مضبوط عجمی گھوڑا طلب کیا تو انہوں نے مجھے ضعیف و ناتواں گھوڑا دیا تاکہ بیماری مزید بڑھے۔ مجھے سب کچھ معلوم ہے لیکن میں اپنا راز ان کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس طرح وہ مجھ سے وحشت محسوس کرنے لگیں گے۔ اور جب وحشت ہوگی تو ان کے سینوں میں چُھپی عداوت ظاہر ہو جائے گی۔ خاص لوگ ان کی طرف مائل ہو جائیں گے اور عام لوگ ان سے امید لگا لیں گے۔ اور میں ان کے درمیان ایسا ہی ہوں گا جیسے کوئی شخص دشمنوں کے درمیان خوفزدہ ہوتا ہے۔ میری صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ مجھے شام تک زندہ رہنے کی امید نہیں رہتی اور شام کو صبح کی اُمید نہیں ہوتی۔''

خلیفہ کی حسرت بھری پُر درد کیفیت و حقیقت جان کر میں نے کہا: ''حضور! ان کی اس حرکت کا بہترین جواب دیا جا سکتا ہے لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ جو شخص آپ کے ساتھ مکر و فریب کرے گا **اللّٰہ** تعالیٰ اسے اسی کے مکر و فریب میں پھنسا دے گا۔'' خلیفہ نے کہا: ''تیری یہ پکار **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سن رہا ہے۔ اب تُو واپس پلٹ جا، تیرے ذمہ بغداد میں اور بھی بہت سے کام ہیں۔'' پس میں نے خلیفہ کو الوداع کہا اور واپس لوٹ آیا۔ یہ واقعہ ان کی وفات کے قریب کا ہے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 473:

بابرکت غلام

حضرتِ سیِّدُنا ابو جَعْفَر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: حضرتِ سیِّدُنا لُقْمان حکیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم ایک شخص کے غلام تھے۔ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیچنے کے لئے بازار لایا۔ جب بھی کوئی شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خریدنے کے لئے آتا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے پوچھتے: ''تم مجھے کس کام کے لئے خریدنا چاہتے ہو۔'' ہر کوئی اپنا مقصد بیان کرتا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر ایک سے کہتے، ''تم مجھے نہ خریدو تو بہتر ہے۔'' یہ سن کر لوگ واپس چلے جاتے، اسی طرح ایک شخص آپ کو خریدنے کے لئے آیا تو آپ نے پوچھا: ''مجھ سے کیا کام لوگے؟'' اس نے کہا: ''میں تمہیں اپنے گھر کا چوکیدار بناؤں گا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''ٹھیک ہے، مجھے

خریدلو۔'' چنانچہ، وہ آپ کو خرید کر گھر لے گیا۔بستی سے کچھ دور جب وہ اپنی زرعی زمین کی طرف جاتا تواس کی جوان بیٹیاں حرام کاری کے لئے چلی جاتیں۔ان کی نگہبانی کے لئے ہی حضرتِ سیِّدُ نالقمان حکیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم کوخریدا گیا تھا۔آج جاتے وقت اس نے دروازہ بند کیا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو باہر بٹھایااور کہا:''گھر میں میری بیٹیاں موجود ہیں،مَیں نے ضرورت کی تمام اشیاء انہیں مہیاکردی ہیں،اگروہ دروازہ کھولنے کوکہیں توہرگزنہ کھولنا۔''

یہ کہہ کروہ چلا گیااور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نگہبانی کرنے لگے۔کچھ دیر بعدلڑکیوں نے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا:''جلدی سے دروازہ کھولو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکارکردیا۔انہوں نے بہت اصرار کیالیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دروازہ نہ کھولا۔ بالآخرلڑکیوں نے پتھر مار کرآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوزخمی کردیا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سرسے خون بہنے لگا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے جسم اورفرش سے خون دھوکرصاف کردیااورشام تک دروازے پر بیٹھے رہے۔جب مالک آیاتو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے کچھ نہ بتایا۔دوسرے دن لڑکیوں نے پھردروازہ کھلوانا چاہالیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انکارکردیا۔انہوں نے دوبارہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوزخمی کردیا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جسم اورفرش سے خون دھوڈالااورشام تک دروازے پر بیٹھے رہے۔جب مالک آیاتواسے کوئی بات نہ بتائی۔

تیسرے دن سب سے بڑی لڑکی نے کہا:''خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم!اس حبشی غلام کی کیا شان ہے کہ یہ مجھ سے بہت زیادہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا اطاعت گزار ہے۔**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم!اب میں ضرورتوبہ کروں گی۔'' یہ کہہ کراس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرلی۔پھرسب سے چھوٹی نے کہا:''میری بہن اوراس حبشی غلام کی کیا شان ہے کہ یہ دونوں مجھ سے بہت زیادہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرنے والے ہیں،پھرمیں توبہ کیوں نہ کروں؟'' یہ کہہ کراس نے بھی اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرلی۔یہ دیکھ کرتیسری نے کہا:''میری دونوں بہنوں اوراس حبشی غلام کی کیا شان ہے کہ وہ مجھ سے بہت زیادہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اطاعت گزار ہیں۔بس آج سے میں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتی ہوں۔'' یہ کہہ کروہ بھی تمام گناہوں سے تائب ہوگئی۔جب یہ خبربستی کی دوسری فاحشہ عورتوں تک پہنچی توانہوں نے کہا:''فلاں بن فلاں کی تینوں بیٹیوں اوران کے حبشی غلام کی کیا شان ہے کہ وہ ہماری نسبت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے زیادہ اطاعت گزار ہیں،پھرہم بھی توبہ کیوں نہ کریں؟'' یہ کہہ کران سب نے بھی اپنے سابقہ تمام گناہوں سے توبہ کرلی اورعبادت وریاضت میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پررحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس حکایت سے ثابت ہوا کہ نیک لوگوں کی صحبت اوران کا قرب انسان کونیک بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔اچھوں کے اعمالِ صالحہ کا نوربُروں کی برائی کی ظلمت کودورکردیتاہے۔ہمیں چاہئے کہ نیک لوگوں کی

صحبت اختیار کریں، نیک لوگوں کے اجتماع میں جائیں تا کہ ہماری خالی جھولیاں خوفِ خدا وعشقِ مصطفٰی عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دولتِ عُظمٰی سے بھر جائیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! آج کے اِس پُرفتن دور میں تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی ہمیں ایسا پاکیزہ ماحول فراہم کرتی ہے کہ جس میں رہ کر نیکیاں کرنا آسان ہو جاتا ہے، گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت ہونے لگتی ہے، آپ بھی اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے ''مکتبۃ المدینہ'' سے مدنی انعامات نامی رسالہ حاصل کر کے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔)

؎ اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو (آمین)!

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حکایت نمبر474: حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ

حضرتِ سیِّدُنا جُمَیع بن عُمَیر تَیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ارشاد فرماتے سنا: ''ایک مرتبہ مالِ غنیمت سے چالیس (40) ہزار درہم میرے حصے میں آئے، میں نے سامان خریدا اور مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں اپنے والدِ محترم، خلیفۂ ثانی، امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامان دیکھ کر پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''مجھے مالِ غنیمت سے چالیس ہزار درہم ملے یہ سامان اسی رقم سے خریدا ہے۔'' فرمایا: ''اے میرے بیٹے! اگر مجھے آگ کی طرف لے جایا جائے تو کیا تم یہ سامان فدیہ میں دے کر مجھے بچالو گے؟'' میں نے کہا: ''کیوں نہیں! بلکہ میں اپنا سب کچھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قربان کر دوں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میرے بیٹے! بے شک میں جھگڑے میں پھنسا ہوا ہوں، لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی اور امیر المؤمنین کے لاڈلے بیٹے ہیں، تمہیں سستے داموں سامان بیچ دیا ہو اور ہوسکتا ہے ایک درہم نفع لینا بھی پسند نہ کیا ہو۔ میرے بیٹے سنو! عنقریب میں تمہیں ایسا نفع دوں گا کہ کسی قریشی مرد سے ایسا نفع نہ ملا ہوگا۔''

یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ سیِّدَتُنا صَفِیَّہ بنتِ عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور کہا: ''اے ابو عبید کی بیٹی! میں

تجھے قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے گھر سے کوئی چیز نہ نکالوگی۔'' انہوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل بے فکر رہیں، میں وہی کروں گی جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمائیں گے۔'' حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''چند دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس معاملہ کو چھوڑے رکھا۔ پھر تاجروں کو بلایا تو انہوں نے چار لاکھ (4,00,000) درہم میں وہ سامان خرید لیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَسّی ہزار (80,000) درہم مجھے دیئے اور بقیہ تین لاکھ بیس ہزار (3,20,000) درہم حضرتِ سیِّدُ نا سَعْد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھجوائے اور پیغام دیا کہ یہ مال ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے جو جہاد میں شریک ہوئے، اگر ان میں سے کوئی فوت ہو گیا ہو تو اس کے وُرَثاء میں تقسیم کر دیا جائے۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 475: کُتّے نے مالک کی جان کیسے بچائی؟

حضرتِ سیِّدُ نا ابوعبیدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ''بصرہ کا ایک شخص اپنے انتہائی گہرے دوست اور سگے بھائی کے ساتھ کہیں سفر پر جانے لگا تو اس کا پالتو کتا بھی پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اس نے کتے کو بھگایا لیکن وہ ساتھ ساتھ چلتا رہا، اس نے غُصّے میں آ کر پتھر مارا، کتا زخمی ہو گیا مگر ساتھ نہ چھوڑا۔ پھر جب وہ شخص ایک بستی کے قریب سے گزرا تو دُشمنوں نے اسے پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر اس کا دوست اور بھائی اسے دشمنوں کے پاس ہی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ انہوں نے اسے خوب مارا اور زخمی کر کے ایک کنوئیں میں ڈال کر اوپر سے مٹی برابر کر دی۔ کتا ان پر مسلسل بھونکتا رہا، انہوں نے کتے کو بھی زخمی کیا اور واپس چلے گئے۔ کتے نے کنوئیں کے پاس آ کر اپنے پنجوں سے مٹی ہٹانا شروع کر دی۔ بالآخر مسلسل جدوجہد کے بعد اس شخص کا سر ظاہر ہوا، اس میں ابھی زندگی کے آثار باقی تھے۔ کتا اس کے منہ تک مٹی صاف کر چکا تھا اتنے میں وہاں سے ایک قافلہ گزرا جب انہوں نے کتے کو دیکھا تو سمجھے کہ شاید یہ قبر کھود رہا ہے۔ مگر جب قریب آئے تو حقیقتِ حال جان کر بہت حیران ہوئے۔ اس شخص کو دیکھا تو زندگی کے آثار باقی تھے۔ انہوں نے اسے فوراً نکال کر اس کے گھر پہنچا دیا۔ جس کنوئیں میں اسے ڈالا گیا تھا اب وہ کنواں ''بِئْرُ الْکَلْب'' کے نام سے مشہور ہے۔ کسی شاعر نے اس واقعہ کو اپنے شعر میں اس طرح بیان کیا:

یُعَرِّجُ عَنْهُ جَارُهُ وَشَقِيْقُهُ ﴿﴾ وَيَنْبُشُ عَنْهُ كَلْبُهُ وَهُوَ ضَارِبُهُ

ترجمہ: اس کا سگا بھائی اور پڑوسی اسے چھوڑ جاتے ہیں جبکہ اس کا کتا اسے زمین کھود کر نکالتا ہے حالانکہ وہ (کتے کو) مارنے والا ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر476:

جاں نثار کُتّے کی قبر

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن خَلَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے منقول ہے: ایک شخص کسی بادشاہ سے ملنے جارہا تھا کہ راستے میں اسے ایک قبر نظر آئی جس پر قُبَّہ بنا ہوا تھا۔ وہ قریب گیا تو ایک تختی پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: ''یہ ایک کتے کی قبر ہے جسے یہ پسند ہو کہ اس قبر کے متعلق جانے تو اسے چاہئے کہ فلاں بستی میں چلا جائے وہاں اسے خبر دینے والا کوئی نہ کوئی مل جائے گا۔''

یہ تحریر پڑھ کر وہ مطلوبہ بستی میں گیا تو لوگوں نے اسے ایک گھر کا پتا بتایا۔ جب وہ بتائے ہوئے مکان پر پہنچا تو وہاں سو سال سے بھی زائد عمر کا ایک بوڑھا ملا۔ آنے کا مقصد بتایا تو بوڑھے نے کہا: ''ہاں! میں تجھے اس قبر کے متعلق بتاتا ہوں غور سے سن! ہمارے اس علاقے میں ایک عظیم الشان بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اسے سیر وسیاحت اور شکار کا بہت شوق تھا، اس کا پالتو کتا ہر وقت اس کے ساتھ رہتا۔ بادشاہ صبح وشام اپنے کھانے میں سے اسے کھانا کھلاتا۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے اپنے غلام سے کہا: ''باورچی سے کہو کہ ہم شکار کے لئے جارہے ہیں ہمارے لئے دودھ میں روٹیاں ڈال کر بہترین ثَرِید تیار کر رکھے ہم واپسی پر وہی ثرید کھائیں گے۔'' یہ کہہ کر وہ شکار کے لئے چلا گیا۔ باورچی نے ثرید تیار کیا اور اس کو کسی چیز سے ڈھانپے بغیر دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ اچانک کہیں سے ایک خطرناک اژدھا آیا، اس نے برتن میں منہ ڈال کر دودھ پیا اور اپنے منہ کا زہر اس میں اُگل دیا۔ کتے اور گونگی کنیز نے یہ منظر دیکھ لیا۔ اور باقی کسی کو اس واقعہ کا علم نہ ہوا۔ بادشاہ نے واپسی پر کھانا طلب کیا تو باورچی نے وہی زہر ملا ثرید سامنے رکھ دیا۔ گونگی کنیز نے اشاروں سے سمجھانے کی کوشش کی کہ اس کھانے میں خطرناک اژدھے کا زہر شامل ہے، لیکن کوئی بھی اس کی بات نہ سمجھ سکا۔ کتا بھونک بھونک کر سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کوئی نہ سمجھا۔ بادشاہ نے کتے کے سامنے روٹی ڈالی لیکن اس نے روٹی کو منہ تک نہ لگایا بلکہ مسلسل بھونکتا ہی رہا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے کہا: ''نہ جانے اسے کیا مسئلہ ہے، اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔'' پھر جیسے ہی بادشاہ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا، کتے نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور وہی زہر ملا کھانا کھانے لگا، کچھ ہی دیر میں اس نے تڑپ تڑپ جان دے دی۔ اب گونگی کنیز نے اشاروں سے بتایا تو سب لوگ سمجھ گئے کہ اس دودھ میں اژدھے کا زہر شامل ہو گیا تھا اگر بادشاہ اسے کھالیتا تو فوراً مر جاتا۔ کتے نے اپنے مالک کو بچانے کے لئے اپنی جان دے دی تھی۔ بادشاہ اور وہاں پر موجود تمام لوگ کتے کی وفاداری پر بہت حیران ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے وزیروں، مُشِیروں کو مخاطب کر کے کہا: ''دیکھو! اس بے زبان جانور نے مجھ پر اپنی جان قربان کر دی۔ اب یہ ہماری طرف سے اچھی جزاء کا مستحق ہے، اسے کوئی بھی ہاتھ نہ لگائے، میں خود اسے اٹھاؤں گا اور اپنے ہاتھوں سے دفن کروں گا۔'' چنانچہ، بادشاہ

نے اس وفادار کتے کے لئے ایک قبر کھدوائی اور اپنے ہاتھوں سے دفن کر کے اس کی قبر پر قُبَّہ بنا دیا جسے تم دیکھ کر آرہے ہو۔ بوڑھے کی زبانی وفادار کتے کی کہانی سن کر وہ شخص بہت حیران ہوا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 477: اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر جگہ رزق دیتا ہے

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن حسین بن رَاشد علیہ رحمۃ اللہ الواحد سے منقول ہے: ''ایک شخص اپنے کتے کی بہت زیادہ دیکھ بھال کیا کرتا، سردیوں میں اسے عمدہ چادر میں چھپاتا اور بہترین اشیاء کھلاتا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تم اس کتے کی اتنی دیکھ بھال کیوں کرتے ہو؟'' کہا: ''میرے اس کتے نے مجھے بہت بڑی مصیبت سے نجات دلوائی ہے۔ سنو! میرا ایک انتہائی گہرا دوست تھا، ہم نے کافی عرصہ تک ایک ساتھ تجارت کی۔ ایک مرتبہ جہاد سے واپسی پر میرے پاس بہت زیادہ مالِ غنیمت اور بہت ہی قیمتی سامان تھا۔ راستے میں اس بے وفا دوست نے مجھے رسیوں سے باندھ کر ایک وادی میں پھینک دیا اور میرا سارا مال لے کر فرار ہو گیا۔ میرا یہ کتا بھی میرے ساتھ تھا یہ اس وادی میں میرے ساتھ ہی بیٹھا رہا۔ پھر کہیں چلا گیا جب واپس آیا تو اس کے پاس ایک روٹی تھی، اس نے وہ روٹی میرے سامنے رکھ دی۔ میں روٹی کھا کر اور گڑھے سے پانی پی کر وہیں پڑا رہا۔ کتا بھی ساری رات میرے قریب ہی بیٹھا رہا۔ صبح بیدار ہوا تو کتا نظر نہ آیا، ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ میرے لئے روٹی لے آیا۔ تیسرے دن بھی وہ اسی طرح روٹی لایا اور میری طرف پھینک دی، جیسے ہی میں نے روٹی کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میرے پیچھے میرا بیٹا موجود تھا۔ وہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر رُو رہا تھا، اس نے روتے ہوئے میری رسیاں کھولیں اور حقیقتِ حال دریافت کی۔ میں نے سارا واقعہ بتایا اور پوچھا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں۔'' میرے بیٹے نے کہا: ''یہ کتا ہمارے پاس آتا تو ہم حسبِ عادت اسے روٹی ڈال دیتے۔ اب کی بار جب یہ ہمارے پاس آیا تو آپ اس کے ساتھ نہ تھے، ہمیں بڑی تشویش ہوئی۔ جب ہم نے اسے روٹی ڈالی تو اس نے اسے کھایا نہیں بلکہ اٹھا کر ایک طرف چل دیا۔ دوسرے دن بھی اسی طرح ہوا ہم بہت حیران ہوئے۔ آج جب یہ روٹی لے کر آنے لگا تو میں اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا اور اس طرح مجھے آپ تک پہنچنے کی راہ ملی۔'' پھر ہم سب اپنے گھر آگئے۔ اب مجھے یہ کتا اپنے عزیزوں اور دوستوں سے بھی زیادہ پیارا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے میں موت کے منہ سے نکل آیا ہوں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جس طرح چاہتا ہے اپنے بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ وہ حکیم و مہربان ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر478:

بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار

حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر ھُذَلِی علیہ رحمۃ اللہ الولی کا بیان ہے: ''ایک مرتبہ ہم حضرتِ سیِّدُ نا حسن بَصَری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس حاضر تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابوسعید علیہ رحمۃ اللہ المجید! ابھی کچھ دیر قبل ہم عبداللہ بن اَھْتَم کے پاس گئے، اس کا آخری وقت تھا۔ ہم نے پوچھا: ''اے اَبُو مَعْمَر! اپنے آپ کو کیسا محسوس کر رہے ہو؟'' کہا: ''بخدا میں اپنے آپ کو بہت مصیبت زدہ محسوس کر رہا ہوں اور میرا گمان ہے کہ شاید! اب زندہ نہ بچ سکوں، اچھا! یہ بتاؤ کہ ان ایک لاکھ دراہم کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو میں نے جمع کر رکھے ہیں؟ نہ تو ان کی زکوٰۃ ادا کی گئی اور نہ ہی کسی قریبی رشتہ دار پر خرچ کئے گئے۔'' ہم نے کہا: ''اے ابو مَعْمَر! تم نے یہ درہم کیوں جمع کئے تھے؟'' کہا: ''گردشِ ایام، اہل وعیال کی کثرت اور بادشاہ کی طرف سے جفاکشی کے خوف سے جمع کر رکھے تھے۔'' اس شخص کی یہ بات سن کر حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''اس غمزدہ پریشان شخص کو دیکھو جس کے پاس سے یہ آ رہا ہے۔ دراصل اس مرنے والے کے پاس شیطان آیا اور اسے بادشاہ کی طرف سے جفاکشی، اہل وعیال کی کثرت اور گردشِ ایام کا خوف دلایا اور خوف بھی اس چیز کے بارے میں کہ جو **اللہ** تبارک وتعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرمادی ہے اور اس دنیا میں اُس کی مدتِ حیات بھی مقرر فرمادی ہے۔ بخدا! وہ شخص اس دنیا سے اس حال میں جائے گا کہ غمگین، مصیبت زدہ، ملامت کیا ہوا اور پریشان حال ہوگا۔

توجہ سے سن! تو اس دنیا سے ہرگز دھوکا نہ کھانا جس طرح کہ تیرا مرنے والا دوست دھوکا کھا چکا۔ تیرے پاس حلال مال پہنچا ہے، مال کے فتنے سے بچتے رہنا ایسا نہ ہو کہ یہ تیرے لئے وبالِ جان بن جائے۔ یاد رکھ! جو شخص مال جمع کرنے میں لگا رہے اور کنجوسی سے کام لے، دن رات مال جمع کرنے کی تدبیر میں مصیبت بھرے سفر اور ہر طرح کا دکھ برداشت کرے پھر مال کو سنبھال کر گِن گِن کر رکھے، نہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے، نہ کسی رشتہ دار پر خرچ کرے تو وہ شخص حسرت زدوں میں ہوگا۔ اور سب سے بڑی حسرت یہ ہے کہ کل بروزِ قیامت جب اعمال کا وزن کیا جا رہا ہو تو وہ اپنے مال کو دوسرے کے ترازو میں دیکھے۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایسا معاملہ کب ہوتا ہے؟ سنو! یہ سب وبال اس طرح ہوتا ہے کہ انسان کو **اللہ** ربُّ العزّت جَلَّ جَلَالُہٗ اپنے خزانوں میں سے مال دیتا اور اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن انسان کنجوسی وبخل سے کام لیتا اور مال جمع کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے موت اُچک لیتی ہے اور اس کا سارا مال وارث لے جاتے ہیں، اس طرح وہ اپنے مال کو غیر کے ترازو میں دیکھتا ہے یا اسے ایسی ٹھوکر لگتی ہے کہ سنبھلنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور توبہ کی دولت بھی اس کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے اور وہ حسرت زدہ توبہ جیسی دولت سے بھی محروم رہتا ہے۔''

(ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں مال کے وبال سے بچائے۔ نیکی کے کاموں میں دل کھول کرخرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بخل جیسی خطرناک بیماری سے ہم سب کی حفاظت فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر479: فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انصاف

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ''ایک مرتبہ ہم امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھے کہ اتنے میں ایک مصری شخص آیا اور کہا:''مَیں امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:''کیا ہوا؟ بلاخوف وجھجک بیان کرو۔'' کہا:''ہمارے گورنرحضرتِ سیِّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے نے مجھے کوڑے مارے ہیں اور کہا ہے کہ تم میرا مقابلہ کرتے ہو؟ حالانکہ میں دو کریموں کا بیٹا ہوں۔'' خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ابھی اس مصری نے اپنی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ امیرالمؤمنین نے فوراً حضرتِ سیِّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خط لکھا: ''اے عَمرو بن عاص جیسے ہی میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے فوراً اپنے بیٹے کو لے کر میرے پاس پہنچو، اس کام میں تاخیر ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ جب حضرتِ سیِّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ملا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بلا کر پوچھا: ''کیا تم کسی غیر قانونی کام یا کسی جرم کے مرتکب ہوئے ہو؟'' بیٹے نے کہا:''ایسی کوئی بات نہیں۔'' فرمایا:''پھر امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجھے کیوں بلایا ہے؟''

بہرحال یہ دونوں بارگاہِ خلافت میں پہنچے۔ جب امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیِّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کو دیکھا تو فرمایا:''وہ مصری شخص کہاں ہے؟ اسے ہمارے پاس بلاؤ۔'' حکم پاتے ہی وہ شخص آ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کوڑا پکڑاتے ہوئے فرمایا:''دو کریموں کے بیٹے کو مارو! دو کریموں کے بیٹے کو مارو۔'' مصری نے اسے اتنے کوڑے مارے کہ وہ شدید زخمی ہوگیا۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا:''تم نے کب سے **انسانوں کو غلام بنانا شروع کردیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جَنا ہے۔**'' پھر مصری شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:''جب بھی تمہیں کوئی تنگ کرے تم مجھے خط لکھ دینا۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر480:

شاہِ ایران کا لباس

حضرتِ سیِّدُ نا قاسم بن محمد بن ابو بکر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر سے منقول ہے کہ ''جنگِ قادسیہ کے بعد حضرتِ سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کسریٰ (یعنی ایران کے بادشاہ) کی تلوار، قمیص، تاج، پٹکا اور دیگر اشیاء بھیجیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی طرف دیکھا تو ان میں حضرتِ سیِّدُ نا سُرَاقہ بن مالک بن جُعْشُم مُدْلِجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے، وہ بہت طاقتور اور طویل القامت تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے سُرَاقہ! اٹھو اور یہ لباس پہن کر دکھاؤ۔'' حضرتِ سیِّدُ نا سُرَاقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میرے دل میں پہلے ہی خواہش تھی۔ چنانچہ، میں کھڑا ہوا اور شاہِ ایران کا لباس پہن لیا۔'' امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ''اب دوسری جانب منہ کرو۔'' میں نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا: ''اب میری طرف منہ کرو۔'' میں آپ کی طرف مڑ گیا تو فرمایا: ''واہ بھئی واہ! قبیلہ مُدْلِج کے اس جوان کی کیا شان ہے! دیکھو تو سہی، شاہِ ایران کا لباس پہن کر، اس کی تلوار گلے میں لٹکا کر کیسا لگ رہا ہے! اے سُرَاقہ! اب جس دن تو نے شاہِ ایران کا لباس پہنا وہ دن تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے شرف والا تصور کیا جائے گا، اچھا! اب یہ لباس اُتار دو۔'' پھر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ خداوندی جَلَّ جَلَالُہٗ میں اس طرح عرض گزار ہوئے:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تُو نے اپنے نبی و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس (دُنیوی مال) سے منع فرمایا، حالانکہ وہ تیری بارگاہ میں مجھ سے کہیں زیادہ محبوب ہیں اور مجھ سے بہت زیادہ بلند و بالا ہیں۔ پھر تُو نے امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس (مال) سے منع فرمایا، حالانکہ وہ تیری بارگاہ میں مجھ سے زیادہ بلند مرتبے والے ہیں۔ پھر تُو نے مجھے مال عطا فرما دیا۔ اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اگر تیری طرف سے یہ خفیہ تدبیر ہے تو میں اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

یہ کہہ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بن عَوْف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''شام سے قبل اس تمام مال کو غرباء میں تقسیم کر دو۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 481:

خلیفہ کو نیکی کی دعوت

حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن اِسحاق بن عبدالرحمٰن بَغَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے: ''میں نے سعید بن سلیمان کو یہ کہتے سنا: ''ایک مرتبہ مَیں حج کے پُر بہار موسم میں مکۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں تھا۔ میری ملاقات حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عبد العزیز عُمری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے ہوئی۔ خلیفۂ وقت، خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید بھی اس سال حج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ایک شخص حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عبدالعزیز عُمری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''اے عبداللہ! امیر المؤمنین کو دیکھئے انہوں نے تمام لوگوں کو صفا و مروہ سے دور کر دیا ہے تا کہ پہلے خود سعی کریں بعد میں دیگر لوگ۔'' فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ میری طرف سے تجھے اچھی جزاء نہ دے، تُو نے مجھے ایسے کام کا مکلَّف بنا دیا جس سے میں بے نیاز تھا۔'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صفا کی طرف چل دیئے۔ خلیفہ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید مروہ سے صفا کی طرف آ رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پکار کر کہا: ''اے ہارون! اے ہارون!'' خلیفہ نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو کہا: ''اے چچا! میں حاضر ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جاؤ! ذرا صفا پر چڑھو۔'' خلیفہ صفا پر چڑھ گیا تو فرمایا: ''ذرا خانہ کعبہ کی طرف دیکھو۔'' خلیفہ نے خانہ کعبہ کی طرف دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''بتاؤ! کتنے لوگ موجود ہیں؟'' کہا: ''انہیں کون شمار کر سکتا ہے؟'' فرمایا: ''اچھا! یہ بتاؤ ان جیسے اور کتنے انسان ہوں گے؟'' کہا: ''ان کی صحیح تعداد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی اور کیسے جان سکتا ہے؟''

فرمایا: ''ان میں سے ہر ایک سے اس کی ذات کے متعلق سوال کیا جائے گا اور تجھ اکیلے سے ان تمام کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ذرا غور کر اس وقت تیرا کیا بنے گا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سن کر خلیفہ زار و قطار رونے لگا۔ حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے فرمایا: ''اے خلیفہ! میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔'' خلیفہ نے کہا: ''جو کہنا ہے کہہ دیجئے۔'' فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بے شک جو شخص اپنے مال میں جلدی کرتا ہے تو وہ (مال) اس سے روک دیا جاتا ہے، تو جو مسلمانوں کے مال میں جلدی کرے تو اس کا کیا حال ہوگا؟'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس چلے آئے اور خلیفہ وہیں بیٹھا روتا رہا۔ حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ اللہ المنّان کہتے ہیں، خلیفۂ ہارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ المجید کہا کرتے تھے: ''میں ہر سال حج کرنا چاہتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص ایسا ہے، جس کی وجہ سے میں اپنی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتا، وہ مجھے ایسی ایسی باتیں کہتا ہے جو میرے نفس پر بہت گراں گزرتی ہیں۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر482:

مغرور بادشاہ کی موت

حضرتِ سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک بہت بڑی سلطنت کے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ میں اپنے سارے ملک کا گشت کروں۔ چنانچہ، اس نے اپنا بہترین لباس منگوایا لیکن وہ پسند نہ آیا۔ پھر اس سے عمدہ لباس منگوایا، لیکن پسند نہ آیا۔ بالآخر سینکڑوں لباسوں میں سے اسے اپنی پسند کا جوڑا مل گیا۔ پھر گھوڑے لائے گئے تو ان میں سے کوئی گھوڑا پسند نہ آیا آخر کار ہزاروں گھوڑوں میں سے اسے اپنی پسند کا گھوڑا مل گیا۔ اب بادشاہ بڑی شان وشوکت سے لشکر کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوا، راستے میں ابلیسِ لعین نے بہکایا تو غرور وتکبر کی آفت میں مبتلا ہوگیا اور گردن اَکڑائے بڑے شاہانہ انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ غرور وتکبر کی وجہ سے لوگوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتا تھا۔ راستے میں ایک ضعیف وناتواں شخص بوسیدہ کپڑوں میں نظر آیا، اس نے سلام کیا لیکن بادشاہ نے نہ تو جواب دیا نہ ہی اس کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا: ''اے بادشاہ! مجھے تجھ سے ضروری کام ہے۔'' بادشاہ نے اس کی بات سُنی اَن سُنی کر دی۔ اس نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ بادشاہ نے تِلمِلا کر کہا: ''لگام چھوڑ! تو نے ایسی حرکت کی ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نے ایسی جراءَت نہیں کی۔'' کہا: ''مجھے تجھ سے بہت ضروری کام ہے۔''

بادشاہ نے کہا: ''ابھی تو ہمارا مہمان بن جا! واپسی پر تیری بات سن لوں گا۔'' کہا: ''ہرگز نہیں! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے ابھی تجھ سے کام ہے۔'' بادشاہ نے کہا: ''بتا! کیا کام ہے؟'' کہا: ''ایک راز کی بات ہے، میں چاہتا ہوں کہ صرف تجھے ہی معلوم ہو، لا، اپنا کان میرے قریب کر۔'' بادشاہ نے سر جھکایا تو اس نے کہا: ''میں **مَلَکُ الْمَوْت** (علیہ السلام) ہوں، تیری روح قبض کرنے آیا ہوں۔'' یہ سننا تھا کہ بادشاہ مارے دہشت کے تھر تھر کانپنے لگا، رنگ متغیر ہوگیا، اس نے خوف زدہ لہجے میں کہا: ''اس وقت مجھے کچھ مہلت دے دو، تاکہ میں جس کام سے نکلا ہوں اسے پورا کر آؤں، پھر تم جو چاہے کرنا۔'' **ملک الموت** علیہ السلام نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تو اپنی سلطنت کو اب کبھی نہ دیکھ سکے گا۔'' بادشاہ نے منت سماجت کرتے ہوئے کہا: ''اچھا! مجھے میرے گھر والوں کے پاس ہی جانے کی مہلت دے دو۔'' **ملک الموت** علیہ السلام نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب تو کبھی بھی اپنے اہل وعیال سے نہ مل سکے گا۔'' یہ کہہ کر اس کی روح قبض کر لی اور اس کا بے جان جسم گھوڑے سے زمین پر آپڑا۔

؎ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں — سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں
کُوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے — کب تلک غفلت سحر ہونے کو ہے
جلد آخرت بنا لے کچھ نیکیاں کما لے — کوئی نہیں بھروسہ اے بھائی زندگی کا

حضرتِ سیِّدُنا جَرِیری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''پھر **ملک الموت** علیہ السلام ایک نیک شخص کے پاس گئے اور سلام کیا، اس مردِ صالح نے جواب دیا، **ملک الموت** علیہ السلام نے فرمایا: ''مجھے تم سے ضروری کام ہے۔'' پوچھا: ''بتائیے! کیا کام ہے؟'' کہا:

''راز کی بات ہے۔'' مردِ صالح نے اپنا کان قریب کیا تو اس نے کہا: ''میں ملک الموت ہوں، تیری روح قبض کرنے آیا ہوں۔'' نیک شخص نے کہا: ''خوش آمدید اس کے لئے جس کی جدائی بہت طویل ہوگئی تھی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھ سے دور رہنے والا کوئی شخص نہیں جس کی ملاقات میرے نزدیک آپ علیہ السلام کی ملاقات سے افضل ہو۔'' **ملک الموت** علیہ السلام نے کہا: ''اگر تمہارا کوئی کام ہے تو اسے پورا کرلو۔'' کہا: ''آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں اور **اللہ** تبارک وتعالیٰ کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی شئے مجھے محبوب نہیں۔'' **ملک الموت** علیہ السلام نے کہا: ''جس حال میں اپنی موت کو پسند کرتے ہو مجھے بتادو میں اسی حالت میں تمہاری روح قبض کروں گا۔'' نیک شخص نے کہا: ''کیا آپ علیہ السلام کو اس بات کا اختیار دیا گیا ہے؟'' کہا: ''ہاں! مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔'' نیک شخص نے کہا: ''پھر مجھے وضو کرکے نماز پڑھنے دو جب میں سجدہ میں جاؤں تو میری روح قبض کرلینا۔'' **ملک الموت** علیہ السلام نے کہا: ''ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا۔'' چنانچہ، اس نے وضو کرکے نماز شروع کردی۔ جب سجدہ کیا تو اس کی روح قبض کرلی گئی۔ {اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

جب تیری یاد میں دُنیا سے گیا ہے کوئی　　　جان لینے کو دُلہن بن کے قضا آئی ہے

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** جس نے اعمالِ صالحہ کے ذریعے اپنے پاک پروردگار عزوجل کی خوشنودی حاصل کرکے سفر آخرت کی تیاری کررکھی ہو اس کے لئے موت کا فرشتہ نوید مُسرَّت ہوتا ہے، اس کی بے قرار روح بارگاہ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں سجدہ ریز ہونے کے لئے مچل رہی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جس نے موت کی تیاری نہ کی ہو، اسے موت کا پیغام بہت بڑا عذاب معلوم ہوتا ہے۔ سمجھ دار وہی ہے جو اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ اکٹھا کرکے موت سے پہلے موت کی تیاری کرلے۔ اور یہ دولت اچھے ماحول میں رہ کر ہی حاصل ہوسکتی ہیں۔ موت کی تیاری کا ایک بہترین ذریعہ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' کے مدنی ماحول سے وابستگی بھی ہے۔ اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کیجئے۔ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے ''مکتبۃ المدینہ'' سے مدنی انعامات نامی رسالہ حاصل کرکے اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اِنْ شَاءَ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر مدنی انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔)

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں　　　اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو (آمین)!

﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾

حکایت نمبر483:

رعایا کی خبر گیری کا انوکھا واقعہ

حضرتِ سیِّدُنا اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ''میں ایک رات امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ آبادی سے باہر آگ کی روشنی نظر آئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم! شاید وہاں کوئی قافلہ ٹھہرا ہوا ہے، آؤ! وہاں چلتے ہیں، شاید! کسی کو کوئی حاجت ہو۔'' وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت نے آگ روشن کر کے دیگچی چولہے پر رکھی ہوئی ہے اور اس کے قریب ہی چھوٹے چھوٹے بچے بلند آواز سے رو رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''اے روشنی والو![1] اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم'' عورت نے کہا: ''خیر وسلامتی کے ساتھ آجاؤ۔'' امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریب جا کر پوچھا: ''تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' عورت نے کہا: ''رات اور سردی کی وجہ سے ہم نے آگ روشن کر لی۔'' پوچھا: ''یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟'' کہا: ''بھوک کی وجہ سے۔'' فرمایا: ''اس دیگچی میں کیا ہے؟'' عورت نے غمگین ہو کر کہا: ''ہمارے پاس کھانے کو کوئی چیز نہیں، مَیں نے دیگچی میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ دی ہے تاکہ اسے دیکھ کر بچوں کو کچھ سکون ملے اور وہ سو جائیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے اور امیر المؤمنین کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارے خلیفہ حضرتِ عمر کو اللہ عَزَّوَجَلَّ پوچھے گا۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! عمر کو کیا معلوم! تمہارا کیا حال ہے؟'' کہا: ''وہ ہمارا خلیفہ ہو کر بھی ہم سے بے خبر ہے؟''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! تم یہیں ٹھہرنا، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں کچھ ہی دیر میں واپس آتا ہوں۔'' چنانچہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گودام میں آئے، ایک بوری میں جَو کا آٹا، چربی اور گھی وغیرہ ڈال کر مجھ سے فرمایا: ''اے اسلم! یہ بوری میری پیٹھ پر رکھو۔'' میں نے کہا: ''حضور! غلام حاضر ہے، یہ بوری میں اٹھاؤں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: ''جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو اور بوری میری پیٹھ پر لاد دو۔'' میں نے کہا: ''حضور! میں اُٹھا لیتا ہوں۔'' فرمایا: ''کیا قیامت کے دن بھی تو میرا وزن اٹھا کر چلے گا؟ جلدی کر یہ بوری میری پیٹھ پر رکھ دے۔'' میں نے نہ چاہتے ہوئے بھی بوری آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیٹھ پر رکھ دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور عورت کے پاس پہنچ کر بوری اُتار کر زمین پر رکھ دی۔ پھر جو کا آٹا، چربی اور دیگر اشیاء ہانڈی میں ڈال کر خود ہی اسے ہلاتے رہے اور خود ہی چولہے میں پھونک مارتے رہے۔ میں نے دیکھا کہ امتِ مسلمہ کا عظیم خلیفہ، ایک غریب و بے سہارا عورت اور اس کے بچوں کے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کر رہا ہے۔

---

[1] ...... یہ جملہ آپ کی کمالِ فصاحت پر دلالت کرتا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو یَا اَصْحَابَ النَّار یعنی اے آگ والو! نہ کہا بلکہ یَا اَصْحَابَ الضَّوء یعنی اے روشنی والو! کہا۔

اور دُھواں اس کی گھنی داڑھی سے گزر رہا ہے۔ میں حیرت کی تصویر بنے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ سے برتن میں ڈالا اور اسے ٹھنڈا کرتے ہوئے کہا: ''زیادہ گرم کھانا بچوں کو نقصان دے گا۔'' جب کھانا ٹھنڈا ہو گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہیں کھانا ٹھنڈا کر کے دیتا ہوں، اب تم اپنے ننھے منے بچوں کو کھلاؤ اور خود بھی کھاؤ۔'' امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہاتھوں سے انہیں کھانا دیتے رہے یہاں تک کہ وہ سب سیر ہو گئے۔ پھر عورت نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے! تُو امیر المؤمنین سے زیادہ خلافت کا حق دار ہے'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! امیر المؤمنین کے بارے میں اچھا کلام کر اور اچھا گمان رکھ۔ تو جب بھی امیر المؤمنین کے پاس آئے گی مجھے وہیں پائے گی میں ضرور تیری سفارش کروں گا۔'' عورت کو معلوم نہ تھا کہ امیر المؤمنین اس کے سامنے موجود ہے۔ اس نے پوچھا: ''اے نیک دل انسان! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، تو کون ہے؟'' وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعائیں دیتی رہی اور پوچھتی رہی، لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے متعلق کچھ نہ بتایا پھر کچھ دور جا کر چوپایوں کی طرح چار زانوں بیٹھ گئے اور ایسی آوازیں نکالنے لگے کہ بچے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔

حضرتِ سیِّدُنا اَسلم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں کہ ''میں نے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حالت دیکھی تو متعجب ہو کر کہا: ''اے مسلمانوں کے عظیم خلیفہ! آپ کی شان اس سے بہت زیادہ بلند ہے، یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسی حالت بنالی ہے؟'' فرمایا: ''خاموش ہو جاؤ! میں نے ان ننھے مُنّے بچوں کو بھوک سے روتا دیکھا تھا اب مجھے اس وقت تک سکون نہیں ملے گا جب تک انہیں ہنستا نہ دیکھ لوں۔'' بچے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب آکر کھیلنے اور ہنسنے لگے، ان کا دل خوش ہو گیا۔ پھر جب وہ سو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا۔ پھر فرمایا: ''اے اَسلم! بھوک نے ان بچوں کو رُلا دیا تھا، ان کو روتا دیکھ کر میں نے تہیّہ کر لیا تھا کہ میں اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک انہیں ہنستا نہ دیکھ لوں۔ اب میرے دل کو سکون مل گیا۔ آؤ! واپس چلیں۔''

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم}

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا ... ملا تقدیر سے حاجت روا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سا

مرادآئی، مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی ... ملا حاجت روا ہم کو درِ سلطانِ عالم سا

تیرے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیوں کر ... تیرا اِک اِک گدا فیض و سخاوت میں ہے حاتم سا

(**پیارے اسلامی بھائیو!** اسلام اور اس کے ماننے والے سب سے اعلیٰ ہیں، روئے زمین پر خیر خواہی کی ایسی عظیم مثال اسلام کے علاوہ اور کسی مذہب میں ہرگز نہ ملے گی۔ مسلمانوں کے علاوہ کائنات میں ایسا تاریخی واقعہ کہیں نہ ملے گا کہ بادشاہ ہو کر خود ہی اپنی کمر پر بوری لادے اور پھر ایک غریب عورت اور اس کے بچوں کی دل جوئی کے لئے اپنے آپ کو ان کے

لئے سواری بنائے ۔ یہ سب خوبیاں صرف اور صرف مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ دین اسلام ہی ایسی عاجزی وتواضع اور عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے۔ یہ سب نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے کہ گلشنِ اسلام میں خلفاء راشدین جیسے گلِ بے مثال کھلے ، جنہوں نے اپنی خوشبو سے سارے عالم کو مہکا دیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ان پر کروڑہا کروڑ رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حکایت نمبر 484: ایک مظلوم کی حکمت بھری باتیں

حضرتِ سیِّدُنا حسن بن خضر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: مجھے ایک ہاشمی نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار میں تھا۔ وہ لوگوں کی فریادیں سُن کر ان کے لئے احکامات جاری کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہا: ''اے امیر! یقیناً مجھ پر ظلم کیا گیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ اپنے اوپر کئے جانے والے ظلم کو بیان کرنے سے پہلے آپ کے سامنے ایک مثال پیش کروں۔'' امیر نے کہا: ''جو کہنا چاہتے ہو کہو۔''

کہا: ''**اللہ** تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق کے کئی طبقے بنائے اور انہیں مختلف مراتب میں رکھا۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اپنی ماں کے علاوہ نہ تو کسی کو پہچانتا ہے نہ ہی کسی اور سے کوئی چیز طلب کرتا ہے۔ اگر اسے خوف محسوس ہو تو ماں کی آغوش میں آجاتا ہے۔ جب کچھ بڑا ہوتا ہے تو باپ کو پہچانتا ہے، اگر کوئی اسے تنگ کرے یا ڈرائے تو اپنے باپ کی پناہ لیتا ہے۔ پھر جب بالغ ومستحکم ہو جاتا ہے اور اسے کوئی چیز ڈراتی یا نقصان پہنچاتی ہے تو وہ اپنے بادشاہ کی طرف رجوع کرتا اور ظالم کے خلاف بادشاہ کی مدد چاہتا ہے۔ اگر بادشاہ خود اس پر ظلم کرے تو وہ تمام جہانوں کے خالق و مالک، **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں استغاثہ کرتا اور اس کی پناہ چاہتا ہے۔ اے امیر! بے شک میں بھی مخلوق کے انہیں طبقوں میں شامل ہوں۔ ابن نَہِیک نے میری زمین کے معاملہ میں مجھ پر ظلم کیا ہے۔ اگر آپ میری مدد کریں گے تو بہت بہتر، ورنہ! میں اپنا مقدمہ، خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی بارگاہ میں پیش کر دوں گا۔ اب آپ کی مرضی چاہیں تو میری مدد فرمائیں یا مجھے چھوڑ دیں۔'' اس شخص کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر منصور نے کہا: ''اپنا کلام دہراؤ۔'' اس شخص نے دوبارہ اسی طرح بیان کیا، تو ابو جعفر نے کہا: ''سنو! سب سے پہلے تو میں ابن نَہِیک کو معزول کرتا ہوں اور اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ جلد از جلد تمہاری زمین تمہیں واپس کر دے۔''

حکایت نمبر485:
مقربین کی عاجزی

ھِشَام بن کَلْبِی سے منقول ہے: ''ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُ نا حاتم اور حضرتِ سیِّدُ نا اَوْس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نعمان بن مُنذِر کے پاس تشریف لے گئے۔ نعمان بن مُنذِر نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ مکانات میں ٹھہرایا۔ پھر حضرتِ سیِّدُ نا حاتم اَصَم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کو بلا کر کہا: ''آپ دونوں میں سے افضل کون ہے؟ میں اُسے کچھ انعامات دینا چاہتا ہوں۔'' فرمایا: ''ایسی بات کرنا آپ کے لئے جائز نہیں، کیا آپ مجھے ''حضرتِ اَوْس'' کے برابر شمار کرتے ہیں؟ وہ تو بہت عظیم انسان ہیں، ان کا سب سے کم عمر بیٹا بھی مجھ سے زیادہ عزت والا ہے۔'' پھر نعمان بن مُنذِر نے تحفے تحائف حضرتِ سیِّدُ نا اَوْس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بھجوا دیئے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر پوچھا: ''بتایئے! آپ دونوں میں سے افضل کون ہے؟'' حضرتِ سیِّدُ نا اَوْس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تڑپ کر کہا: ''کیا تم مجھے اور حضرتِ حاتم کو برابر شمار کرتے ہو؟ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میری اور میری اولاد کی ملکیت میں جو مال ہے، اگر ہم سب کچھ خرچ کر ڈالیں تب بھی حضرتِ حاتم کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔'' یہ سن کر نعمان بن مُنذِر نے دونوں حضرات کو اپنے سامنے بُلا کر کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ میں نے آپ دونوں کو معظَّم، کریم اور سردار جانا ہے اور آپ دونوں ہی قابلِ تعظیم ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے دونوں کو انعام واکرام سے نوازا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

حکایت نمبر486:
موت کی یاد

حضرتِ سیِّدُ نا سالم علیہ رحمۃ اللہ الحاکم فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ مُلکِ روم سے کچھ قاصد حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر کے پاس آئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جب تم لوگ کسی کو اپنا بادشاہ بناتے ہو تو اس کا کیا حال ہوتا ہے؟'' کہا: ''جب ہم کسی کو اپنا بادشاہ بناتے ہیں تو اس کے پاس ایک گوُرکن (یعنی قبر کھودنے والا) آکر کہتا ہے: اے بادشاہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیری اصلاح فرمائے! جب تجھ سے پہلا بادشاہ تخت نشین ہوا تو اس نے مجھے حکم دیا: ''میری قبر اس اس طرح بنانا اور مجھے اس طرح دفن کرنا۔ چنانچہ، قبر تیار کر لی گئی۔ پھر اس کے پاس کفن فروش آکر کہتا ہے: اے بادشاہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تیری اصلاح فرمائے! جب تجھ سے پہلا بادشاہ تخت نشین ہوا تو اس نے مرنے سے قبل ہی اپنا کفن، خوشبو اور کافور وغیرہ خرید لیا پھر کفن کو ایسی جگہ لٹکا دیا گیا جہاں ہر وقت نظر پڑتی رہے اور موت کی یاد آتی رہے۔ اے مسلمانوں کے امیر! ہمارے بادشاہ تو اس طرح موت کو یاد کرتے

ہیں۔'' رومی قاصد کی یہ بات سن کر حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے فرمایا: ''دیکھو! جو شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملنے کی امید بھی نہیں رکھتا وہ موت کو کس طرح یاد کرتا ہے، اسے بھی موت کی کتنی فکر ہے؟'' اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری کی حالت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہو گیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 487:

کنیز کی محبت میں ہاتھ جلا ڈالا

حضرتِ سیِّدُ نا ابوالعبّاس بن عَطَاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ایک حسین وجمیل نوجوان میرے حلقۂ درس میں آ کر بیٹھا کرتا، اس کا ایک ہاتھ ہمیشہ کپڑے سے ڈھکا رہتا۔ایک دن خوب بارش ہوئی اور ہمارے حلقۂ درس میں اس نوجوان کے علاوہ کوئی نہ آیا۔ میں نے دل میں کہا کہ آج اس کے ہاتھ کے بارے میں ضرور پوچھوں گا۔ پہلے تو میں اپنے اس خیال کو دفع کرتا رہا، لیکن مجھ سے رہا نہ گیا بالآخر میں نے پوچھ ہی لیا: ''اے نوجوان! تمہارے ہاتھ کو کیا ہوا؟'' کہا: ''میرا واقعہ بہت عجیب وغریب ہے۔'' میں نے کہا: ''تم بیان کرو۔'' کہا: ''میں فلاں بن فلاں ہوں، میرے والد نے انتقال کے بعد میرے لئے تیس (30) ہزار دینار چھوڑے تھے، میں ان سے کاروبار کرتا رہا۔ پھر میں ایک کنیز کی محبت میں گرفتار ہوا اور اسے چھ ہزار دینار میں خرید لیا۔ جب اسے گھر لایا تو اس نے کہا: ''مجھے روئے زمین پر تجھ سے زیادہ ناپسند کوئی نہیں، تُو مجھے میرے سابقہ مالک کی طرف لوٹا دے، جب میں تجھ سے انتہائی بغض رکھتی ہوں تو اس حالت میں تو مجھ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔'' میں نے اسے سمجھانے کی خوب کوشش کی، ہر طرح کی راحت وعیش کا سامان اسے مہیا کیا، لیکن وہ میری طرف بالکل بھی متوجہ نہ ہوئی، میں جتنا اس سے پیار کرتا وہ اتنی ہی نفرت سے پیش آتی۔اس کے اس رویّے سے میرا دل غمگین ہو گیا، میں کسی بھی قیمت پر اسے دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں دن رات اس کے خیالوں میں گم رہنے لگا۔ میری یہ حالت دیکھ کر میری ایک عمر رسیدہ خادمہ نے کہا: ''تو اس کے غم میں اپنی جان کیوں دیتا ہے؟ اس کنیز کو ایک کمرے میں بند کر دے، کچھ ہی دنوں میں اس کے ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔''

چنانچہ، کنیز کو ایک علیحدہ کمرے میں بھجوا دیا گیا۔ اب اس کی یہ حالت تھی کہ نہ کچھ کھاتی، نہ پیتی بس ہر وقت روتی ہی رہتی، اس کا جسم نہایت کمزور ہو گیا، ایسا لگتا تھا کہ اب یہ انتقال کر جائے گی۔ میں روزانہ اس کے پاس جا کر اسے خوش کرنے کی کوشش کرتا، لیکن وہ میری کسی بات کا جواب نہ دیتی۔ چار دن بعد میں نے کہا: ''اگر کوئی چیز کھانے کو جی چاہ رہا ہے تو بتاؤ۔''

خلافِ توقع وہ میری جانب متوجہ ہوئی اور کہا: ''میں دَلیہ کھانا چاہتی ہوں۔'' میں اس کے کلام سے خوش ہوا اور قسم کھالی کہ میں اپنے ہاتھوں سے دلیہ تیار کروں گا۔ چنانچہ، میں نے آگ جلائی اور دیگچی میں آٹا وغیرہ ڈال کر اپنے ہاتھ سے پکانے لگا۔ وہ کنیز میرے قریب آکر بیٹھ گئی اور اپنی بیماری اور غم کے متعلق مجھے بتانے لگی۔ میں اس کی باتوں میں ایسا مگن ہوا کہ آگ نے میرا سارا ہاتھ جلا ڈالا اور مجھے خبر تک نہ ہوئی۔ اتنے میں میری خادمہ آئی اور پکار کر کہا: ''اپنا ہاتھ اٹھا کر دیکھو! آگ نے جلا کر اسے بیکار کر دیا ہے۔'' میں نے چونک کر ہاتھ اٹھایا تو واقعی وہ جل کر کوئلہ ہو چکا تھا۔''

حضرتِ سیِّدُنا ابوالعبّاس بن عَطَاء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''اس نوجوان کا حیرت انگیز واقعہ سن کر میں حیرت سے چیخ پڑا اور کہا: ''مخلوق کی محبت میں تیرا کیا حال ہو گیا ہے، اگر ایسی محبت خالقِ حقیقی جَلَّ جَلَالُہٗ سے ہوتی تو کچھ اور ہی رنگ ہوتا۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 488: انوکھی قناعت

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن شَبِیْب علیہ رحمۃ اللہ الحسیب کا بیان ہے: ''ہر جمعہ کو ہمارا علم کا **مَدَنی مذاکرہ** ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ہماری محفل میں کوئی مسئلہ پوچھا۔ ہم اس بارے میں بحث کرتے رہے لیکن جواب نہ دے سکے۔ اگلے جمعہ وہ پھر آیا تو ہم نے جواب بتایا اور اس کی رہائش گاہ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: ''میں ''حَرْبِیَّہ'' میں رہتا ہوں۔'' ہم نے کہا: ''تمہاری کُنْیَت کیا ہے؟'' کہا: ''ابو عبداللہ۔'' ہمیں اس کے ساتھ بیٹھنے سے خوشی ہوتی۔ وہ ہر جمعہ ہماری محفلِ فقہ میں شرکت کرتا، اس کا آنا ہمیں بہت اچھا لگتا۔ پھر اچانک اس نے آنا چھوڑ دیا، اس طرح اچانک غیر حاضری کی وجہ سے ہم پریشان ہوگئے۔ ہم نے مشورہ کیا کہ ہمارا ایک رفیق ہم سے جدا ہو گیا ہے اس کے بارے میں ضرور معلومات کرنی چاہئے، کیا معلوم اسے کوئی بڑی پریشانی لاحق ہوگئی ہو؟ اگلی صبح ہم ''حَرْبِیَّہ'' گئے اور بچوں سے پوچھا: ''کیا تم ''ابوعبداللہ'' کو جانتے ہو؟'' بچوں نے کہا: ''شاید! آپ ابوعبداللہ شکاری کے متعلق پوچھ رہے ہو؟'' ہم نے کہا: ''ہاں! ہم اسی کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔'' کہا: ''بس وہ آنے والے ہیں، آپ یہیں انتظار فرمائیں۔''

ہم وہیں ٹھہر گئے، کچھ دیر بعد ہم نے دیکھا کہ ایک موٹے کپڑے کا تہبند باندھے ایک چادر کندھوں پر اوڑھے وہ ہماری جانب چلا آرہا تھا۔ اس کے پاس کچھ ذبح کئے ہوئے اور کچھ زندہ پرندے تھے۔ وہ مسکراتا ہوا ہمارے پاس آیا اور پوچھا: ''خیریت تو ہے آج اس طرف کیسے آنا ہوا؟'' ہم نے کہا: ''تم ہمارے دوست تھے کئی دنوں تک مسلسل ہمارے پاس علمِ دین سیکھنے آتے

رہے، اب کچھ دنوں سے تم نہیں آ رہے، اس کی وجہ کیا ہے؟'' کہا: ''میں آپ لوگوں کو سچ سچ بتاتا ہوں، میں جو کپڑے پہن کر آپ کی محفل میں حاضر ہوتا تھا وہ میرے ایک دوست کے تھے، جو مسافر تھا۔ جب وہ اپنے وطن واپس چلا گیا تو میرے پاس دوسرے کپڑے نہ تھے جنہیں پہن کر آپ کے پاس آتا، میرے نہ آنے کی وجہ یہی ہے، اچھا! ان باتوں کو چھوڑیں یہ بتایئے، آپ کیا پسند فرمائیں گے، میرے ساتھ گھر چلیں اور اس رزق سے کھائیں جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔'' ہم نے کہا: ''ٹھیک ہے! ہم چلتے ہیں۔'' پس ہم اس کے ساتھ چل دیئے، اس نے ایک مکان کے قریب رک کر سلام کیا اور اندر داخل ہو گیا۔ کچھ دیر بعد ہمیں اندر بلا کر بوریوں سے بَنی ہوئی ایک چٹائی پر بٹھایا۔ ذبح کئے ہوئے پرندے اپنی زوجہ کے حوالے کئے، زندہ پرندے بازار لے جا کر بیچے اور ان سے ملنے والی رقم سے روٹیاں خرید لایا، اتنی دیر میں اس کی زوجہ سالن تیار کر چکی تھی۔ اس نے روٹی اور پرندوں کا گوشت ہمارے سامنے رکھتے ہوئے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نام لے کر کھایئے۔''

ہم نے کھانا کھاتے ہوئے آپس میں کہا: ''دیکھو! ہمارے اس دوست کی معاشی حالت کیسی ہے! ہمارا شمار بصرہ کے معززین میں ہوتا ہے، افسوس! ہمارے ہوتے ہوئے اس کی یہ حالت!'' یہ سن کر ہمارے ایک دوست نے کہا: ''پانچ سو (500) درہم میرے ذمہ ہیں۔'' دوسرے نے کہا: ''تین سو (300) درہم میں دوں گا۔'' اس طرح ہم سب نے حسبِ حیثیت درہم دینے اور دوسرے اہلِ ثروت سے دِلوانے کی نیتیں کیں۔ جب حساب کیا تو تقریباً پانچ ہزار (5000) درہم ہو چکے تھے۔ ہم نے کہا: ''ہم یہ ساری رقم اکٹھی کر کے اپنے اس دوست کی خدمت کریں گے۔''

چنانچہ، ہم اپنے میزبان کا شکریہ ادا کر کے شہر کی جانب چل دیئے۔ جب ہم کھجور سُکھانے کے میدان کے قریب سے گزرے تو بصرہ کے امیر محمد بن سلمان نے اپنا ایک غلام بھیج کر مجھے بلوایا۔ مَیں اس کے پاس پہنچا تو اس نے ہمارا حال پوچھا۔ میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا اور بتایا کہ ہم اس غریب دوست کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔ امیرِ بصرہ محمد بن سلمان نے کہا: ''میں تم سے زیادہ نیکی کرنے کا حق دار ہوں۔'' پھر اس نے دراہم سے بھری تھیلیاں منگوائیں اور ایک غلام سے کہا: ''یہ ساری تھیلیاں اٹھا لو اور جہاں رکھنے کا حکم دیا جائے، وہاں رکھ کر آ جانا۔'' میں بہت خوش ہوا اپنے دوست ابو عبداللہ کے مکان پر پہنچ کر دستک دی، دروازہ خود ابو عبداللہ نے کھولا۔ غلام اور رقم کی تھیلیاں دیکھ کر اس نے میری طرف یوں دیکھا جیسے میں نے اس پر بہت بڑی مصیبت توڑ دی ہو۔ اس کا انداز ہی بدل چکا تھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: ''یہ سب کیا ہے؟ کیا تم مجھے مال کے فتنے میں ڈالنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''اے ابو عبداللہ! ذرا ٹھہرو! میں تمہیں سب بات بتاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر میں نے اسے ساری بات بتائی اور یہ بھی بتایا کہ یہ مال بصرہ کے امیر محمد بن سلمان نے بھجوایا ہے۔ بس یہ سننا تھا کہ وہ مجھ پر بہت غضبناک ہوا اور گھر میں داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا، میں باہر بے چینی کے عالم میں ٹہلتا رہا، سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ امیرِ بصرہ کو کیا جواب دوں۔ بالآخر یہی فیصلہ کیا کہ سچ ہی میں نجات ہے

اور مجھے سب کچھ سچ سچ بیان کردینا چاہئے۔ یہی سوچ کر میں امیرِ بصرہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ میری بات سن کر امیرِ بصرہ غصے سے کانپتا ہوا بولا: ''میرے حکم کی نافرمانی کی گئی۔ اے غلام! جلدی سے تلوار لاؤ۔'' غلام تلوار لے کر حاضر ہوا تو امیر نے مجھ سے کہا: ''اس غلام کا ہاتھ پکڑ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ، جب وہ باہر آئے تو اس کی گردن اُڑا دو اور سر ہمارے پاس لے آؤ۔'' میں یہ حکمِ شاہی سن کر بڑا پریشان ہوا، لیکن مجبور تھا، انکار نہ کرسکا، میں بادِلِ نخواستہ (یعنی نہ چاہتے ہوئے) واپس آیا اور دروازے پر پہنچ کر سلام کیا۔ اس کی زوجہ نے روتے ہوئے دروازہ کھولا اور ایک جانب ہٹ کر مجھے اندر بلا لیا۔ میں نے گھر میں داخل ہوکر پوچھا: ''تمہارا اور ابو عبداللہ کا کیا حال ہے؟'' کہا: ''آپ سے ملاقات کے بعد اس نے کنوئیں سے پانی نکال کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر میں نے اس کی یہ آواز سنی:

''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اب مجھے مہلت نہ دے اور اپنی بارگاہ میں بلا لے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ زمین پر لیٹ گیا، میں قریب پہنچی تو اس کی روح عالمِ بالا کی طرف پرواز کرچکی تھی، یہ دیکھیں اب گھر میں اس کا بے جان جسم پڑا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا تو واقعی ایک جانب اس کی میت رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس کی زوجہ سے کہا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بندی! ہمارا قصہ بہت عجیب ہے۔ یہ کہہ کر میں امیرِ بصرہ محمد بن سلمان کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔'' اس نے کہا: ''میں اس کی نماز جنازہ ضرور پڑھوں گا۔'' کچھ دیر بعد اس کی موت کی خبر پورے بصرہ میں پھیل گئی۔ امیرِ بصرہ اور دوسرے بے شمار لوگوں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم}

حکایت نمبر 489: ملتِ ابراہیمی کا پیروکار

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن سلیمان قُرَشی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ یمن جاتے ہوئے راستے میں مجھے ایک خوبصورت نوجوان نظر آیا اس کے کانوں میں بالیاں تھیں، جن کے عمدہ وخوشنما موتیوں کی چمک سے اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پاکی بیان کرتے ہوئے یوں کہہ رہا تھا: ''آسمانوں کے بادشاہ کی وجہ سے میری عزت ووقار ہے۔ وہ غالب وقدرت والا ہے، اس میں کچھ نقص نہیں، اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔'' میں نے قریب جا کر سلام کیا۔ اس نے کہا: ''میں اس وقت تک سلام کا جواب نہیں دوں گا جب تک آپ میرا حق ادا نہ کریں۔'' میں نے کہا: ''تمہارا کون سا حق ہے؟'' کہا: ''میں حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کا پیروکار ہوں۔ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا جب تک

ایک دو میل چل کر مہمان تلاش نہ کرلوں۔ آج آپ میرے مہمان ہیں۔'' نوجوان کی یہ بات سن کر میں اس کے ساتھ چل دیا۔ کچھ دور بالوں کا بنا ہوا ایک خیمہ نظر آیا، اس نے قریب پہنچ کر بلند آواز سے کہا: ''اے میری بہن! اے میری بہن۔'' اندر سے کسی لڑکی کی آواز آئی: لَبَّیْک! (میں حاضر ہوں) میرے بھائی! نوجوان نے کہا: ''مہمان کی تعظیم کرو۔''

لڑکی نے کہا: ''ٹھہرو! پہلے میں اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرلوں جس نے ہمارے ہاں مہمان بھیجا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے نماز پڑھی۔ نوجوان مجھے خیمے میں بٹھا کر جانور ذبح کرنے چلا گیا۔ میری نظر اس لڑکی پر پڑی تو مجھے اس کا چہرہ سب سے زیادہ حسین نظر آیا۔ لڑکی نے کہا: ''میری طرف نہ دیکھئے! مدینۂ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کے شہنشاہ محمدِ مصطفٰی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان ہم تک پہنچا ہے کہ'' آنکھوں کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب مَا یُؤْمَرُ بِہٖ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ، الحدیث ۲۱۵۲، ص ۱۳۸۱) سنئے! میں آپ کی بے عزتی نہیں کررہی اور نہ ہی آپ کو ڈانٹ رہی ہوں بلکہ میرا مقصد آپ کو اَدَب سکھانا ہے تاکہ آپ دوبارہ ایسی حرکت نہ کریں۔'' لڑکی کی یہ بات سن کر میں بہت شرمندہ ہوا۔ جب رات ہوئی تو میں اور نوجوان خیمے سے باہر آ گئے اور لڑکی خیمے میں ہی رہی۔ میں ساری رات خیمے کے اندر سے قرآنِ پاک کی تلاوت سنتا رہا، آواز میں سوز و گُداز تھا۔ صبح میں نے نوجوان سے پوچھا: ''قرآنِ پاک کی تلاوت کون کررہا تھا؟'' کہا: ''میری بہن اسی طرح ساری ساری رات عبادت کرتی ہے۔'' میں نے کہا: ''وہ عورت ہے اور تُو مرد، تجھے اس سے زیادہ عبادت کرنی چاہئے؟'' نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! کیا آپ نہیں جانتے کہ وہی پروردگار عَزَّوَجَلَّ نیک اعمال کی توفیق دینے والا اور وہی عزت و ذلت دینے والا ہے۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 490:

بااختیار درزی اور ظالم افسر

قاضی ابوالحسین محمد بن عبدالواحد ہاشمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بیان کرتے ہیں کہ'' خلیفہ مُعْتَضِد باللہ کے دورِ خلافت میں ایک تاجر کا کسی سرکاری عہدیدار پر بہت سا مال قرض تھا۔ جب بھی مطالبہ کیا جاتا وہ حیلے بہانے کر کے تاجر کو واپس کر دیتا۔ اس تاجر کا بیان ہے: ''جب میں نے دیکھا کہ میرا مال کسی طریقے سے نہیں مل رہا تو میں نے اہلِ ثروت اور اعلیٰ عہدیداروں سے بات کی، حتی کہ وزیر سے بھی سفارش کروائی، لیکن مجھے میرا مال نہ مل سکا۔ اب صرف خلیفہ تک شکایت پہنچانا باقی تھی، لیکن یہ آسان کام نہ تھا۔ ایک دن مجھے میرے ایک دوست نے کہا: ''آؤ! میرے ساتھ چلو، میں تمہیں ایک ایسے شخص کے پاس لے چلتا ہوں

جوتمہارا مال واپس دلوادے گااور تمہیں خلیفہ کے پاس شکایت کرنے کی حاجت نہ ہوگی ۔ میں اس کے ساتھ چل دیا۔ وہ مجھے ایک درزی کے پاس لے گیا جو قریبی مسجد میں امام بھی تھے۔ میرے دوست نے میرا حال بیان کیا اور آنے کا مقصد بتایا تو امام صاحب فوراً ساتھ ہولئے ، ہم اس افسر کے گھر کی طرف چل دیئے۔ میں نے اپنے دوست سے کہا: ''تم نے مجھے، اپنے آپ کو اور اس غریب درزی کو مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ وہ ظالم افسر تو بڑے بڑے لوگوں کی باتوں پر کان نہیں دھرتا، وزیر جیسے بااثر شخص کی سفارش اس کے سامنے کچھ کام نہ کرسکی، پھر بھلا اس غریب درزی کی بات کو وہ کیا اہمیت دے گا۔ میری بات سن کر میرے دوست نے مسکراتے ہوئے کہا: ''تم خاموشی سے دیکھتے رہو ہوتا کیا ہے؟'' میں خاموش ہو کر چلتا رہا، جیسے ہی ہم اس ظالم افسر کے گھر کے قریب پہنچے، اس کے غلاموں نے بڑے باادب طریقے سے آگے بڑھ کر درزی کا ہاتھ چومتے ہوئے پوچھا: ''عالی جاہ! آپ کی تشریف آوری کا کیا مقصد ہے؟ ہمارا مالک ابھی ابھی سفر سے آیا ہے اگر آپ حکم دیں تو ہم فوراً اسے بلا لاتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو اندر تشریف لے چلیں اور خدمت کا موقع دیں، ہمارا مالک کچھ ہی دیر میں آجائے گا۔'' درزی نے کہا: ''چلو ہم اندر چل کر بیٹھ جاتے ہیں۔''

ہم ایک خوبصورت کمرے میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد وہ افسر آیا اور درزی کو دیکھتے ہی بہت تعظیم و توقیر کرتے ہوئے بڑے خوشامدانہ لہجے میں بولا: ''حضور! ابھی ابھی سفر سے واپسی ہوئی ہے میں اس وقت تک سفر کے کپڑے تبدیل نہیں کروں گا جب تک آپ کے آنے کا مقصد پورا نہ کردوں، حکم فرمائیں میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟'' امام صاحب نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''فوراً اس کا مال اسے دے دو۔'' افسر نے کہا: ''عالیجاہ! اس وقت میرے پاس صرف پانچ ہزار (5000) درہم ہیں، آپ اس سے کہیں کہ فی الحال یہی رقم قبول کرلے اور بقیہ رقم کے بدلے میرا سامانِ تجارت رہن (گروی) رکھ لے، میں ایک مہینے کے اندر اندر اس کی رقم واپس کردوں گا۔'' درزی (امام صاحب) نے میری طرف دیکھا تو میں نے فوراً یہ شرط قبول کرلی۔ افسر نے پانچ ہزار (5000) درہم اور سامانِ تجارت میرے حوالے کیا، میں نے امام صاحب اور اپنے دوست کو گواہ بنایا کہ ''اگر ایک ماہ کے اندر اندر اس نے میری رقم واپس نہ کی تو میں اپنی رقم کی مقدار کے مطابق اس کا سامانِ تجارت بیچنے کا اختیار رکھتا ہوں۔'' پھر دستاویز پر دستخط ہوئے اور ہم واپس آگئے۔ میں اپنا حق ملنے پر بہت خوش تھا اور حیران بھی تھا کہ نہ جانے اس امام صاحب میں ایسی کون سی طاقت ہے جس کی وجہ سے ظالم افسر اتنا مہربان ہوگیا اور اس کی اتنی تعظیم و توقیر کی۔ بہر حال ہم واپس درزی کی دکان پر آئے، تو میں نے سارا مال درزی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی بَرَکت سے مجھے میرا مال واپس دلوادیا ہے، میں اپنی خوشی سے کچھ مال آپ کی نذر کرنا چاہتا ہوں، آپ اس رقم میں سے تہائی مال یا نصف مال قبول فرمالیں۔''

امام صاحب نے کہا: ''کیا تم ایک اچھے کام کا بدلہ بُری چیز سے دینا چاہتے ہو؟ مَیں اس میں سے کچھ بھی نہیں لوں گا۔

جاؤ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں بَرَکت دے۔'' میں نے کہا: '' عالی جاہ! مجھے آپ سے ایک اور کام بھی ہے۔'' کہا: '' بتاؤ۔'' میں نے کہا: ''اس ظالم افسر کے سامنے بڑے بڑے لوگ بے بس ہوگئے، لیکن آپ کی بات اس نے فوراً مان لی، آخر وہ آپ کی اتنی تعظیم کیوں کرتا ہے؟'' امام صاحب نے کہا: '' تمہارا مال تمہیں مل چکا ہے۔ جاؤ! اب اپنا کام کرو اور مجھے بھی کام کرنے دو۔'' میں نے جب بہت اصرار کیا تو امام صاحب نے اپنا واقعہ کچھ یوں بیان کیا:

'' ہمارے گھر کے راستے میں ایک ترکی افسر کا گھر ہے۔ ایک مرتبہ جب میں اپنے گھر جا رہا تھا تو دیکھا کہ نشے میں بدمست ترکی افسر ایک عورت کو پکڑ کر اپنے گھر کی جانب کھینچ رہا تھا، وہ بے چاری مدد کے لئے پکارتی رہی، لیکن کوئی بھی اس کی مدد کو نہ آیا۔ وہ رو رو کر کہہ رہی تھی: اے لوگو! مجھے اس ظالم سے بچاؤ! میرے شوہر نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے اُس کے گھر کے علاوہ کسی اور کے ہاں رات گزاری تو وہ مجھے طلاق دے دے گا۔ اگر یہ ظالم مجھے اپنے گھر لے گیا تو میرا گھر برباد ہو جائے گا اور میں رسوا ہو جاؤں گی، خدا کے لئے مجھے اس ظالم سے نجات دلاؤ۔ وہ مظلومہ اسی طرح فریاد کرتی رہی، لیکن کوئی بھی اس کی مدد کو تیار نہ ہوا۔ میں جذبۂ ایمانی کی بدولت اس ظالم کی طرف بڑھا اور عورت کو چھوڑنے کے لئے کہا، اس نے ایک لوہے کا ڈنڈا میرے سر میں مارا اور خوب طمانچے مارے پھر اس عورت کو زبردستی اپنے گھر لے گیا۔

میں زخمی حالت میں غمگین و پریشان اپنے گھر آیا زخم سے خون دھو کر پٹی باندھی اور کچھ دیر بستر پر لیٹ گیا۔ پھر عشاء کی نماز پڑھنے مسجد گیا اور نماز کے بعد تمام نمازیوں کو اس ظالم ترکی افسر کی حرکت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا: '' تم سب میرے ساتھ چلو! یا تو وہ عورت کو چھوڑ دے گا ورنہ ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔'' لوگوں نے میری تائید کی اور ہم اس کے گھر کی جانب چل دیئے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے عورت کی رہائی کا مطالبہ کیا تو اس ظالم ترکی افسر کے کئی غلاموں نے مل کر ہم پر ڈنڈوں سے حملہ کیا، سب مجھے اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے، چند غلاموں نے مجھے پکڑ کر خوب مارا اور شدید زخمی کر دیا۔ میرا ایک پڑوسی مجھے اٹھا کر گھر لے آیا۔ گھر والوں نے زخموں پر دوائی لگا کر پٹی باندھ دی، مجھے کچھ دیر نیند آ گئی، لیکن کچھ ہی دیر بعد درد کی شدت سے آنکھ کھل گئی۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس بے چاری کو کس طرح بچایا جائے، اگر فجر طلوع ہونے تک وہ اسی ظالم کے قبضہ میں رہی تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اس کا گھر برباد ہو جائے گا۔ اے کاش! طلوعِ فجر سے قبل ہی وہ ظالم اسے چھوڑ دے۔ پھر اچانک مجھے خیال آیا کہ اس ظالم نے شراب پی رکھی ہے اسے اوقات کی معلومات بھی نہیں اگر میں ابھی اذان دے دوں تو وہ یہی سمجھے گا کہ فجر کا وقت ہو گیا ہے اور وہ اس عورت کو چھوڑ دے گا۔ اس طرح کم از کم اس بے چاری کا گھر تو بچ جائے گا۔ بس یہ خیال آتے ہی میں گرتا پڑتا مسجد پہنچا اور مینارے پر چڑھ کر بلند آواز سے اذان دی، اور اس ترکی افسر کے گھر کی طرف دیکھنے لگا۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ باہر کی ساری سڑک گھوڑوں اور سپاہیوں سے بھر گئی۔ سپاہی بلند آواز سے کہہ رہے تھے: '' اس وقت اذان کس نے دی ہے؟'' پہلے

تو میں خاموش رہا پھر یہ سوچ کر کہ شاید اس عورت کی رہائی پر یہ سپاہی میری مدد کریں میں نے پکار کر کہا: ''میں یہاں موجود ہوں اور میں نے ہی اذان دی ہے۔'' سپاہیوں نے کہا: ''جلدی نیچے آؤ، تمہیں امیر المؤمنین بلا رہے ہیں۔'' میں ان سپاہیوں کے ساتھ خلیفہ **مُعْتَضِد باللّٰہ** کے پاس آیا۔ اس نے بڑی شفقت سے مجھے اپنے قریب بٹھایا اور تسلی دینے لگا، میرا خوف جاتا رہا اور جب بالکل مطمئن ہو گیا تو کہا: ''تجھے کس نے مجبور کیا کہ تو وقت سے پہلے اذان دے کر مسلمانوں کو دھوکہ دے؟ ذرا سوچ تو سہی کہ مسافر تیری اذان سے دھوکہ کھا کر سفر شروع کر دیں گے، روزے دار کھانے پینے سے رک جائیں گے حالانکہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے۔ بتا! کس چیز نے تجھے اس کام پر مجبور کیا؟'' میں نے ڈرتے ہوئے کہا: ''اگر امیر المؤمنین مجھے جان کی امان عطا فرمائیں تو میں کچھ عرض کرتا ہوں۔'' خلیفہ نے کہا: ''تمہیں امان دی جاتی ہے، سچ سچ بتاؤ۔''

میں نے اس ظالم ترکی افسر اور عورت کا سارا واقعہ کہہ سنایا اور اپنے زخم بھی خلیفہ کو دکھائے۔ خلیفہ نے غضبناک ہو کر سپاہیوں کو حکم دیا کہ ''ابھی ابھی اس ترکی افسر اور اس مظلومہ کو میرے سامنے حاضر کرو۔'' کچھ ہی دیر میں سپاہی اس ترکی افسر اور عورت کو خلیفہ کے پاس لے آئے۔ خلیفہ نے مجھے ایک کمرے میں بھیج کر عورت سے حقیقتِ حال دریافت کی تو اس نے بھی وہی کچھ بتایا جو میں نے بتایا تھا۔ خلیفہ نے چند قابلِ اعتماد عورتوں اور سپاہیوں کے ساتھ عورت کو اس کے گھر بھیج دیا اور اس کے شوہر کو پیغام بھجوایا کہ اس عورت کے ساتھ احسان اور بھلائی والا معاملہ کیا جائے کیونکہ یہ بے قصور ہے اگر اس پر سختی کی گئی تو سخت سزا دی جائے گی۔ پھر خلیفہ نے مجھے بلایا اور اس ترکی افسر کو مخاطب کر کے پوچھا: ''بتا! تجھے کتنی تنخواہ ملتی ہے؟ بتا! تجھے کاروبار سے کتنا نفع ملتا ہے؟ تیرے پاس کتنی کنیزیں اور لونڈیاں ہیں؟ تیری سالانہ آمدنی کتنی ہے؟'' ترکی افسر نے اپنی کثیر آمدنی اور کنیزوں کے بارے میں بتایا تو خلیفہ نے کہا: ''اتنی نعمتیں ملنے کے باوجود تو نے اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی ہے۔ کیا تجھے حلال چیزیں کافی نہ تھیں؟ جو تو نے حرام کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اب تجھے دردناک سزا دی جائے گی۔ اے سپاہیو! جلدی چمڑے کا تھیلا اور چونا لے کر آؤ۔'' چمڑے کا مضبوط تھیلا اور چونا لایا گیا، اس ترکی کو تھیلے میں بند کر کے اوپر سے چونا ڈال کر ہتھوڑوں سے ضربیں لگائی گئیں۔ کچھ ہی دیر میں اس ظالم کے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وہ موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ ''اس نامراد کی لاش دریائے دِجلہ میں پھینک دی جائے۔''

تمام فوجی افسر، وزراء و اعلیٰ عہدیداران یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ وہ افسر جس کے ذمے تیر اما ل تھا وہ بھی وہاں موجود تھا۔ خلیفہ نے مجھے مخاطب کر کے کہا: ''اے شیخ! ہمارے اس ملک میں آپ جہاں بھی کوئی برائی دیکھیں، جہاں کسی ظالم کو ظلم کرتا دیکھیں تو اسے روکیں، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔'' پھر ایک بڑے افسر کی طرف اشارہ کر کے کہا: ''چاہے یہ اعلیٰ افسر ہی کیوں نہ ہو، تم اسے برائی سے روکنا اور اگر کوئی تمہارے خلاف جرأت کرے، تمہاری بات نہ مانے تو مجھے فوراً اطلاع کر دینا، ہمارے اور تمہارے

درمیان ''اذان'' نشانی ہوگی۔تم وقت سے پہلے اذان دے دینا میں سمجھ جاؤں گا اور تیری آواز سنتے ہی تیری مدد کو پہنچوں گا۔جو تجھے تکلیف پہنچائے گا اس ظالم تر کی افسر کی طرح میں اُسے عبرتناک سزادوں گا۔اب جاؤ اور اپنے کام کی پابندی کرو۔'' خلیفہ کی یہ بات سن کر میں وہاں سے آ گیا۔صبح ہوتے ہی یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی ہر خاص وعام کو میرے اختیارات کے متعلق معلوم ہوگیا اس دن سے لے کر آج تک ایک مرتبہ بھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے کسی کو انصاف دلوایا ہو اور اسے انصاف نہ ملا ہو۔خلیفہ کے ڈر سے ہر شخص میری ہر بات فوراً مان لیتا ہے۔ابھی تک دوبارہ وقت سے پہلے اذان دینے کی نوبت نہیں آئی۔یہ ہے میرا واقعہ۔'' یہ کہہ کر درزی اپنے کام میں مصروف ہوگیا اور میں گھر چلا آیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر491: خلیفہ مُعۡتَضِد باللہ کی حکمتِ عملی

ابومحمد عبداللہ بن حمدون کا بیان ہے،ایک دفعہ خلیفہ مُعۡتَضِد باللہ شکار کے لئے گیا سپاہی ابھی پیچھے تھے میں خلیفہ کے ساتھ تھا کہ اچانک قریبی کھیت کے مالک نے چیخ وپکار شروع کردی۔خلیفہ نے اسے بلا کر شور مچانے کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا:'' آپ کے لشکر کے چند سپاہیوں نے میرے کھیت سے کھیرے چرائے ہیں۔'' خلیفہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ'' مجرموں کو ہمارے سامنے پیش کرو۔'' تین شخصوں کو لایا گیا۔خلیفہ نے کھیت والے سے پوچھا:'' کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمہارے کھیرے چُرائے ہیں؟'' اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔خلیفہ نے حکم دیا کہ'' انہیں ہتھکڑیاں پہنا کر قید میں ڈال دو۔'' دوسرے دن خلیفہ نے تین مجرموں کو بلایا اور حکم دیا کہ'' انہیں کھیرے کے کھیت میں لے جا کر قتل کردو۔'' لوگوں کو اس حکم سے بڑی کوفت ہوئی کہ صرف چند کھیروں کی خاطر تین جانوں کو قتل کروایا جارہا ہے،لیکن حکمِ شاہی کے سامنے کسی کو کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی اور تین مجرموں کو قتل کردیا گیا۔لوگوں نے خفیہ طور پر اس واقعہ کی شدید مخالفت کی ،لیکن آہستہ آہستہ بات رفع دفع ہوگئی۔کافی عرصے کے بعد ایک رات میں خلیفہ مُعۡتَضِد باللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے مجھ سے کہا:'' اگر لوگ ہمارے متعلق کوئی بری بات کہتے ہیں تو بتاؤ تاکہ ہم اپنی برائی کا ازالہ کریں۔'' میں نے کہا:'' امیر المؤمنین میں ایسی کوئی برائی نہیں۔'' خلیفہ نے کہا:'' میں تجھے قسم دیتا ہوں سچ سچ بتاؤ۔'' میں نے کہا:'' کیا آپ مجھے امان دیتے ہیں؟'' کہا:'' ہاں! تمہیں امان ہے،بتاؤ! مجھ میں کیا برائی ہے؟'' میں نے کہا:'' عالی جاہ! آپ خون بہانے میں بہت جلدی کرتے ہیں،یہ بہت بری بات ہے۔'' خلیفہ نے کہا:'' خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب سے

میں خلیفہ بنا ہوں کسی ایک کو بھی ناحق قتل نہیں کیا۔''

یہ سن کر میں خاموش ہو گیا تو خلیفہ نے کہا: ''اور بتاؤ۔'' میں نے کہا: ''لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے خادمِ خاص احمد بن ابوطیب کو قتل کروا دیا حالانکہ اس کی کوئی خیانت ظاہر نہ ہوئی تھی۔'' خلیفہ نے کہا: ''اس نے مجھے کفر واِلحاد کی دعوت دی تھی۔ اب تم بتاؤ کیا میں نے اسے قتل کروا کر برا کام کیا ہے؟ میں نے اسے اس کی باطل دعوت کی سزا دی تھی اس کے علاوہ کوئی اور برائی بتاؤ جو مجھ سے سرزد ہوئی ہو۔'' میں نے کہا: ''لوگ اُن تین شخصوں کے قتل کی وجہ سے آپ سے بیزار ہے جنہیں آپ نے صرف چند کھیروں کے بدلے قتل کروا دیا تھا۔'' خلیفہ نے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! قتل ہونے والے تینوں شخص وہ نہیں تھے جنہوں نے کھیرے چرائے تھے بلکہ قتل ہونے والے تو خطرناک ڈاکو تھے، انہوں نے فلاں جگہ چوری کی تھی، فلاں جگہ ڈاکہ ڈالا تھا، وہ تو بدترین مجرم تھے، یہ علیحدہ بات ہے کہ انہیں کھیت میں قتل کیا گیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ ''جب کھیت کے مالک نے ان کی شکایت کی اور تین سپاہیوں کو پکڑ وا دیا تو میں نے انہیں قید میں ڈلوا دیا اور دوسرے دن تین ڈاکوؤں کو کھیت میں لے جا کر قتل کروا دیا اور ان کے چہروں کو ڈھانپنے کا حکم دیا تاکہ لوگ انہیں پہچان نہ سکیں اور تمام فوج یہ جان لے کہ جب کھیرے چوری کرنے کے جرم میں قتل کر دیا جاتا ہے تو بڑے جرموں کی کتنی دردناک سزا ملے گی، میں نے ظلم وزیادتی روکنے کے لئے یہ طریقہ اپنایا تھا۔ باقی وہ تینوں جنہوں نے کھیرے چرائے تھے وہ ابھی تک قید میں موجود ہیں۔'' یہ کہہ کر خلیفہ نے ان تینوں کو بلوایا قید میں رہنے کی وجہ سے ان کی حالت تبدیل ہو چکی تھی۔ خلیفہ نے ان سے کہا: ''بتاؤ تمہیں قید میں کیوں ڈالا گیا؟'' کہا ہمیں چند کھیروں کی چوری کے جرم میں قید کر دیا گیا تھا۔'' خلیفہ نے کہا: ''اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو کیا تم اپنی سابقہ غلطیوں سے تائب ہو جاؤ گے؟'' سب نے بیک زبان کہا: ''جی ہاں۔'' یہ سن کر خلیفہ نے انہیں چھوڑ دیا اور بہت سے تحائف دیئے اور ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کر دیا۔ کچھ ہی دنوں میں خلیفہ کی یہ بات سارے شہر میں پھیل گئی اور خلیفہ پر ناحق قتل کرنے کی جو تہمت تھی وہ دور ہو گئی اور حقیقت واضح ہو گئی۔

(**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حکایت نمبر 492: بس! اب میں جواب کا منتظر ہوں

حضرتِ سیِّدُنا محمد حاتم تِرمِذی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال پچانوے (95) سال کی عمر میں ہوا۔ جب ان پر نزاع کی کیفیت طاری ہوئی تو اس وقت میں ان کے پاس موجود تھا۔ کسی نے

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کوئی مسئلہ پوچھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور روتے ہوئے فرمایا: ''میرے بیٹے! پچانوے (95) سال ہوگئے میں ایک دروازے کو کھٹکھٹا رہا ہوں، اب وہ میرے لئے کھلنے والا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ میرے لئے سعادت مندی کے ساتھ کھلے گا یا بدبختی کے ساتھ بس اب میں جواب کا منتظر ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر نوسو (900) دینار قرض تھا۔ قرض خواہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ہی موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی طرف دیکھا اور بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوئے: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ تو نے رَہن کو مالداروں کے لئے دستاویز بنایا۔ میرے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ! تُو میرے قرض خواہوں کو ان کا قرض ادا فرما دے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا: ''کیا یہ احمد بن خَضْرَوَیْہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گھر ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''ہاں! یہ انہی کا گھر ہے؟'' کہا: ''ان کے قرض خواہ کہاں ہیں؟'' یہ سن کر قرض خواہ باہر گئے تو آنے والے اجنبی نے سب کا قرض ادا کیا اور چلا گیا۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیْہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا۔

{اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم}

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 493:

مخلص بندے

حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ: ''ایک رات میں نے حضرتِ سیِّدُنا سَرِی سَقَطِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہاں قیام کیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! کیا تم سو گئے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''حضور! میں جاگ رہا ہوں۔'' فرمایا: ابھی ابھی میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنی بارگاہ میں بُلا کر ارشاد فرمایا: ''اے سَرِی! کیا تُو جانتا ہے کہ میں نے مخلوق کو کیوں پیدا فرمایا؟'' میں نے عرض کی: ''اے میرے خالق عَزَّوَجَلَّ مجھے معلوم نہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''میں نے مخلوق کو پیدا کیا تو سب نے مجھ سے محبت کا دعویٰ کیا۔ پھر میں نے دنیا کو پیدا کیا تو دس ہزار (10000) میں سے نو ہزار (9000) میری محبت سے غافل ہو کر دنیا کی محبت میں کھو گئے۔ پھر میں نے جنت کو پیدا فرمایا تو ہزار میں سے نوسو (900) میری محبت سے غافل ہو کر جنت کی محبت میں کھو گئے۔ میں نے ان پر کچھ آلام و مصائب نازل کیئے تو ان مصیبتوں کی وجہ سے سو میں سے نوے (90) میری یاد سے غافل ہوگئے۔ بقیہ دس (10) بچے۔ میں نے ان سے کہا: ''نہ تو تم نے دنیا کا ارادہ کیا، نہ جنت کی رغبت کی اور نہ ہی مصیبتوں کی وجہ سے بھاگے، بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''اے ہمارے علیم

وخبیر پروردگار عَزَّوَجَلَّ تُو ہماری چاہت کوخوب جاننے والا ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''میں تم پر ایسی ایسی آزمائشیں اور مصیبتیں ڈالوں گا کہ جنہیں بلند و بالا پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتے، کیا اس صورت میں بھی تم صبر و شکر کے ساتھ استقامت پر قائم رہو گے؟'' عرض کی: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تُو جانتا ہے کہ اب تک تُو نے ہم پر جتنی مصیبتیں نازل کیں ہم ان سب پر راضی رہے اور آئندہ بھی ہر حال میں تجھ سے راضی رہیں گے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم ہی میرے مخلص بندے ہو۔''

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر 494: ایک حاجت منداور امیر شخص

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن ابراہیم فِھْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے کہ: ''ایک غریب شخص کسی امیر کے پاس اپنی حاجت طلب کرنے گیا تو دیکھا کہ وہ سجدہ کی حالت میں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعائیں مانگ رہا ہے۔ غریب شخص نے کہا: ''یہ شخص تو خود محتاج ہے پھر میں اپنی حاجت اس سے کیوں بیان کروں؟ مجھے کیا ہو گیا کہ میں اُس کی بارگاہ میں اپنی حاجت بیان نہیں کرتا جو سب کی حاجتیں پوری کرنے والا ہے۔ امیر نے جب یہ آواز سنی تو اس غریب کو دس ہزار (10000) درہم دیتے ہوئے کہا: ''یہ ساری رقم تجھے اس نے عطا کی ہے جس سے میں مانگ رہا تھا۔ جاؤ! یہ سارا مال لے جاؤ! **اللہ** تعالیٰ اس میں بَرَکت دے۔''

سلمان بن ایوب کا بیان ہے کہ ''جب وہ غریب شخص واپس گیا تو راستہ میں ایک کنویں میں گر گیا۔ وہاں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو اس کی مدد کرتا۔ جب اسے خلاصی کی کوئی راہ نظر نہ آئی تو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوا: ''اے وہ ذات کہ عرش کے کناروں سے زمین کی سب سے نچلی تہہ تک اس کے سوا کوئی ایسا نہیں جو عبادت کے لائق ہو۔ بے شک تُو اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے۔ میرے خالق عَزَّوَجَلَّ! تُو بہتر جانتا ہے کہ اس وقت مجھ پر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے؟ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میری خلاصی کی راہ بنا دے۔'' ابھی اس شخص کے دعائیہ کلمات مکمل بھی نہ ہونے پائے تھے کہ وہ کنوئیں سے نکل کر باہر زمین پر آ گیا۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم }

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

حکایت نمبر495:

حکومت کے طلبگاروں کو نصیحتیں

حضرتِ سیِّدُ نا عبیداللہ بن محمد قُرَشی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''سابقہ لوگوں میں سے چند نیک لوگوں نے ایک کتاب کے بارے میں بیان کیا کہ اس میں بے شمار عبرت آموز باتیں اور فکرِ آخرت دلانے والی متعدد حکایات واَمثال (مثالیں) ہیں۔ عقلمند اس کے مطالعہ سے آخرت کی طرف راغب ہوتا اور فانی دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے۔ وہ کتاب ''اُنطونس'' کی طرف منسوب ہے۔ ''اُنطونس'' کے بارے میں منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُ نا عیسٰی روح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے مُبارَک زمانے کے بعد یہ ایک بادشاہ گزرا ہے، جس نے تین سو بیس (320) سال عمر پائی۔ جب وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنی سلطنت کے تین نیک و پارسا اور صاحب علم سرداروں کو بلایا اور کہا: ''تم جانتے ہو کہ میں اب کس حالت میں ہوں اور مجھے کیا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ تم لوگ سلطنت کے عظیم وافضل لوگوں میں سے ہو۔ میں نہیں جانتا کہ تم تینوں میں سے امورِ سلطنت کے لئے کون زیادہ بہتر رہے گا؟ اس لئے میں نے قوم کے بہترین لوگوں میں سے چھ (6) افراد کو منتخب کیا ہے، وہ تم میں سے جسے مناسب سمجھیں میرے بعد اپنا بادشاہ مقرر کرلیں۔ تم ان کے فیصلے کو بخوشی قبول کر لینا۔ خبردار! اختلاف سے بچنا ورنہ تم خود بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور اپنی رعایا کو بھی ہلاکت میں مبتلا کر دو گے۔'' تینوں نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی عمر دراز فرمائے۔'' بادشاہ نے کہا: ''موت ضرور آنی ہے اس سے بچا نہیں جا سکتا۔ تم میری باتوں پر ضرور عمل کرنا۔'' پھر اسی رات بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ جن چھ سرداروں کو نئے بادشاہ کے انتخاب کا اختیار دیا گیا تھا وہ سردار کسی ایک پر متفق نہ ہوئے بلکہ دو، دو، سردار ہر ایک کے ساتھ ہو گئے۔ جب ملک کے بزرگوں اور حکماء نے یہ اختلاف دیکھا تو کہا: ''تمہارے درمیان تو ابھی سے اختلاف شروع ہو گیا، سنو! ہمارے ملک میں ایک ایسا شخص ہے جو سب سے افضل ہے، اس کی حکمت ودانائی میں کسی کو شک نہیں۔ وہ جس کو بادشاہ مقرر کر دے گا وہ باعثِ برکت ہوگا۔ جاؤ! تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ فلاں پہاڑ پر ایک غار میں رہتا ہے۔

چنانچہ، ان تینوں نے چھ سرداروں میں سے ایک کو عارضی طور پر امورِ سلطنت کا نگران بنایا اور خود ''انطونس'' نامی راہب کے پاس چلے گئے اور حقیقتِ حال بیان کرتے ہوئے کہا: ''آپ ہم میں سے جس پر راضی ہو جائیں گے وہی بادشاہ ہوگا۔'' راہب نے کہا: ''لوگوں سے دور ہو کر مجھے کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ میری اور لوگوں کی مثال تو اس شخص کی طرح ہے جس کے جانوروں کے باڑے میں بھیڑیئے گُھس آئے ہوں وہ بھیڑیوں سے جان بچا کر ایک اور گھر میں پہنچے تو وہاں شیر موجود ہوں۔'' یہ سن کر ان تینوں نے کہا: ''ہم جس کام کے سلسلے میں آئے ہیں اس کی طرف ہمارے ملک کے اہلِ علم حضرات نے راہنمائی کی ہے، ان کی رائے ہے کہ آپ کے مشورے میں برکت وبھلائی ہوگی۔ برائے کرم! آپ ہم میں سے جس کو بہتر گمان کرتے ہیں اس کی تعیین فرما دیں تاکہ وہ

ملک کے نظام کو سنبھال سکے۔'' راہب نے کہا: ''میں نہیں جانتا کہ تم میں سے افضل کون ہے؟ تم سب ایک ہی چیز کے طالب ہو اور اس طلب میں تم سب برابر ہو۔'' تینوں میں سے ایک نے سوچا کہ اگر میں اس عہدے سے بیزاری ظاہر کروں تو شاید مجھے ہی بادشاہی سونپ دی جائے۔ چنانچہ، اس نے راہب سے کہا: ''میں اس بادشاہی منصب کے بارے میں اپنے دونوں ساتھیوں سے ہرگز نہیں اُلجھوں گا۔'' راہب نے کہا: ''میرا تو یہ گمان ہے کہ تیرے دونوں ساتھیوں میں سے کوئی بھی تیرے علیحدہ ہو جانے کو ناپسند نہیں کرتا۔ اب تم ہی ان دونوں میں سے جسے چاہو بادشاہت کے لئے چن لو اور میرے کان میں بتادو، میں اُسی کو بادشاہ بنا دوں گا۔'' اس نے راہب کی یہ بات سنی تو کہا: ''عالیجاہ! آپ جسے چاہیں اختیار فرمالیں میں یہ کام نہیں کرسکتا۔'' راہب نے کہا: ''اس سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ تم نے اپنی دستبرداری کے قول سے رجوع کرلیا ہے اور تم اب بھی بادشاہت کے مُتَمَنِّی (یعنی خواہش مند) ہو، اب پھر تم تینوں میری نظر میں برابر ہوگئے ہو۔ میری باتیں بڑی غور سے سننا! میں تمہیں نصیحت کروں گا، دنیا اور اس میں تمہاری موجودگی کی مثالیں پیش کروں گا۔ تم سب سمجھ دار اور اہلِ علم ہو۔ مجھے بتاؤ کہ تمہاری بادشاہت اور تمہاری عمریں کتنی طویل ہوں گیں؟ تم کتنا عرصہ زندہ و باقی رہو گے؟'' تینوں نے کہا: ''ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کتنا عرصہ زندہ رہیں گے؟ ہوسکتا ہے پلک جھپکنے کی مقدار بھی زندہ نہ رہ سکیں۔'' راہب نے کہا: ''پھر تم ایک غیر یقینی چیز کے دھوکے میں کیوں پڑے ہو؟'' کہا: ''صرف اس امید پر کہ شاید ہماری عمریں طویل ہوں۔'' راہب نے پوچھا: ''اچھا یہ بتاؤ تمہاری عمر کتنی ہے؟'' کہا: ''ہم میں سے سب سے چھوٹا پینتیس (35) سال اور سب سے بڑا چالیس (40) سال کا ہے۔''

راہب نے پوچھا: ''اچھا یہ بتاؤ، زیادہ سے زیادہ تم کتنا عرصہ زندہ رہنا پسند کرتے ہو؟'' کہا: ''چالیس سے زیادہ زندہ رہنا ہمیں پسند نہیں اور نہ ہی اتنی عمر کے بعد زندہ رہنا فائدہ مند ہے۔'' راہب نے کہا: ''پھر تم اپنی بقیہ عمر میں اس ملک کو حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے جو کبھی برباد نہ ہوگا؟ ایسی نعمتیں کیوں نہیں چاہتے جو کبھی ختم نہ ہوں گی؟ ایسی لذت و زندگی کو محبوب کیوں نہیں رکھتے جسے موت بھی ختم نہیں کرے گی؟ نہ وہ زندگی ختم ہوگی، نہ وہاں غم و پریشانی ہوگی نہ بیماری۔ تم ایسی نعمتوں کے لئے کیوں کوشش نہیں کرتے؟'' کہا: ''ہمیں امید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ہمیں یہ چیزیں ضرور ملیں گی۔'' راہب نے کہا: ''تم سے پہلے بھی ایسے لوگ تھے جو ایسی ہی امیدیں کرتے تھے جیسی تم کرتے ہو۔ وہ بھی ایسی ہی خواہش کرتے تھے جیسی تم کرتے ہو۔ انہوں نے انہی امیدوں کی وجہ سے اعمالِ صالحہ ترک کردیئے یہاں تک کہ انہیں موت آ پہنچی پھر سزا ان کا مُقدَّر بنی اور تم تک ان کی خبریں پہنچ چکی ہیں۔ جسے معلوم ہو کہ سابقہ لوگوں کا کیا انجام ہوا اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ بغیر عمل کے امید کرے۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو شخص لَق و دَق (ویران) صحراء میں پانی ساتھ لئے بغیر سفر کرے تو قریب ہے کہ پیاس کی شدت سے مرجائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے جسموں کو ہلاک کرنے کے بارے میں امیدوں پر بھروسہ کرتے ہو لیکن

زندگی سنوارنے کے لئے امیدوں پر بھروسہ نہیں کرتے، جس گھر کی بربادی کا تمہیں علم ہے تم اسی کے حصول کے لئے کوشاں ہو اور ہمیشہ رہنے والے گھر کو عارضی دنیا کی وجہ سے چھوڑ رہے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جس شہر میں تم نے مکانات و محلات تعمیر کئے اگر تم سے کہا جائے کہ عنقریب اس شہر پر ایک زبردست بادشاہ بہت بڑا لشکر لے کر حملہ آور ہوگا وہ تمام عمارتیں گرا دے گا اور شہریوں کو قتل کر دے گا'' تو کیا تم ایسے شہر میں رہنا پسند کرو گے؟ کیا ایسی عمارتوں میں رہائش اختیار کرو گے؟'' تینوں نے کہا: ''نہیں، ہم لمحہ بھر کے لئے بھی ایسے شہر میں رہنا پسند نہیں کریں گے۔'' راہب نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تمام بنی آدم کا معاملہ کچھ ایسا ہی ہے، عنقریب سب کو موت کا سامنا کرنا پڑے گا، دُنیا کا ہر شہر بالآخر ختم ہو جائے گا۔ ہاں! میں تمہیں ایک ایسے شہر کے متعلق بتاتا ہوں جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ اس میں اَمن ہی اَمن ہوگا۔ وہاں تمہیں کوئی ظالم اپنے ظلم کا نشانہ نہ بنا سکے گا اور نہ ہی کوئی جابر حاکم مُسلّط ہوگا، وہاں کے پھل و باغات کبھی ختم و کم نہ ہوں گے۔''

تینوں نے کہا: ''آپ جو کہنا چاہتے ہیں ہم سمجھ گئے ہیں، لیکن ہمارے نفس تو دنیا کی محبت کا جام پی چکے ہیں، اب اس دائمی نعمتوں والے شہر (جنت) کا حصول اتنا آسان نہیں؟'' راہب نے کہا: ''بڑے سفروں کی وجہ سے بڑے بڑے منافع حاصل ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ جاہل اور عالم اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے بارے میں برابر کیسے ہو گئے۔ مگر ہاں! یہ بات ہے کہ جو چور چوری کی سزا سے ناواقف ہو وہ اس چور سے زیادہ معذور ہے جو سزا سے واقفیت کے باوجود چوری کرے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو اپنی آخرت کی بھلائی کے لئے مال خرچ نہیں کرتا بلکہ دوسروں پر خرچ کرتا ہے۔ میں اس دنیا کے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ اپنے لئے آخرت میں ذخیرہ تیار نہیں کرتے۔ ایسا لگتا ہے جیسے انہیں اُن باتوں پر یقین ہی نہیں جو انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام نے بتائیں اور جنہیں لے کر وہ پاک ہستیاں اس دنیا میں مبعوث ہوئیں۔'' تینوں نے کہا: ''ہم اس قوم میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کی لائی ہوئی باتوں میں سے کسی کی تکذیب کرتا ہو۔'' راہب نے کہا: ''مجھے بہت زیادہ تعجب ہے کہ لوگ کہتے تو یہ ہیں کہ ہم تصدیق کرتے ہیں، لیکن ان کا عمل ان کے قول کے خلاف ہے گویا وہ بغیر اعمال کے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔'' تینوں نے راہب سے کہا: ''ہمیں بتائیے کہ آپ کو امور کی معرفت کس طرح حاصل ہوئی؟ آپ کس طرح دنیا کی حقیقت سے آگاہ ہوئے؟'' کہا: ''جب میں نے اس دنیا کی ہلاکت کے بارے میں غور و فکر کیا تو یہ بات واضح ہوئی کہ ہلاکت چار ایسی چیزوں کی وجہ سے ہوتی ہے جن میں لذت رکھی گئی۔ اور یہ چار دروازے ہیں جو جسم میں ترکیب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے تین سر میں اور ایک پیٹ میں ہے۔ دو آنکھیں، دو نتھنے اور گلا یہ سر کے دروازے ہیں۔ اور چوتھی راہ جو پیٹ میں ہے وہ شرمگاہ ہے۔ انہی دروازوں سے انسان پر بلائیں اور مصیبتیں آتی ہیں۔ پھر جب میں نے غور و فکر کیا کہ تکلیف کے اعتبار سے کون سا دروازہ زیادہ خفیف ہے؟ تو سب سے زیادہ خفیف دروازہ نتھنے محسوس ہوئے کیونکہ یہ خوشبو

اور دیگر سوگھنے والی چیزوں کو چاہتے ہیں ۔ بقیہ تین دروازوں کے بارے میں غور کیا تو گلا کی مشقت سب سے زیادہ ہلکی محسوس ہوئی کیونکہ یہ جسم کا ایسا راستہ ہے جس کے ذریعے سے غذا پیٹ تک پہنچتی ہے۔ اور جب پیٹ کا برتن بھر جاتا ہے تو یہ دروازہ برابر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا میں نے نفسانی خواہشات والے کھانوں کو ترک کر دیا اور صرف ایسی غذا پیٹ کے برتن میں ڈالی جس سے جسم سلامت رہ سکے ۔ پھر میں نے شرمگاہ کی مصیبت کے بارے میں غور کیا تو یہ بات واضح ہوئی کہ شرمگاہ اور آنکھوں کا تعلق دل سے ہے اور آنکھوں کا دروازہ شہوت کا ساقی ہے اور یہ دونوں جسم کی ہلاکت کا بڑا سبب ہیں ۔ لہٰذا میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ میں ان دونوں مصیبتوں کو اپنے سے دور کر دوں گا ۔ کیونکہ ان کو چھوڑ دینا میرے نزدیک اپنے جسم کو ہلاکت میں ڈالنے سے آسان ہے۔ خوب غور وخوض کے بعد یہی بات سامنے آئی کہ ان مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کا سب سے بہترین حل لوگوں سے دوری اختیار کرنا ہے۔ پھر میں نے دنیا والوں کو چھوڑا اور اس مقام پر عبادتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغول ہو گیا، اس طرح مجھے گناہوں کی مصیبت سے نجات مل گئی ۔ پھر میں نے اپنے اندر چار لذّتیں محسوس کیں تو چار اچھی خصلتوں سے انہیں دفع کر دیا۔''

پوچھا: ''وہ لذتیں کون سی ہیں؟ اور وہ خصلتیں کیا ہیں؟'' راہب نے کہا: ''لذتیں تو یہ ہیں (۱)...... مال کی لذت، (۲)...... اولاد کی لذت، (۳)...... بیویوں کی لذت اور (۴)...... سلطنت کی لذت ۔ اور چار خصلتیں یہ ہیں (۱)...... فکر (۲)...... غم (۳)...... خوف اور (۴)...... اس موت کا ذکر جو لذتوں کو ختم کرنی والی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی بھی لذت میں کوئی خیر نہیں اور موت ہر لذت کو ختم کر دے گی اور کون سا گھر ایسا ہے جو اس مصیبتوں کے گھر سے زیادہ بُرا اور شر انگیز ہو گا؟ سنو! تم لوگ اس شخص کی طرح ہو جاؤ جو اپنے شہر سے رزق کی تلاش میں نکلا تو پیچھے سے دشمنوں نے اس شہر پر حملہ کر دیا، وہاں کے مکینوں کو سخت اِیذائیں پہنچائیں اور تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ لیکن وہ شخص پہلے ہی اپنے شہر سے چلا گیا اور اس طرح تکلیفوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہا۔ سنو! مجھے اہلِ دنیا پر بہت زیادہ تعجب ہوتا ہے کہ وہ غم، پریشانی اور تکلیفوں کے ہوتے ہوئے لذات سے کیسے فائدہ اٹھاتے ہیں؟ تعجب اور شدید تعجب ہے ان عقل مندوں پر جو اپنے جسموں کی سلامتی نہیں چاہتے ۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس طرح ہلاک کرنا چاہتے ہیں جیسے ''سانپ والے'' نے اپنے آپ کو ہلاک کیا۔'' پوچھا: ''وہ ''سانپ والا'' کون تھا؟ ذرا تفصیل سے بتایئے!

سونے کا انڈہ دینے والا سانپ

راہب نے کہا منقول ہے کہ: ''ایک شخص کے گھر میں ایک سانپ رہتا تھا، سب گھر والوں کو اس کے بل کا معلوم تھا۔ سانپ روزانہ سونے کا ایک انڈہ دیتا جس کا وزن ایک مثقال ہوتا۔ صاحبِ مکان روزانہ اس کے بل سے سونے کا انڈہ لے آتا۔ اس نے گھر والوں کو بتا دیا کہ وہ اس معاملہ کو پوشیدہ رکھیں ۔ کئی ماہ یہ سلسلہ چلتا رہا اور وہ سونے کا انڈہ حاصل کرتا رہا۔ ایک دن سانپ اپنے بل سے نکلا اور اس کی بکری کو ڈَس لیا۔ سانپ کا زہر ایسا جان لیوا تھا کہ فوراً بکری کی موت واقع ہو گئی ۔ سب گھر

والے بہت غضبناک و پریشان ہوئے تو اس شخص نے کہا: ''ہمیں سانپ سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ بکری کی قیمت سے کہیں زیادہ ہے، لہٰذا غم کی کوئی بات نہیں۔'' اس طرح معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ سال کے شروع میں سانپ پھر باہر آیا اور اس کے پالتو گدھے کو ڈس لیا گدھا فوراً مر گیا۔ اس شخص نے گھبراتے ہوئے کہا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ سانپ ہمیں مسلسل نقصان پہنچا رہا ہے۔ جب تک یہ نقصان جانوروں تک محدود رہے گا میں صبر کروں گا اس کے بعد ہرگز صبر نہیں کروں گا۔'' پھر دو سال تک سانپ نے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائی، تمام گھر والے سانپ سے بہت خوش رہنے لگے اور اس کے معاملے کو لوگوں پر پوشیدہ رکھا۔ پھر ایک دن سانپ اپنے بل سے باہر نکلا اور ان کے سوتے ہوئے خادم کو ڈَس لیا۔ اس بے چارے نے مدد کے لئے اپنے مالک کو پکارا مالک پہنچا لیکن اتنے میں زہر کی وجہ سے غلام کا جسم پھٹ چکا تھا۔ اس نے کہا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ اس سانپ کا زہر بہت خطرناک ہے، یہ جسے ڈس لیتا ہے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اب میں اپنے گھر والوں کے بارے میں اس سے مطمئن نہیں ہوسکتا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ان میں سے کسی کو ڈس لے۔ اسی سوچ و پریشانی میں کئی دن گزر گئے۔ پھر اس نے کہا: ''اس سانپ کی وجہ سے مجھے مالی نقصان ہو رہا ہے لیکن جو فائدہ اس کے سونے کے انڈوں کی وجہ سے مجھے حاصل ہو رہا ہے وہ نقصان سے کہیں زیادہ ہے، لہٰذا مجھے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔'' اس طرح اس لالچی شخص نے اپنے آپ کو مطمئن کر لیا۔

کچھ دنوں بعد سانپ نے اس کے بیٹے کو ڈس لیا۔ اس نے فوراً طبیب کو بلایا لیکن طبیب علاج نہ کر سکا اور اس کے بیٹے کی موت واقع ہوگئی۔ اب تو ماں، باپ کو بیٹے کی موت کا ایسا غم ہوا کہ سانپ سے پہنچنے والا تمام نفع بھول گئے اور غضبناک ہو کر کہا: ''اب اس سانپ میں کوئی بھلائی نہیں، بہتر یہی ہے کہ اس موذی کو فوراً قتل کر دیا جائے۔'' سانپ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو کچھ دنوں تک غائب رہا اس طرح انہیں سونے کا انڈہ نہ مل سکا۔ جب زیادہ عرصہ ہوگیا تو انڈہ نہ ملنے کی وجہ سے ان کی لالچی طبیعت میں بے چینی ہونے لگی۔ چنانچہ وہ اور اس کی بیوی، سانپ کے بل کے پاس آئے، وہاں دھونی دی، خوشبو مہکائی اور اس طرح پکارنے لگے: ''اے سانپ تُو دوبارہ ہمارے پاس آجا! ہم نہ تو تجھے ماریں گے اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچائیں گے، جلدی سے ہمارے پاس آجا۔'' سانپ نے یہ سنا تو واپس آ گیا اور ان کی خوشیاں پھر لوٹ آئیں۔ وہ اپنے بیٹے اور غلام کی موت کو بھول گئے اور ایسے رہنے لگے گویا اس موذی جانور سے کوئی نقصان پہنچا ہی نہ ہو۔ پھر ایک دن سانپ نے سوتے ہوئے اس کی زوجہ کو ڈس لیا وہ شدتِ درد سے چیخنے لگی اور تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوگئی۔ اب وہ لالچی شخص اکیلا رہ گیا، نہ اولاد رہی اور نہ ہی بیوی۔ بالآخر اس نے سانپ والا معاملہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کے سامنے ظاہر کر ہی دیا۔ سب نے یہی مشورہ دیا کہ ''اس موذی سانپ کو جلد از جلد قتل کر دے، تو نے اسے قتل کرنے کے معاملہ میں بڑی بے احتیاطی بَرتی اس کا دھوکہ اور برائی تیرے سامنے کب کی ظاہر ہو چکی تھی، تُو نے خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے اسے قتل کر دے۔''

چنانچہ، وہ شخص اپنے گھر آیا اور سانپ کی گھات میں بیٹھ گیا۔ اچانک سانپ کے بل کے قریب اسے ایک نایاب موتی نظر آیا جس کا وزن ایک مثقال تھا۔ موتی دیکھ کر اس کی لالچی طبیعت خوش ہوگئی۔ وہ لالچ کے عمیق گڑھے میں گرتا ہی چلا گیا، شیطان نے اسے بہکایا تو دولت کی ہَوَس نے اس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا۔ وہ سب باتیں بھول کر کہنے لگا: ''زمانہ طبیعتوں کو مختلف کر دیتا ہے، اس سانپ کی طبیعت بھی مختلف ہوگئی ہوگی جس طرح سونے کے انڈوں کے بجائے یہ موتی دینے لگا ہے، اسی طرح اس کا زہر بھی ختم ہوگیا ہوگا، لہٰذا مجھے سانپ سے بے خوف ہو جانا چاہئے۔'' یہ کہہ کر اس نے سانپ کے بل کے قریب جھاڑو دی، خوشبو مہکائی، پانی چھڑکا تو سانپ دوبارہ اس کے پاس آنے لگا۔ اب یہ لالچی شخص قیمتی موتی پا کر بہت خوش رہنے لگا اور سانپ کی سابقہ دھوکہ بازی کو بھول گیا۔ پھر اس نے سارا سونا اور موتی برتن میں ڈال کر ایک گڑھا کھود کر زمین میں دبا دیا اور اس پر سر رکھ کر سو گیا۔ رات کو سانپ نے اسے بھی ڈس لیا۔ شدتِ درد کی وجہ سے اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں تو پڑوسی بھاگ کر آئے اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: ''تم نے اسے قتل کرنے میں سستی کیوں کی، اور لالچ میں آکر اپنی جان کیوں دے دی؟'' لالچی شخص خاموش رہا اور سونے سے بھرا ہوا برتن نکال کر اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے حوالے کرتے ہوئے اپنے فعل سے معذرت کی۔ دوستوں اور عزیزوں نے کہا: ''آج کے دن تیرے نزدیک اس مال کی کوئی وقعت نہیں کیونکہ اب یہ دوسروں کا ہو جائے گا اور تُو خالی ہاتھ چلا جائے گا۔'' کچھ ہی دیر بعد وہ لالچی شخص ہلاک ہوگیا اور سارا مال دوسروں کے لئے چھوڑ گیا۔ لوگوں نے کہا: ''اس محروم شخص نے خود ہی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا حالانکہ ہم سب نے اسے کہا تھا کہ اس موذی سانپ کو فوراً ہلاک کر دینا لیکن مال و دولت کے لالچ نے اسے اندھا کر دیا۔''

یہ واقعہ سنانے کے بعد راہب نے کہا: ''مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو سانپ والی حکایت جاننے کے باوجود بھی عبرت حاصل نہیں کرتے! ایسا لگتا ہے کہ ان کا یہ قول کہ ''ہمیں امید ہے کہ اعمال پر ثواب ملے گا'' صرف ان کی زبانوں تک محدود ہے کیونکہ ان کے اعمال اس قول کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو جاننے کے باوجود غافل ہیں، اگر ان کو بھی وہ شے پہنچی جو'' **انگور والے**'' کو پہنچی تھی تو ان کے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔'' پوچھا: ''حضور! ''**انگور والے**'' کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہمیں تفصیلاً بتایئے؟''

تین مزدوروں کا قصہ

راہب نے کہا: ''مشہور ہے کہ ایک مال دار شخص کے کھیت میں انگور کی بیلیں اور پھلوں کے درخت تھے۔ اس نے انگوروں کی دیکھ بھال کے لئے تین مزدوروں کو بلایا اور سب کو کھیت کا ایک ایک حصہ دیتے ہوئے کہا: ''تم میرے کھیت کی

حفاظت کرنا انگوروں میں سے جتنا کھاؤ کھالینا، لیکن بقیہ پھلوں سے ہرگز ہرگز نہ کھانا، ورنہ! تم پر سزا لازم ہو جائے گی۔ میں چند دنوں بعد آکر کھیت کو دیکھوں گا، خبر دار! میری نافرمانی سے بچنا اور انگوروں کے علاوہ کوئی بھی پھل ہرگز نہ کھانا۔'' یہ کہہ کر مالک چلا گیا۔ ایک مزدور نے تو اپنا ہر وہ کام کیا جس کا حکم دیا گیا تھا، اس نے صرف انگور کھانے پر ہی اکتفاء کیا اور ان درختوں کے قریب نہ گیا جن سے منع کیا گیا تھا۔ دوسرے نے بھی کھیت کی خوب دیکھ بھال کی، کچھ دن تو وہ دوسرے پھل کھانے سے رُکا رہا لیکن جلد ہی اس کے نفس نے پھل کھانے پر اُکسایا اور اس نے پھل کھانا شروع کر دیئے۔ تیسرے مزدور نے خوب پھل کھائے اور کھیت کی دیکھ بھال کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوا، نَتِیْجَۃً اس کے حصے کی کھیتی تباہ ہوگئی۔ جب کھیت کا مالک آیا تو پہلے مزدور کا عمل دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ نہ تو اس نے ممنوعہ پھل کھائے تھے اور نہ ہی کام میں سستی کی تھی۔ کھیت والے نے اس کی خوب تعریف کی اور مقررہ اجرت سے زیادہ مال دیا۔ پھر دوسرے مزدور کے پاس آیا تو اس کے کام کو دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جب پھلوں میں کمی دیکھی تو کہا: ''پھلوں میں یہ کمی کیسی؟'' مزدور نے کہا: ''میں نے کچھ پھل کھائے ہیں۔'' مالک نے کہا: ''کیا میں نے منع نہ کیا تھا؟'' کہا: ''منع تو کیا تھا لیکن مجھے آپ سے عَفْو و درگزر کی اُمید تھی، بس اسی اُمید نے مجھے اس کام پر اُکسایا۔'' مالک نے کہا: ''عَفْو و دَرْگزر کا معاملہ اس وقت ہوتا جب منع نہ کیا ہوتا، سختی سے منع کرنے کے باوجود تو نے میری نافرمانی کی، لہٰذا تجھے سزا ضرور ملے گی، مگر تجھ پر ظلم ہرگز نہ ہوگا، جتنا جُرم اتنی ہی سزا۔'' پھر تیسرے مزدور کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کے حصے کا کھیت برباد ہو چکا ہے اور انگوروں کی بیل بھی ضائع ہو چکی ہے۔ مالک نے غضبناک ہو کر کہا: ''تیری خرابی ہو یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟'' مزدور نے کہا: ''سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔'' مالک نے کہا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ نہ تو، تُو نے کھیت کی دیکھ بھال کی اور نہ ہی اس بات سے رُکے جس سے میں نے منع کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تیرے حصے کا کھیت اور پھل برباد ہو گئے۔ میں تجھے ایسی سزا دوں گا جس کا تُو حق دار ہے۔''

جب لوگوں کے سامنے ان تینوں کا معاملہ پیش ہوا تو انہوں نے کہا: ''پہلا مزدور کتنا اچھا تھا کہ دیانت سے کام لیا لہٰذا مالک کی طرف سے اچھی جزا کا مستحق ہوا۔ اور دوسرے نے احمقانہ حرکت کی اگر وہ صبر کرتا اور ممنوعہ پھل نہ کھاتا تو یہ بھی پہلے مزدور کی طرح انعام واکرام کا مستحق ہوتا۔ اور تیسرا مزدور کتنا برا تھا کہ نہ تو وہ کام کیا جو اس پر لازم تھا بلکہ نافرمانی کرتے ہوئے ممنوعہ پھل بھی خوب کھائے اس کا شر بہت بڑا تھا۔

یہ حکایت سنانے کے بعد راہب نے کہا: ''دنیا میں تمہارے اعمال کی مثال بھی ان مزدوروں کی طرح ہے، روزِ جزاء ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق جزاء دی جائے گی۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو لمبی لمبی عمروں کی خواہش کرتے ہوئے، لمبی لمبی امیدیں باندھتے ہیں۔ میں نے لوگوں میں اولاد کو والدین کے لئے سب سے بڑا دشمن پایا۔ والدین اپنی اولاد کی خوشیوں کے

لئے کیا کچھ نہیں کرتے ، یہ اپنے بدنوں کو دوسروں کی دنیا سنوارنے کے لئے تھکا ڈالتے ہیں۔ لذت وسرور میں دوسروں کو شامل کر لیتے اور پھر ''**کشتی والے**'' کی طرح ہو جاتے ہیں۔'' سرداروں نے کہا: ''**کشتی والا کون تھا**''؟ اور اس کا کیا معاملہ تھا؟''

کشتی بنانے والا کیسے ہلاک ہوا......؟

راہب نے کہا: ''مشہور ہے کہ کسی شہر میں ایک بڑھئی رہتا تھا۔ وہ روزانہ ایک درہم کماتا، آدھا درہم اپنے بوڑھے والد، بیوی اور دو بچوں پر خرچ کرتا اور آدھا سنبھال کر رکھ لیتا۔ عرصہ دراز تک اسی طرح محنت ومزدوری کر کے وہ اپنے گھر کا نظام اَحسن طریقے سے چلاتا رہا۔ ایک دن اس نے اپنی جمع کردہ رقم شمار کی تو وہ سو(100) دینار سے کچھ زائد تھی۔ اس نے کہا: ''میں تو بہت خسارے میں رہا، اگر میں کشتی تیار کر کے تجارت کرتا تو آج خوب مال دار ہوتا، اب مجھے کشتی بنانی چاہئے۔'' لہٰذا اس نے اپنا ارادہ اپنے والد پر ظاہر کیا تو اس نے کہا: ''اے میرے بیٹے! ہر گز یہ کام نہ کرنا، مجھے ایک ستارہ شناس (ستاروں کا علم رکھنے والے) نے بتایا تھا کہ تیرا یہ بیٹا سمندر میں غرق ہو کر مرے گا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب تُو پیدا ہوا تھا۔'' بڑھئی نے کہا: ''کیا اس نے یہ بتایا تھا کہ مجھے مال ودولت ملے گا؟'' باپ نے کہا: ''ہاں! اسی لئے تو میں نے تجھے تجارت سے منع کر کے ایسا کام تلاش کیا جس کے ذریعے روزانہ اجرت ملتی رہے۔'' بڑھئی نے کہا: ''ستارہ شناس کے قول کے مطابق اگر مجھے مال ملے گا تو یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ میں سمندری تجارت کروں۔'' باپ نے کہا: میرے بچے! تُو اپنے اس ارادے سے باز آجا مجھے خوف ہے کہ تُو ہلاک ہو جائے گا۔'' بیٹے نے کہا: ''تجارت کے ذریعے مجھے مال تو ضرور حاصل ہو گا اگر میں زندہ رہا تو بقیہ عمر خیر سے گزرے گی، اگر مر گیا تو اپنی اولاد کے لئے بہت سی دولت چھوڑ جاؤں گا۔'' باپ نے کہا: ''میرے بیٹے! اولاد کی وجہ سے اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈال۔'' بیٹے نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہر گز اپنی رائے تبدیل نہ کروں گا، میں تجارت ضرور کروں گا۔'' باپ مجبور ہو کر خاموش ہو گیا۔ بڑھئی نے کشتی تیار کر کے اسے خوب سجایا پھر اس میں کئی قسم کا سامانِ تجارت رکھ کر سفر پر روانہ ہو گیا۔ ایک سال بعد جب واپس آیا تو اس کے پاس سو(100) قنطار سونے جتنی رقم موجود تھی۔ بیٹے کو صحیح سلامت دیکھ کر باپ نے **اللہ** تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کے لائے ہوئے مال کی تعریف کرتے ہوئے کہا: ''میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا بیٹا اس سفر سے سلامتی کے ساتھ واپس آ گیا تو میں اس کی بنائی ہوئی کشتی کو آگ لگا دوں گا۔'' بیٹے نے کہا: ''ابا جان! آپ نے میری ہلاکت اور میرے گھر کی بربادی کا ارادہ کر لیا ہے۔'' باپ نے کہا: میرے بیٹے! میں نے یہ ارادہ تمہاری زندگی اور تمہارے گھر کی تادیر سلامتی کے لئے کیا ہے۔ معاملات کو میں تجھ سے کہیں زیادہ جانتا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے وسعت دی ہے اب تجھے چاہئے کہ اس کی رضا والے کام کر اور اس کا شکر بجا لا کہ اس نے تجھے مفلسی سے بچا کر امیر ترین شخص بنا دیا ہے۔ اب تُو اس کی

خوب عبادت کر میں تیرے بدن کی سلامتی چاہتا ہوں اور مجھے کوئی غرض نہیں۔ تُو میری بات مان لے۔''

بیٹے نے کہا: ''میں چند دن کے لئے سفر پر جاؤں گا اور جلد ہی بہت زیادہ نفع لے کر آؤں گا۔'' یہ کہہ کر بڑھئی دوبارہ سفر پر روانہ ہوگیا۔ جب واپس آیا تو اس کے پاس پہلے سے کئی گنا زیادہ مال تھا۔ بڑھئی نے اپنے باپ سے کہا: ''کیا خیال ہے اگر میں نے آپ کی بات مانی ہوتی تو کیا آج مجھے اتنی دولت ملتی؟'' باپ نے کہا: ''میرے بچے! میں دیکھ رہا ہوں کہ تُو اپنے غیر کے لئے محنت وکوشش کررہا ہے، اگر تُو جانتا اور حقیقتِ حال سے واقف ہوتا تو خواہش کرتا کہ: ''اے کاش! میرے اور میرے اس مال کے درمیان مشرق ومغرب جتنا فاصلہ ہوتا۔'' بیٹے نے کہا: ''ابا جان! آپ یہ ساری باتیں ایک ستارہ شناس کے قول کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ میرا گُمان ہے کہ اس کا یہ قول کہ ''**مجھے مال ملے گا**'' درست ہے اور یہ قول درست نہیں کہ ''**میں غرق ہوکر مروں گا**''۔''

یہ کہہ کر بڑھئی نے دوسری کشتی بنانے کا حکم دیا۔ چالیس دن میں اس کا سامانِ تجارت بالکل تیار ہوگیا تو اس کے باپ نے کہا: ''میرے بیٹے! اس مرتبہ بھی مِنَّت سماجت کرنا تجھے نہ روک سکے گا کیونکہ میں نے ایسی نشانیاں دیکھ لی ہیں کہ جن کی وجہ سے میرے نزدیک ستارہ شناس کی بات سچ ہوگئی ہے۔'' اتنا کہہ کر بوڑھا باپ اپنے بیٹے کی جدائی پر زاروقطار رونے لگا تو بیٹے نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے آپ پر فدا کرے! صرف اس مرتبہ اور صبر کرلیں۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے صحیح وسالم واپس لوٹا دیا تو زندگی بھر کبھی بھی بحری سفر نہ کروں گا۔'' بوڑھے باپ نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے یقین ہو چلا ہے کہ اب تُو ضائع ہوجائے گا۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس مرتبہ تو واپس نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔'' پھر بوڑھے باپ نے اس کی مِنَّت سماجت کی اور خوب رو رو کر سمجھایا مگر اس نے اپنے بوڑھے باپ کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور دونوں کشتیوں کو لے کر سفر پر روانہ ہوگیا۔ جب کشتیاں بیچ سمندر میں پہنچیں تو اچانک طوفان آگیا اور دونوں کشتیاں آپس میں ٹکرا کر تباہ وبرباد ہوگئیں۔ غرق ہوتے وقت تاجر کو اپنے باپ کی باتیں یاد آرہی تھیں وہ سوچ رہا تھا کہ میں نے اپنے باپ کی نافرمانی کیوں کی؟ لیکن اب معاملہ اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اس طرح وہ اور اس کے تمام ساتھی مع ساز وسامان سمندر میں غرق ہوکر موت کے گھاٹ اتر گئے۔

پھر اس کا بوڑھا باپ بھی چند ہی دنوں میں بیٹے کی جدائی کے غم میں اس دارِفانی سے کوچ کرگیا۔ بڑھئی کی ساری دولت اس کی زوجہ، بیٹی اور بیٹے میں تقسیم ہوگئی۔ اس کی زوجہ نے دوسری شادی کرلی، بیٹی اور بیٹے کی بھی شادی ہوگئی۔ اور اب بڑھئی کے مال میں اس کی زوجہ (جوکہ بیوہ ہوچکی تھی) اس کا نیا شوہر، اس کی بیٹی کا شوہر اور اس کے بیٹے کی بیوی بھی شریک ہوگئی۔ ہر وہ مال جسے بدبخت لوگ جمع کرتے ہیں اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔''

راہب نے کہا: ''مجھے ان لوگوں پر شدید تعجب ہوتا ہے جو اپنے جسم سے بخل کرتے اور دوسروں پر خرچ کرتے ہیں۔

اے انسان! تُو کم مال پر ہی گزارہ کرلے، اس سے تھوڑی سی تکلیف تو ہوگی لیکن فائدہ بہت زیادہ ہے۔ اگر تُو زیادہ مال کے پیچھے نہ پڑے گا تو منزل تک پہنچ جائے گا۔ اگر کچھ جمع ہی کرنا ہے تو اپنی جان کے لئے ذخیرہ کر، غیروں کے لئے اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈال، ورنہ تجھے بھی وہی چیز لاحق ہوگی جو **''مچھلیوں کے شکاری''** کو لاحق ہوئی۔'' پوچھا: **''مچھلی کے شکاری''** کو کیا چیز لاحق ہوئی؟''

مچھلیوں کا شکاری

راہب نے کہا: ''مشہور ہے کہ ایک شکاری کے جال میں بہت بڑی مچھلی پھنسی تو اس نے کہا: ''اسے کھانے کا مجھ سے زیادہ کوئی حق دار نہیں۔'' پھر اسے خیال آیا کہ یہ مچھلی اپنے فلاں پڑوسی کو تحفہ دے دینی چاہیے۔ چنانچہ وہ مچھلی کو اپنے صاحبِ حکمت پڑوسی کے پاس لے گیا۔ اس نے اس کی قیمت دینا چاہی تو شکاری نے انکار کر دیا۔ پڑوسی نے کہا: ''تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ کیا تمہاری کوئی حاجت ہے جسے میں پورا کروں؟'' اس نے کہا: ''نہیں، میں کچھ نہیں چاہتا، میں نے تو ایثار کی نیت کی تھی۔'' پڑوسی نے کہا: ''میں نے تمہارا تحفہ قبول کیا۔'' پھر اس نے خادم کو حکم دیا کہ یہ مچھلی اٹھاؤ اور ہمارے فلاں معذور و مسکین پڑوسی کو دے آؤ۔ جب شکاری نے یہ معاملہ دیکھا تو سر پکڑ کر رہ گیا اور کہا: ''افسوس ہے اس پر، جس نے اپنی مچھلی نہ کھائی اور وہ اس کے پاس پہنچ گئی جو اسے سب سے زیادہ ناپسند تھا''۔ جب صاحبِ حکمت پڑوسی نے شکاری کی یہ بات سنی تو کہا: ''میں نے وہ مچھلی، مسکین پر صدقہ کر کے اپنی محتاجی کے دن کے لئے ذخیرہ کر لی ہے۔'' شکاری نے کہا: ''وہ کون سا دن ہے؟'' حکیم پڑوسی نے کہا: ''وہ قیامت کا دن ہے لوگ اس دن اپنے اپنے ذخیروں کے محتاج ہوں گے۔'' یہ سن کر شکاری بہت زیادہ متعجب ہوا اور واپس اپنے گھر چلا آیا۔''

راہب نے کہا: ''مجھے تعجب ہے اس امر پر جس نے سمجھداروں اور جاہلوں کو دھوکے میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ وہ لمبی لمبی امیدوں اور لالچ کی وجہ سے ہلاک ہوگئے، جیسا کہ **''یہودی و نصرانی''** ایک ساتھ ہلاک ہوئے۔'' پوچھا: ''ہمیں بتایئے کہ ان دونوں کی ہلاکت کس طرح ہوئی؟''

یہودی اور نصرانی کی ہلاکت

راہب نے کہا: ''مشہور ہے کہ ایک یہودی اور نصرانی سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں آبادی کے قریب کنواں تھا اور آگے ایک وسیع وعریض صحراء، جس کی وسعت چار دن کی راہ تھی۔ دونوں کے پاس مشکیزے تھے، یہودی نے اپنا مشکیزہ پانی سے بھر لیا، جب نصرانی بھرنے لگا تو کہا: ''ایک مشکیزہ پانی ہمیں کافی ہے تم اپنا مشکیزہ بھر کر خواہ مخواہ وزن میں اضافہ مت کرو۔'' نصرانی نے کہا: ''میں اس راستہ سے اچھی طرح واقف ہوں شاید یہ ایک مشکیزہ ہمیں کافی نہ ہو۔'' یہودی نے کہا: ''تم یہی چاہتے

ہو کہ جب تمہیں پیاس لگے تو میں تمہیں پانی پلاؤں۔'' اس نے کہا:'' ہاں۔'' یہودی نے کہا:'' بس پھر اپنا مشکیزہ نہ بھرو، جب تمہیں پیاس لگے گی پانی مل جائے گا۔'' یہ سن کر نصرانی نے اپنا مشکیزہ خالی ہی رکھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ عنقریب اسے پیاس کی شدت کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن وہ یہودی کے مشکیزے کی امید پر پانی کے بغیر ہی صحرا کی طرف چل دیا۔ سخت گرم ہواؤں کی وجہ سے بار بار پیاس لگی اور بالآخر پانی ختم ہوگیا حالانکہ ابھی آدھا سفر باقی تھا۔ پیاس کی شدت نے انہیں نڈھال کر دیا، انہیں اپنی موت کا یقین ہو چلا تھا۔ نصرانی نے یہودی سے کہا:'' ہم صرف تیرے بُرے مشورے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں اور تُو نے یہ اس لئے کیا کہ تم لوگ ہمارے نبی حضرت سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام سے بُغض رکھتے ہو۔'' یہودی نے کہا:'' تیرا ناس ہو! کیا تو مجھے ایسا بُرا سمجھتا ہے؟ بھلا میں اپنے آپ کو اور تجھے جان بوجھ کر ہلاکت میں کیوں ڈالتا۔'' نصرانی نے کہا:'' تو، **اللہ** تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو! تُو نے مجھ پر رحم نہیں کیا۔'' یہودی نے کہا:'' تیرا ناس ہو! میں نے تجھے مشکیزہ بھرنے سے صرف اس لئے روکا تھا کہ تیرا گدھا بوجھ کی زیادتی سے بچا رہے اور تجھے پیدل نہ چلنا پڑے۔'' نصرانی نے کہا:'' تُو نے یہ سب کام ہم سے پرانی عداوت کی وجہ سے کئے ہیں، میرے نزدیک پیدل چلنے کی مشقت، موت کی مشقت سے کہیں زیادہ آسان تھی۔ اب ہماری موت یقینی ہے اور یہ بات مجھے غمگین کرے گی کہ ہم دونوں ایک ساتھ مَریں پھر کوئی نصرانی عالم گزرے اور وہ ہم دونوں کی اکٹھی نمازِ جنازہ پڑھے۔'' یہودی نے کہا:'' تیرا برا ہو! تُو اس بات کو کیوں ناپسند کرتا ہے کہ ہم پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور ہمیں ایک ساتھ دفن کیا جائے؟'' اس نے کہا:'' اس لئے کہ تو اپنے آپ کو اور اپنے ساتھی کو ہلاک کرنے والا ہے، اب یہ جائز نہیں کہ تیری نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔''

یہ سن کر یہودی خاموش ہوگیا۔ لَق ودَق (یعنی چٹیل و ویران) صحراء میں گرم ہوائیں چل رہی تھیں اور پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ پیاس کی شدت سے موت ان کے سروں پر مَنڈلا رہی تھی۔ اتنے میں انہیں ایک شخص نظر آیا جو اپنے گدھے پر پانی کے دو مشکیزے رکھے ہوئے جا رہا تھے۔ یہ دونوں دوڑتے ہوئے اس کی طرف گئے اور کہا:'' اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! پانی پلا کر ہم پر احسان کر! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے عافیت عطا فرمائے۔'' اس نے کہا:'' یہ ایسا راستہ ہے جہاں پانی ملنے کی کوئی امید نہیں۔'' دونوں نے کہا:'' تیرا دین کیا ہے؟'' کہا:'' میرا وہی دین ہے جو تمہارا ہے۔'' انہوں نے کہا:'' ہم میں سے ایک تو یہودی ہے اور دوسرا نصرانی پھر تیرا دین ہماری طرح کیسے ہوسکتا ہے؟'' گدھے والے نے کہا:'' یہودی، نصرانی یا مسلمان جب اپنی کتاب ودین پر عمل نہ کریں اور لالچ و کھوکھلی امیدوں کے دھوکے میں پڑ جائیں تو انہیں وہی چیز لاحق ہوتی ہے جو تم دونوں کو لاحق ہوئی۔'' یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا اور پانی کا ایک قطرہ بھی انہیں نہ دیا۔

راہب نے کہا:'' راہِ آخرت کے مسافر کو چاہئے کہ وہ سفرِ آخرت کے لئے بھی ایسا اہتمام کرے جیسا دنیوی سفر کے لئے کرتا

ہے۔انسان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ نہ تو گناہوں سے بچے اور نہ ہی کبھی نیک عمل کرے،اور پھر بھی رحمت و مغفرت کی آس پر سب نیک اعمال ترک کردے اور خوب گناہ کرے۔سمجھدار شخص ایسی نا رَوا حرکت کبھی نہیں کرتا، مجھے سخت تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو اپنی برائیاں مخلوق سے تو چھپاتے ہیں لیکن خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ سے حیا کرتے ہوئے کبھی کوئی گناہ ترک نہیں کرتے حالانکہ وہ پروردگار عَزَّوَجَلَّ رزق دینے والا اور وہی جزا وسزا دینے والا ہے۔کیا تم اس بات سے بے خوف ہوگئے ہو کہ تمہیں وہ مصیبت پہنچے جو ''**راہب**'' کو پہنچی تھی؟''سرداروں نے کہا: ہمیں بتائیے کہ ''**راہب**'' کو کیا مصیبت پہنچی تھی؟''

بناوٹی راہب کی ہلاکت

کہا جاتا ہے کہ''ایک شخص شہد، گھی، تیل اور شراب بیچا کرتا تھا۔خریدتے وقت تو صاف ستھری اور خالص چیزیں خریدتا لیکن بیچتے وقت خوب ملاوٹ کرتا اور مہنگے داموں بیچتا۔اس کی داڑھی بہت پیاری وحسین تھی جو بھی اسے دیکھتا تو کہتا کہ تجھے تو بہت بڑا راہب ہونا چاہئے تیری داڑھی بالکل راہبوں جیسی ہے۔لوگوں کی بات سن کر اس شخص کے دل میں یہ بات آئی کہ''مجھے رہبانیت کا راستہ اختیار کرنا چاہئے تاکہ لوگوں میں میری قدر ومنزلت بڑھ جائے۔''چنانچہ اس نے اپنی بیوی سے کہا:''لوگ میری داڑھی کی خوب تعریف کرتے ہیں لیکن میرے عمل سے بے خبر ہیں،اگر میں رہبانیت کا راستہ اختیا کرلوں تو خوب مالامال ہوجاؤں گا اور لوگوں میں میرا مرتبہ بلند ہوجائے گا۔''یہ سن کر اس کی زوجہ نے روتے ہوئے کہا:''کیا تُو مجھے بیواؤں اور اپنے بچوں کو یتیموں کی طرح کردے گا۔''اس نے کہا:''تیرا ناس ہو! میں عبادت کی نیت سے کب رہبانیت اختیار کررہا ہوں۔میں تو یہ چاہتا ہوں کہ لوگوں میں میرا مرتبہ بلند ہو اور میں اپنی قوم کا مُعَزَّز شخص بن جاؤں۔''عورت نے کہا:''کہیں ایسا نہ ہو کہ جب تُو راہبوں سے ملے اور تجھے عبادت کی حلاوت نصیب ہو تو پھر تو بھی ان راہبوں کی طرح اپنے سب گھر والوں کو چھوڑ دے۔''

اس نے قسم کھا کر یقین دلایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔بالآخر اس نے انبیاءِ کرام علیھم السلام پر نازل ہونے والی کُتُب اور انجیل وغیرہ کی تعلیم حاصل کی،سر منڈایا اور بہت بڑے گرجا گھر میں چلا گیا جہاں راہبوں کی ایک جماعت پہلے ہی سے موجود تھی۔جب راہبوں نے اس کی داڑھی کا حسن وجمال دیکھا تو اسے اپنا امیر بنا کر گرجے کے تمام اُمور اس کی نگرانی میں دے دیئے۔گرجا گھر کے تمام اموال وخزانوں کی چابیاں پا کر وہ اپنی مراد کو پہنچ چکا تھا۔اس نے قوم کے شرفاء وسرداروں کے ساتھ مہربانی ونرمی کا رویہ اختیار کیا تو سب لوگوں کے دلوں میں اس کی قدر ومنزلت بڑھ گئی۔اب اس رِیا کار وبناوٹی راہب نے دوسرے راہبوں کو حقیر سمجھنا شروع کردیا۔ان کی خوراک میں کمی کردی اور ان کے مرتبوں کو بھی گھٹا دیا۔پھر ایک عابد وشریف النفس شخص کو گرجا گھر کے لئے آنے والی آمدنی پر نگران مقرر کیا اور خود عیش وعشرت میں مشغول ہوگیا۔اچھا اور نرم وملائم لباس پہننا اور شراب پی کر

عورتوں سے لطف اندوز ہونا اس کا معمول بن گیا۔ جب راہبوں نے اس بناوٹی راہب کی بداعمالیاں دیکھیں تو ان میں سے ایک راہب نے کہا: ''یہ فاسق وکمینہ شخص تم کو ذلیل کر رہا ہے اور تمہاری وجہ سے یہ فسق پر ڈٹا ہوا ہے، تم اپنے اس معاملے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو!۔'' راہبوں نے کہا: ''ہم نے دنیوی مال واسباب چھوڑ کر اپنے آپ کو عبادت کے لئے فارغ کرلیا ہے، اب اس بناوٹی راہب کی وجہ سے ہم غم وپریشانی اور امورِ دنیا میں پھنس چکے ہیں۔'' بغیر داڑھی والے راہب نے کہا: ''یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ تم لوگوں نے اس کی بڑی داڑھی دیکھ کر اس کے بارے میں اچھی رائے قائم کرلی، اب جس نے متقی وپرہیزگار لوگوں کو چھوڑ کر ایک ایسے شخص کی پیروی کرنا شروع کردی ہے جو مکار وفاسق ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے اوپر ہونے والے ہر ظلم وستم کو برداشت کرے۔''

تمام راہب اس بات پر متفق ہوئے کہ اس راہب کی اصلاح کرنی چاہئے۔ پس ان سب کی طرف سے ایک راہب نمائندہ بن کر گیا اس نے بناوٹی راہب سے کہا: ''تُو نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، تیرے تمام کرتوت تیرے راہب ساتھیوں کو معلوم ہوچکے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی سزا سے ڈر! بے شک کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں وہ آخرت سے قبل دنیا ہی میں سزا دے دیتا ہے۔'' بناوٹی راہب نے کہا: ''کیا بڑے بڑے عظیم لوگوں سے غلطیاں نہیں ہوئیں؟ میں بھی انسان ہوں مجھ سے غلطی ہوگئی تو کیا ہوا؟'' راہب نے کہا: ''تُو بڑے بڑے بزرگوں کی غلطیوں کو جانتا ہے لیکن ان کی توبہ سے واقف نہیں۔ ریاکار راہب نے کہا: ''امید ہے کہ میں بھی توبہ کرلوں گا۔'' اس نے کہا: ''کتنے لوگ ایسے تھے جو توبہ کرنے میں سستی کرتے رہے اور انہیں موت نے آلیا۔'' یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور ریاکار راہب سرکشی ہی میں مشغول رہا۔ پھر اس کی ہلاکت اس طرح ہوئی کہ ڈاکوؤں نے اس بستی پر حملہ کردیا۔ ایک ڈاکو نے راہب کو اس حالت میں پایا کہ وہ ایک عورت کے ساتھ بستر پر موجود تھا۔ وہ اسے پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے آیا۔ ڈاکوؤں نے کہا: ''اگر یہ شخص راہب نہ ہوتا تو ہم اسے معاف کردیتے لیکن اب اس کے معاملہ میں ہم حکمِ خداوندی کو ملحوظ رکھیں گے۔ کیونکہ اس نے ان عورتوں سے فائدہ اٹھایا جو اس کے لئے حرام تھیں۔'' ڈاکوؤں نے علماء سے اس بدکار شخص کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا: ''اسے آگ میں جلا دیا جائے۔'' چنانچہ اسے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا گیا اس طرح **اللہ** تعالیٰ نے راہبوں کو اس بدکار کے شر سے نجات عطا فرمائی اور دنیا ہی میں اسے آگ کا عذاب دے دیا۔ یہ اس کی اس عبادت کا صلہ تھا جس کے ذریعے دنیا کی رضا چاہی گئی تھی۔ (الامان والحفیظ)

یہ حکایت سنانے کے بعد راہب نے کہا: ''مجھے تعجب ہے ان مصیبت زدہ انسانوں پر جو صبر کے ذریعے مدد حاصل نہیں کرتے لیکن پھر بھی ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ عنقریب مصیبت زدہ پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ وہ ایسی خواہش کرے گا جیسی ''**نابینا**'' نے کی تھی۔ سرداروں نے کہا: ''**نابینا**'' نے کیا تمنا کی تھی؟''

نابینے کی خواہش

راہب نے کہا: ''مشہور ہے کہ کسی تاجر نے ایک جگہ اپنے سو(100) دینار دبادیئے۔ اس کے پڑوسی نے اسے دیکھ لیا اور موقعہ ملتے ہی ساری رقم نکال کر اپنے گھر لے گیا۔ تاجر نے جب اپنی رقم نہ پائی تو خوب رویا اور پریشان ہوا۔ جب بڑھاپا آیا تو اس کی بینائی چلی گئی اور وہ شدید محتاج ہوگیا۔ جب پڑوسی کی موت قریب آئی تو اسے حساب کا خوف لاحق ہوا، اس نے وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے سو دینار اس نابینا کو دے دیئے۔ نابینا کو سارا واقعہ معلوم ہوا تو وہ مال ملنے پر اتنا خوش ہوا کہ پہلے کبھی اتنا خوش نہ ہوا تھا۔ اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالاتے ہوئے کہا: ''تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے مجھے وہ چیز عطا فرمائی جس کا میں شدید محتاج تھا۔ اے کاش! اس دن مجھ سے سارا مال لے لیا گیا ہوتا اور آج لوٹا دیا جاتا کیونکہ آج کے دن میں اس کا زیادہ محتاج ہوں۔''

راہب نے کہا: ''جو شخص یہ جانتا ہے کہ اسے ایک ایسے دن کا سامنا ضرور کرنا پڑے گا جس میں اچھے اعمال کی طرف بہت زیادہ محتاجی ہوگی تو اسے چاہئے کہ وہ اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ کرلے۔ مجھے سخت تعجب ہے ان لوگوں پر جو ان باتوں پر عمل نہیں کرتے جنہیں وہ جانتے ہیں۔ گویا کہ وہ اس طرح ہلاک ہونا چاہتے ہیں جیسے ''**سیلاب والا**'' ہلاک ہوا۔'' سرداروں نے پوچھا: ''وہ کیسے ہلاک ہوا؟''

اور وہ غرق ہوگیا......!

راہب نے کہا: ''اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک شخص نے سیلاب آنے کی جگہ اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ جب اس سے کہا گیا کہ ''یہ بہت خطرناک جگہ ہے یہاں سے ہٹ جا۔'' تو اس نے کہا: ''مجھے معلوم ہے کہ یہ جگہ خطرناک ہے لیکن اس کی خوبصورتی و شادابی نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔'' اس سے کہا گیا کہ ''تمام رونقیں اور خوبصورتیاں زندگی کے ساتھ ہیں، لہٰذا اپنی جان کی حفاظت کر، اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈال۔'' اس نے کہا: ''میں یہ جگہ ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔'' پھر ایک رات حالتِ نیند میں اسے سیلاب نے آلیا اور وہ غرق ہو کر مرگیا۔ لوگوں نے اس کا انجام دیکھ کر اس طرح کہا جس طرح زمانے والوں نے کہا: ''ہم پیدا ہوتے اور مرجاتے ہیں اور ہم میں سے جو مرجاتا ہے وہ واپس لوٹ کر نہیں آتا۔

راہب نے کہا: ''اگر ہم سمجھداری سے کام لیں تو ہم بھی ''**اَفْرُوْلِیَہ**'' والوں کی طرح ہوجائیں گے۔'' سرداروں نے کہا: ''**اصحابِ افرولیہ**'' کون تھے؟ اور ان کا معاملہ کیا تھا؟''

سفرِ آخرت کا توشہ تیار کرو......!

کہا: ''اُسقولیہ'' کے بادشاہ نے ایک بہت بڑا لشکر ''اَفرولیہ'' کی طرف بھیجا۔ وہاں تک کا سمندری سفر ساٹھ (60) دنوں کا تھا اور راستے میں کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں سے کھانے پینے کی کوئی چیز حاصل کی جاتی۔ اب جتنا سامانِ خورد ونوش یہ اپنے ساتھ لے جاتے اسی پر گزارہ کرنا پڑتا۔ اس لشکر میں دو کاہن بھی تھے۔ ایک نے کہا: ''یہ لشکر سات دن تک ''افرولیہ'' کا محاصرہ کر کے، منجنیق کے ذریعے سنگ باری کرتا رہے گا اور آٹھویں دن انہیں فتح نصیب ہوگی۔'' دوسرے کاہن نے کہا: ''ایسا نہیں ہے بلکہ یہ وہاں پر سات دن محاصرہ کریں گے اور آٹھویں دن واپس آجائیں گے۔'' لشکر والوں نے جب ان کی یہ باتیں سنیں تو لشکر کے سردار آپس میں کہنے لگے: ''ہمیں واپسی کا زادِراہ ساتھ لے چلنا چاہئے یا فتح کی اُمید پر واپسی کے زادِراہ کے بغیر چلنا چاہئے؟'' ایک قوم نے کہا کہ: ''ہمیں اس کاہن کی بات ماننی چاہئے جو فتح کی خوش خبری دے رہا ہے، لہٰذا زیادہ زادِراہ لے جا کر ہمیں اپنے آپ کو تھکانا نہیں چاہئے۔'' بقیہ لشکر والوں نے کہا: ''ہم صرف امید پر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈال سکتے بلکہ ہمیں واپسی کا زادِراہ بھی احتیاطاً ساتھ لے چلنا چاہئے۔'' چنانچہ انہوں نے تو آنے جانے کا زادِراہ ساتھ لے لیا۔ لیکن لشکر کے دوسرے گروہ نے صرف جانے ہی کا سامان ساتھ لیا۔ وہاں پہنچ کر وہ مسلسل سات دن تک قلعے کا محاصرہ کئے سنگ باری کرتے (پتھر برساتے) رہے۔ آٹھویں دن دیوار میں بہت بڑا شگاف ہوا تو لشکر اندر داخل ہوگیا، آگے ایک اور بہت مضبوط دیوار موجود تھی۔ سات دن ہو چکے تھے آٹھواں دن شروع تھا اتنے میں قاصد آیا اور پیغام دیا کہ'' بادشاہ فوت ہوگیا ہے واپس چلو۔'' یہ خبر سن کر سب واپس ہولئے۔ جو لوگ اپنے ساتھ واپسی کا سامان لائے تھے وہ تو بخیریت اپنے ملک پہنچ گئے اور جنہوں نے سستی کرتے ہوئے زادِراہ ساتھ نہ لیا تھا وہ ہلاک ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد ستّر ہزار (70,000) تھی۔ اس وقت سے اب تک ان کی حکایت بطورِ عبرت پیش کی جاتی ہے۔

یہ حکایت سنانے کے بعد راہب نے ان تینوں سرداروں کو سمجھاتے ہوئے کہا: ''انہی لوگوں کی طرح وہ بھی ہلاک ہوجاتا ہے جو آخرت کے لئے زادِراہ تیار نہیں کرتا۔ اور جو زادِراہ تیار رکھتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے۔'' سرداروں نے کہا: ''آپ کا اندازِ تبلیغ بہت اچھا ہے۔ آپ کی انفرادی کوشش بہت خوب ہے۔'' راہب نے کہا: ''کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے وعظ کی مٹھاس صرف تمہارے کانوں تک محدود ہو اور دلوں تک نہ پہنچی ہو۔ سنو! کیا تم نہیں جانتے کہ جو کتابیں حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرتِ سیِّدُنا داوٗد علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئیں اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر جو صحائف نازل ہوئے ان تمام میں یہ بات موجود تھی کہ ''تمہیں اسی کی جزا ملے گی جو تم نے عمل کئے'' پس تم اپنے اعمال میں نظر کرو۔ اپنے بارے میں صحیح فیصلہ کرو! اور میرے پاس سے ہدایت پانے

والے ہوکر واپس لوٹ جاؤ۔'' راہب کی یہ حکیمانہ باتیں سن کر وہ تینوں سردار واپس چلے آئے۔ پھر باہم مشورے سے ایک کو ملک کا حاکم بنایا اور سب اس پر راضی ہو گئے۔

(**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے مقبول بندوں پر رحمت کی خوب برسات فرمائے اور ہم سب کی مغفرت فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

(**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** اس عبرت آموز حکایت سے ہمیں یہ درس ملا کہ انسان کو ہمیشہ اپنے انجام پر نظر رکھنی چاہیے، آنے والے وقت سے پہلے تیاری کر لینی چاہئے۔ سمجھ دار وہی ہے جو موت سے پہلے موت کی تیاری کر لے اور اس فانی زندگی میں رہ کر ایسے اعمال کرے کہ جن کی بدولت دائمی زندگی میں خوب نعمتیں ملیں۔ طویل اُمیدوں کے دھوکے میں آ کر اعمالِ صالحہ کو مُؤَخَّر (مُ۔ءَخ۔خَر) یا ترک کر دینا ہرگز عقل مندوں کا شیوہ نہیں۔ انسان کو چاہئے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑے، نیکی کے کام میں ہرگز سستی نہ کرے اور اپنے آپ کو آخرت کی بہتری کے لئے مصروف رکھے۔ ان تمام باتوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے انسان کو ایسے ماحول کی ضرورت ہے جہاں فکرِ آخرت اور اعمالِ صالحہ کی خوب ترغیب دلائی جاتی ہو۔ **الحمدللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! آج کے اس پرفتن دور میں تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' ہمیں ایسا پاکیزہ اور سنتوں بھرا ماحول فراہم کرتی ہے کہ اس میں آ کر دل خود بخود اعمالِ صالحہ کی طرف راغب ہوتا اور گناہوں سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اس پاکیزہ ماحول میں خوفِ خدا اور عشقِ مصطفٰی کی عظیم نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ عمل کا جذبہ بڑھتا اور بد عملی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اس مدنی ماحول کو اپنا لیں اور ''**دعوتِ اسلامی**'' کے زیرِ اہتمام سفر کرنے والے ''**مدنی قافلوں**'' میں خوب خوب سفر کریں، **اجتماعات** میں شریک ہوں اور ''**مدنی انعامات**'' پر عمل پیرا ہوں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بانئ دعوتِ اسلامی، امیرِ اہلسنت حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے اور **دعوتِ اسلامی** کو دن دُگنی اور رات چُگنی ترقی عطا فرمائے۔)

؎ اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں اے **دعوتِ اسلامی** تیری دھوم مچی ہو (آمین)!

(آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

(**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہماری اس کوشش کو قبول و منظور فرمائے۔ اور اس کتاب کو ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے صدقے ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن، وَصَلَوَاتُہٗ وَسَلَامُہٗ عَلٰی اَشْرَفِ الْمُرْسَلِیْن مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

مآخذ ومراجع

نمبرشمار	کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
1	قرآنِ مجید	کلامِ باری تعالیٰ	ضیاء القرآن لاھور
2	کنزالایمان فی ترجمة القرآن	اعلیٰ حضرت امام احمدرضاخان علیه رحمة الرحمٰن المتوفّٰی ۱۳۴۰ ھ	ضیاء القرآن لاھور
3	صحیح البخاری	امام محمدبن اسماعیل البخاری رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی۲۵۶ھ	دارالسلام ریاض
4	سنن ابی داؤد	امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی۲۷۵ھ	دارالسلام ریاض
5	جامع الترمذی	امام محمدبن عیسٰی الترمذی رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی۲۷۹ھ	دارالسلام ریاض
6	المسند	امام احمدبن حنبل رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالفکربیروت
7	السنن الکبریٰ	امام احمدبن شعیب النسائی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه المتوفّٰی۳۰۳ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
8	الجامع الصغیر	امام جلال الدین السیوطی الشافعی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه المتوفّٰی۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
9	المصنف	امام عبداللّٰه بن محمدبن ابی شیبة رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی۲۳۵ھ	دارالفکربیروت
10	کنزالعمال	علاء الدین علی المتقی الھندی رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
11	موسوعة لابن أبی الدنیا	امام ابو بکرعبداللّٰه بن محمدالقرشی رحمة اللّٰه علیه المتوفّٰی۲۸۱ھ	المکتبة العصریة بیروت
12	المجالسة وجواھر العلم	ابو بکراحمدبن مروان الدینوری المالکی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه المتوفّٰی۳۳۳ھ	دارالکتب العلمیة بیروت
13	اللآلی المصنوعة	امام جلال الدین السیوطی الشافعی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه المتوفّٰی۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیة بیروت

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفراور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے **پابندِ سنت** بننے، گناہوں سے **نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کے لئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ 148کتب ورسائل

مع عنقریب آنے والی20 کتب ورسائل

{شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت }

اردو کتب:

1......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ اول) (کل صفحات250)

2......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفلُ الْفَقِیہِ الْفَاھِمِ فِيْ اَحکَامِ قِرطَاسِ الدَّرَاھِمِ) (کل صفحات:199)

3......دعاء کے فضائل (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنُ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:140)

4......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوقُ لِطَرحِ الْعُقُوقِ) (کل صفحات:125)

5......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِي) (کل صفحات:100)

6......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات:74)

7......ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَالٍ) (کل صفحات:63)

8......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃُ) (کل صفحات:60)

9......شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءٍ) (کل صفحات:57)

10......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِيْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْدِ) (کل صفحات:55)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اعجب الامداد) (کل صفحات47)

12......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

13......راہِ خدا عَزَّ وَجَلَّ میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

14......اولاد کے حقوق (مشعلۃ الارشاد) (کل صفحات31)

عربی کتب:

15، 16، 17، 18......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی والثالث والرابع) (کل صفحات:570،672،713،650)

19...... اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃِ (کل صفحات:93) 20...... تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان۔ (کل صفحات:77) 21......کِفلُ الْفَقِیہِ الْفَاھِمِ (کل صفحات:74)

22...... اَجْلَی الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70) 23......اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃِ (کل صفحات:60) 24...... اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ (کل صفحات:62)

25......اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِی (کل صفحات:46)

عنقریب آنے والی کتب

1......جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلدالخامس) 2......فضائل دعا 3......اولاد کے حقوق کی تفصیل (مشعلۃ الارشاد)

4 ......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ دوم)

{شعبہ تراجمِ کتب}

1...... جہنم میں لے جانے والے اعمال .جلداول (الزواجرعن اقتراف الکبائر)(کل صفحات:853)

2......جنت میں لے جانے والے اعمال(اَلْمَتجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ)(کل صفحات:743)

3......احیاء العلوم کا خلاصہ (لباب الاحیاء) (کل صفحات:641) 4......عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم) حصہ اوّل (کل صفحات:412)

5......آنسوؤں کا دریا (بَحْرُالدُّمُوْع) (کل صفحات:300) 6...... الدعوۃ الی الفکر (کل صفحات:148)

7......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّۃُالْعُیُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن) (کل صفحات:138)

8......مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روشن فیصلے (اَلْبَاہِرُفِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاہِر)(کل صفحات:112)

9......راہِ علم (تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم)(کل صفحات :102)

10...... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّھْدُوَ قَصْرُالْاَمَل) (کل صفحات:85)

11......حسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الْاَخلَاق)(کل صفحات:74) 12...... بیٹے کو نصیحت (اَیُّھَاالْوَلَد)(کل صفحات:64)

13...... شاہراہ اولیاء (مِنْھَاجُ الْعَارِفِیْنَ)(کل صفحات:36)

14......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْھِیْدُ الْفَرْشِ فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَۃِ لِظِلِّ الْعَرْشِ)(کل صفحات:28)

15......حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق)(کل صفحات:649) 16...... آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن)(کل صفحات:63)

17......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَۃُالْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) پہلی قسط: تذکرۂ خلفائے راشدین (کل صفحات:217)

18......عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم) حصہ دُوُم (کل صفحات:413)

عنقریب آنے والی کتب

1...... امربالمعروف ونہی عن المنکر 2......اللہ والوں کی باتیں (حلیۃ الاولیاء۔جلد ۱)(دوسری قسط) 3......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد۲)

{ شعبہ درسی کتب }

1...... اتقان الفراسة شرح دیوان الحماسه(کل صفحات:325)
2......نصاب الصرف (کل صفحات:343)
3...... اصول الشاشی مع احسن الحواشی(کل صفحات:299)
4......نحو میرمع حاشیه نحو منیر(کل صفحات:203)
5......دروس البلاغة مع شموس البراعة(کل صفحات:241)
6...... گلدسته عقائد واعمال (کل صفحات : 180)
7...... مراح الارواح مع حاشیةضیاء الاصباح (کل صفحات:241)
8......نصاب التجوید (کل صفحات:79)
9......نزهة النظر شرح نخبة الفکر (کل صفحات:175)
10......صرف بهائی مع حاشیه صرف بنائی(کل صفحات :55)
11......عناية النحو فی شرح هداية النحو(کل صفحات:280)
12......تعریفاتِ نحویه (کل صفحات:45)
13......الفرح الکامل علی شرح مئة عامل(کل صفحات: 158)
14......شرح مئة عامل(کل صفحات:44)
15......الاربعین النووية فی الأحاديث النبوية (کل صفحات:155)
16...... المحادثة العربية(کل صفحات:101)
17......نصاب النحو (کل صفحات:288)
18...... نصاب المنطق(کل صفحات:168)
19......مقدمةالشیخ مع التحفةالمرضية (کل صفحات:119)

عنقریب آنے والی کتب

1...... قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی
2......حسامی مع شرحه النامی
3...... شرح ،شرح العقائد مع جمع الفرائد

{شعبہ تخریج}

1......بہارِشریعت،جلداوّل(حصہ اول تاششم،کل صفحات1360)
2......جنتی زیور(کل صفحات:679)
3......عجائب القرآن مع غرائب القرآن(کل صفحات:422)
4......بہارِشریعت(سولہواں حصہ،کل صفحات312)
5......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کاعشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم(کل صفحات:274)
6......علم القرآن(کل صفحات:244)
7......جہنم کے خطرات(کل صفحات:207)
8......اسلامی زندگی(کل صفحات:170)
9......تحقیقات(کل صفحات:142)
10......اربعین حنفیہ(کل صفحات:112)
11......آئینۂ قیامت(کل صفحات:108)
12......اخلاق الصالحین(کل صفحات:78)
13......کتاب العقائد (کل صفحات:64)
14......اُمہات المؤمنین(کل صفحات:59)
15...... اچھے ماحول کی برکتیں(کل صفحات:56)
16...... حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50)
17 تا23......فتاوی اہل سنت(سات حصے)
24......بہشت کی کنجیاں(کل صفحات:249)
25......سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم(کل صفحات:875)
26......بہارِشریعت حصہ ۷(کل صفحات:133)
27......بہارِشریعت حصہ ۸(کل صفحات:206)
28......کراماتِ صحابہ علیہم الرضوان (کل صفحات:346)
29......سوانح کربلا(کل صفحات:192)
30......بہارِشریعت حصہ ۹(کل صفحات:218)

عنقریب آنے والی کتب

1......بہارِشریعت حصہ ۱۰،۱۱
2......منتخب حدیثیں
3......معمولات الابرار
4......جواہر الحدیث

{شعبہ اصلاحی کتب}

1......ضیائے صدقات (کل صفحات:408)
2......فیضانِ احیاء العلوم(کل صفحات:325)
3......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ(کل صفحات:255)
4 ......انفرادی کوشش(کل صفحات:200)
5...... نصاب مدنی قافلہ(کل صفحات:196)
6 ......تربیتِ اولاد(کل صفحات:187)
7......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)
8......خوفِ خداعزوجل(کل صفحات:160)
9......جنت کی دوچابیاں(کل صفحات:152)
10......توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)
11......فیضانِ چہل احادیث(کل صفحات:120)
12......غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات(کل صفحات:106)
13...... مفتیٔ دعوتِ اسلامی(کل صفحات:96)
14......فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم(کل صفحات:87)
15......احادیثِ مبارکہ کے انوار(کل صفحات:66)
16......کامیاب طالب علم کون؟(کل صفحات:تقریباً63)
17......آیاتِ قرآنی کے انوار(کل صفحات:62)
18...... بدگمانی(کل صفحات:57)

{شعبہ امیر اہلسنت دامت برکاتھم العالیہ}

عنقریب آنے والے رسائل

1......اعتکاف کی بہاریں (قسط1) 2......اسلامی بہنوں میں مدنی انقلاب قسط2 (معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟)
3......انفرادی کوشش کی مدنی بہاریں قسط2 (نومسلم کی دردبھری داستان) 4......V.C.D کی مدنی بہاریں قسط3 (رکشہ ڈرائیور کیسے مسلمان ہوا؟)

{شعبہ مدنی مذاکرہ}

عنقریب آنے والے رسائل

1......اولیائے کرام کے بارے میں سوال جواب 2......دعوت اسلامی اصلاحِ امت کی تحریک

المدینۃ العلمیۃ کی کتب

شادی کی دعوت میں ثواب کمانے کا مَدَنی نُسخہ

شادی میں جہاں بہت سارا مال خرچ کیا جاتا ہے وہاں دعوتِ طعام کے اندر خواتین وحضرات میں ایک ایک ''**مَدَنی بستہ**'' (STALL) لگواکر حسبِ توفیق مدنی رسائل و پمفلٹ اور سنّتوں بھرے بیانات کی کیسٹیں وغیرہ مُفت تقسیم کرنے کی ترکیب فرمایئے اور ڈھیروں نیکیاں کمایئے۔ آپ صرف **مکتبۃ المدینہ** کو آرڈر دے دیجئے۔ باقی کام اِن شاءَ اللہ عزوجل اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں خود ہی سنبھال لیں گے۔ جزاکَ اللہ خیراً۔

نوٹ: سوئم، چہلم و گیارھویں شریف کی نیاز کی دعوت وغیرہ مواقع پر بھی **ایصالِ ثواب** کے لئے اسی طرح ''لنگرِ رسائل'' کے مدنی بستے لگوایئے۔ **ایصالِ ثواب** کے لئے اپنے مرحوم عزیزوں کے نام ڈلوا کر **فیضانِ سنّت**، **نماز کے احکام** اور دیگر چھوٹی بڑی کتابیں، رسالے اور پمفلٹ وغیرہ تقسیم کرنے کے خواہشمند اسلامی بھائی **مکتبۃُ المدینہ** سے رُجوع فرمائیں۔

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

کراچی: شہید مسجد کھارادر۔ فون: 021-2203311-2314045
لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-7311679
سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058610-37212
حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
نواب شاہ: چکرا بازار، نزد مسلم کمرشل بینک۔ فون: 4362145
سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 5619195
گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ۔ فون: 055-4225653

مکتبۃ المدینہ
فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)
فون: 4921389-93/4126999 فیکس: 4125858
Email:maktaba@dawateislami.net \ www.dawateislami.net